فہرست ابواب کتاب بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح

صفحہ	باب
۳	باب طلب علم کی فضیلت مین
۷	باب کتابت علم کے بیان مین
۱۰	باب فتوے دینے کے بیان مین
۱۲	باب اس امر کے بیان مین کہ فتوی دینے کے لایق کون ہے اور کون نہین
۱۴	باب اختلاف کے بیان مین
۱۷	باب روایت بالمعنے کے بیان مین
۱۸	باب حدیث کی روایت کرنے مین اور اجازت مین
۲۱	باب اس بیان مین کہ علم ثقہ لوگون سے سیکھنا چاہیے
۲۲	باب اس بیان مین کہ مجلس وعظ کی جایز ہے
۲۵	باب آداب واعظین کے بیان مین
۲۸	باب ترغیب دینے مین طلب علم پر اور فضیلت بیان کرنے مین فقہ کی اُسکے غیر پر
۳۱	باب علم مین مناظرہ اور جھگڑا کرنیکے بیان مین
۳۳	باب سیکھنے والے کے آداب مین
۳۸	باب منصب قضا قبول کرنے مین
۴۱	باب قاضی کے آداب کے بیان مین
۴۲	باب قرآن سیکھنے اور سکھانیکی فضیلت مین
۴۶	باب سبع مثانی کی تفسیر مین
۴۹	باب اس بیان مین کہ کتنا قرآن کم سے کم پڑھنا چاہیے اور کتنا زیادہ مین
۵۰	باب سورہ توبہ پر بسم اللہ نہ ہونے کے سبب مین
۵۱	باب رسول اللہ صلعم کی قرأت قرآن کے بیان مین
۵۱	باب اشعار کے پڑھنے مین
۵۵	باب اس بیان مین کہ رسول اللہ صلعم نے بھی شعر کہے ہین یا نہین
۵۷	باب خواب کی تعبیر کے بیان مین
۵۸	باب خواب نیک اور تعبیر نیک کے بیان مین
۶۲	باب دوا اور جھاڑ پھونک کے بیان مین
۶۶	باب اُن کھانون کے بیان مین کہ جنمین دوا ہے
۶۸	باب بیچ فضیلت عربی زبان کے اور زبانون پر
۷۱	باب اس بیان مین کہ نزول قرآن سات حرفون پر ہوا ہے
۷۵	باب تفسیر قرآن کے بیان مین
۷۸	باب مخلوق کے ساتھ اچھی طرح پیش آنے کے بیان مین
۸۰	باب ملاقات کرنے کے بیان مین
۸۲	باب سلام کرنیکے بیان مین
۸۷	باب لڑکون پر سلام کرنیکے بیان مین
۸۸	باب اہل ذمہ کفار سے سلام کرنیکے بیان مین
۹۰	باب گھر مین داخل ہونے کے وقت سلام کرنا چاہیے
۹۱	باب اس بیان مین کہ لباس کسطرح کا مستحب ہے

۹۳ باب جمال یعنے زینت لباس وغیرہ کے بیان مین
۹۵ باب کون کپڑا جائز ہے اور کون نہین جائز ہے
۹۸ باب نقش و نگار یا گوٹ ریشم وغیرہ کی کپڑون مین جائز ہین یا نہین
۹۹ باب دیبا اور حریر کے فرش بنانے کے بیان مین
۱۰۰ باب سرخ اور کسنبے کپڑے پہننے کے بیان مین
۱۰۲ باب چمڑے درندون کے استعمال کرنے جائز ہین یا نہین
۱۰۴ باب گوشت کہانیکے بیان مین
۱۰۵ باب فالودہ کہانا جائز ہے یا نہین
۱۰۷ باب کہانون کے بیان مین
۱۰۹ باب لہسن کہانے کے بیان مین
۱۱۰ باب مروت کے بیان مین
۱۱۴ باب ان اقوال کا بیان جو عقل اور علم کے بارہ مین منقول ہین
۱۱۷ باب ادب کے بیان مین
۱۱۸ باب آداب وضو اور نماز کے بیان مین
۱۲۴ باب نیند کے آداب مین
۱۲۶ باب کہانیکے آداب مین
۱۳۳ باب دعوت کے قبول کرنیکے بیان مین
۱۳۶ باب مہمانی کے آداب مین
۱۴۱ باب خلال کرنے کے بیان مین

۱۴۲ باب بیٹھنے کے بیان مین
۱۴۴ باب فضیلت داہنے ہاتھ کی بائین پر
۱۴۶ باب گہر سے نکلے تو کیا کرے اور رفیق کے ساتھ کیونکر پیش آے
۱۴۹ باب بیع شرا کے بیان مین
۱۵۲ باب حاکم کی اطاعت کرنے کے بیان مین
۱۵۴ باب امیرون سے تحفہ یا وظیفہ لینا جائز ہے یا نہین
۱۵۷ باب غیر کے گہر مین جہانکنے کی ممانعت مین
۱۵۹ باب تہمت کی جگہ سے بچنا چاہئے
۱۶۰ باب نرمی کے بیان مین
۱۶۲ باب عمامہ پہننے کی فضیلت مین
۱۶۳ باب مومن کو دنیا کم ملتی ہے
۱۶۴ باب قیامت کی علامت کے بیان مین
۱۶۷ باب کلام مین حد سے زیادہ تجاوز نکیا جاے
۱۷۰ باب تصویرون کی ممانعت مین
۱۷۱ باب زانیہ سے نکاح کرنا جائز ہے یا نہین
۱۷۲ باب غنا پر فقر کی فضیلت مین
۱۷۶ باب قرض لینے کے بیان مین
۱۷۸ باب غزل کے بیان مین
۱۷۹ باب مردہ کو عذاب ہوتا ہے بسبب رونیکے

١٨٠	باب	مردہ پر رونا کیسا ہے
١٨٢	باب	اہل علم وفضل واہل عزت کے بیان مین
١٨٥	باب	غیرت کے بیان مین
١٨٦	باب	جود وسخاوت کے بیان مین
١٨٨	باب	سفارش کرنیکے بیان مین
١٩٠	باب	جان بوجھکر قتل کرنیکے بیان مین
١٩٣	باب	بچون کا بوسہ لینا کیسا ہے
١٩٥	باب	نکاح مین دائرہ کا بجانا درست ہے یا نہین
١٩٧	باب	امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بیان مین
١٩٩	باب	نکاح کے بیان مین
٢٠١	باب	کسب اور پیشہ کے بیان مین
٢٠٣	باب	طب کے بیان مین
٢٠٦	باب	جو جماع اور طعام وغیرہ کہ انکو مضر ہو اس سے پرہیز چاہیئے
٢١٢	باب	جماع کے بیان مین
٢١٥	باب	حلم کرنے کے بیان مین
٢١٧	باب	پچھنے لگانے کے بیان مین
٢٢١	باب	تنہا کھانے کی کراہت مین
٢٢٣	باب	نگہبان فرشتون کے بیان مین
٢٢٥	باب	ہڈی مار ڈالنے کے بیان مین
٢٢٧	باب	مسجد کے نقش ونگار مین
٢٢٩	باب	مسجد وغیرہ مین تھوکنے کے بیان مین
٢٣٠	باب	اونگھتے ہوئے نماز پڑھنے کے بیان مین
٢٣١	باب	علم اور ادب کے فضیلت مین
٢٣٣	باب	انگوٹھی پہننے کے بیان مین
٢٣٨	باب	انگوٹھی کھدوانے اور اسپر کچھہ لکھوانے مین
٢٣٩	باب	خط لکھنے کے بیان مین
٢٤٢	باب	خوش طبعی کے بیان مین
٢٤٣	باب	فوائد متفرقہ کے بیان مین
٢٤٧	باب	جس عورت کے دو شوہر ہون قیامت مین کسکو ملیگی
٢٤٨	باب	مشرکون کے بال بچون کے بیان مین
٢٥٠	باب	پیغمبرون کے بیان مین
٢٦٢	باب	اللہ تعالی کی مخلوقات کے بیان مین
٢٦٤	باب	آسمان وزمین کی پیدائش کے بیان مین
٢٦٦	باب	بہشت اور دوزخ کے نامون مین
٢٧١	باب	آنحضرت صلعم کے نسب اور اولاد اور ازواج اور ذریات کے بیان مین
٢٧٦	باب	خلفاء کے بیان مین
٢٧٩	باب	اچھا نام رکھنے کے بیان مین
٢٨١	باب	انسان کی طبیعتون کے بیان مین

باب	صفحہ
گھوڑے پر چڑھنے اور تیر چلانے کے بیان مین	۲۸۹
کتے پالنے کی ممانعت مین	۲۸۹
سخ کے بیان مین	۲۹۱
کلام کے کنایون کے بیان مین	۲۹۲
دنون اور مہینون کے بیان مین	
ایمان مین انشاء اللہ کہنے کے بیان مین	۲۹۵
ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے بیان مین	۲۹۷
عمل ایمان مین داخل ہین یا نہین	۲۹۹
ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونے کے بیان مین	۳۰۲
ایمان کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونیکے بیان مین	۳۰۳
اللہ کے دیدار کے بیان مین	۳۰۶
صحابہ رضی کے بیان مین	۳۰۷
تقدیر کے بیان مین	۳۱۰
رافضیون کے بیان مین	۳۱۱
جب تکبیر کہی گئی اور کھانا حاضر ہو تو کیا کرے	۳۱۲
سفر سے اپنے گھر مین رات کو نہ آوے	۳۱۳
مینہ کے وقت گھر مین نماز پڑھنے کے بیان مین	۳۱۴
گھونگرو وغیرہ کی کراہت مین	۳۱۵
اہم پرسے کے بیان مین	۳۱۶
گھوڑدوڑ کے بیان مین	۳۱۷
شکر کہنے شادی وغیرہ مین	۳۱۹
تحفہ لینے دینے کے بیان مین	۳۲۱
چھینک کے جواب دینے مین	۳۲۳
آدمیون کے ساتھ آشتی اور صلح رکھنے کے بیان مین	۳۲۵
مثالین بیان کرنے مین	۳۲۷
مکان بنانے کے بیان مین	۳۳۰
کافرون سے معاملات کرنیکے بیانمین	۳۳۲
صبح سویرے کھانیکے بیانمین	۳۳۳
حکما کے کلام مین	۳۳۵
کھڑے ہوکر پیشاب کرنیکے بیانمین	۳۴۰
حیوانون کو خصی کرنیکے بیان مین	۳۴۱
عشا کے بعد باتین کرنیکے بیان مین	۳۴۳
قرآن کی سورتون کی تعداد مین	۳۴۵
آیتون اور کلمون کی تعداد مین	۳۴۶
قرآن کے حروف کی تعداد مین	۳۴۸
قرآن کے ثلث اور نصف اور ربع کے بیانمین	۳۵۱
پڑھانے والونکی فضیلت مین	۳۵۲
تھوڑا کھانیکے بیان مین	۳۵۶

کتاب	صفحہ
کتاب [illegible] کے بیان مین	۳۷۰
کتاب مکروہ چیزون کے بیان مین	۳۸۱
کتاب دعاؤن کے بیان مین	۳۹۳

إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنَّاتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا

بفضل ایزد منان درین زمان خجسته اوان نسخه ہدایت نشان مسمی به

معه

ترجمه اردو برائے نفع عوام بسعی نمایان و کوشش بی پایان

در مطبع فاروقی دهلی باهتمام محمد معظم ملن طبع شد

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتقين
ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم
وصلى الله على رسوله محمد خاتم النبيين و
على جميع الانبياء والمرسلين وعلى عباده
الصالحين من اهل السموات واهل الارضين
قال الشيخ الامام الفقيه الزاهد ابو الليث
نصر بن محمد بن ابراهيم السمرقندي رحمة الله
عليه اني قد جمعت في كتابي هذا فنونا
من العلم ما لا يسع جهله للعالم
ولا التخلف عنه للخاص والعام واستخرجت
ذلك من كتب كثيرة فاوردت فيه
ما هو فتح للناظرين والراغبين وبينت
الحجج فما يحتاج الى الحجة بالكتاب والاخبار
والنظر والآثار وتركت الغامض من

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سب تعریفین مستحق خدا ہے جو دونوں جہان کی پرورش
کرتا ہے اور خوبیان آخرت کی متقیوں کی لئی ہین اور نہین ہے
طاقت بچنی کی ورنہ طاقت طالب ہونیکی مگر اللہ کی مدد سے
جو بزرگ اور برتر ہی اور رحمت ہو خدا کی اُسکی رسول محمد پر جو
تمام نبیونکا خاتم ہے اور تمام نبیوں پر اور رسولوں پر اور اُسکی
نیک بندوں پر جو آسمانوں اور زمینوں پر ہین فرمایا
شیخ امام فقیہ زاہد ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم سمرقندی
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ مین نے جمع کئے ہین اپنی اس کتاب مین
تھوڑے سے ایسے فنون علم کے کہ عالم کو بغیر انکے جانے
کوئی چارہ نہین اور نہ عام و خاص کو بغیر سیکھے انکے
کوئی علاج اور نکالا مین نے اُنکو بہت سی کتابوں سے اور
بڑہا دین مین نے ایسی چیزین جو ناظرین اور شائقین کو نہایت
کا فائدہ بخشین اور جو چیزین دلیل کے محتاج ہین انکی دلیلین بیان کر دین
قرآن مجید اور حدیث اور صحابہ کی عمل دیدہ آمدہ اور چھوڑ دیا مین نے باریک باتونکو

الكلام وحذفت اسانيد الاحاديث
تخفيفا على الراغبين فيه والتماسا لمنفعة
الناس وسميته كتاب **البستان** وارجو
الثواب من الرحمن واسأله التوفيق للصواب
فانه عليه يسير

الباب الاول في فضل طلب العلم

قال الفقيه ابو الليث
رحمة الله عليه اعلم ان طلب العلم فريضة
على كل مسلم ومسلمة على قدر ما يحتاج
اليه لامر دينه مما لابد منه من احكام
الوضوء والصلوة وسائر الشرائع وامور
معاشه يعني البيع والشراء والنكاح والطلاق
وما وراء ذلك ليس بفرض خاص فان
تعلم الزيادة فهو فضل وان تركه فلا اثم
عليه وانما قلنا ان مقدار ما يحتاج اليه
فريضة لقوله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان
كنتم لا تعلمون وقال في آية اخرى حكاية عن الكفار
وقالوا لو كنا نسمع او نعقل ما كنا في
اصحاب السعير فاخبر الله تعالى بانهم
صاروا من اهل النار بجهلهم وروى مكحول

اور حدیثون کی سندونکو بھی چھوڑ دیا اسلئے کہ اس کتاب کے
دیکھنے والونپر تخفیف ہو اور مخلوق کو فائدہ باسانی پہونچے
اور نام رکھا ہے مینے اس کتاب کا **بستان** اور ثواب کے
امیدرکھتا ہون مین خدا سے اور مانگتا ہون اُسی سے
توفیق راہ صواب کے اسلئے کہ وہ اُسپر آسان ہے

پہلا باب طلب علم کی فضیلت کے بیان مین

فرمایا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے جاننا چاہیئے کہ علم کا طلب کرنا فرض ہے
ہر مسلمان مرد و عورت پر موافق احتیاج کے امر
دین مین مثلا احکام وضو اور نماز اور باقی عبادتون
کے جو اُسپر فرض ہین سیکھنے فرض ہین اور موافق
احتیاج کے امور معاش مین مثلا بیع و شرا و نکاح و
طلاق کے احکام سیکھنے اُسپر فرض ہین اگر وہ ان امور کو کرتا
ہی اور سوا انکی اور کوئی فرض نہین اب اگر کوئی مسلمان
اس سے زیادہ سیکھے تو فضل ہے اگر نہ سیکھے تو کچھ گناہ نہین ۞
اور یہ بات کہ موافق احتیاج کے علم کا سیکھنا فرض ہے ہمنے کیون
کہی اسلئے کہ اللہ تعالے فرماتا ہی پوچھو جاننے والونسے اگر تم انجان ہو
اور دوسری آیت مین کفار کی حکایت مین فرماتا اور کہا انہونے اگر ہم
کان رکھتے یا سمجھ عقل ہوتے تو ہم دوزخیونمین سے کیون ہوتے پس خبر دی
اللہ تعالے نے کفار اپنی جہل کے سبب دوزخی ہوئے اور مکحول روایت کرتے

عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه ان النبی علیه الصلوة والسلام قال طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة وفی خبر اخر قال اطلبوا العلم ولو بالصین فان طلب العلم فریضة علی کل مسلم ومسلمة وعن عبد الله بن مسعود رض قال علیکم بالعلم قبل ان یقبض وقبضه ان یذهب اصحابه وعلیکم بالعلم فان احدکم لا یدری متی یفتقر الیه ثم ان الناس تکلموا فی زیادة طلب العلم قال بعض العلماء اذا تعلم مقدار ما یحتاج الیه فینبغی ان یشتغل بالعمل به وترك التعلم وقال بعض الناس اذا اشتغل بزیادة العلم فهو افضل بعد ان لا یدخل النقصان فی فرائض الله تعالی وهذا القول اصح القولین اما حجة الطائفة الاولی فما روی جعفر بن برقان عن میمون بن مهران عن ابی الدرداء عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ویل للذی لا یعلم ولا یعمل مرة وویل للذی یعلم ولا یعمل به سبع مرات وروی عن فضیل بن عیاض انه قال من عمل بما یعلم شغله عما لا یعلم وقال لان العمل لنفسه

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ تحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا طلب کرو علم کو اگرچہ چین مین ہو کیونکہ طلب کرنا علم کا فرض ہے ہر مسلمان مرد اور عورت پر اور عبد اللہ بن مسعود رضہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا طلب کرو علم کو اُسکے قبض ہونے سے پہلے اور قبض ہونا علم کا یہ ہے کہ اُسکے جاننے والے نرہین اور طلب کرو علم کو اسلیے کہ کوئی تم مین سے نہین جانتا کہ کسوقت اُسکا محتاج ہوگا بعد اسکے لوگون نے اختلاف کیا ہے بقدر حاجت سے زیادہ سیکھنے مین بعض علما نے کہا کہ جب بقدر حاجت کے سیکھ لے تو لائق ہے کہ اُسپر عمل کرنے مین مشغول ہو جاوے اور سیکھنا چھوڑ دے اور بعض نے کہا کہ زیادہ سیکھے تو افضل ہے بشرطیکہ ادائے فرائض مین نقصان نہ آئے اور یہ قول صحیح ہے پس پہلے لوگون کی حجت یہ ہے جو روایت کی جعفر بن برقان نے میمون بن مہران سے اُنہون نے ابو الدرداء سے اُنہون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ تحقیق آپنے فرمایا جو شخص نہین جانتا اور نہ عمل کرتا ہے تو اُسکے لیے ہلاکت ہے ایکبار اور جو جانتا ہے اور پھر عمل نہین کرتا تو اُسکے لیے ہلاکت ہے سات بار اور فضیل بن عیاض سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا جو کوئی عمل کرے اُسپر جو جانتا ہے اُسے فرصت نہ ہوگی اُسکے لیے جو

وطلب الزيادة لاجل غيره فالاشتغال بامر
نفسه اولى لان فكاك رقبة نفسه اهم اليه
من غيره واما حجة الطائفة الاخرى فقال
الله عز وجل فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة
ليتفقهوا في الدين الاية وقال في اية اخرى
قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
وقال في اية اخرى ولكن كونوا ربانيين
بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون
قال اهل التفسير يعني كونوا علماء فقهاء وروى
ثوبان عن انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال فضل العلم خير من فضل
العمل وملاك دينكم الورع وعن الحسن البصري
رحمة الله عليه انه قال من العمل ان يتعلم
الرجل ليعلم الناس وعن انس بن مالك
رحمة الله عليه انه قال افضل العمل ان
يتعلم الرجل العلم فيعلمه الناس وعن عبد الله
بن عباس رضي الله عنه انه قال مذاكرة
العلم ساعة من الليل احب الى الله من
احياءها وعن عوف بن عبد الله

اور زیادہ سیکہنا غیر کے لیئے ہے تو اپنے ذات کے نفع مین مشغول
ہونا بہتر ہے اسلیئے کہ اپنی گردن کو چہوڑانا (یعنی طوق وغیرہ سے)
مقدم ہے اور دوسرے لوگون کی حجت یہ ہے جو اللہ تعالے سورۂ توبہ کے
اخیر مین فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے
انکا ایک حصہ تاکہ سمجھہ پیدا کرین دین مین) آخر آیت تک اور سورۂ
زمر مین ہے (تو کہہ کیا برابر ہوتے ہین سمجھہ والے اور بے سمجھہ) اور سورۂ
آل عمران مین ہے (لیکن ربانی ہو جاؤ جیسے تھے تم کتاب سکہاتے
اور جیسے تھے تم پڑھتے) اہل تفسیر کہتے ہین ربانی یعنی علماء
اور فقہا ہو جاؤ اور ثوبان رضی انس رضی سے روایت کرتے ہین
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زیادتی علم کی بہتر ہے زیادتی
عمل سے اور دار و مدار دین کا پرہیزگاری مین ہے اور حسن بصری
رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ علم کا سیکہنا واسطے سکہانے
کے یہ بہی عمل مین داخل ہے اور انس بن مالک رضی سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا بہتر عمل یہ ہے کہ سیکہے آدمی علم کو واسطے
کہ لوگون کو سکہاوے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ایک گہڑے
رات علم کا مذاکرہ کرنا بہت پسند ہے اللہ تعالے
کو ساری رات نماز وغیرہ پڑہنے سے اور عوف
بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے +

قال جاء رجل الى ابى ذر فقال انى اريد ان
اتعلم العلم واخاف ان اضيعه ولا اعمل به
فقال له انك ان توسدت العلم خير لك
من ان توسدت الجهل ثم ذهب الى ابى
الدرداء رضى الله عنه فسأله عن ذلك فقال
له ابو درداء ان الناس يبعثون يوم القيمة
من قبورهم على ما ماتوا عليه يبعث العالم عالما
والجاهل جاهلا ثم ذهب الى ابى هريرة
فسأله عن ذلك قال له ابو هريرة كفى بتركه
ضياعا وعن على رضى الله عنه انه قال الناس رجلان عالم
ربانى ومتعلم على سبيل النجاة وسائرهم همج رعاع واتباع
كل ناعق يميلون مع كل ريح والعلماء باقون ما بقى
الدهر اعيانهم مفقودة وامثالهم فى القلوب موجودة
وعن غيره انه سأل رسول الله عليه الصلوة والسلام
وقال اى الاعمال افضل فقال العلم فسأله ثلث
مرات فاجابه مثل الجواب الاول فقال يا
رسول الله انى اسألك عن العمل فقال هل تقبل
العمل الا بالعلم العلم خير من العمل وبا
لان منفعة العمل لنفسه خاصة ومنفعة

کہ انہون نے فرمایا آیا ایک شخص حضرت ابوذر کے پاس
اور کہا کہ میرا ارادہ علم سیکھنے کا ہے لیکن اسکا خوف ہے کہ کہیں
مین اُسکو ضایع کردون اور اُسپر عمل نکرون حضرت ابوذر نے
جواب مین فرمایا کہ اگر تو علم کو تکیہ بنالے تو بہتر ہے تیری واسطے
اس سے کہ جہل کو تکیہ بنائے پہر گیا وہی شخص خدمتمین حضرت
ابو درداء کے اور وہی سوال کیا حضرت ابودرداء نے فرمایا کہ مخلوق
اپنی قبروں سے اُسی حالتمین قیامت کو اُٹھیگی جس حالت پر
مری تہی اُٹھیگا عالم عالم اور جاہل جاہل ۔ پہر گیا وہی شخص
حضرت ابو ہریرہ کی خدمتمین اور وہی سوال کیا حضرت ابو ہریرہ نے
جوابمین فرمایا کہ علم کا ترک کرنا ضایع ہونیکو کافی ہے ۔ اور حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تمام مخلوق مین نجات
کی طریقہ پر دو طرح کے لوگ ہین یا تو عالم اللہ والے یا علم سیکھنے والے
اور باقی تو کمینے لالچی ہر آواز دینے والے کے پیچہے ہین ہوا کے ہر جہونکے
کے ساتھ جہک جاتے ہین ۔ اور عالم باقی ہین جبتک زمانہ باقی ہے
ذاتین انکی مفقود ہین اور مثل انکے دلونمین موجود ہین ۔ اور مروی ہے
کسی اور سے کہ رسول اللہ صلعم سے پوچہا اعمالمین کونسا عمل افضل ہے
آپنے فرمایا علم پہر سائل نے وہی سوال تین دفعہ کیا آپنے پہر وہی پہلا جواب
دیا پہر سائل نے عرض کیا یا رسول اللہ مین عمل کو پوچہتا ہون آپنے
فرمایا عمل تو بغیر علم کے قبول ہی نہین ہوتا ۔ علم عمل سے بہتر ہے اسلئے

العلم يرجع الى نفسه والى الناس جميعا فصار
هذا افضل لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال خير الناس من ينفع الناس وروى ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان افضل
ما يتصدق به العبد ان يتعلم العلم ويعلم
غيره والاخبار في هذا كثيرة **الباب**
الثاني في كتابة العلم قال الفقيه
ابو الليث رحمة الله عليه كره بعض الناس
كتابة العلم واباح ذلك اهل العلم اما حجة
من كره ذلك فما روى الحسن البصري ان عمر بن
الخطاب رض قال يارسول الله ان ناسا من اليهود
يحدثون باحاديث يعجبنا افلا نكتب بعضها
قال فنظر اليه نظرة عرف الغضب في وجهه وقال
امتهوكون يا عمر انتم كما تهوكت اليهود والنصارى
لقد جئتكم بيضاء نقية ولو كان موسى حيا ما وسعه
الا اتباعي فقيل للحسن ما المتهوكون قال
المتحيرون وروى عن عطاء بن يسار عن
ابي سعيد الخدري انه استاذن النبي عليه
الصلوة والسلام في كتابة العلم فلم ياذن له

اپنی جگہ کافی ہے کی لیئے ہی سو علم عمل سے افضل ہوا اسلیئے کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جو لوگون کو
نفع پہنچاوے اور مروی ہے رسول اللہ صلعم کہ آپنے فرمایا افضل
صدقہ یہ ہے کہ آدمی علم کو سیکھے اور اونکو سکہاوے* حدیثین اوسکے
علم کی فضیلت مین بہت سی ہین **دوسرا باب**
کتابت علم کے بیان مین کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے مکروہ کہا ہے بعض عالمون نے کتابت علم کو اور مباح کہا
بعض نے دلیل ان لوگونکی جنہون نے مکروہ کہا وہ روایت ہے حسن
بصری نے حضرت عمر سے کی ہے کہ انہون نے عرض کی یارسول اللہ بعضے
یہود ہمسے ایسی باتین بیان کرتے ہین جو اچھی معلوم ہوتی ہین کیا
بعضے باتین انمین سے نہ لکھہ لین پس دیکہا آپنے حضرت عمر کیطرف
غصہ کی نظر سے اور کہا کیا متحیر و متردد ہو تم ای عمر جیسے یہود و نصاری
اپنے دین مین متحیر ہین بیشک لایا ہون مین تمہارے پاس دین
روشن و صاف اگر زندہ ہوتے موسی تو انکو بغیر میری
تابعداری کے کوئی چارہ نہوتا کسی نے حضرت حسن سے
پوچھا متہوکون کے معنے فرمایا متحیرون ہے* اور مروی
ہے عطا بن یسار سے انہون نے روایت کیا ابو سعید خدری
سے کہ انہون نے اجازت مانگی تہی نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے کتابت علم کی سو آپنے اجازت نہین دی تہی*

عن حسن بن مسلم انه قال كان ابن عباس ينهى
عن الكتابة ويقول انما ضل من كان قبلكم
بالكتابة وعن ابن ابي الدرداء عن ابيه قال
جاء اصحاب عبد الله بن مسعود الى عبد الله
فقالوا انا قد كتبنا عنك علما افنعرضه
عليك فبين لنا فاتوه بذلك فاخذ الكتاب
فغسله بالماء ثم رده عليهم فقال لا تفعلوا
اذا كتبوا الكتاب اعتمدوا على الكتابة و
تركوا الجهد والحفظ فيعرض على الكتاب
عارض فيفوت عليهم علمهم ولان الكتاب
مما يمكن ان يزاد فيه ويغير والذي حفظ لا
يمكن فيه التغيير ولان الحافظ يتكلم بالعلم
والذي اخبر عن الكتابة اخبر بالظن من غير
حفظ واما حجة من قال انه يجوز فما روي
عن ابي هريرة رضي الله عنه انه قال ما كان
احد من اصحاب النبي عليه الصلوة والسلام اكثر
حديثا مني الا عبد الله بن عمرو رضي الله عنهما فانه
كان يكتب وانا لا اكتب وعن ابن جريج انه قال قال
عبد الله بن عمرو رض يا رسول الله انا

اور حسن بن مسلم سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ابن عباس کتابت
علم سے منع کیا کرتے تھے اور کہتے تھے کہ پہلی امتیں اسی سبب
گمراہ ہوئیں اور ابن ابی الدرداء اپنے باپ ابی الدرداء سے روایت
کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود کے شاگرد انکے پاس آئے اور عرض
کی کہ ہم نے جو آپ سے علم سنا ہے لکھا اسکو دوبارہ آپکے پیش کریں
کہ آپ اسکو پھر بیان کریں تا ایسا نہ ہو کہ کہیں غلطی نہ ہو گئی ہو جب
اسکو لائے تو عبد اللہ بن مسعود رض نے کتاب کو پکڑ کر دھو ڈالا
اور انکو دیدی اور کہا کہ میں نے اسلیے کیا کہ جب تمھارے پاس کتاب
لکھی ہوئی ہوگی تو اسپر اعتماد کرکے کوشش اور حافظہ کو چھوڑ دوگے
جب کتاب کسی عارضہ سے کھوئی گئی تو علم سے بے بہرہ رہ جاؤگے اور اسلیے
کہ کتاب میں زیادتی اور تغیر ممکن ہے اور جو یاد رہا اسمیں کوئی زیادتی
اور تغیر نہیں کر سکتا اور اسلیے کہ حافظہ کلام کرتا ہے ساتھ یقین کے
اور جو خبر دیتا ہے کتاب سے تو خبر دیتا ہے ساتھ ظن کے سوائے حافظہ
کے اور جو شخص کہتا ہے کہ کتابت علم جائز ہے تو اسکی دلیل یہ ہے
جو ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کوئی صحابی مجھسے
زیادہ نہیں جانتا تھا مگر عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما اسلیے
کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا اور ابن جریج
رض سے مروی ہے کہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی یا رسول اللہ صلعم جو آپسے

نعم منك الحديث افنكتبه قال نعم قلت
في الرضاء او في السخط قال نعم فاني لا اقول
فيهما الا حقا وقال معاوية بن قرة من
لم يكتب فلا يعد علمه علما وقال الله عز و
جل قال علمها عند ربي في كتاب وعن ربيع
بن انس عن جده زيد و زياد انهما قدما
و دخلا على سلمان ليلا فلم يزل يحدثهما
ويكتبان حتى اصبحا وعن الحسين بن علي رضي
الله عنهما انه قال لا يعجزن احدكم ان يكون عنده
كتب من هذه العلوم ولان فيه بلوى قال عليه السلام
لا تغتروا لحدة ابصاركم واكتبوا الكتب لآخر
اعماركم ولو لم يكتب لذهب عنه العلم ولو كتب
لرجع اليه بما ينسى او يشكل عليه وهذا كما حكي
عن ابي يوسف انه عاتب محمدا في كتابة العلم
وقال محمد اني خفت ذهاب العلم لان النساء
لا يلدن مثل ابي يوسف ولان الامة قد
توارثت كتابة العلم ولان صاحب الخط مسرور
و صاحب الحفظ مغرور وقد قال النبي
صلى الله عليه وسلم ما رآه المسلمون

آپ سے حدیثیں سنتی ہیں کیا انکو لکھہ لیا کریں فرمایا ہاں
میں نے عرض کیا خوشی کے وقت کی اور غصہ کے وقت کی فرمایا ہاں
دونوں کی کیونکہ میں تو دونوں وقتوں میں حق ہی کہتا ہوں + اور کہا
معاویہ بن قرہ نے جسنے نہیں لکھا تو اُسکا علم علم شمار نہیں کیا جاتا
کیونکہ اللہ تعالے نے فرمایا کہا موسی نے علم انکا یعنے پہلی قرنوں کا
میرے رب کے پاس ہے کتاب میں لکھا ہوا + اور روایت کرتے ہیں ربیع
بن انس اپنے دونوں دادا زید اور زیاد سے کہ وہ دونوں حضرت سلمان
کی خدمتمیں رات کو حاضر ہوے اور حضرت سلمان رات بہر حدیثیں بیان کرتے
رہے اور یہ دونوں صبح تک لکھتے رہے - اور مروی ہے امام حسین سے
کہ آپنے فرمایا کہ نہ عاجز کرے کسیکو تم میں سے یہ امر کہ ہوویں اسکی پاس
کتابیں ان علوم کی - اور اسلئے کہ کتابت میں سب مبتلا ہیں - فرمایا
رسول اللہ صلعم نے نہ دہوکے میں پڑو تم اپنی بینائی کی تیزی کی وجہ سے اور
لکھہ لیا کرو کتابیں اخیر عمر کے لئے + اب اگر کوئی شخص نہ لکھیگا تو
اُس سے علم جاتا رہیگا اور اگر لکھہ لیا کریگا تو بہول چوک جایا کریگا تو
کتاب دیکھہ لیا کریگا + اور یہ امر ایسا ہے جیسے کہ حکایت امام ابو یوسف
کی مشہور ہے کہ وہ جب امام محمد پر خفا ہوے کتابت علم کی وجہ سے تو امام محمد
نے جواب میں کہا میں تو علم کے جاتے رہنے سے ڈرتا ہوں اسلئے کہ
عورتیں ہمیشہ ابو یوسف جیسے بچے نہ جنیں گی - اور اسلئے کہ امت
ہمیشہ سے علم کو لکھتی چلی آئی ہے - اور اسلئے کتابت کا اہتمام

حسنا فهو عند الله حسن وما راه المسلمون
سيئا فهو عند الله سيئ وقال لا يجتمع امتي
على الضلالة

باب الفتوى

قال الفقيه
الزاهد ابو الليث رحمه الله كره بعض
الناس الفتوى واجازه عامة اهل العلم اذا
كان الرجل ممن يصلح لذلك فاما حجة الطائفة
الاولى فما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال اجرأكم على النار اجرأكم على الفتوى
وروي عن سلمان الفارسي رض ان اناسا كانوا
يستفتونه فقال هذا خير لكم وشر لي وعن
عبد الرحمن بن ابي ليلى انه قال ادركت مائة
وعشرين نفرا من اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام فما كان منهم يحدث الا ود ان
اخاه كفاه الفتوى وعن ابن سيرين رض انه قال قال
حذيفة اليماني انما يفتي الناس احد ثلثة من يعلم ناسخ
من القران او امير لا يجد بدا او احمق متكلف كان
ابن سيرين اذا سئل عن شيء يقول انا لست باحد
من هذين واكره ان اكون الثالث واما حجة
من اباح ذلك فما روي في حديث ابي هريرة وزيد

اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو
مسلمان بری سمجھیں وہ چیز اللہ کے نزدیک بھی بری ہے اور فرمایا
میری امت گمراہی پر جمع نہ ہوگی

باب تیسرا فتوی دینے کی بیان میں

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علما
نے فتوی دینے کو مکروہ کہا ہے اور اکثروں نے اجازت دی ہے
جبکہ ہو کوئی شخص لائق فتوی دینے کے ‡ دلیل پہلوں کی تو یہ ہے
کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا تم
میں زیادہ جرأت والا آگ پر وہ شخص ہے جو زیادہ جرأت والا
ہو فتوی دینے پر اور سلمان فارسی سے لوگوں نے فتوی پوچھا تو
آپنے فرمایا کہ یہ تمہارے واسطے تو بہتر ہی اور میرے واسطے برا ہی
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا میں ایک سو
بیس صحابیوں کو دیکھا کہ کوئی انمیں سے حدیث روایت
نکرتا تھا اور اسکو پسند کرتا تھا کہ اسکے بھائی فتوے
دینے کو کفایت کرتا ہے اور ابن سیرین روایت کرتے ہیں
کہ حضرت حذیفہ نے فرمایا کہ فتوی دینا صرف تین شخصوں میں سے ایک کا کام
ہے یا تو وہ شخص جو قرآن کے ناسخ و منسوخ کو جانے یا امیر کہ اسکو فتوی دینے بغیر
کوئی چارہ نہیں یا احمق تکلف کرنے والا اور ابن سیرین سے جب کوئی کچھ پوچھتا تو
فرمایا کرتے تھے کہ میں اول دو میں سے نہیں ہوں اور تیسرا ہونے کو برا جانتا ہوں
اور لوگوں کی دلیل جو فتوی کی اجازت دیتے ہیں یہ ہے جو مروی ہے ابو ہریرہ اور زید بن

خالد وسهل بن معبد قالوا كنا عند النبي
عليه الصلوة والسلام فقام رجل فقال و
انشدك بالله اقض بيننا بكتاب الله تعالى
فقام خصمه كان افقه منه فقال صدق اقض
بيننا بكتاب الله تعالى وائذن لي فاقول فاذن له
فقال ابني كان عسيفا لهذا الرجل يعني اجيرا
عنده وانه زنى بامرأته فافتديت منه بمائة
شاة وخادم ثم سألت رجالا من اهل العلم
فاخبروني ان على ابني مائة جلدة وتغريب عام
وعلى امرأته الرجم فقال النبي عليه الصلوة و
السلام اما والذي نفسي بيده لاقضين بينكما
بكتاب الله تعالى اما غنمك وخادمك فرد اليك
وجلد ابنه مائة جلدة وغربه عاما وامر ناجية
الاسلمي ان ياتي امرأة الاخرى فان اعترفت
فارجمها ففي هذا الحديث دليل على جواز الفتوى
لانه قال سألت رجالا من اهل العلم فافتوا
لي فلم ينكر عليهم رسول الله صلى الله عليه و
سلم فتواهم وفي هذا الخبر دليل ايضا على
ان الفتوى يجوز وان كان غيره اعلم منه

خالد اور سہل بن معبد کی حدیث مین کہا ان تینون نے کہ تہی ہم حدیث
مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے سو کہڑا ہوا ایک شخص اور کہا کہ قسم دیتا
ہون مین تجہکو اللہ کی کہ فیصلہ کر دے ہمارا موافق کتاب اللہ کی پس کہڑا
ہوا مخالف اُسکا اور وہ اُس سے زیادہ سمجہدار تہا اور کہا سچ کہا اُسنے
آپ حکم لگا دین ہمارے مقدمہ مین کتاب اللہ کی موافق اور اجازت دین تا
مقدمہ کا اصل حال بیان کرون آپنے اسکو اجازت دی تب اُسنے بیان کیا میرا بیٹا
اِس شخص کے پاس مزدور تہا اور اُسنے اسکی بی بی کے ساتہ زنا کیا مین اسکی بدلے
مین سو بکریان اور ایک غلام اسکو دیا پہر مین نے عالمون سے اِس مسئلہ کو پوچہا
اُنہون نے فرمایا کہ میرے بیٹے پر سو کوڑے ہین اور ایک برس کا دیس نکالا ہی
اور اُسکی بی بی پر پتہراؤ ہی فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے قسم ہے اُس ذات
کی جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ مین تمہارے مقدمہ مین کتاب اللہ کی موافق
حکم لگاونگا سو تیری بکریان اور غلام تو تیری طرف ہٹ آئی اور سو
کوڑے لگائے اُسکے بیٹے پر اور ایک برس جلا وطن کیا اور حکم کیا ناجیہ
اسلمی کو کہ دوسرے شخص کے بی بی کے پاس جاکر پوچہے اگر وہ اقرار زنا کا کرے تو
اُسکو پتہراؤ کرے + اِس حدیث مین فتوے دینے کی جواز پر دلیل ہے اسلیے کہ اُس
شخص نے کہا پوچہا مین نے عالمون سے اور فتوی دیا اُنہون نے مجہکو سو نہین
انکار کیا اُن پر رسول اللہ صلعم نے اُنکے فتوے دینے کو + اور
اِس حدیث مین اسکی بہی دلیل ہے کہ فتوی دینا جائز ہے
اگرچہ اُس مفتی سے زیادہ علم مین کوئی اور شخص موجود ہو +

الا ترى انهم كانوا يفتون فى زمن النبى عليه
الصلوة والسلام وقد روى عن على رضى الله
عنه انه سئل عن محرم كسر بيض نعامة فامره
على رضى الله عنه لكل بيضة ان يجز ولد ناقة
فجاء السائل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فاخبره بذلك فقال له قد قال لك على سمعت
ولكن هلم الى الرخصة فعليك بكل بيضة اطعام
مسكين وروى عن ابى هريرة رض انه سئل بالبحرين
عن الحلال اذا ذبح صيدا فاكله محرم فقال يجوز
فلما رجع ابو هريرة الى عمر رض فاخبره بذلك فقال
له عمر لو قلت غير هذا لفعلت بك كذا وكذا و
لان الصحابة كانوا يفتون فى الحوادث الواقعة وهكذا
توارث المسلمون ولان الله عز وجل قال فاسئلوا
اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون فلما امر الله تعالى الجهال
بان يسألوا العلماء فقد امر العلماء ان يخبروهم
اذا سألوهم عن ذلك

باب من يصلح له الفتوى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله لا ينبغى لاحد
ان يفتى الا ان يعرف اقاويل الصحابة والعلماء

کیا تجھے خبر نہین کہ صحابہ رسول اللہ صلعم کے زمانہ مین
فتوے دیتے تہے - مروی ہے حضرت علی رض سے کہ کسی نے
ان سے پوچہا کہ محرم نے شتر مرغ کا انڈا توڑ دیا تو آپنے
اسکو حکم کیا کہ ہر انڈے کے بدلے ایک بچہ اونٹ قربانی
کرے پہر آیا وہی سائل رسول اللہ صلعم کی خدمتمین اور خبر دے
اس قصہ کی فرمایا آپنے جو کچھہ کہ علی نے کہا ہے وہ مینے سن لیا ہے
لیکن تو رخصت اور آسانی کی طرف آ تجھپر ہر انڈے کے بدلے ایک
مسکین کو کہلانا ہے - ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ بحرین مین انسے کسی نے
پوچہا کہ حلال نے شکار کو ذبح کیا اور محرم نے اسکو کہایا اسکا
کیا حکم ہے ابو ہریرہ نے کہا جائز ہے جب ابو ہریرہ حضرت عمر کی خدمت
مین واپس آئے تو اس قصہ کا ذکر کیا اسپر حضرت عمر نے فرمایا کہ اگر تو
کچھہ اور کہتا تو مین تیرے ساتہ ایسا ایسا کرتا یعنے بُری طرح
پیش آتا اور اسلیئے کہ صحابہ ہمیشہ حادثوں مین فتوے دیا کرتے تہے
اور اسیطرح مسلمان کرتے چلے آئی ہین - اور اسلیئے کہ اللہ تعالے
نے فرمایا پوچہو تم جاننے والونسے اگر تم انجان ہو جب اللہ تعالے نے
جاہلونکو عالمونسے پوچہنے کا حکم فرمایا تو عالمونکو حکم کیا اسکا کہ جب
کوئی انسے کچھہ پوچھے تو فورا اسوال کا جواب دین

چوتہا باب اس امر کے بیان مین کہ فتوے دینیکی لائق کون ہے اور کون نہین

کہا فقیہ ابو اللیث
رحمہ اللہ علیہ نے کہ لائق نہین کسی شخص کو کہ فتوی دیوے مگر جب جانتا ہو اقوال صحابہ اور علما

اى اباحنيفة واصحابه ويعلم من اين قالوا و
يعرف معاملات الناس فان عرف اقاويل العلماء
ولم يعرف مذاهبهم فان سئل عن مسئلة يعلم ان
العلماء الذين ينتحل مذاهبهم قد اتفقوا عليه
فلا بأس بان يقول هذا جائز وهذا لا يجوز و
يكون قوله على سبيل الحكاية وان كانت مسئلة
قد اختلفوا فيها فلا بأس بان يقول هذا جائز
فى قول فلان ولا يجوز فى قول فلان ولا يجوز
له ان يختار قولا فيجيب بقول بعضهم ما لم
يعرف حجته روى الحسن بن زياد عن عمار وعن
عصام بن يوسف انه قال كنت فى مأتم اجتمع
فيها اربعة من اصحاب ابيحنيفة رض زفر بن
هذيل وابو يوسف القاضى وعافية بن
يزيد واخر قيل انه ابو مطيع فكلهم اجمعوا
على ان لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم
يعلم من اين قلنا ذلك وروى ابراهيم بن
يوسف عن ابى يوسف عن ابيحنيفة رض انه
قال لا يحل لاحد ان يفتى بقولنا ما لم يعلم من
اين قلنا وروى عن عاصم بن يوسف عن ابى يوسف

یعنے ابوحنیفہ اور اُسکے شاگردونکے اور یہہ بھی جانتا ہو کہ علمانے
کہاں سے کہا ہے اور جانتا ہو لوگون کے معاملونکو سو اگر علما کے اقوال کو
جانتا ہو اور اُنکے مذہبونکو نجانتا ہو تو پہر اُس سے کوئی مسئلہ پوچھے
اگر وہ جانتا ہو کہ اس مسئلہ پر وہ عالم جنکے مذہب منقول ہوتے
چلے آئے ہین متفق ہین تو اُسکو کچھہ اندیشہ نہین اگر وہ یون کہے
کہ یہ جائز ہے اور یہ ناجائز ہے اور یہ قول اُسکا علی سبیل الحکایت
شمار ہوگا اور اگر وہ مسئلہ ایسا ہے جسمین علما نے اختلاف کیا ہے تو
اگر وہ یون کہے کہ یہ جائز ہے فلان امام کے نزدیک اور یہ ناجائز ہے
فلان امام کے نزدیک اور اُسکو جائز نہین کہ اختیار کرلے کسی عالم
کے قول کو بغیر اُسکے دلیل جانے ۔ روایت کیا حسن بن زیاد نے
عصام بن یوسف سے کہ اُنہون نے کہا تہا مین ماتم مین پس جمع
ہوئے اُسمین ابوحنیفہ کے چار شاگرد زفر بن ہذیل اور ابو یوسف
اور عافیۃ بن یزید اور ایک اور شخص بعضون نے کہا
کہ وہ ابو مطیع ہین پس سب نے بالاتفاق یہ فرمایا کہ
کسی شخص کو ہمارے قول پر فتویٰ دینا حلال نہین جبتک کہ وہ یہ نجانے
کہ ہمنے کہاں سے کہا ہے اور روایت کیا ہے ابراہیم بن یوسف نے
ابو یوسف سے اُنہون نے ابوحنیفہ سے کہ اُنہون نے فرمایا کسی
شخص کو ہمارے قول پر فتوے دینا حلال نہین جبتک نجانے کہ ہمنے
کہاں سے کہا ہے اور روایت کیا ہے عصام بن یوسف نے ابو یوسف سے

انه قيل له انك تكثر الخلاف لابي حنيفة قال
ان ابا حنيفة قد اوتي من العلم والفهم ما لم نوت
فادرك بفهمه ما لم ندرك ونحن لم نوت
من الفهم الا ما اوتينا ولا يسعنا ان نفتي بقوله
ما لم نفهم قال الفقيه رضي الله عنه ينبغي لمن
جعل نفسه مفتيا او تولى شيئا من امور المسلمين
وجعل وجه الناس اليه ان لا يردهم قبل
ان يقضي حوائجهم الا من عذر ويستعمل فيه
الرفق والحلم وقد روى القاسم بن مخيمرة
عن ابن ابي مريم وكانت له صحبة مع اصحاب
النبي عليه الصلوٰة والسلام ان النبي عليه الصلوٰة
والسلام قال من ولي من امور المسلمين شيئا فاحتجب
دون خلتهم وحاجتهم وفاقتهم احتجب الله
يوم القيمة دون خلته وحاجته وفاقته و
ينبغي للمفتي ان يكون متواضعا لينا ولا يكون
جبارا عنيدا ولا فظا غليظا لان الله تعالى
قال فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ
فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

بابٌ في الاختلاف

کہ کسی نے اُنسے یہ کہا کہ آپ ابو حنیفہ کا بہت خلاف کرتے ہین فرمایا
اِن اسلیے کہ ابو حنیفہ کو جو علم تہا وہ ہمکو نصیب نہین اور جو اُنکو فہم نہے
وہ ہمکو میسر نہین ہمکو تو جتنی فہم دی گئی وہ تہا ہے اور جبتک اُنکے
قولکو سمجہہ نہ لین فتوی نہین دی سکتی ✤ کہا فقیہ ابو اللیث نے
جو شخص مفتی ہو یا مسلمانون کے کسی کام کا متولی ہو یا مخلوق
اسکی معتقد ہو اُسکو لایق ہے کہ مخلوق کی حاجت روائی
کرے اور اُلٹا نہ پہیرے مگر ہان کوئی عذر ہو اور نرمی
اور حلم کو برتے ✤ روایت کیا ہے قاسم بن مخیمرہ نے
ابن ابی مریم سے اور اُنکو صحابہؓ کی صحبت تہی کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسلمانون کے کسی
کام کا متولی ہو اور وہ لوگون کی حاجت اور تنگی اور فاقہ
کی تدبیر نکرے اور پردہ مین بیٹہا رہے تو قیامت کو
اللہ تعالے اُسکی تنگی تکلیف اور اُسکی حاجت کی
کچہہ پرواہ نکریگا ✤ اور مفتی کو یہ لایق ہے کہ متواضع
اور نرم خو ہو جابر و تندخو و درشت رو و سخت دل نہو
اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے سو کچہہ مہربانی ہے اللہ
کی جو نرم خو ملا تو اُنکو اور اگر ہوتا تو سخت گو سخت دل
تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد سے ✤ پانچوان

باب اختلاف کے بیان مین ✤

قال الفقیہ ابو اللیث رحمة الله علیه تکلم الناس
فی المسئلة التی اختلف فیها العلماء قال بعضهم
کلاهما صواب وقال بعضهم احدهما صواب و
الاخر خطاء الا انه رفع عنه الاثم وهذا القول
اصح وقال بعضهم احدهما صواب وفی الخطاء
اجر اما حجة الطائفة الاولی فما روی عن
النبی صلی الله علیه وسلم انه امر بقطع نخل
بنی النضیر فکان ابو لیلی العامری المازنی
یقطع العجوة وکان عبد الله بن سلام یقطع
اللین فقیل لابی لیلی لم تقطع العجوة قال
لان فیه کبتاً للعدو وقیل لعبد الله بن
سلام لم تقطع اللین قال لانی اعلم ان
هذه النخیل تصیر للنبی علیه الصلوة والسلام
فارید ان یبقی له العجوة فنزل قوله تعالی
ما قطعتم من لینة او ترکتموها قائمة
علی اصولها فباذن الله فالله تعالی
رضی بما فعل الفریقان جمیعا واما حجة
الطائفة الاخری فما روی عن النبی
صلی الله علیه وسلم انه قال لعمرو بن العاص اقض

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نے مسئلہ مختلف فیہ مین
گفتگو کی ہے بعضون نے کہا دونون قول صواب ہین اور بعضون نے
کہا ایک قول صواب ہے اور دوسرا خطا ہے مگر خطا کرنیوالی پر گناہ نہین
اور یہی قول صحیح ہے اور بعضون نے کہا ایک قول تو صواب ہے
اور خطا مین ثواب ہے ○ دلیل پہلے گروہ کی وہ روایت ہے جو
رسول اللہ صلعم سے منقول ہے کہ آپنے بنی نضیر کے کہجور کے
باغ کو کاٹ ڈالنے کا ارشاد فرمایا تہا ابو لیلی عامری
مازنی تو چن چنکر عجوہ کہجور کو کاٹتے تہے اور عبد اللہ
بن سلام دوسرے قسم کو ابو لیلی سے کسی نے پوچہا آپ
عجوہ کو کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ اسمین دشمنون کا
نقصان زیادہ ہے اور عبد اللہ بن سلام سے کسی نے پوچہا
کہ آپ دوسرے قسم کی کہجور کیون کاٹتے ہین کہا اسلئے کہ یہ درخت
اب تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہوگئے سو میرا جی یون چاہتا
ہے کہ عجوہ جو کہجور کی عمدہ قسم ہے باقی رہے پس اس باب مین
یہ آیت اتری جو کاٹ ڈالا تمنے کہجور کا پیڑ یا کہڑا رہنے دیا اپنی
جڑ پر سو اللہ کے حکم سے ہے پس اللہ تعالے نے دونون کا فعل
پسند کیا + دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے جو مروی
ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے عمرو بن العاص
کو فرمایا کہ ان دونون مین فیصلہ کردو

بين هذين فقال اقضى وانت حاضر فقال نعم
فقال على ماذا اقضى قال على انك ان اصبت فلك
عشر حسنات وان اخطأت فلك اجر واحد فقد
بين النبي عليه الصلوة والسلام ان المجتهد
فى اجتهاده قد يخطى به وقد يصيب ولان
الله تعالى قال وداؤد وسليمان اذ يحكمان فى الحرث
الى قوله ففهمناها سليمان فمدح سليمان
بفهمه انه ادرك بفهمه ما لم يدرك به داؤد
صلوات الله عليهما ولو كان كلا الحكمين
سواء صوابا فى اجتهاد الراى لكان لا يستوجب
المدح بفهمه واذا كان احد القولين خطاء
فقد رفع الاثم عنه لانه كان ماذونا بالاجتهاد
روى موسى الجهنى عن طلحة بن مطرف انه كان
اذا ذكر عنده الاختلاف قال لا تقولوا
الاختلاف ولكن قولوا السعة وقد روى
عن عمر بن عبد العزيز رح انه قال ما احب
ان لى باختلاف اصحاب رسول الله عليه الصلوة
والسلام حمر النعم يعنى ان اختلافهم احب الى من حمر
النعم لانهم لو لم يختلفوا لكان لا يجوز الاختلاف لاحد بعدهم

اُنہون نے عرض کیا کہ آپکے ہوتے فرمایا ہان اُنہون نے پھر عرض کیا
کہ اسمین مجھے کیا فائدہ ہے آپنے فرمایا تیرا یہ فائدہ ہے کہ اگر تیرا فیصلہ
کیا ہوا واقع مین حق ہوگا تو دش نیکیان ملینگی اور اگر واقع
مین غلط ہوگا تو ایک نیکی ملیگی سو نبی صلعم نے بیان فرمادیا کہ مجتہد
کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب ۔ دلیل دوسری یہ ہے کہ اللہ
تعالےٰ نے فرمایا (یاد کرا ی محمد داؤد اور سلیمان کو جب فیصل کرنے لگے
کھیتی کا جھگڑا) یہانتک کہ فرمایا (پھر سمجھا دیا ہمنے وہ فیصلہ
سلیمان کو) پس اللہ تعالےٰ نے حضرت سلیمان کی سمجھ کی تعریف کی
اسلئے کہ حضرت سلیمان نے اپنے فہم سے وہ امر دریافت کیا جو حضرت
داؤد دریافت نکر سکے اور اگر دونون حکم برابر صواب ہوتے تو حضرت
سلیمان کی سمجھ لائق تعریف نہوتی ۔ اور جب دونون قولون مین سے
ایک قول خطا ہو تو خطا کرنیوالے پر گناہ نہین کیونکہ اسکو اجازت اجتہاد
کی شارع سے حاصل تھی ۔ اور روایت کیا موسیٰ بن جہنی نے طلحہ بن مطرف سے
کہ انکے سامنے جب کبھی اختلاف کا ذکر آتا تو کہتے کہ اختلاف نہ
کہو اسکو بلکہ وسعت کہو ۔ اور حضرت عمر بن عبد العزیز
سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مجھکو صحابہ کا
اختلاف سرخ اونٹون سے بھی زیادہ محبوب ہے
اسلئے کہ اگر صحابہ اختلاف نکرتے تو بعد صحابہ
رضی اللہ عنہم کے کسی کو اختلاف جایز نہوتا ۔

واذا لم يجز الاختلاف لضاق الامر على
الناس وروی عن القاسم بن محمد انه
قال اختلاف الصحابة كان رحمة للمسلمين

باب رواية الحديث بالمعنى

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس
في رواية الحديث بالمعنى قال بعضهم
لا يجوز الا بلفظه وقال بعضهم يجوز
وهذا هو الاصح اما حجة طائفة الاولى
فما روی عن النبي صلى الله عليه وسلم انه
قال نضر الله امرأ سمع حديثا فبلغه كما
سمع وروی عن براء بن عازب ان النبي
عليه الصلوة والسلام علم رجلا دعاءً
فلقنه وكان في آخره آمنت بكتابك انزلت
ونبيك الذي ارسلت فقال الرجل وبرسولك الذي
ارسلت فقال النبي عليه الصلوة والسلام قل ونبيك
الذي ارسلت فنهاه عن تغيير اللفظ واما حجة الطائفة
الاخرى بانه يجوز لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
الا فليبلغ الشاهد الغائب. فقد امر بالتبليغ عاما
يبلغ كل قوم بلغتهم وروی عن واثلة ابن الاسقع انه

تو بعد صحابہ کے کسیکو بھی اختلاف جایز نہوتا اور جب
اختلاف جایز نہوتا تو عوام پر بڑی تنگی ہوتی ۔ اور قاسم
بن محمد سے مروی ہے کہ اختلاف صحابہ کا مسلمانوں کے واسطے رحمت

ہے چھٹا باب روایت بالمعنی کی بیان میں

کہا ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے کہ علماء نے اختلاف
کیا ہے حدیث کے بالمعنے روایت کرنے میں بعضوں نے
کہا کہ روایت بالمعنے جایز ہی نہیں اور بعضوں نے کہا
جایز ہے اور یہی صحیح ہے ۔ پہلے گروہ کی تو دلیل یہ ہے
جو کہ مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپنے
فرمایا کہ تر و تازہ رکھے اللہ تعالی اُس شخص کو کہ سنا اُسنے
حدیث کو پھر پہنچادیا اُسکو جیسا سنا تھا اور مروی ہے براء
بن عازب سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک آدمی کو دعا سکھاتے
تھے اور اُس دعا کے اخیر میں یہ لفظ تھے جسکا ترجمہ ہے ایمان لایا میں اُس
کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور اُس نبی پر جو تو نے بھیجا اُس آدمی نے
بنبیک کی جگہ برسولک کہا تو آپنے فرمایا کہ بنبیک پڑھ پس آپنے
لفظ بدلنے کو منع فرمایا ۔ اور دوسرے گروہ کی دلیل یہ ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ حاضر غائب کو پہنچادے
پس آپنے سبکو تبلیغ کا حکم فرمایا اور ظاہر ہے کہ ہر قوم اپنی
زبان میں تبلیغ احکام کریگی ۔ اور روایت ہے واثلہ بن الاسقع سے کہ

من الصحابة قال اذا حدثناكم عن المعنے فحسبكم وقال ابن عوف كان ابراهيم النخعي والشعبي والحسن البصري رضي الله عنهم يروون ويأتون بالحديث على المعنے قال وكيع لو لم يكن الحديث بالمعنے واسعاً لهلك الناس وقال سفيان الثوري رحمه الله اني لو قلت لكم اني احدثكم كما سمعت فلا تصدقوني ولان الله تعالى قال فلولا نفر من كل فرقة منهم طائفة ليتفقهوا في الدين ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم فلو كان قوم لا يفقهون بلفظة العربية فلا بد لهم من البيان والتفسير بلغتهم فثبت ان العبرة للمعنے لا للفظ +

باب رواية الحديث والاجازة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله اختلف الناس في رواية الحديث والاجازة لو قال مكان حدثنا اخبرنا او قال مكان اخبرنا حدثنا هل يجوز ام لا قال بعض اهل الحديث اذا قرأت الحديث على محدث

صحابی سے کہ فرماتے تھے جب ہم تمسے حدیث کو بالمعنے روایت کرین تو تمکو کافی ہے + اور کہا ابن عوف نے کہ ابراہیم نخعی اور شعبی اور حسن بصری رضی اللہ عنہم حدیث کو بالمعنے روایت کیا کرتے تھے- اور کہا وکیع نے اگر حدیث بالمعنے کی گنجایش نہوتی تو مخلوق ہلاک ہوجاتی- اور کہا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اگر مین تمسے کہون کہ مین اُسی طرح حدیث بیان کرتا ہون جسطرح مین سنتا ہون تو میری تصدیق نکرو- اور اسلئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو کیون نہ نکلے ہر فرقہ مین سے انکا ایک حصہ تا سمجھ پیدا کرین دین مین اور تا خبر پہنچاوین اپنی قوم کو جب پھر آوین اُنکی طرف پس اگر کوئی قوم ایسی ہو کہ زبان عربی نسمجھی تو ضرور ہے کہ انکی زبان مین بیان کیا جاے پس ثابت ہوئی یہ بات کہ اعتبار معنونکا ہے نہ لفظونکا ساتوان

باب حدیث کی روایت کرنے مین اور اجازت مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے علماء نے اختلاف کیا ہے روایت حدیث مین اور اجازت مین + اگر کہا حدثنا کی جگہہ اخبرنا یا کہا اخبرنا کی جگہہ حدثنا کیا جایز ہے یا نہین + کہا بعض محدثین نے جب تو نے کسی محدث کو حدیث پڑھکر سنائی

فاردت ان تروی عنه ینبغی ان تقول اخبرنا
فلان لو کان المحدث قرأ علیک فقل حدثنا فلان
وقال اکثر اهل العلم کلاهما سواء وبه ناخذ
فقد روی عن ابی یوسف القاضی رحمه الله انه
قال اذا قرأت الحدیث علی فقیه او قرأ علیک
فان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وان شئت قلت سمعته من فلان وروی عن
ابی مطیع البلخی انه قال سألت اباحنیفة رضی الله
عنه فقلت لما قول حدثنا او اقول اخبرنا قال
ان شئت قلت حدثنا وان شئت قلت اخبرنا
وروی عن شعبة بن الحجاج انه قال ان شئتم قلتم اخبرنا وان شئتم
قلتم حدثنا وان شئتم قلتم انبأنا واذا قال
المحدث اجزت لک ان تحدث عنی فلا یجوز
لک ان تقول حدثنا ولا اخبرنا وجاز لک
ان تقول اجاز لی فلان قال الفقیه ابو اللیث
رحمه الله سمعت الخلیل بن احمد قال سمعت
اباطاهر احمد بن سفیان الدباس یقول
اذا قال الفقیه اجزت لک بان تحدث
عنی فکانه قال اجزت لک بان

اور پہر تو نے روایت کا ارادہ کیا تو تجھکو اخبرنا فلان کہنا
چاہیئے - اور اگر محدث تجھکو حدیث پڑہکر سُنا دی تو تجھکو
حدثنا فلان کہنا چاہیئے اور اکثر علماء دونوں کو برابر کہتے
ہین اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے + اور مروی ہے امام
ابو یوسف رحمہ سے کہ اُنہون نے فرمایا جب تو حدیث کو
پڑہکر سُنائے یا سُنے تو تجھکو اختیار ہے جی چاہے حدثنا
کہہ جی چاہے اخبرنا کہہ جی چاہے سمعتہ من فلان کہہ
+ ابو مطیع بلخی کہتے ہین کہ مینے امام ابو حنیفہ سے پوچھا
کہ حدثنا کہون یا اخبرنا کہون فرمایا تیرا جی چاہے حدثنا کہہ
یا اخبرنا کہہ + اور شعبہ بن الحجاج سے روایت ہی کہ اُنہون نے
کہا کہ تمہارا جی چاہے اخبرنا کہو تمہارا جی چاہے حدثنا
کہو جی چاہے انبأنا کہو - اور جب محدث نے کہا مین نے
تجھکو اجازت دی کہ تو حدیث کی روایت مجھسے کرے تو تجھکو جائز
نہین کہ حدثنا یا اخبرنا کہے ہان یہ کہنا جائز ہے کہ
فلان محدث نے مجھکو اجازت دی ہے + کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے کہ خلیل بن احمد سے مینے سُنا ہے کہ
اُنہون نے ابو طاہر احمد بن سفیان دبّاس کو کہتے سُنا ہے
جبکہ محدث نے کہا کہ مینے اجازت دی کہ تو مجھسے حدیث
روایت کر تو گویا اُسنے کہا کہ مینے اجازت دی تجھکو

بان يكذب على ولو كتب اليك المحدث بحديث
او دفع اليك كتابه وقال حدثني فلان
بجميع ما فيه جاز لك ان تقول اخبرني فلان و
لا يجوز لك ان تقول حدثنا لان الكتابة خبر و
التحديث لا يكون الا بالمخاطبة الا ترى ان حلف لو حلف
ان لا يخبر فلانا بكذا فكتب اليه فانه يحنث في يمينه ولو حلف ان
لا يحدث فكتب اليه لا يحنث ما لم يخاطبه روى
ابو حمزة عن عبد الله بن عمر رضي الله عنه قال
رأيت ابن شهاب يؤتى بالكتاب
فيقال له هذا كتابك عرفته فيقول نعم
فيرضون به بما قراء وكما قراء عليهم و
كما قراء عليه فينسخونه ويحدثونه
وروى عن عبد العزيز بن ابان عن
شعبة رض قال كتبت الى منصور بن المعتمر
بحديث فلقيته فسألته عن ذلك
فقال اليس قد كتبت اليك فقلت انا
كتبت الى افاقول فقد حدثني به قال
نعم فذكرت ذلك لايوب فقال صدق
اذا كتب اليك فقد حدثك وروى

تجھکو جھوٹ بولنے کی اپنے اوپر اگر کسی محدث نے حدیث
لکھ بھیجی یا کتاب اپنی تجھکو دیدی اور کہا مجھسے حدیث کی فلانے
نے ساری اُس چیز کی جو اس کتاب میں ہے جایز ہے تجھکو کہ اخبرنا
فلان کہے اور حدثنا کہنا تجھکو جایز نہیں اسلئے کہ کتابت خبر ہے اور
حدیث آمنے سامنے ہوتی ہے + کیا تجھکو خبر نہیں کہ اگر کسی شخص نے
قسم کہائی کہ فلانے کو فلانی خبر نہ دونگا پھر یہی خبر لکھ بھیجی تو
اُس شخص کی قسم ٹوٹ جائیگی + اور اگر قسم کہائی کہ حدیث
نہین کریگا پھر لکھ بھیجا تو قسم نہین ٹوٹتی کی جبتک کہ آمنے
سامنے ہو کر حدیث نہ کرے + اور روایت کیا ہے عبد اللہ بن عمر نے
کہ کہا انہون نے مین نے دیکھا ابن شہاب کو کہ انکے پاس کوئی کتاب لایا
پس کہا گیا یہ آپکی کتاب ہے آپ پہچانتے ہین انہون نے فرمایا ہان پس خوشی
ہو اس سے ایسے جیسے کہ اگر پڑہتے وہ اس کتاب کو اُنپر یا پڑہتے وہ لوگ
اُنپر اور پھر لکھتے وہ اسکو اور خبر دیتے اُسکی اوروں کو + اور روایت
کیا ہے عبد العزیز بن ابان نے شعبہ سے کہ کہا انہون نے لکھ بھیجی منصور
بن معتمر کو ایک حدیث پھر ملا مین اُنسے اور سوال کیا اس حدیث
سے تو کہا انہون نے وہ حدیث مین نے تجھکو لکھ بھیجی تھی مین نے کہا
کیا لکھ بھیجنا حدیث کرنے کے برابر ہے کہا ہان اور کہا پھر
مین نے ایوب سے یہ ماجرا ذکر کیا تو انہون نے کہا سچ تو
ہے جب اُسنے حدیث لکھ بھیجی تو گویا حدیث بیان کر دیا

عن محمد بن الحسن انه قال کتابة العالم الیك
وسماعك منه بمنزلة واحدة لانه یجوز
الروایة عنه اذ کتب العالم الیك کما یجوز
لو سمعت منه ولکن یختلفان فی لفظ الروایة

باب اخذ العلم من ثقات

قال الفقیه رضی الله عنه وینبغی للمتعلم
ان لا یاخذ العلم الا من امین ثقة
لان قوام الدین بالعلم فینبغی ان لا
یأتمن الرجل علی دینه الا من یجوز ان
یؤتمن علیه وروی عباد بن کثیر عن
النبی علیه الصلوة والسلام انه قال لا
تحدثوا عمن تقبلوا شهادته وعن محمد
ابن سیرین انه قال ان هذا العلم دین
فانظروا الی دینکم عمن تاخذونه و
عن الحسن انه قال من قال قولا حسنا وعمل عملا
سیئا فلا تأخذ واعنه علما الا تعلما ولا
تعملوا بعمله ولا تعتمدوا علیه فان
قیل الیس قد روی انس بن مالك
رضی الله عنه عن النبی علیه

اور امام محمد سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا کسی عالم کا تجھکو
کچھ لکھ بھیجنا اور تیرا اُس سے خود سننا برابر ہے یعنی تجھے
اس سے روایت کرنی جایز ہے اگر اُسنے تجھے کچھ لکھ بھیجا ہے جیسے
جایز ہے اگر اس سے تو نے کچھ سنا ہان یہ دونون لفظ روایت مین
مختلف ہونگے ❊

باب آٹھوان اس بیان مین کہ علم کو ثقہ لوگون سے سیکھنا چاہئے

❊ کہا فقیہ ابو اللیث رضی
اللہ عنہ نے لایق ہے سیکھنے والے کو کہ ہر شخص سے علم حاصل
نکرے امانتدار دیانتدار سے سیکھے اسلئے کہ قیام دین کا علم
سے ہے سو آدمی کو یہ لایق ہے کہ اپنے دین کو ایسے شخص کے پاس امانت
رکھے جسکو امانتدار سمجھے ❊ اور عباد بن کثیر نے نبی علیہ
الصلوٰۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپنے فرمایا نہ حدیث
روایت کرو مگر اس شخص سے جسکے شہادت قبول کر سکو
اور محمد بن سیرین سے مروی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے یہ علم دین
ہے جس سے علم سیکھو پہلے انکو دیکھ بھال لو اور حضرت
حسن سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا جو شخص اور ونکو حق
بات بتائے اور خود بری عمل کرے اُس سے علم کو سیکھ
تو لو مگر ویسے عمل نہ کرو اور نہ اُسکے
افعال پر اعتماد کرو ❊ اور انس بن مالک رضی
اللہ تعالے عنہ روایت کرتے ہین نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے

عليه الصلوة والسلام انه قال العلم ضالة
المؤمن حيث ما وجده اخذه قيل له حيث
ما وجده اخذه اذا كان الذي اخبره به
ثقة واذا كان الذي اخبره به غير ثقة
فلا ياخذ منه ولو ان رجلا سمع حديثا
او سمع مسئلة فان كان موافقا للاصول
جاز له ان يعمل به فان لم يكن القائل ثقة
فلا يسعه ان يقبل منه الا ان يكون قولا
يوافق الاصول فيجوز العمل به ولا يقع به
العلم والا فلا وكذلك لو وجد حديثا مكتوبا
او مسئلة فان كان موافقا للاصول جاز له
ان يعمل به والا فلا - وروى عبد الرحمن
بن ابي ليلى عن علي ابن ابي طالب رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من حدث بحديث وهو يرى انه
كذب فهو احد الكاذبين ÷ +

باب اباحة المجلس للعظة

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله كره
بعض الناس الجلوس للعظة

علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ علم مسلمان کی گم ہوئی چیز ہے سو جہان کہین اُسکو پاوے
لیلے - اور مُراد جہان کہین پانے سے یہ ہے کہ جو کوئی
ثقہ ہو اُس سے علم سیکہہ لے اور جو ثقہ نہو تو نہ سیکہے ÷
اگر کسی شخص نے کوئی حدیث یا کوئی مسئلہ سُنا اگر وہ حدیث
یا مسئلہ اصول دین کے موافق ہے تو اُسپر عمل کرنا جایز
ہے اگر قایل ثقہ نہو تو اُس شخص کو گنجایش نہین کہ
اُسکے قول کو قبول کرے ہان اگر وہ قول اصول دین
کے موافق ہو تو قبول کرے اور اُسپر عمل کرنا بہی جایز
ہے - اِسیطرح اگر کوئی حدیث لکہی ہوئی ملگئی یا
کوئی مسئلہ ملگیا تو اگر وہ حدیث و مسئلہ اصول کے
موافق ہو تو اُسپر عمل بہی جایز ہے نہین تو نہین +
اور عبد الرحمن بن ابی لیلی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
جو مجہسے کوئی حدیث روایت کرے اور وہ جانتا ہو کہ
یہ حدیث جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک جہوٹا
ہے ÷

نوان باب اس بیان مین ہے کہ مجلس وعظ کی جایز ہے

کہا فقیہ ابو اللیث
رحمۃ اللہ علیہ نے بعضے علما نے لوگون کے جمع ہونکو وعظ کے

وقال بعضهم لا بأس به اذا اراد به
وجه الله تبارك وتعالى هذا انتهى أصح
فاما من كره ذلك فاحتج بما روى عن عمرو
ابن شعيب عن ابيه عن جده ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا يعظ الناس الا
اميرا ومامورا و مراء وعن تميم الداري
انه استاذن عمر بن الخطاب رضي الله عنه
انه يعظ الناس في كل سبت يوما قال وما
تصنع بذلك قال اذكر الناس فقال قل
ما شئت واعلم انه كالذبح وهذا كما قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم من استقضى
فقد ذبح بغير سكين وعن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال القاص ينتظر
المقت والمستمع ينتظر الرحمة وعن ابي
قلابة انه انصرف عن الصلوة فجاء
رجل يقص و ينصح فقال له ابو قلابة
انما انت حمار ناهق و تروث
نهاقا ان عدت الينا لنوذينك
وعن ابراهيم النخعي انه قال اني

لئے مکروہ کہا ہے - اور بعضون نے کہا کچھ ڈر نہین اگر
وعظ خدا کے واسطے ہو اور یہی قول صحیح ہے جنہون نے
اِس مجلس کو مکروہ کہا ہے اُنکی حجت وہ روایت ہے کہ جو عمر
بن شعیب نے اپنی سند سے نبی علیہ الصلوة والسلام سے
نقل کی ہے فرمایا کہ نصیحت نہین کرتا مخلوق کو مگر یا تو
امیر یا اُسکا نائب یا ریاکار + اور حضرت تمیم داری سے مروی
ہے کہ اُنہون نے حضرت عمر سے ہر ہفتہ کے دن وعظ کہنے
کی اجازت مانگی آپنے فرمایا اس وعظ سے تمہارا کیا مقصد
ہے کہا لوگون کا نصیحت کرنا فرمایا اچھا جو جی چاہے
کہو لیکن یہ سمجھ لو کہ وعظ کہنا ذبح ہونے کے برابر ہے
اور یہ قول حضرت عمر کا ایسا ہے جیسا رسول اللہ صلعم نے
فرمایا جس شخص نے منصب قضا طلب کیا گویا وہ بے چھری
ذبح ہوا + اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے
فرمایا واعظ انتظار کرتا ہے خدا کے غصہ کا اور سننے والا
منتظر ہے رحمت کا اور ابو قلابہ سے مروی ہے کہ وہ ایک دفعہ
نماز سے فارغ ہوئے تو ایک شخص آکر وعظ کہنے لگا سو
ابو قلابہ نے کہا تو حمار ناہق ہے اور جو کچھ کہ روایت کرتا ہے
گدھے کی آواز ہے اور اگر تو ہمارے ہاتھ لگیگا تو ہم تجھے خوب سمجھین گے
اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ اُنہون نے فرمایا کہ مین

اكره القصص لثلاث آيات لقوله تعالى
اتامرون الناس بالبر وتنسون انفسكم
وقوله تعالى عز وجل لم تقولون ما لا
تفعلون وقوله تعالى وما اريد ان اخالفكم
الى ما انهاكم عنه وفي الحديث ان الله
تعالى اوحى الى عيسى عليه السلام ان عظ
نفسك فان اتعظت فعظ الناس والا
فاستحي مني وما حجة من قال انه لا
بأس به فقول الله تعالى وذكر فان الذكرى
تنفع المؤمنين وقال الله تعالى في آية
اخرى ولينذروا قومهم اذا رجعوا اليهم لعلهم
يحذرون وعن عمر رض انه قال يا معشر
القصاص لا تقصوا فقد فقه الناس
ففي هذا الخبر دليل على ان القوم اذا
لم يعلموا فلا بأس به وروي عن عبد
الله بن مسعود انه كان يذكر الناس
كل عشية الخميس وهو قائم على رجليه
يدعو بدعوات وروى عطاء عن
ابي هريرة انه قال من كتم علما

وعظ کہ تین آیتون کی وجہ سے مکروہ جانتا ہون اول تو
یہ آیت ہے اللہ تعالے فرماتا ہے کیا حکم کرتے ہو لوگونکو نیک کام
کا اور بھولتے ہو اپنکو۔ دوسری آیت یہ ہے کیون کہتے ہو منہ
سے جو نہین کرتے۔ تیسری آیت یہ ہے اور مین نہین چاہتا
کہ پیچھے آپ کرون جو کام تمسے چھڑاون * اور حدیث
مین آیا ہے کہ اللہ تعالے نے عیسیٰ کی طرف وحی کی کہ پہلے اپنے
نفس کو نصیحت کر جب وہ نصیحت مان لے تب اورونکو نصیحت
کر اور اگر یون نکرے تو مجھسے حیا کر۔ اور دلیل اُن لوگون
کی جو کہتے ہین وعظ کہنے مین کچھہ حرج نہین یہ قول اللہ
تعالے کا ہے اور نصیحت کر بیشک نصیحت مسلمانونکو نفع دیگی *
اور فرمایا اللہ تعالے نے دوسری آیت مین اور تا خبر پہنچاوین اپنے
قوم کو جب پھر آوین انکیطرف شاید وہ بچے رہین * اور حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ای گروہ واعظون کے اب وعظ نکہو اسلئے
لوگ سمجھدار ہوگئے * سو قول حضرت عمر کا اسکے دلیل ہے کہ اگر لوگ
انجان ہون تو وعظ کہنے کا کچھہ مضایقہ نہین * اور عبد اللہ
بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ ہر جمعرات کی شام کو
کھڑے ہوکر لوگون کو نصیحت کیا کرتے تھے اور
دعائین مانگا کرتے تھے * اور عطاء نے حضرت ابوہریرہ سے روایت
کی ہے کہ اُنہون نے فرمایا جو شخص علم کو چھپاویگا قیامت کو

يلجمه بلجام من النار يوم القيمة وروي
عن النبي عليه الصلوة والسلام مثله وعن
ابي هريرة انه قال لولا اية من كتاب
الله ما جلست للناس وهو قوله تعالى
ان الذين يكتمون ما انزلنا من البينات
والهدى الاية وروي عن عبد الله بن
عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال بلغوا عني ولو اية و
حدثوا عن بني اسرائيل ولا حرج من
كذب علي متعمدا فليتبوأ مقعده من
النار وقال الحسن لولا العلماء لصار
الناس مثل البهائم

باب آداب المذكرين

قال الفقيه ابو الليث رحمة الله عليه
ان اول ما يحتاج اليه المذكر يجب
ان يكون صالحا لنفسه لانه لو لم يكن صالحا
فانه يهرب منه العقلاء ويقتدي به
السفهاء فيكون في ذلك فساد العالم و
كلامه لا ينجع في قلوب الناس والثاني ينبغي

اسکے مونھہ مین آگ کی لگام دی جاویگی + اور یہی
اس روایت کے نبی علیہ السلام سے بھی مروی ہے
اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر آیت
کتاب اللہ کی نہوتی تو لوگونکی تعلیم کے لیئے یون نہ بیٹھا کرتا
اور وہ آیت یہ ہے۔ جو لوگ چھپاتے ہین جو کچھہ ہمنے اتارے صاف
حکم اور راہ کے نشان آخر آیت تک اور روایت ہے عبد اللہ
بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میری
طرف سے لوگونکو پہنچا دو اگرچہ تمہارے پاس ایک ہی آیت ہو
اور بنی اسرائیل سے حدیثین روایت کرو اور اسمین کچھہ حرج نہین
جو مجھہ پر جانکر جھوٹ بولے اسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا آگ مین
کرلے + اور حضرت حسن نے فرمایا اگر علما نہوتے تو خلقت مثل
جانورون کے ہوجاتی +

دسوان باب آداب واعظین کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ
علیہ نے اول تو نصیحت کرنے والیکو یہ ضرور ہے کہ خود
فی نفسہ نیک ہو اسلیئے کہ اگر نیک نہوگا تو سمجھدار لوگ
اسکے پاس نہ پھٹکین گے اور بیوقوف اسکی پیروی
کرین گے اور اس مین عالم مین فتنہ و فساد ہوگا اور
اس شخص کے کلام لوگون کے دلونمین تاثیر نہ کرینگے
دوسری بابت نصیحت کرنے والے کو یہہ

للمذكر ان يكون ورعا فلا يحدث الناس
بحديث لم يصح عنده لانه روى عن
على بن ابى طالب رضى الله عنه عن النبى عليه
الصلوة والسلام انه قال من حدث
بحديث وهو يرى انه كذب فهو احد
الكاذبين والثالث ينبغى ان لا يطول
المجلس فيمل الناس فتذهب بركة المجلس
والعلم وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال ان للقلوب نشاطا واقبالا وان
لها تولية وادبارا فحدثوا القوم ما اقبلوا
عليكم وروى الزهرى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال روحوا القلوب ساعة
بعد ساعة وروى زيد بن اسلم عن ابيه
قال كان قاص فى بنى اسرائيل فيطول عليهم
فاملهم فلعن ولعنوا والرابع ينبغى للمذكر
ان يكون متواضعا لينا ولا ينبغى ان
يكون متكبرا فظا غليظ القلب لان التواضع
واللين من اخلاق النبى عليه الصلوة والسلام
قال الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم ولو

یہ ضروری ہی کہ متقی ہو ایسی حدیث لوگون سی نکری جو صحیح
نہو اسلئی کہ حضرت علی رضی نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا جو شخص کوئی حدیث بیان کرے اور جانتا
ہو کہ وہ جہوٹی ہے تو وہ دو جہوٹون مین کا ایک ہے اور تیسرے
بات اسکو یہ ضروری ہے کہ مجلس دراز نکری اور لوگ گہبرا نہین
اور برکت مجلس اور علم کی بہی جاتی رہے اور عبد اللہ بن مسعود رضی
سے مروی ہے کہ ایک وقت دلونکی خوش ہونے اور لگنے کا
ہوتا ہے اور ایک وقت دلونکے اکتانی اور گہبرانی کا
ہوتا ہی پس لوگونکو نصیحت کیا کرو جبتک انکا جی لگا
رہے اور زہری نبی علیہ الصلوۃ والسلام سی روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا راحت دو دلونکو تہوڑی دیر کے
بعد + اور زید بن اسلم اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ
بنی اسرائیل مین ایک واعظ تہا کہ بہت دیر تک وعظ
کہا کرتا تہا یہانتک کہ لوگ اکتا جایا کرتے تہے پس لعنت
کیا گیا وہ اور سب اکتانے والے + اور چوتہے واعظ کو ضروری ہے
کہ متواضع ہو نرم دل ہو اور نہین لایق ہے اسکو کہ متکبر
و تندخو سخت دل ہو اسواسطے کہ تواضع اور نرمی رسول
اللہ صلعم کے اخلاق مین سے ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے سو
کچہہ مہربانی ہے اللہ کی کہ نرم خو ہوا تو ان کے لئی اور اگر

كنت فظا غليظ القلب لانفضوا من حولك
الخامس اذا اراد ان يخبر الناس بشئ من
الفضائل او من الصلوة او من الصدقة او
من الصوم فينبغي ان يعمل به اولا حتى
لا يكون من اهل هذه الاية اتأمرون الناس
بالبر وتنسون انفسكم وقال ابراهيم النخعي
اني اكره القصص لثلاث ايات من كتاب
الله وقد ذكرناها السادس ان يكون
عالما بتفسير القرآن والاخبار واقاويل
الفقهاء والعلماء وروى عن علي رضي الله
عنه انه رأى رجلا يقص فقال له اتعرف
الناسخ من المنسوخ فقال لا فقال له هلكت
واهلكت والسابع ينبغي للمذكر اذا حدث
الناس ان لا يقبل بوجهه على رجل واحد
ولكن يعمهم وقد روى عن حبيب بن ابي ثابت
انه قال من السنة ان لا يقبل الواعظ بوجهه على
رجل واحد ولكن يعمهم والثامن لا ينبغي
للمذكر ان يكون طامعا لان الطمع يذل
الانسان ويذهب بماء الوجه والعلم

ہوتا تو سخت گو سخت دل تو متفرق ہو جاتے تیرے گرد
سی + پانچوین واعظ کو ضرور ہے کہ جب فضائل نماز و روزہ
اور صدقہ وغیرہ کا لوگون سے بیان کرے تو پہلے اسکو چاہیے
کہ خود عمل کرے تاکہ اس آیت کا مصداق نہ بنے کیا حکم کرتے
ہو اورونکو نیکی کا اور اپنے آپکو بھولتے ہو + اور ابراہیم نخعی
کہتے ہین کہ مین تو وعظ کہنے کو اچھا نہین سمجھتا ان تین
آیتونکی وجہ سے اور انکو ہم پہلے ذکر کر چکے ہین + چھٹے واعظ
کو یہ ضرور ہے کہ تفسیر قرآن کو اور حدیثون اور اقوال فقہا
اور علماء کو جانتا ہو + اور حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ
انہون نے ایک شخص کو وعظ کہتے ہوے دیکھا اور کہا
کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے اسنے کہا نہین آپنے
فرمایا تو خود بھی ڈوبا اور اورونکو بھی ڈبویا + ساتوین
واعظ کو یہ ضرور ہے کہ جب لوگونکو نصیحت کرے تو کسی خاص
آدمی کی طرف نہ متوجہ ہو بلکہ سب کی طرف متوجہ ہو
اسلئے کہ حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ انہون نے
فرمایا مسنون ہے یہ بات کہ نہ متوجہ ہو واعظ خاص شخص
کی طرف بلکہ سب کی طرف متوجہ ہو + آٹھوین واعظ کو
یہ ضرور ہے کہ طامع نہو اسلئے کہ طمع آدمیکو ذلیل کردیتی
ہے اور چہرہ کی رونق اور علم کی برکت کھو دیتی ہے

ولو اهدی الیه انسان بغیر مسالة فلا بأس بان یقبل هدیته والتاسع ینبغی للمذکر ان یذکر فی المجلس الخوف والرجاء ولا یجعل کله خوفا ولا کله رجاء لانه نهی عن ذلك والعاشر ان احتاج المذکر الی تطویل المجلس فیستحب له ان یجعل فی خلال مجلسه کلاما یستظرفونه ویتنشطون و یتبسمون وینشطون بذلك لئلا یشتهون بذلك فلا یسامون فان ذلك یزید نشاطا واقبالا علی السماع وقد روی عن عمر رضی الله عنه انه کان اذا جلس رغب الناس فی الاخرة وزهدهم عن الدنیا فاذا رآهم قد کسلوا اخذ فی ذکر الغرس والبناء والحیطان فاذا راهم قد نشطوا اقبل فی ذکر الاخرة

باب الحث علی طلب العلم وتفضیل الفقه علی غیره

قال الفقیه ابو اللیث رحمه الله ینبغی للانسان ان یتعلم العلم ولا یقنع بالجهل لان الله تعالی قال قل هل

اور اگر کوئی شخص تحفہ بھیجے تو اسکے قبول کرنے مین کچھ برائی نہین ✦ نوین واعظ کو یہ ضرور ہے کہ وعظ مین مضمون خوف اور امید کے بیان کرے فقط خوف کے یا فقط امید کے نہ بیان کرے اسلیئے کہ یہہ ممنوع ہے ✦ دسوین اگر واعظ کو کچھ احتیاج ہو کہ مجلس وعظ دیر تک رہے تو اُسکو مناسب ہے کہ کچھہ کلام ظریفانہ کرے جس سے لوگون کے دل کہین وعظ سے اُکتا نہ جائین اسلیئے کہ ایسے کلام سے آدمی کا جی خوش ہوجاتا ہے اور وعظ کے سُننے کا مشتاق ہوتا ہے حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ جب وہ لوگونکو آخرت کی طرف رغبت دلاتے اور دُنیا سے نفرت دلانے کو بیٹھا کرتے تھے تو اگر لوگونکو دیکھا اُکتائے ہوے تو درخت لگانے اور مکان بنانے کا ذکر کرنے لگتے تھے پھر جب دیکھتے تھے کہ لوگونکا جی لگا ہے تو پھر آخرت کا ذکر چھیڑ دیتے

گیارھوان باب آیا وہ کرنے مین طلب علم پر اور فضیلت بیان کرنے مین فقہ کے اسکی غیر پر

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے انسان کو لائق ہے کہ علم سیکھے اور جہل پر قناعت نکرے اسلیئے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہہ دے کیا

يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
ففضل اهل العلم على غيرهم وقال النبي صلى
الله عليه وسلم وعلى آله لا خير فيمن لم يكن عالما
او متعلما وقال ابو الدرداء مالي ارى علماءكم
يموتون وجهالكم لا يتعلمون تعلموا العلم قبل
ان يرفع العلم فان رفع العلم بذهاب العلماء
وقال عروة بن الزبير لبنيه يا بني تعلموا فان
تكونوا اصغار قوم فعسى ان تكونوا كبار قوم
آخرين وما اقبح شيخ ليس عنده علم
وقال الشعبي لو ان رجلا سافر من اقصى الشام
الى اقصى اليمن فحفظ كلمة فينفعه فيما يستقبل
من عمره رأيت ان سفره لم يضع قال الفقيه
ثم اعلم ان العلم على انواع وكل ذلك عند الله
حسن وليس كالفقه فينبغي للرجل ان يكون اصر
تعلم الفقه اهم اليه من غيره لان من تعلم الفقه تيسر
عليه سائر العلوم والفقه هو قوام الدين
وروى ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال ما عبد الله بشيء افضل من فقه
في الدين وقال النبي عليه الصلوة والسلام فقيه

برابر ہین جاننے والی اور انجان پس فضیلت دی اہل علم
کو لوگون کے غیر پر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے سکھانے والے اور
سیکھنے والے کے سوا کسی شخص مین خیر نہین + اور ابو الدردا
فرماتے ہین مجھکو کیا ہوا کہ مین علما کو دیکھتا ہون کہ مرتے
جاتے ہین اور جاہل لوگ علم سیکھتے نہین علم کو سیکھو اس
پہلے کہ علم اٹھ جاوے اسلئے کہ علم کا اٹھنا یہی ہے کہ عالم اٹھ
جاوین + اور عروہ بن الزبیر نے اپنے بیٹون کو فرمایا ای
بیٹو علم کو سیکھو اگر اپنے قوم مین چھوٹے ہوگے تو کبھی نہ کبھی اور
قوم کے بڑے شمار ہوگے اور کتنا برا معلوم ہوتا ہے بڈھا کہ جو بڈھا
جو عالم نہو + اور شعبی فرماتے ہین کہ اگر کسی شخص نے انتہا ملک شام
سی انتہا ملک یمن تک سفر کیا اور ایسا کلمہ یاد کیا کہ جو آیندہ کو نفع دے
تو میرا یون گمان ہے کہ اس شخص کا سفر ضایع نہین ہوا + کہا فقیہ نے
پہر جان کہ علم کی کئی قسمین ہین اور ہر ایک اللہ کے نزدیک اچھی
ہے مگر کوئی قسم فقہ کے برابر نہین اسلئے آدمی کو لائق ہی فقہ کے
سیکھنے کی طرف زیادہ توجہ کرے اسلیے کہ جس شخص نے فقہ کو سیکھ لیا
تو آسان ہوگئے اسپر اور سب علم اور فقہ اصل دین کی ہے + اور
ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوة والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ کے نزدیک کوئی چیز افضل نہین اس شخص سے
جسے دین مین سمجھ حاصل کی ہو + اور نبی علیہ الصلوة والسلام نے

واحد اشد على الشيطان من الف عابد وقال
ابو هريرة لان احيى بالفقه ساعة احب الي
من ان احيي ليلة بلا فقه وروى عن ابن عباس
رضي الله عنهما عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين
وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه تفقهوا قبل
ان تسودوا واذا اخذ الانسان حظا وافرا
من الفقه فينبغي ان لا يقتصر على الفقه
ولكن ينظر في علم الزهد وفي كلام الحكماء
وشمائل الصالحين فان الانسان اذا تعلم
الفقه ولا ينظر في علم الزهد والحكمة
في قلبه وساء خلقه والقلب القسي بعيد
من الله ولو تعلم من علم النجوم مقدار
ما يعرف الحساب فلا بأس به ولا
يزيد عليه اذا تعلم مقدار ما يهتدي
به الى امر القبلة وامر الحساب وقال الله
تعالى وهو الذي جعل لكم النجوم
لتهتدوا بها في ظلمات البر والبحر وقال
في اية اخرى وعلامات وبالنجم هم يهتدون

اکیلا شیطان پر ہزار عابد سے بھاری ہے + اور حضرت
ابو ہریرہ رض فرماتے ہین کہ فقہ سیکھنے کے واسطے ایک گھڑی
بیٹھنا میرے نزدیک بہتر ہی ساری رات کی جاگنے سے بغیر
فقہ کے + اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسکو اللہ ارادہ کرتا ہے بھلائی
پہنچانے کا تو اسکو دین کی سمجھ عطا کرتا ہے + اور حضرت
عمر رض نے فرمایا ہے سمجھ حاصل کرو دین مین پہلے اس سے
کہ سردار بنائی جاؤ تم + اور جب انسان ایک حصہ کامل
فقہ کا حاصل کرلے تو اسکو چاہیے کہ فقہ ہی پر بس نکرے
بلکہ علم زہد کو دیکھے اور حکماء کے کلام پر نظر کرے اور
صلحا کے احوال پر غور کرے اسلئے کہ انسان جب فقہ
کو سیکھے اور علم زہد اور حکمت کو نہ حاصل کرے تو سخت دل
اور بداخلاق ہوجاتا ہے اور سخت دل اللہ سے دور ہوتا ہے
اور اگر انسان علم نجوم کو اسقدر سیکھ لے جس سے رات دن
کا حال معلوم ہوجائے اور قبلہ کا اندازہ سمجھ مین آجائے
تو کچھ مضائقہ نہین لیکن اس سے زیادہ نہ سیکھے فرمایا
اللہ تعالی نے اللہ وہ ہی جسنے پیدا کیا ستارون کو
تاکہ راہ پاؤ تم اُنسے اندھیرون مین خشکی اور تری کے اور
فرمایا اور بتا دیے اور ستارون سے لوگ راہ پاتے ہین

وقال عمر بن خطاب رضی الله عنه انه قال تعلموا من النجوم مقدار ما تعرفون به امر قبلتکم و تعلموا من الانساب ما تصلون به ارحامکم و روی عن النبی علیه الصلوٰة و السلام انه نهی عن النظر فی النجوم و قال عبد الله بن عباس لمیمون بن مهران رض ان لا تتبع النجوم فانه یؤدی الی الکهانة

باب المناظرة فی العلم والجدال

قال الفقیه ابو اللیث رح کره بعض الناس المناظرة والجدال فی العلم واحتجوا بقول الله تعالی ما ضربوه لك الا جدلا و قال فی الایة الاخری و کان الانسان اکثر شئ جدلا فلامهم علی المجادلة و ذمهم علیها وروت عائشة عن النبی علیه الصلوٰة و السلام انه قال ان ابغض الناس الی الله تعالی الالد الخصام و روی ابو امامة الباهلی ان النبی علیه الصلوٰة والسلام قال ما ضل قوم بعد هدی کانوا علیه الا اوتوا الجدال و روی عن النبی صلی الله علیه وسلم انه قال دع المراء وان کنت محقا

اور فرمایا حضرت عمر رضہ نے علم نجوم کو اتنا سیکھو جتنا قبلہ کے معلوم کرنیمین کام آئے اور علم انساب کو اتنا سیکھو جس سے ارحام کو ملالو ۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے علم نجوم کے سیکھنے کو منع فرمایا ہے اور حضرت عبد اللہ بن عباس رضہ نے میمون بن مہران کو فرمایا کہ علم نجوم کے پیچھے نہ لگنا اسلیے کہ وہ کہانت کی طرف پہنچا دیگا

بارہوان باب مناظرہ کرنے مین اور جھگڑا کرنیمین بیچ علم کے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے مکروہ کہا بعض علمانے مناظرہ کو اور جھگڑا کرنیکو علم مین اور دلیل مین لاتے ہین یہ قول اللہ تعالی کا نہین بیان کرتے ہین اسکو تجھسے مگر واسطے جھگڑے کے اور دوسری آیت مین فرمایا اور ہے انسان بڑا جھگڑالو پس ملامت کی انکو مجادلہ پر اور مذمت کی انکی اسپر ۔ اور حضرت عائشہ رض نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا کہ مبغوض زیادہ اللہ کے نزدیک سرکش جھگڑالو ہے ۔ اور ابو امامہ باہلی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین گمراہ ہوئے کوئی قوم بعد ہدایت کے کہ تھے وہ اوپر اسکے مگر یہ کہ دیے گئے وہ جھگڑا ۔ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا چھوڑ دے جھگڑے کو اگرچہ ہو تو حق پر ۔

وروی بلفظ اخرانه قال لا یجد احد
حقیقة الایمان حتی یدع المراء وهو
محق لان المراء یودی الی العداوة و
العداوة بین المسلمین حرام وقال تمام
اهل العلم لا بأس بها اذا قصد بها
ظهور العلم والحق یقول الله تبارک وتعالی وجادلهم
بالتی هی احسن قال تعالی فلا تمار فیهم الا مراء ظاهرا
الآیة وقال الله تعالی الم تر الی الذی
حاج ابراهیم فی ربه الی قوله فبهت
الذی کفر وروی عن طلحة بن
عبید الله انه قال تذاکرنا فی
لحم صید یاکله المحرم وقد
ذبحه حلال والنبی علیه الصلوة والسلام
نائم فارتفعت اصواتنا فاستیقظ وقال فیما
ذا تتنازعون فاخبرناه فامرهم باکله
ولم ینکر علیهم جدالهم فی المسئلة ولان فی
المناظرة ظهور الحق من الباطل فالمناظرة فی
طلب الحق مباح والآثار التی وردت
عن النبی علیه الصلوة والسلام فی النهی

اور دوسرے الفاظ سے یہ روایت یون ہے کہ فرمایا نہین
پائیگا تم مین سے کوئی حقیقت ایمان کو یہانتک کہ
چہوڑ دے جہگڑے کو حق پر ہوکر بہی اور اسلئے کہ جہگڑا
موجب عداوت ہوتا ہے اور عداوت آپس مین مسلمانون
کے حرام ہے - اور اکثر اہل علم کہتے ہین کہ اگر مناظرے سے ظہور
حق منظور ہو تو کچہ ڈر نہین اللہ تعالی فرماتا ہے اور جہگڑا
کر انسے اُس طرح پر جو بہتر ہو اور فرمایا اللہ تعالی نے کیا تو نے
نہ دیکہا وہ شخص جو جہگڑا ابراہیم سے اُسکے رب پر یہانتک
کہ فرمایا تب ہوچکا رہ گیا وہ منکر + اور طلحہ بن عبید اللہ
سے مروی ہے کہ ہم چند آدمی آپس مین اس میں
گفتگو کرتے تہے کہ جس شکار کو حلال نے ذبح کیا
ہے اُسکا گوشت کہانا محرم کو جائز ہے یا نہین
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تہے جب
ہماری آواز بلند ہوئی تو آپ اُٹھ کہڑے ہوئے اور
فرمایا کس چیز مین جہگڑتے ہو ہم نے سارا حال بیان کیا
فرمایا کہاؤ اور اِس مسئلہ مین جہگڑنے پر کسیکو نہین منع کیا
اور اسلئے کہ مناظرے سے حق و باطل ظاہر ہوجاتا ہے اور
گفتگو طلب حق مین مباح ہے اور جو حدیثین کہ مناظرے کی
ممانعت مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین

معناها اذا جادل بغير حق واراد به المباهاة
فهو مكروه كما روي عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال من تعلم العلم لثلث
فهو في النار ان يباهي به العلماء او
يماري به السفهاء او يصرف به وجوه
الخلق الى نفسه +

باب آداب المتعلم

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله فاول ما
يحتاج اليه المتعلم ان يصحح نيته لينتفع
بما يتعلم وينتفع به من ياخذ منه
فاذا اراد نيته يحتاج الى ان ينوي
ثلثة اشياء احدها ان ينوي بتعلمه الخروج
من الجهل لان الله تبارك وتعالى قال
قل هل يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
والثاني ان ينوي به منفعة الخلق لان النبي عليه
الصلوة والسلام قال خير الناس من ينفع الناس
والثالث ان ينوي به احياء العلم لان الناس
لو تركوا تعلم العلم لذهب العلم وكما روي عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال تعلموا العلم

اُنکا مطلب یہ ہے کہ آدمی خواہ مخواہ جھگڑا کیا کرے یا
مناظرہ سے اپنے آپکو بڑا عالم جتانا منظور ہو چنانچہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو کوئی علم کو ان تینوں
کاموں کے لئے سیکھے تو وہ دوزخی ہے یا تو اسلئے کہ علماء میں
بڑائی کرے یا بیوقوفوں سے جھگڑا کرے یا لوگوں کو اپنا
معتقد بنائے +

تیرہواں باب بیچ بیان آداب سیکھنے والے کے

کہا فقیہ ابو اللیث رحمۃ اللہ علیہ نے اوّل علم کے سیکھنے والے
کو یہ لازم ہے کہ اپنی نیت درست کرے تاکہ خود
بھی نفع اُٹھاوے اور جو اُس سے سیکھیں وہ بھی نفع
اُٹھائیں اور جب نیت کرے تو تین چیزوں کی نیت کرے
اول تو یہ کہ علم کو حاصل کرکے جہل سے نجات پاؤں
اسلئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہہ تو کیا جاننے
والے اور انجان برابر ہیں + اور دوسرے مخلوق کی نفع رسانی کی
نیت رکھے اسواسطے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے اچھا آدمی
وہ ہے جو مخلوق کو نفع پہنچاوے + اور تیسرے علم کے
سیکھنے سے علم کے زندہ رکھنے کی نیت کرے اسلئے کہ اگر سب
لوگ علم کو چھوڑ دینگے تو علم جاتا رہیگا چنانچہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام نے فرمایا ہے علم کو سیکھو + + +

قبل ان یرفع العلم و رفعه بذهاب
العلماء وینبغی للمتعلم ان یطلب به وجه
الله تعالی والدار الآخرة ولا ینوی به
طلب الدنیا لانه روی فی الخبر انه قال
من طلب العلم لغیر وجه الله لم یخرج
من الدنیا حتی یأتی علیه واذا طلب وجه
الله تعالی فانه ینال الامرین جمیعا
قال الله تعالی من کان یرید حرث الآخرة
نزد له فی حرثه ومن کان یرید حرث
الدنیا نؤته منها وماله فی الآخرة من نصیب
وروی زید بن ثابت عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال
من طلب العلم بنیة الدنیا فرق
الله تعالی علیه امره وجعل فقره
بین عینیه ولم یأته من الدنیا
الا ما کتب الله له ومن طلب العلم
بنیة الآخرة جمع الله شمله وجعل
غناءه فی قلبه واتت الدنیا وهی
راغمة فاذا لم یقدر علی تصحیح النیة

اُسکے اُٹھنے کے پہلے اور علم کا اُٹھنا یہ ہے کہ عالم اُٹھ
جائیں + اور سیکھنے والے کو لازم ہے کہ علم سے اللہ کے
رضا اور آخرت مقصود رکھے دنیا کا طالب نہو اسلئے کہ حدیث
مین آیا ہے جو کوئی علم کو طلب کرے اللہ کی رضا کے سوا
کسی اور کام کے لئے تو نہین مریگا وہ یہانتک کہ وہ
کام اُسکو حاصل نہو جاے جب وہ خدا کی خوشی و رضا کا
طالب ہوگا تو دین و دنیا دونون حاصل ہونگے چنانچہ
اللہ تعالی فرماتا ہی جو شخص آخرت کی کہیتی کا ارادہ
کرتا ہے ہم اُسکو بڑہاتے ہین اور جو شخص دنیا کی کہیتی
کا ارادہ کرتا ہے تو ہم دنیا مین سے کچھہ دیدیتے ہین
مگر آخرت مین اُسکو کچہہ بہی حصہ نہین + اور زید بن
ثابت نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا جو کوئی علم کو دنیا کے واسطے طلب کرتا ہے اللہ
تعالی اُسکے سب کاموں کو پریشان کر دیتا ہے اور مفلسی
کو اُسکا سامنا کر دیتا ہے اور دنیا تو اُتنی ہی ملتی
ہے جتنی لکہی ہے اور جو کوئی علم کو طلب کرے آخرت کے
لئے تو اللہ تعالی اُسکو جمعیت عطا کرتا ہے اور اُسکا
دل غنی کرتا ہے اور دنیا ہاتھ باندہے کہڑی رہتی ہے
پس اگر سیکھنے والا نیت کو درست نکر سکے تو بہر بہی

فالتعلم افضل من ترکه لانه اذا تعلم العلم فانه یرجی ان یصحح العلم نیته وقال مجاهد مکثنا وطلبنا هذا العلم کثیرا ومالنا فیه النیة ثم رزقنا الله فیه النیة للعلم واذا اراد الخروج الی الغربة فالافضل له ان یستأذن ابویه فان لم یأذنا فلا بأس بالخروج اذا کانا مستغنیین عن خدمته ولا ینبغی ان یترک شیئا من فرائض الله او یؤخرها عن وقتها فتذهب برکة علمه ولا ینبغی للمتعلم ان یؤذی احدا لاجل التعلم فتذهب برکة علمه ولا ینبغی للعلم ان یکون بخیلا بعلمه اذا استعار منه انسان کتابا او استعان منه فی تفهیم مسالة او نحو ذلک ولا ینبغی ان یبخل به لانه یقصد بتعلمه منفعة الخلق فلا ینبغی ان یمنع المنفعة فی الحال۔ وقال عبد الله بن المبارک من بخل بعلمه ابتلی باحدی ثلث اما ان یموت

علم کا سیکہنا افضل ہے اسلیئے کہ علم کے سیکھنے کے بعد نیت کے درست ہونیکی امید ہے مجاہد کہتے ہین کہ مدتون علم کو سیکہا اور ہماری نیت کچھہ بہی نہین تہی جب اللہ نے دیا تو نیت بہی درست ہوگئی اور جب سیکھنے والے کا ارادہ سفر کا ہو تو بہتر یہ ہے کہ ماں باپ سے اجازت لیلے اگر اجازت نہ لے تو بہی مضائقہ نہین اگر وہ اسکے خدمت کے محتاج نہون ؛ اور سیکھنے والے کو لایق نہین کہ فرایض کو چہوڑ دے یا وقت پر ادا نکرے ورنہ علم کی برکت سے ہاتہہ دہوئے اور یہ بہی لایق نہین کہ کسیکو علم کے سیکھنے میں تکلیف پہنچائے اور علم کی برکت جاتی رہے اور یہ بہی لایق نہین کہ علم کے باب مین بخل کرے کوئی شخص کوئی کتاب مستعار مانگے تو نہ دے یا کوئی شخص مسئلہ یا اور کچھہ علم کی بات پوچہے تو نہ بتائے اور یہ بہی لایق نہین کہ بتانے مین بخل کرے اسلئے کہ علم کے سیکھنے سے جب یہ ارادہ ہے کہ آئندہ کو مخلوق کو نفع پہنچے تو اب نفع پہنچانے مین کیون کمی کرتا ہے ؛ عبد اللہ بن مبارک فرماتے ہین کہ جو کوئی علم مین بخل کرے وہ تین آفتون مین سے ضرور ایک آفت مین مبتلا ہوگا یا تو جلدی مرگیا

فيذهب علمه او يبتلى بسلطان او ينسى
العلم الذى حفظه وينبغى للمتعلم ان
يوقر العلم ولا ينبغى للمتعلم ان يضع
الكتاب على التراب واذا خرج من
الخلاء ثم اراد ان يمس الكتاب
يستحب له ان يتوضأ او يغسل يديه
ثم ياخذ الكتاب وينبغى للمتعلم ان يرضى
بالدون من العيش ويتزوى من النساء
من غير ان يترك حظ نفسه من الاكل
والشرب والنوم وينبغى للمتعلم ان يقل
معاشرة الناس ومخالطتهم ومباشرة
النساء ومخالطتهن والصبيان ولا
يشتغل بما لا يعنيه وقيل فى المثل من
اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه وقيل
للقمان الحكيم بم نلت ما نلت قال
بصدق الحديث واداء الامانة و
ترك ما لا يعنى وينبغى للمتعلم ان يدرس
الكتاب على الدوام ويتذاكر
بالمسائل مع اصحابه او وحده وقد روى

اور یون علم جاتا رہیگا یا بادشاہ کے غضب مین گرفتار
ہو جائیگا یا علم ہی کو بہول جائیگا اور لایق ہے سیکہنے والے
کو کہ عزت علم کی کیا کرے یہ لایق نہین کہ کتاب کو مٹی
کے ڈہیر پر رکہدیا کرے اور جب پاخانہ سے نکلے تو اسکو
مناسب ہے کہ پہلے وضو کرلے یا ہاتہہ دہولے پہر کتاب کو ہاتہہ لگاوے
اور سیکہنے والے کو یہ بہی لایق ہے کہ روکہی سوکہی
روٹی موٹے جہوٹے کپڑے پر قناعت کرے اور
عورتون سے دور بہاگے کہانا پینا سونا جسکی سبکو ضرورت
ہے بالکل نہ چہوڑے اور یہ بہی لایق ہے کہ لوگون
سے کم ملا کرے عورتون اور بچون سے حتی الوسع
الگ رہا کرے اور بے فائدہ باتون مین مشغول
نہو مثل مشہور ہے جو شخص بے فائدہ باتومین
مشغول ہوتا ہے تو وہ فائدہ کی باتون سے محروم
رہجاتا ہے، حکیم لقمان سے کسی نے پوچہا کہ آپ کو
یہ رتبہ کیونکر میسر آیا کہا سچی بات کہنے سے امانت
کے ادا کرنے سے اور بے فائدہ کامون کے چہوڑ دینے
سے اور سیکہنے والے کو یہ لازم ہے کہ ہمیشہ
کتاب کا مطالعہ کرتا رہے اور اپنے ہم سبقون
سے سبق وغیرہ کا تکرار کرتا رہے اور یزید الرقاشی

يزيد الرقاشي عن انس بن مالك قال كان
رسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا
بالحديث ثم يدخل بيته فنذاكر بيننا
فخرج الينا فكانما زرع في قلوبنا فذكر
في قول الله يا يحيى خذ الكتاب بقوة يعني
بالدرس بجد ومواظبة ويقال في المثل
عليك بالدرس فان الدرس غرس و
قيل لعبد الله بن عباس رحمه الله بم ادركت
ما ادركت هذا العلم قال بلسان
سؤول وقلب عقول وكف بذول و
فؤاد غير ملول وروى في بعض الاخبار
زيادة العلم بالدرس والسهر وبدن
في السراء والضراء صبور وقال الشعبي
من رق وجهه رق علمه وقيل لبوذرجمهر
بم نلت ما نلت قال من بكور كبكور الغراب
وحرص كحرص الخنزير وصبر كصبر الحمار و
تملق كتملق الهرة وضبط كضبط الاعمى و
ينبغي للمتعلم اذا وقعت بينه وبين احد
منازعة او خصومة ينبغي ان يستعمل

انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم ہم سے
حدیث بیان فرماکر گھر مین تشریف لیگئے اور ہم آپسمین مذاکرہ
کررہے تھے پس باہر تشریف لائے پس گویا کہ بیج بودیا آپنے
ہمارے دلون مین پھر ذکر کیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالی
یا یحیی خذ الکتاب بقوۃ یعنے کتاب کو ہمیشہ پڑھتے
رہو ٭ مثل مشہور ہے لازم پکڑ پڑھنے کو اسلئے کہ
پڑھنا گویا درخت بونا ہے ٭ عبد اللہ بن عباس سے
کسی نے پوچھا کہ آپکو علم مین یہ رتبہ کسطرح حاصل ہوا فرمایا
زبان پوچھنے والی سے اور دل سمجھدار سے اور ہاتھ
خرچ کرنیوالے سے اور دل بے ملول سے ٭ اور بعض حدیثون
مین آیا ہے زیادتی علم کی پڑھنے پڑھانے رہنے اور جاگنے
سے اور اُس بدن سے جو رنج و راحت پر صبر کری حاصل ہوتی ہے
شعبی کہتے ہین جسکا مونہہ محنت کی وجہ سے نازک ہوجاتا ہے
اُسکا علم بھی نازک اور لطیف ہوتا ہے اور بزرجمہر سے کسی نے
پوچھا تجھکو یہ رتبہ کہاں سے میسر ہوا کہا ایسے سویرے اٹھنے سے
جیسا کوا سویرے اٹھتا ہے اور ایسی حرص سے جیسے سور مین
ہوتی ہے اور ایسے صبر سے جیسا صابر گدہا کرتا ہے اور ایسی
خوشامد سے جیسی خوشامد بلی کرتی ہے اور ایسے تحمل سے
جیسا تحمل اندہا کرتا ہے ٭ اور سیکھنے والے کو لایق ہے کہ

الرفق والانصاف ليكون فرقا بينه و
بين الجاهل لان النبي عليه الصلوة
والسلام قال ما دخل الرُّفق في شئ
الا زانه وما دخل الخرق في شئ الا
شانه وينبغي للمتعلم ان يعظم استاذه
فان بتعظيمه يظهر فيه بركة العلم
فان استخف به ذهبت عنه بركة
علمه ويقال انما ينتفع المتعلم بكلام
العالم اذا كان فيه ثلث خصال +
التواضع في نفسه والحرص على التعلم
والتعظيم للعالم فان بتواضعه ينجح
فيه العلم وبالحرص يستخرج العلم
وبتعظيمه يستعطف العالم +

باب قبول القضاء

قال الفقيه رضي الله عنه اختلف
الناس في قبول القضاء قال
بعضهم لا ينبغي ان يقبل القضاء
فقال بعضهم اذا ولي بغير طلب منه

نرمی اور انصاف کو برتے تاکہ اُسمین اور جاہل مین فرق
ہو اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے نہین
داخل ہوتی نرمی کسی چیز مین مگر اُسکو سنوار دیتی ہے
اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر اُسکو بگاڑ دیتی
ہے + اور سیکھنے والیکو یہ لایق ہے کہ اپنے اُستادون
کی تعظیم کرے تاکہ اُسکے سبب سے برکت علم کی حاصل ہو
اگر بے تعظیمی کی تو علم کی برکت جاتی رہیگی + اور یہ
بات مشہور ہے کہ سیکھنے والا عالم کے کلام سے جبہی
نفع پاتا ہے جب اُسمین تین خصلتین ہون ایک
تو اُسکے مزاج مین تواضع ہو دوسرے علم کا شوق
ہو تیسرے عالم کی اُسکے دلمین عظمت ہو اسلئے کہ
تواضع کے سبب سے تو علم اُسکے دلمین اثر کریگا اور
شوق اور حرص کی وجہ سے علم کی باتین کھود کھود
کر پوچھیگا اور تعظیم کی وجہ سے اُستاد کے ساتھ محبت
وشفقت کریگا +

چودھوان باب قبول کرنے مین منصب قضا کے

کہا فقیہ
ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے اختلاف کیا ہے علمانے
قبول قضا مین بعضون نے کہا قضا کا قبول کرنا
بہتر نہین بعضون نے کہا اگر بغیر طلب ملجاے اور

فلا باس بان يقبل اذا كان يصلح
لذلك الامر وهذا قول اصحابنا
رضی الله عنهم واما من كره ذلك
فاحتج بما روت عائشة رضی الله
عنها عن النبی عليه الصلوة والسلام
انه قال يجاء بالقاضی العادل يوم
القيمة فيلقى من شدة الحساب
ما يود ان لم يكن قضى بين اثنين
وروى عن ابی هريرة رض عن النبی
عليه السلام انه قال من جعل قاضياً
فكانما ذبح بغير سكين وروى
شريك عن الحارث البصری قال كانت
بنو اسرائيل اذا استقضى الرجل منهم ايس له
من النبوة وروى ايوب عن ابی قلابة انه قال
دعی ابو قلابة للقضاء فهرب حتى اتى الشام فوافق
ذلك عزل قاضيها فهرب حتى اتى اليمامة فلقيته بعد ذلك
فقال ما وجدت مثل القضاء الا كمثل السابح فی
البحر فكم من سابح عسى ان يسبح حتى يغرق وروى
عن سفيان الثوری انه اذا دعی للقضاء

اس منصب کی لیاقت بہی رکہتا ہو تو کچہہ مضائقہ
نہین اور یہی قول ہمارے علما کا ہے ✣ لیکن جو لوگ
قضا کے قبول کرنیکو مکروہ کہتے ہین انکی دلیل حضرت
عائشہ رضی کی یہ روایت ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے
دن قاضی عادل کو حاضر کرینگے اور وہ قاضی سختی
حساب کے وجہ سے اسکو پسند کریگا کہ کیا اچہا ہوتا اگر مین
دو آدمیون پر بہی قاضی نہوتا ✣ اور ابو ہریرہ نبی صلعم
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی قاضی
بنایا گیا گویا وہ بے چہری ذبح کیا گیا ✣ اور شریک
حارث بصری سے روایت کرتے ہین کہ بنی اسرائیل
مین جب کوئی شخص قاضی ہو جاتا تہا تو وہ اسکے
نبی ہو جانے سے نا امید ہو جاتے تہے ✣ اور ایوب
ابو قلابہ سے روایت کرتے ہین کہ انکو قاضی بنانیکی
تجویز ہوئی تو وہان سے بہاگ کر شام مین پہنچے وہان
اتفاق سے قاضی معزول ہوا تہا اسلئے وہان سے
بہاگ کر یمامہ مین آئے بعد اسکے مین انسے ملا فرمایا کہ
مین قاضی کو اس تیراک کی مانند جانتا ہون جو دریا
مین تیرتا پہرے مگر تیراک ہی اکثر ڈوبا کرتے ہین ✣ اور
سفیان ثوری منصب قضا کے لئے بلائے گئے پس

فهرب الى البصرة واختفى فبعث امير المؤمنين فى طلبه فلم يقدروا عليه فمات وهو متوار و روى عن ابى حنيفة رضى الله عنه انه ابتلى بالضرب و الحبس فلم يقبل فمات فى الحبس و اما حجة من قال انه لا باس فما روى عن انس بن مالك رضى الله عنه عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من ابتغى القضاء وسال عليه الشفعاء وكل الى نفسه و من اكره عليه نزل عليه ملك ياخذ بيده يسدده و روى عن الحسن انه قال كان يقال لاجر حكم عدل فى يوم واحد افضل من اجر رجل يصلى فى بيته سبعين سنة وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال لعبد الرحمن بن سمرة لا تسأل الامارة فانك ان اعطيتها عن غير مسألة اعنت عليها وان اعطيتها عن مسألة وكلت اليها وروى عن ابى موسى الاشعرى ان رجلين

پس بھاگ کر بصرہ مین پہنچے اور وہان روپوش ہوگئے بادشاہ وقت نے لوگونکو تلاش مین بھیجا لیکن نہ ملی یہانتک کہ حالت روپوشی مین مرگئے ٭ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کو بادشاہ نے مار یعنی بہی مارے اور قید بہی کیا مگر قاضی ہونے کو قبول نہین کیا اور قید خانے مین انتقال کر گئے ٭ اُن لوگونکی دلیل جو کہتے ہین کہ قضا کی قبول کرنے مین کچھہ ڈر نہین وہ روایت ہے جو انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کرتے ہین آپنے فرمایا جو کوئی منصب قضا کو خود طلب کرتا ہے اور لوگون سے سعی کراتا ہے تو اپنے نفس کے سپرد کیا جاتا ہے اور جو کوئی زبردستی قبول کرتا ہے تو اُسکی مدد کو فرشتہ آتا ہے اور اُسکا ہاتھ پکڑتا ہے اور کام کو انصاف اور درستی سے کراتا ہے ٭ اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ ثواب حاکم عادل کا ایک دن مین بہتر اُس شخص کے ثواب سے جو اپنے گہر مین ستر برس نماز پڑہے ٭ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے عبد الرحمن بن سمرہ کو فرمایا حکومت خود نہ مانگ اسلئے کہ اگر بے مانگے تجھکو حکومت ملیگی تو تیری مدد عالم بالا سے ہوتی رہیگی اور اگر مانگے سے ملیگی تو حکومت ہی کے سپرد کر دیا جائیگا ٭ اور ابو موسی اشعری کہتے ہین کہ دو شخص ٭

دخلا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وسالاہ فقالا استعملنا علی بعض اعمالک فان عندنا خیرا وصدقا وامانۃ فقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام انا لا نستعمل علی عملنا من ارادہ وطلبہ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتمین حاضر ہوے اور یہ عرض کیا کہ آپ کسی کام پر ہمکو بہیج دیجیئے کہ ہم سچی دیانتدار نیک ہین نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہم تو ایسے لوگون کو جو خود طلب کرین کسی کام پر مقرر نہین کیا کرتے +

باب آداب القاضی

پندرہوان باب قاضی کے آداب کے بیان مین

قال الفقیہ رض ینبغی للقاضی ان یسوی بین الخصمین فی المجلس والاشارۃ والنظر وغیرہ کما جاء فی الاثر وھو ما روت ام سلمۃ عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اذا ابتلی احدکم بالقضاء فلیسو بینہم فی المجلس والاشارۃ والنظر ولا یرفع صوتہ علی احد الخصمین اکثر مما علی الاخر وینبغی للقاضی ان یکون فی قضائہ فارغ القلب وقد روی عن ابی سعید الخدری رض عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال لا یقضی القاضی الا وھو شبعان وریان وروی عن ابی بکرۃ انہ کتب الی ابنہ وکان قاضیا

کہا فقیہ رح نے قاضی کو چاہیئے کہ مدعی مدعا علیہ کو بٹھہانے مین اور اشارہ کرنے مین اور انکی طرف دیکھنے مین برابری کا خیال رکھے جیسا حدیث مین آیا ہے حضرت ام سلمہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین قاضی ہو جاے تو اسکو چاہیئے کہ اہل مقدمات مین بٹہانے اور اشارہ اور نظر مین برابری کا خیال رکہے اور مدعی مدعا علیہ مین سے کسی ایک پر بلند آواز نکرے بلکہ دونون کے ساتھہ برابر آواز سے باتین کرے + اور قاضی کو لائق ہے کہ فیصلہ کرتے وقت دلکو اور فصون سے خالی کرلے + ابو سعید خدری نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہ فیصلہ کرے قاضی مگر جبکہ فارغ ہو بھوک اور پیاس سے + اور روایت ہے ابی بکرہ سے کہ انہون نے اپنے بیٹے کو یہ لکھا اور وہ قاضی تہا

لسجستان ان لا تقضی بین اثنین وانت غضبان فانی سمعت رسول الله علیه الصلوٰة والسلام انه قال لا یقضی القاضی بین اثنین وهو غضبان وقال الحسن البصری رحمه الله اخذ الله تعالى على الحكام ثلثة اشياء ان لا يتبعوا الهوى وان يخشوا الله ولا يخشوا الناس ولا تشتروا باياتی ثمنا قليلا ثم قرأ يا داؤد انا جعلناك خليفة فی الارض فاحكم بين الناس بالحق ولا تتبع الهوى فيضلك عن سبيل الله وقرأ ولا تخشوا الناس واخشونی ولا تشتروا باياتی ثمنا قليلا وقرأ وداؤد وسليمان اذ يحكمان فی الحرث الى قوله ففهمناها سليمان ثم قال الحسن لولا ما ذكر الله من امر هذين لرأيت ان القضاة قد هلكوا ولكن الله تعالى اثنى على هذا بعلمه وعذر هذا باجتهاده

باب فضل تعلم القرآن

سیستان مین کہ نہ قضیہ چکا تو دو کا حالت غصہ مین اسلئے کہ مین نے نبی علیہ السلام کو یہی فرماتے سنا ہے کہ قاضی غصہ کی حالت مین کسیکا قضیہ نہ چکائے ÷ اور حسن بصری رح فرماتے ہین اللہ تعالی نے حاکمون سے تین باتونکو لازم کیا ہے ایک یہ کہ وہ اپنی ہوا وہوس کے نہ پابند ہون دوسرے یہ کہ اللہ سے ڈرتے رہین اور مخلوق سے نہ ڈرین تیسرے یہ کہ میری آیتونکو تہوڑی سی قیمت پر نہ فروخت کرین پہر یہ آیت پڑہی ای داؤد بلا شبہ ہمنے تجھکو زمین کا خلیفہ کیا پس فیصلہ چکا مخلوق مین حق حق اور پیروی ہوا وہوس کی نکر کہ کبہی یہ گمراہ کردے تجھکو اللہ کی راہ سے ÷ اور پڑہی یہ آیت نہ ڈرو تم لوگون سے اور ڈرو تم مجھسے اور نہ بیچو تم میری آیتون کو تہوڑے سے مال دنیا کے بدلے اور پڑہی یہ آیت اور یاد کر قصہ داؤد اور سلیمان کا جب قضیہ چکاتے تہے وہ کہیتی کا اس اللہ کے قول تک پس سمجہا دیا ہمنے اس قضیہ کو سلیمان کو پہر کہا حسن نے اگر یہ دونون امر جو اللہ تعالے نے ذکر کئے ہین نہوتے تو مین جانتا کہ قاضی سب کے سب ہلاک ہوتے لیکن اللہ تعالی نے تعریف کی اسکی علم کے سبب سے اور معذور رکہا اسکو بسبب اجتہاد کے ÷

سولہوان باب قرآن

ونعلیمه

قال الفقیه رحمه الله لا ینبغی للقاری
ان یترك حظه من قراءة القران فی
بعض الاوقات وکل ما کان هو اکثر
فهو افضل وروی عن النبی علیه الصلوة
انه افضل لناس الحال المرتحل قیل
وما الحال المرتحل قال الخاتم المفتتح
صاحب القران یقرأ القران من اوله
الی اخره کلما حل ارتحل وینبغی للقاری
ان یختم بالسنة مرتین وذلك ادناه اذ
لم یقدر علی الزیادة وقد روی الحسن
بن زیاد عن ابیحنیفة رض انه قال من قرأ
القران فی السنة مرتین فقد ادی حقه
لان النبی علیه الصلوة والسلام عرض علی
جبرئیل علیه السلام فی السنة التی توفی
فیها مرتین وروی ابن مالك عن النبی
علیه السلام انه قال عرضت علی اجور امتی
حتی القذاة یخرجها الانسان من المسجد
وعرضت علی ذنوب امتی فلم ار ذنبا اعظم من

کے سیکھنے اور سکھانیکی فضیلت
کے بیان مین کہا فقیہ رح نے قرآن کے پڑھے
کو یہ لایق نہین کہ قرآن کا ورد چھوڑ دے اور جتنا زیادہ
پڑھے سو بہتر ہے - اور نبی علیہ السلام نے فرمایا سب مین
افضل حال مرتحل ہے لوگون نے پوچھا مرتحل کون ہے
فرمایا قرآن کا ختم کرنے والا اور پھر فوراً شروع کرنیوالا
قرآن کا پڑھا ہوا قرآن کو اول سے آخر تک پڑھتا ہے
جب ختم کرتا ہے جبھی شروع کر دیتا ہے ٭ قرآن پڑھے
کو لایق ہے کہ اگر زیادہ نہو سکے تو کم سے کم ایک برس مین
دو قرآن تو پڑھ لیا کرے ٭ اور حسن بن زیاد ابو حنیفہ رح
سے روایت کرتے ہین کہ جسنے سال بھر مین قرآن
کو دو دفعہ پڑھ لیا تو اُسنے قرآن کا حق ادا کر دیا اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام کو اُس سال جسمین
آپنے وفات پائی تھی دو دفعہ قرآن سنایا تھا ٭ اور انس
بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا میری
امت کی نیکیان میرے سامنے پیش کی گئین یہانتک کہ
وہ کوڑا جو انسان نے مسجد سے باہر نکال پھینکا ہے اور
گناہ بھی میری امت کے میرے سامنے پیش ہوے مین نے
نہین دیکھا کسی گناہ کو جو بڑا ہو اُس گناہ سے

آية او سورة اوتيها رجل فنسيها وروى
عبد الرحمن السلمي عن عثمان بن عفان
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال خيركم من تعلم القرآن وعلمه غيره
فقال ابو عبد الرحمن فذلك الذي اقعدني
هذا المقعد يعني به جلوسه ليعلم الناس
قال الفقيه ابو الليث رحمه الله التعليم
على ثلثة اوجه احدها ان يعلم للحسبة
ولا يأخذ به عوضا والثاني ان يعلم
بالاجر والثالث ان يعلم بغير شرط
فاذا اهدي اليه قبل ولا يطلب عليه
اجرا فاما اذا علم بالحسبة فهو ماجور
وعمله عمل الانبياء عليهم السلام واما
اذا علم بالاجر فقد اختلف الناس فقال
اصحابنا المتقدمون لا يجوز اخذ الاجرة
لان النبي عليه الصلوة والسلام قال
بلغوا عني ولو باية فاوجب على امته التبليغ
كما وجب الله تعالى عليه التبليغ فكما
لم يجز للنبي عليه الصلوة والسلام اخذ

جو کسی شخص کو آیت یا سورت کے بھلانے سے ہوا ہے
اور ابو عبد الرحمن سلمی حضرت عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے تم میں اچھا وہ شخص ہے جو
خود قرآن کو سیکھے اور اوروں کو سکھاوے پس ابو عبد الرحمن
نے کہا کہ اسی نے تو مجھکو یہاں بٹھایا ہے یعنی لوگوں
کو قرآن کی تعلیم کے لئے * کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے تعلیم تین طرح کی ہے ایک تو یہ کہ خدا کے واسطے
لوگوں کو تعلیم دے اور کچھ عوض نہ لے اور دوسرے
یہ کہ تعلیم دے اُجرت پر تیسرے یہ کہ تعلیم بغیر شرط کی دے
اگر کسی نے تحفۃً کچھ دیدیا تو لے لیا ورنہ کچھ طلب نہیں
سو اگر تعلیم خدا کی واسطے دی تو اسکو بڑا ثواب ہوگا اور
اسکا یہ عمل انبیاء علیہم السلام کے عمل کے مانند ہوگا
اور اگر تنخواہ پر تعلیم دی تو اسمیں علماء نے اختلاف کیا
ہے ہمارے اصحاب متقدمین تو کہتے ہیں اجرت
لینی جائز نہیں اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا پہنچا دو تم میری طرف سے اگرچہ ایک ہی آیت
کیوں نہو پس امت پر تبلیغ کو واجب کر دیا جسطرح
اللہ تعالی نے آپ پر تبلیغ کو واجب کیا ہے پس جیسے
نبی علیہ السلام کو مزدوری لینی جائز نہیں ایسے ہی

الاجرة فكذلك لا يجوز لامنه وقال
جماعة من علماء المتاخرين انه يجوز مثل
عصام بن يوسف ونصير بن يحيى و
ابى نصر بن محمد بن سلام وغيرهم فالافضل
للمعلم ان لا يشترط الاجر للحفظ بل
لتعليم الهجاء وتعليم الكتابة فلو شرط
لتعليم القرآن ارجو ان لا باس به لان
الناس قد توارثوا ذلك واحتاجوا اليه
ولانه لو لم يجز ذلك فى زماننا ادى
ذلك الى رفع الكتاب من بلاد المسلمين
واما الوجه الثالث انه اذا علم بغير
شرط فلو اهدى اليه يقبل الهدية فانه
يجوز فى قولهم جميعا لان النبى عليه الصلوة والسلام
كان معلما وكان يقبل الهدية وروى ابو المتوكل
الناجى عن ابى سعيد الخدرى ان اصحاب النبى عليه الصلوة
والسلام كانوا فى غزاة فمروا بحى من احياء العرب
فقالوا هل فيكم من راق فان سيد الحى قد لدغ فقام
رجل بفاتحة الكتاب فبرا فاعطى قطيعا من الغنم
فابى ان يقبله فسال عن ذلك رسول الله عليه الصلوة

آپکی امت کو جایز نہین + اور متاخرین مین سے
ایک جماعت نے کہا کہ اجرت لینی جایز ہے مثل عصام
بن یوسف ونصیر بن یحیی وابی نصر بن محمد بن سلام
کی + پس افضل معلم کو یہ ہے کہ قرآن کے پڑہانے پر
مزدوری نہ مقرر کرے بلکہ الف بے تے پڑہانے
اور لکہنا سکہانے پر مقرر کرے اور اگر قرآن ہی پر
مزدوری مقرر کرلے تو مین یہ جانتا ہون کہ کچہہ مضایقہ
نہین اسواسطے کہ تمام مخلوق یون ہی کرتی چلی آئی
اور اسکی احتیاج بہی ہے اور اسواسطے کہ اگر یہ صورت جایز نہو
تو اس زمانہ مین قرآنکا علم مسلمانون کے یہان سے بالکل اٹھہ جاے
اور تیسری صورت اور وہ یہ ہے کہ کسی سے کچہہ تنخواہ مقرر نہین
کی ہے کسینے کچہہ دیا تو لیلیا نہین تو خیر اسکو سب جایز کہتے ہین
اسلئے کہ نبی علیہ السلام لوگون کو علم دین سکہایا کرتے تہے اور
ہدیہ وتحفہ بہی قبول کیا کرتے تہے + اور ابو متوکل الناجی
ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ جہاد مین تہے
آنکا گذر ایک قبیلہ پر عرب کے ہوا ان لوگون نے پوچہا
تم مین کوئی منتر پڑہنے والا ہے کیونکہ اس قبیلہ کے سردار کو
سانپ نے کاٹ لیا ہے سو ایک صحابی نے سورۂ فاتحہ پڑہکر پہونکدی
اور وہ سردار اچہا ہوگیا اور اسنے ریوڑ بکریونکا منتر کے

والسلام فقال بجرقيته قال بفاتحة
الكتاب قال فما يدريك انها رقية
فخذوها فاضربوا لي معكم فيها بسهم
فاعطاه فدل ان اخذه مباح وكره
بعض الناس النقط والتعشير في المصاحف
وهو قول ابي حنيفة رحمه الله وحجته ما
روي عن عبد الله بن مسعود رضي الله
عنه انه قال جردوا القرآن ولا تكتبوا
شيئا مع كلام الله تعالى ولا تعشروا
ولا تنقطوا وزينوه باحسن الاصوات
واعربوه فانه عربي ونحن نقول و
لكن النقط والتعشير لو فعل فلا باس
به لان المسلمين قد توارثوا ذلك و
احتاجوا اليه خاصة للعجم لانه لا بد لهم
من النقط والعلامات لانهم متكلفون
ولا يجوز للجنب ولا للحائض ان يقرء القرآن
ولا يمس المصحف الا ان يكون في غلافه ولو كان
محدثا فلا باس بان يقرأ القرآن ولا ينبغي
ان يمس المصحف الا ان يكون في غلافه

سے آپنے فرمایا کس چیز سے جھاڑا تھا تو نے عرض کیا سو
فاتحہ سے فرمایا تجھکو کسنے بتادیا کہ وہ منتر ہے پس فرمایا
ریوڑ کو لیلو بلکہ اپنے ساتھہ میرا حصہ بھی لگانا پیچھے پس اس
حدیث سے معلوم ہوا کہ لے لینا مزدوری کا جایز ہے ؛ اور
مکروہ کہا ہے بعض علماء نے قرآن شریف مین نقطے لگانے
اور عشرہ بنانے اور یہہ قول امام ابو حنیفہ کا ہے اور دلیل
انکی وہ روایت ہے جو عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ
انہون نے فرمایا کہ قرآن تنہا لکہو اور اسکے ساتہ اور کچہہ
نہ لکہو اور نہ عشر بناؤ تم اسمین اور نہ نقطے لگاؤ اور
زینت دو اسکو اچھی آوازون سے اور زیر زبر لگاؤ تم اسمین
اسلئے کہ وہ عربی ہے ؛ اور ہم تو یہ کہتے ہین کہ نقطے
لگانے اور عشر بنانے کا کچہہ مضائقہ نہین اسلئے کہ تمام
مسلمان یون ہی کرتے چلے آئے ہین اور محتاج ہین
اسکے خاصکر عجمی لوگ اسلئے کہ انکے واسطے تو نقطے
اور علامتین ضرور ہی چاہئین ؛ اور نہین جایز ہے
بے غسلی اور حائضہ کو پڑہنا قرآن کا اور ہاتہہ لگانا
مگر جبکہ وہ غلاف مین ہو ؛ اور اگر کوئی بے وضو ہو تو
اسکو قرآن کے پڑہنے کا کچہہ مضائقہ نہین اور وہ قرآن
کو ہاتہ نہ لگائے مگر غلاف ہو تو مضائقہ نہین اسلئے

لقوله تعالى لا يمسه الا المطهرون ولما روى
عن على ان النبى عليه الصلوة والسلام كان
يقرأ القرآن وهو محدث وقال النبى عليه
الصلوة والسلام لا يمس القرآن الا طاهر
فاما القراءة فلا بأس به اذا كان على غير وضوء
لما روى عن على بن ابى طالب كرم الله وجهه
ان النبى عليه الصلوة والسلام كان يقرأنا
القرآن بعد ما يخرج من الخلاء وكان لا يحجزه
او لا يحجبه شئ سوى الجنابة ولا بأس بان
يقرأ الجنب والحائض اقل من اية واحدة
فلو كانت المرأة معلمة فحاضت فارادت
ان تعلم الصبيان ينبغى لها ان تلقن نصف
اية ثم تسكت ثم تلقن نصف اية تامة بدل دفعة
واحدة ولا يجوز للحائض والجنب ان يدخلا
فى المسجد ولا بأس للمحدث ان يدخل المسجد
ولا بأس للجنب والحائض بالتهليل والتسبيح
والدعوات ولا يجوز قراءة القرآن خاصة

باب تفسير سبع المثانى

روى سعيد بن جبير وابى سعيد الخدرى

کہ اللہ تعالی فرماتا ہے نہ چہوئین قرآنکو مگر طہارت والے
اور اسلیئے کہ حضرت علیؓ فرماتی ہین کہ بنی علیہ الصلوۃ و
السلام قرآن شریف کو پڑہ لیا کرتے تہے اور بے وضو
ہوتے تہے + اور بنی علیہ السلام نے فرمایا قرآن کو کوئی
نہ چہووے مگر پاک + مگر بے وضو قرآن کے پڑہنے مین مضائقہ
نہین اسلئے کہ حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ بنی علیہ السلام
ہمکو قرآن پڑہایا کرتے تہے پاخانہ سے آکر اور آپکو قرآن
کے پڑہنے پڑہانے سے کوئی چیز نہین روکتی تہی مگر
بے غسلا ہونا روکتا تہا + اگر بے غسلا یا عورت
حیض والی ایک آیت سے کم پڑہ لی تو مضائقہ نہین اگر
عورت معلمہ کو حیض آجائے اور بچونکو تعلیم دینا چاہے تو
اسکو مناسب ہے کہ آدہی آیت بتادی پہر چپکی ہورہے پہر
نصف آیت بتادے مگر پوری آیت ایکدفعہ نہ پڑہے + بے غسلے
اور حائضہ کو مسجد مین جانا جایز نہین - اور بے وضو کا
مسجد مین جانا جایز ہے + بے غسلی اور حائضہ کو
کلمہ شہادت پڑہنا یا سبحان اللہ یا دعائین پڑہنا جائز
ہین فقط قرآن کا پڑہنا منع ہے ستر عورات

باب تفسیر سبع مثانی کے بیان مین

روایت کیا ہے سعید بن جبیرؓ اور ابو سعید خدریؓ نے

عن عبد الله بن عباس رضی الله عنهما
انه قال فی قول الله تعالی ولقد آتیناک
سبعا من المثانی والقرآن العظیم قال
البقرة وآل عمران والنساء والمائدة
والانعام والاعراف وقال الراوی ونسیت
السابع وقال بعضهم السابع یسئلونک
عن الانفال مع البراءة وروی عن ابن
عباس فی روایة اخری انه قال السبع
المثانی فاتحة الکتاب وقال ابن مسعود رض السبع المثانی
فاتحة الکتاب وروی الربیع بن انس عن ابی العالیة فی
قوله تعالی ولقد آتیناک سبعا من المثانی
والقرآن العظیم لہ فاتحة الکتاب
فقیل له انهم یقولون هی السبع
الطوال قال لقد انزل علیه هذه
الآیة وما نزل شیء من الطوال و
روی ابو هریرة عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال هی فاتحة الکتاب
ویقال انما سمیت فاتحة الکتاب
السبع المثانی لانها نزلت مرتین مرة

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ انہون نے
فرمایا اللہ تعالی کے اس قول کی تفسیر مین اور بیشک
دین ہین تجھکو سات آیتین وظیفہ اور قرآن بڑے درجے کا
کہ اس سے مراد سورہ بقر سورہ آل عمران سورہ نساء سورہ
مائدہ سورہ انعام سورہ اعراف ہین اور کہا راوی نے ساتوین
کو مین بھول گیا ہون اور بعضون نے کہا ساتوین سورہ
یسئلونک عن الانفال مع سورہ برائت کے ہے ÷ اور ابن
عباس سے دوسری روایت یہ ہے کہ سبع مثانی سے سورہ
فاتحہ مراد ہے ÷ اور عبد اللہ بن مسعود فرماتے ہین سبع مثانی
سورہ فاتحہ ہے اور ربیع بن انس ابو العالیہ سے روایت کرتے
ہین کہ انہون نے اس آیت ولقد آتیناک سبعا من المثانی
کی تفسیر مین یہ فرمایا ہے کہ سبع مثانی سورہ فاتحہ ہے کسی نے
کہا یہ علما تو سبع مثانی سے سبع طوال مراد لیتے ہین
فرمایا کہ یہ آیت جب اتری تھی تب سبع طوال مین سے
ایک سورت بھی نہ اتری تھی ÷ اور ابو ہریرہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ سبع
مثانی سورہ فاتحہ ہے اور فاتحہ کو سبع مثانے
اسلئے کہتے ہین کہ وہ دو دفعہ نازل ہوئی
ہے ایک دفعہ + + + + + + + + + +

بمكة ومرة بالمدينة تعظيما لها ويقال
انما سميت فاتحة الكتاب السبع المثاني
لانها سبع آيات ويثنى بالقراءة في الصلوة

باب ما نزل من القرآن بمكة و المدينة

روى عبد الرزاق عن معمر عن قتادة
قال نزل من القرآن بالمدينة البقرة
وآل عمران والنساء والمائدة والانعام
والانفال والتوبة والرعد والنحل والحج
والنور والاحزاب والذين كفروا والفتح
والحجرات والحديد والمجادلة والحشر و
الممتحنة والصف والجمعة والمنافقون و
التغابن والطلاق والتحريم ولم يكن واذا جاء
نصر الله وقل هو الله احد والمعوذتان ونزل سائر القرآن
بمكة وقال بعضهم ست آيات من سورة الانعام وبعض الآيات من
النحل وبعضها من بني اسرائيل وبعض من سورة القصص
وبعض من سورة هل اتى على الانسان وآخر
سورة الشعراء من قوله والشعراء يتبعهم
الغاوون ٥ وسورة العاديات

مکہ مین ایک دفعہ مدینہ مین + اور بعض اسکی وجہ یہ کہتے
ہین کہ اسکی سات آیتین ہین اور نماز مین بار بار پڑہی
جاتی ہے +

اٹھارہوان باب اس بیان مین ہے کہ کتنا قرآن مکہ مین اترا اور کتنا قرآن مدینہ مین +

عبد الرزاق
نے بواسطہ معمر کے قتادہ سے روایت کی ہے قرآن مین
سے مدینہ مین سورۂ بقرہ اور آل عمران اور نساء اور
مائدہ اور انعام اور انفال اور توبہ اور رعد اور نحل
اور حج اور نور اور احزاب اور الذین کفروا اور
فتح اور حجرات اور حدید اور مجادلہ اور حشر اور
ممتحنہ اور صف اور جمعہ اور منافقون اور تغابن
اور طلاق اور تحریم اور لم یکن اور اذا جاء نصر اللہ
اور قل ہو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ
برب الناس اتری ہین اور باقی قرآن مکہ مین اترا ہے اور
بعضون نے کہا چھہ آیتین سورۂ انعام کی اور چند آیتین نحل
اور بنی اسرائیل کی اور چند آیتین سورۂ قصص اور
سورۂ ہل اتی علی الانسان کی اور آخر سورۂ شعراء
کا والشعراء یتبعهم الغاوون سے آخر سورت
تک + اور سورۂ عادیات + + + + + +

مدنية وقال المجاهد فاتحة الكتاب نزلت
بالمدينة وقال ابن عباس في رواية ابي صالح
نزلت بمكة وقيل نزلت مرتين مرة بمكة ومرة
بمدينة والله اعلم

باب الكلام في سورة البراءة

قال الفقيه ابو الليث
اختلفوا في حذف بسم الله الرحمن الرحيم من
اول سورة براءة قال بعضهم كان النبي صلى
الله عليه وسلم اذا نزل عليه القرآن املاه
على كاتب يكتبه فلما املأ عليه سورة براءة
نسي الكاتب كتابة بسم الله الرحمن الرحيم فبقى
هكذا بغير بسم الله الرحمن الرحيم وقال بعضهم
سورة براءة انزلت لنقض العهد الذي كان بين
المسلمين وبين الكفار فلم يكتب لان في كتابة بسم الله
الرحمن الرحيم يكون امانا فتركت كتابته لئلا يكون
امانا واصح التاويل ما روى عن ابن عباس انه سأل
عثمان بن عفان رضي الله عنه في ذلك فقال عثمان بن
عفان رضي الله عنه لان سورة الانفال نزلت اول ما قدم
رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة وسورة براءة
نزلت آخر القرآن وقصتها يشبه بعضها بعضا

مدینہ مین اتری ہین ٭ اور مجاہد کہتے ہین کہ سورہ فاتحہ
مدینہ مین اُتری ٭ اور ابو صالح ابن عباس سے روایت
کرتے ہین کہ مکہ مین اتری بعضے کہتے ہین دو دفعہ اُتری
ایکبار مکہ مین ایکبار مدینہ مین اور اصل حال اللہ کو
معلوم ہے

انیسواں باب اُس گفتگو کے بیان مین جو سورہ برات مین ہوئی ہے

کہا فقیہ ابو اللیث رح
نے علمانے سورہ برات پر بسم اللہ نہ لکھے جانیکی وجہ
مین اختلاف کیا ہے بعضون نے تو یہ وجہ بیان کی
ہے کہ رسول اللہ صلعم پر قرآن اُترا کرتا تھا اور آپ کاتب
کو لکھوا دیا کرتے تھے جب سورہ برات لکھوائی اتفاقاً
کاتب بسم اللہ لکھنی بھول گیا اسلئے سورہ برات بے
بسم اللہ رہگئی ٭ اور بعضون نے کہا سورہ برات اُس
عہد کے توڑنیکے لئے اُتری تھی جو مسلمانون اور کافرون
مین تھا اور بسم اللہ موجب امن ہے اسلئے اسکو نہین
لکھا گیا ٭ اور تاویل صحیح وہ ہے جو ابن عباس سے منقول
ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت عثمان سے یہی
بات پوچھی اُنہون نے فرمایا سورہ انفال تو رسول اللہ
صلعم کے مدینہ مین تشریف لاتے ہی اُتری تھی اور سورہ
برات سب قرآن کے آخر مین اُتری اور مضمون دونون

ولم یبین لنا رسول الله صلی الله علیه وسلم
قصتها فاشتبه امرهما علینا ففصلنا بینهما
وترکنا کتابة بسم الله الرحمن الرحیم وروی
عن علی بن ابی طالب رضی الله عنه انه سئل
عن ذلک فقال علیؓ لانها نزلت بالسیف
یعنے لنقض العهد

باب الکلام فی قراءة النبی علیه الصلوة والسلام

قال الفقیه رضی الله روی عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قرأ القرآن علی ابی بن کعب فتکلم
الناس فی ذلک فقال بعضهم انما قرأ علیه
لیعلم الناس التواضع لکیلا یانف احد من التعلم
والقراءة علی من دونه فی المنزلة وقال بعضهم
انما قرأ علیه لان ابی بن کعب کان اسرع باخذ
الفاظ رسول الله صلی الله علیه وسلم فاراد النبی صلی الله
علیه وسلم بقراءته علیه ان یاخذ الفاظ رسول الله ابی بن
کعب رضی الله عنه ویقراءه کما یسمع منه ویعلم غیره وقال بعضهم
حتی یصیر ذلک تواترا لطریقة القرآن علی المتقدمین **باب**
انشاد الشعر قال الفقیه رضی الله عنه قد تکلم الناس فی انشاد الشعر

کے ملتے جلتے تہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسبابمین کچھہ فرمایا نہہا اسلئے یہ امر مشتبہ ہوگیا پس ان
دونون سورتونمین جدائی تو کردی مگر بسم اللہ نہین لکہے
اور حضرت علی سے کسینے یہی بات پوچھی تو آپنے فرمایا اسلئے
بسم اللہ نہین لکہی گئی کہ یہ سورت جہاد کے حکم کرنے کو ہوئی
ہے یعنی عہد صلح کو توڑنے کے لئے **بیسوان باب**

رسول اللہ صلعم کی قراءۃ قرآن کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمہ نے کہ رسول اللہ صلعم سے منقول ہے
کہ آپنے ابی ابن کعب کو قرآن سنایا اسلئے علماء نے اسمین
گفتگو کی ہے بعضونے تو اسکی وجہ یہ بیان کی کہ آپکا
مقصود اس سے لوگونکو تواضع یعنے کی تعلیم کرنی تہی تاکوئی
شخص اپنے سے کم درجہ آدمی سے سیکہنے اور پڑہنے کو
عیب نہ سمجہے اور بعضونے کہا اسلئے کہ ابی ابن کعب
رسول اللہ صلعم کے لفظونکو جلدی یاد کرلیتے تہے اسواسطے
آپنے انکو پڑہکر سنایا تا جلد الفاظ کو بعینہ یاد کرلین اور
اوراسیطرح پڑہین اور اورونکو سکہائین اور بعضون نے
کہا اسلئے آپنے پڑہکر سنایا تا یہ طریقہ آگے کو جاری ہوئے

اکیسوان باب اشعار کے پڑہنے کے بیان مین

کہا فقیہ رض نے کہ علماء نے شعرون کے

الشعر كره ذلك بعض الناس ورخص فيه الآخرون
فاما من كره ذلك فقد احتج بما روى
الاعمش عن ابي صالح عن ابي هريرة رضي الله
عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لان يمتلي جوف احدكم قيحا حتى يريه
خيرا من ان يمتلي شعرا ولان الله تبارك
وتعالى قال والشعراء يتبعهم الغاوون اي
الضالون بانشاد الشعر وروى عن الشعبي
انه قال كانوا يكرهون ان يكتبوا امام
الشعر بسم الله الرحمن الرحيم وروي عن
مسروق انه كان يتمثل ببيت من الشعر
فقطعه فقيل له لو تممت البيت فقال اني
لاكره ان اجد في كتابي بيتا من الشعر وروى
ابراهيم بن يوسف عن كثير بن هشام فقال
سئل عبد الكريم من قوله تعالى ومن الناس
من يشتري لهو الحديث قال الغناء والشعر
روى عن عطاء ان ابليس لعنة الله عليه قال يا رب
اخرجتني من الجنة من اجل آدم فاين
بيتي فقال الحمام فقال اين مجلسي قال

کے پڑھنے مین گفتگو کی ہے بعضون نے تو مکروہ کہا ہی اور
بعضون نے اجازت دی ہے جو مکروہ کہتی ہین انکی دلیل
روایت ہے جو اعمش نے بواسطہ ابو صالح کے ابوہریرہ سے کی
ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ آدمی اپنے پیٹ
کو پیپ سے بھر لے اور ہلاک ہو جاے اس سے بہتر ہے کہ شعرون
سے بھرے ٭ اور ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا اور شعرا
لگتے ہین انکے پیچھے گمراہ ..... اور شعبی کہتے ہین کہ
ہمارے زمانہ کے علما اشعار سے پہلے بسم اللہ لکھنے
کو مکروہ سمجھتے تھے ٭ اور مسروق سے منقول ہے
کہ انکی کتاب مین ایک شعر لکھا تھا انہون نے اسکو
کاٹ دیا کسی نے کہا اگر آپ شعر لکھ لیتے تو خوب ہوتا
فرمایا مین تو اپنی کتاب مین شعر لکھا ہوا پسند نہین
کرتا اور ابراہیم بن یوسف کثیر بن ہشام سے روایت
کرتے ہین کہ کسی نے عبد الکریم سے اس آیت کے
معنی پوچھے ومن الناس من یشتری لہو الحدیث
کہا لہو الحدیث سے غنا اور شعر مراد ہے اور عطا
کہتے ہین کہ شیطان ملعون نے عرض کیا الہی درگاہ
آدم کی وجہ سے تو نے مجھے جنت سے نکالا اب میرے لیے کونسا
گھر ہے فرمایا حمام ہے پھر عرض کی میری نشست کی جگہہ کونسی فرمایا

السوق قال فما قرأني قال الشعر قال وما
كتابي قال الوشم واما حجة من اباح ذلك
فما روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن
النبي عليه الصلوة والسلام ان من
الشعر لحكمة وعن هشام عن ابيه قال
ما رأيت امرأة اعلم بشعر ولا بطب و
لا بفقه من عائشة رضي الله عنها وروى
سماك بن حرب عن جابر بن سمرة قال كان
اصحاب النبي عليه الصلوة والسلام يتناشدون
الشعر والنبي عليه السلام جالس بينهم
يتبسم وروى عكرمة عن ابن عباس رضي الله
عنهما قال اذا قرأ احدكم شيئا من القرآن
فلا يدري ما تفسيره فالتمسوه في الشعر فان
الشعر ديوان العرب وقيل لابي الدرداء
اكل الانصار قالوا الشعر غيرك قال وانا
اقول ايضا الشعر يريد المرء ان يعطى مناه
ويابى الله الا ما اراد + يقول المرء فائدتي
ومالي + وتقوى الله افضل ما استفاد + فان
الموت طالبكم فجيئوا + لهذا الموت راحلة

بازار ہے پھر عرض کیا میرے پڑھنے کی کونسی چیز ہے فرمایا
نقش و نگار + اور دلیل انکی جو شعر پڑھنے کو جائز
کہتے ہین وہ روایت ہے کہ جو ہشام بن عروہ نے بواسطہ
اپنے باپ کے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کی ہی آپنے
فرمایا بعضے شعر حکمت کے بہرے ہوتے ہین + اور ہشام
اپنے باپ سے نقل کرتے ہین کہ مین نے کسی عورت کو شعر
کے جاننے مین اور طب کے اور فقہ کے حضرت عائشہ سے زیادہ
نہ دیکھا + اور سماک بن حرب جابر بن سمرہ سے روایت کرتے
ہین کہ صحابہ اشعار پڑھا کرتے تھے اور نبی علیہ السلام
سن سنکر تبسم فرمایا کرتے تھے + اور عکرمہ نے ابن
عباس سے روایت کی ہے کہ جب کوئی شخص قرآن
مین سے کچھ پڑھے اور اسکی تفسیر نہ معلوم ہو تو اسکو
لازم ہے کہ اشعار مین تلاش کرے اسلئے کہ اشعار
عرب کے دیوان ہین + اور ابو الدرداء سے کسی نے پوچھا
کیا کل قوم انصار کی شاعر ہے سو آپنے فرمایا مین بھی شعر کہتا
ہون جسکا ترجمہ یہ ہے + ارادہ کرتا ہے آدمی کہ سب کام موافق
اسکی خواہش کے ہوں اور ہوتا ہے وہی جو اللہ چاہتا ہے + کہتا ہے
آدمی میرا فائدہ مال ہے + اور تقوی پرہیزگاری افضل
فائدے سی + تحقیق موت تمہاری تلاش مین ہے

وزاد وروی عن الکلبی عن ابی صالح عن ابن
عباس رض ان عائشة لما بلغها خبر ابی هریرة
قال رحم الله اباهریرة انما قال النبی علیه الصلوٰة
والسلام لان یمتلی جوف احدکم قیحا حتی یریه
خیرا من ان یمتلی شعرا من الشعر الذی هجیت به
وقیل ایضا ان معنی النهی فی الشعر اذا اشتغل به
فشغله عن قراءة القرآن والذکر واما اذا لم یشغله
عن ذلک فلا بأس به وروی عائشة رضی الله عنها
انها قالت لست افهم غرائبك یا رسول الله فقال
علیه الصلوٰة والسلام استظهری اشعار
لبید قال الشیخ الامام ابو یعقوب یوسف بن
عاصم رح سمعت بالمدینة ان عائشة رضی الله
عنها یحفظ اثنا عشر الف قصیدة وروی ان
حسان بن ثابت رضی الله عنه کان شاعر رسول
الله علیه الصلوٰة والسلام وکان ینشد له الشعر
فی الحرب وروی عن عبد الله بن عباس انه قال
الشعر اول علم العرب فتعلموا الشعر علیکم بشعر الحجاز
وان کان فی الجاهلیة قد عفی عنه وقیل
ما من بنی عبد المطلب الا وقد قال الشعر

اور کلبی بواسطہ ابو صالح کے ابن عباس سے روایت کرتا ہی
کہ جب حضرت عائشہ کو ابو ہریرہ کی خبر پہنچی فرمایا ابو ہریرہ
پر اللہ رحم کرے نبی صلعم نے تو یہ فرمایا تہا کہ آدمی کو یہ بہتر ہے
کہ اپنا پیٹ پیپ سے بہر لے یہانتک کہ پیٹ بالکل خراب
ہو جائے اس سے کہ اشعار ہجو سے بہرے + اور بعضون نے کہا ہے
کہ شعر مین اتنا مشغول ہونا ممنوع ہے کہ آدمی قرآن شریف
کے پڑہنے سے اور ذکر اللہ سے غافل ہو جاے ورنہ ممنوع نہین
اور حضرت عائشہ رض فرماتی ہین کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے ایک
دن عرض کیا کہ مین آپکے کلام معجز نظام کو پوری طور
نہین سمجہتی یعنے آپکے کلام مین نئے نئے لغت ہین
آپنے فرمایا کہ لبید شاعر کے کلام سے مدد لے + شیخ امام ابو یعقوب
ابو یوسف بن عاصم کہتے ہین کہ مین نے مدینہ مین لوگون
سے یہ سُنا ہے کہ حضرت عائشہ رض کو بارہ ہزار قصیدے
یاد تہے + اور مروی ہے کہ حسان بن ثابت رسول اللہ
صلعم کے شاعر تہے اور آپکے سامنے لڑائیون مین شعر
پڑہا کرتے تہے + اور عبد اللہ ابن عباس سے مروی ہے
کہ اُنہون نے فرمایا شعر پہلا علم عرب کا ہے سو سیکہو شعر کو
اور لازم پکڑو اشعار ملک حجاز کو اور کہا گیا ہے کہ عبد المطلب
کے اولاد مین سے کوئی ایسا نہین جسنے شعر نہ کہا ہو

غير النبي عليه السلام وابوبكر رض قال شعرا وعمر رض
قال شعرا وعلي رض كان شاعرا

باب ما قيل في اشعار النبي صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رضي الله عنه تكلم الناس في رواية الشعر عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال بعضهم لم يثبت عنه الشعر واحتجوا بما روي عن عائشة رضي الله عنها انه قيل لها اكان النبي صلى الله عليه وسلم يتمثل بالشعر قالت كان ابغض الحديث اليه الشعر غير انه تمثل مرة ببيت اخي بني قيس بن طرفة فجعل اخره اوله وقال الشعر
ستبدي لك الايام ما كنت جاهلا ، و ياتيك بالاخبار من لم تزود ، فجعل يقول ويأتيك من لم تزود بالاخبار فقال له ابو بكر ليس هكذا يا رسول الله فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما انا بشاعر وما علمناه الشعر وما ينبغي له ان هو الا ذكر وقران مبين

سوا نبی صلعم کے اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے بھی شعر کہے ہین اور حضرت علیؓ تو بڑے شاعر تھے

بائیسوان باب اس بیان مین ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بھی شعر کہے ہین یا نہین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی اللہ عنہ نے علما نے کلام کیا ہے روایت شعر مین نبی علیہ السلام سے بعضون نے کہا آپ سے شعر کہنا ثابت نہین اور دلیل مین یہ روایت حضرت عائشہؓ کی پیش کرتے ہین کسی نے اُنسے پوچھا کہ نبی علیہ السلام کبھی شعر پڑھتے تھے فرمایا شعر تو آپکو نہایت مبغوض تھا مگر ہان ایکدفعہ مثالاً قیس بن طرفہ کا شعر پڑھا تھا سو اُسکے اول کو آخر کر دیا تھا اور وہ شعر یہ تھا ترجمہ ظاہر کردیگا تجھپر زمانہ اُس چیز کو جسکو تو نہین جانتا اور لاویگا تیرے پاس خبرین اون لوگون کی جنہون نے توشہ ساتھ نہین لیا ، پس کہنے لگے سے ویاتیک من لم تزود بالاخبار ، ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ اسطرح نہین پس فرمایا رسول اللہ صلعم نے مین تو شاعر نہین اور یہ آیت پڑھی ترجمہ نہین سکھایا ہمنے اُسکو شعر اور اُسکے لائق بھی نہین وہ جو کچھ کہتا ہے ذکر اور قرآن صاف ہے

وقال بعضهم يجوز منه الشعر كما يأتي عنه
في الاخبار وهو ما روى ابن طاؤس
عن ابيه ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال يوم الخندق ؎ اللهم لا عيش الا
عيش الاخرة ÷ فارحم الانصار والمهاجرة
÷ فاجابت الانصار بهذا الشعر ؎ نحن
الذين بايعوا محمدا ÷ على الوفاء ما بقينا
ابدا ÷ وروى عثمان النهدي عن سلمان
الفارسي ان النبي صلى الله عليه وسلم ضرب
في الخندق المعول وقال ؎ بسم الله وبه بدينا
÷ ولو عبدنا غيره شقينا ÷ وروى البراء
بن عازب ان النبي عليه الصلوة والسلام
قال انا النبي لا كذب ÷ انا ابن عبد المطلب
وروى اسود بن جندب ان النبي صلى الله عليه
وسلم كان يمشي في طريقه فعثر فاصاب
حجر اصبعه فدميت فقال ؎ هل انت الا
اصبع دميت ÷ وفي سبيل الله ما لقيت ÷
ويروى في كتاب الله ما لقيت قال الفقيه
رضي الله تعالى عنه هذه الاخبار صحيحة

اور بعضوں نے کہا آپنے شعر کہے ہیں جیسا حدیثوں
میں آیا ہے ابن طاؤس اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں
کہ نبی علیہ السلام نے خندق کی لڑائی کے دن یہ شعر
کہا تھا ترجمہ یا اللہ نہیں زندگی قابل اعتبار کے
مگر زندگی آخرت کی ÷ پس رحم کر تو انصار اور مہاجرین
پر ÷ پس جواب دیا انصار نے اس شعر سے (ترجمہ) ہم وہ لوگ
کہ بیعت کی محمدؐ سے وفا پر جبتک دم میں دم رہے
اور ابو عثمان نہدی سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں
کہ جب نبی علیہ السلام نے خندق کھودنے کے لئے کدال زمین
پر ماری تو فرمایا (ترجمہ) شعر اللہ ہی کے نام پر شروع
کرتے ہیں ہم اس کام کو اور اگر ہم سوائے خدا کے اور کسی کو پوجیں
تو ہلاک ہو جائیں ÷ اور براء بن عازب روایت کرتے ہیں
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ترجمہ) میں نبی ہوں اور اس
میں کچھ جھوٹ نہیں ÷ اور میں اولاد میں عبد المطلب کے ہوں
اور اسود بن قیس جندب سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ایکدن
رستہ میں چلتے ہوئے پہسل گئے اور پتھر انگلی میں لگ گیا پس فرمایا نہیں ہے
تو مگر ایک انگلی جو خون آلودہ ہو گئی ہے اور اللہ کی راہ میں
تکلیف جو تجھکو پہونچی ہے اور ایک روایت میں ہے سبیل اللہ کی جگہ
فی کتاب اللہ آیا ہے ÷ کہا فقیہ رحمہ نے یہ حدیثیں صحیح ہیں ÷

ولكنه يحتمل انه لم يقصد به الشعر ولكنه
كلام خرج موافقا للشعر من غير ان يقصد
به شعرا ولان هذه الابيات التي رويت
عنه انما هي رجز والرجز لا يكون شعرا وانما
يكون مثل السجع من الكلام

باب عبارة الرؤيا

قال الفقيه رضي
الله تعالى عنه من تعلم علم الرؤيا فلا بأس
به بعد ما تفقه في الدين وهو علم حسن
وقد من تعالى على يوسف عليه السلام بعلم
الرؤيا وهو قوله عز وجل وكذلك مكنا
ليوسف في الارض ولنعلمه من تاويل
الاحاديث يعني به علم الرؤيا وروي عن
عمر بن الخطاب انه قال عليكم بالتفقه في
الدين والتفهم في العربية وحسن العبارة
يعني عبارة الرؤيا ولو كان ذلك يشغله
عن الفقه فالكف عنه افضل لان علم
الفقه معرفة احكام الله تعالى وعلم الرؤيا
بمنزلة فال يتفاءل به وروي عن ابي يوسف
انه سئل عن مسئلة الرؤيا فقال حتى تفرغ

مگر یہ احتمال ہے کہ آپ نے قصداً شعر تصنیف نفرمایا ہو اتفاق
سے آپکا کلام موزون مثل شعر کے ہوگیا ہو یا یوں کہا جاے
کہ یہ بیتیں رجز ہیں اور رجز شعر شمار نہیں ہوتا بلکہ وہ مثل
نثر مقفے کے ہے

بائیسویں باب میں خواب کی تعبیر کا بیان ہے *

کہا فقیہ رح نے جسنے علم رویا سیکھا بعد اسکے کہ
دین میں سمجھہ حاصل کرچکا ہے تو کچھہ مضائقہ
نہیں اور یہ علم خوب ہے اور احسان جتلایا ہے اللہ
تعالی نے رویا سے حضرت یوسف علیہ السلام پر اور
وہ قول اللہ عزوجل کا یہ ہے ؛ اور اسطرح جگہہ دی
ہمنے یوسف کو اُس ملک میں اور اسواسطے کہ اُسکو
سکہا دیں کچھہ کل بٹھانی ؛ مراد تاویل احادیث سے
علم رویا ہے اور حضرت عمر رض فرماتے ہیں اپنے اوپر لازم کرو
دین میں سمجھہ اور زبان عرب اور تعبیر خواب میں فہم حاصل
کرنا * اور اگر سیکھنا علم رویا کا تفقہ فی الدین کے
حصول میں مانع ہو تو اُسکا نہ سیکھنا افضل ہے کیونکہ
علم فقہ معرفت احکام الٰہی کا نام ہے اور علم رویا
بمنزلہ فال کے ہے * اور ابو یوسف رح سے کسی نے
مسئلہ رویا کا پوچھا فرمایا پہلے بیدار کی امور سے فراغ ہو چکے

من امر اليقظة وروى عن محمد بن سيرين
انه ربما كان يقص عليه الرؤيا فيقول اتق الله
في اليقظة فانه لا يضرك ما رأيت في النوم
وروى اسماعيل بن علية عن ايوب قال بلغ
محمد بن سيرين ان الناس يقولون انه
يقول في الرؤيا ولا يقول في الفتوى فامسك
عن القول في الرؤيا ثم قال فيها وقال انما
هو ظن اظنه فمن ظننت له في رؤياه خيرا
حدثته اياه وروى ابو قتادة عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال اصدقكم رؤيا
اصدقكم حديثا ففي هذه الاحاديث
دليل على ان تركه لا يضر وانما هو بمنزلة
الثالث **باب الرؤيا** الصالحة و
حسن العبارة قال الفقيه رضي الله تعالى
عنه روى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة قالت اول ما بدئ به رسول الله
صلى الله عليه وسلم من الوحي الرؤيا الصالحة
فكان لا يرى رؤيا الا جاءت مثل فلق
الصبح وروى ابو سعيد الخدري عن

اور محمد بن سیرین سے جب کبھی کوئی خواب بیان
کرتا تو آپ یہ فرماتے کہ اللہ سے بیداری مین ڈر
جو تو نے خواب مین دیکھا وہ اسوقت ضرر نہ دیگا
اور اسمٰعیل بن علیہ ایوب سے روایت کرتے ہین کہ جب
محمد بن سیرین کو یہ خبر پہونچی کہ لوگ اُنکے باب مین
یہ تذکرہ کرتے ہین کہ وہ خواب کی تعبیر دیتے رہتے
ہین کبھی کوئی مسئلہ یا فتوی نہین بتاتے تو انہون نے تعبیر دینی
موقوف کر دی پھر تعبیر دینے لگے اور فرمایا کہ تعبیر امر ظنی ہے جسکے خواب کی تعبیر
میرے ظن مین اچھی ہوتی ہے بیان کر دیتا ہون اور ابو قتادہ
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا تم مین صادق
الرؤیا وہ ہوگا جو صادق القول ہوگا + ان حدیثون سے
معلوم ہوتا ہے کہ علم رؤیا کے ترک مین کچھ ضرر نہین کیونکہ
وہ بمنزلہ ثالث کے ہے **تیئسوین باب مین رؤیا صالحہ
اور تعبیر نیک کا بیان ہے** کہا فقیہ رحمہ نے روایت
کیا ہشام بن عروہ نے بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ
سے کہ انہون نے فرمایا کہ ابتداء وحی رسول اللہ صلعم کی
خواب صالح تھی آپ کوئی خواب نہ دیکھتے تھے مگر
اسکی تعبیر مثل صبح روشن کے ظاہر ہوجاتی تھی
اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلعم سے

النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا رأی
احدکم رؤیا یحبها فانما هی من الله تعالی
فلیحمد الله علیها ولیحدث بها واذا رأی غیر
ذلک مما یکره فانما هی من الشیطان فلیستعذ
بالله من شرها ولا یذکرها لاحد فانها لا تضره
وروی ابو قتادة عن النبی صلی الله علیه وسلم
قال الرؤیا الصالحة من الله تعالی والحلم
من الشیطان فمن رأی شیئا یکرهه
فلینفث عن شماله ثلثا ولیتعوذ بالله من
الشیطان الرجیم فانها لا تضره وروی
عن عائشة رضی الله تعالی عنها انها قالت رأیت
ثلثة اقمار سقطن فی حجرتی فقصصت
بها علی ابی بکر فلما توفی رسول الله صلی الله
علیه وسلم ودفن فی بیتها فقال ابو بکر هذا
احد اقمارک وهو خیرها فلما مات ابو بکر
رضی الله تعالی عنه ودفن فی بیتها قیل
هو القمر الثانی فلما مات عمر رضی الله عنه
ودفن فی بیتها قیل لها هو القمر الثالث
وعن محمد بن سیرین عن النبی صلعم انه

روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین اچھا
خواب دیکھے تو وہ اللہ تعالی کی طرف سے ہے اللہ
کا شکر کرے اور اسکو بیان کرے اور جب کوئی برا خواب
دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے اللہ سے پناہ مانگے
اور اسکو کسی سے ذکر نکرے وہ ضرر نہ دیگا ۔ اور ابو قتادہ
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
اچھا خواب اللہ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطانی
وسوسہ ہے جو کوئی بری بات دیکھے اسکو چاہئے کہ
کہ اپنی بائین جانب تین دفعہ تہوکدے اور شیطان
مردود سے پناہ مانگے یعنی اعوذ باللہ پڑہے بلاشبہ وہ خواب
ضرر نہ دیگا ۔ اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے وہ فرماتی
ہین کہ مین نے ایکدفعہ دیکھا کہ تین چاند میرے حجرہ مین گرے ہین
سو مین نے اسکو ابو بکر رض سے بیان کیا پہر جبکہ رسول اللہ صلعم نے وفات
پائی اور میرے حجرے مین دفن ہوے تو ابو بکر نے کہا ایک چاند تو یہ
ہے اور یہ تینوں مین اول درجہ کا ہے پہر جب ابو بکر کا انتقال ہوا
اور اسی حجرہ مین دفن ہوے تو کسی نے کہا یہ دوسرا
چاند ہے پہر جب عمر رض کا انتقال ہوا اور اسی
حجرہ مین دفن ہوے تو کہا گیا یہ تیسرا چاند ہے
اور محمد بن سیرین نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے

يكره الغل في النوم وكان يعجبه القيد وقال
القيد ثبات في الدين وروى ذلك عن
ابي هريرة وقال محمد بن سيرين كان يقال
الرؤيا ثلث حديث النفس وتخويف الشيطان
وبشرى من الله تعالى فمن راى شيئا يكرهه
فلا يقصه على احد وليقم فليصل وروى
سفيان عن عمرو بن دينار عن عطاء قال
جاءت امرأة الى النبي صلى الله عليه وسلم
وزوجها غائب وقالت رأيت كان جائزة
بيتي انكسرت فقال خيرا يكون انشاء الله
يرد الله عليك غائبك فرجع زوجها
ثم غاب فرات مثل ذلك فجاءت الى
النبي صلى الله عليه وسلم فعبرها بمثل ذلك
فرجع زوجها ثم غاب فرات مثل ذلك
فجاءت الى النبي صلى الله عليه وسلم فلم
تجده ووجدت ابا بكر وعمر رضي الله
تعالى عنهما فاخبرتهما بذلك فقالا يموت
زوجك فاتت النبي صلى الله عليه وسلم
فقال لها هل قصصتها على احد قالت نعم فقال

طوق پہننے کو خواب مین برا فرماتے تھے اور بیڑی کو پسند
فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ بیڑی سے دین کی
ثابت قدمی مراد ہے اور ابو ہریرہ سے بھی یون ہی مروی ہے،
اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ خواب تین طرح کے ہوتے
ہین ایک تو حدیث النفس دوسرے شیطان کا ڈرانا تیسرے اللہ تعالی کی
طرف سے بشارت جو کوئی بری بات دیکھے اُسکو لازم ہے کہ کسی
سے بیان نکرے بلکہ اُٹھہ کھڑا ہو اور نماز پڑہنے لگے اور سفیان
بواسطہ عمرو بن دینار کے عطا سے روایت کرتے ہین کہ ایک عورت
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی اور اُسکا خاوند سفر مین تھا اور
عرض کیا کہ مین نے خواب مین یہ دیکھا کہ میرے گھر کا شہتیر
ٹوٹ پڑا ہے آپنے فرمایا بہتر ہوگا انشاء اللہ تیرا خاوند آجائیگا
سو اُسکا خاوند آگیا پھر وہ چلا گیا پھر اُس عورت نے یہی خواب
دیکھا اور نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پھر یہی تعبیر
دی پھر اُسکا خاوند آگیا پھر چلا گیا پھر اُسنے وہی خواب دیکھا
اور آپکی خدمت مین حاضر ہوئی مگر آپکو نہ پایا اُسنے
ابوبکر اور عمر کو پایا اور اُن سے تعبیر پوچھی اُنہون
نے فرمایا تیرا خاوند مرجائیگا پھر وہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئی آپنے پوچھا
تونے اس خواب کو کسی سے ذکر کیا ہے کہا ہان فرمایا

مو کما قیل لك فما مضے زمان الا قد نعی
الیها وفاة زوجها وقال عطاء کان یقال
الرؤیا علے ما اولت وکان یقول لا تقص
الرؤیا الا علے حکیم او واد فقد اخبر بعض
الناس بهذا الحدیث ان الرؤیا علے ما اولت
وقال اهل التحقیق ان حکم الرؤیا لا یتغیر
بجواب جاهل غیرها کما ان مسئلة من
الفقه اذا اجاب بها جاهل لا یکون لذلك
الجواب حکم فکذلك مسئلة الرؤیا وانما
تغیر ذلك بتاویل رسول الله صلے الله
علیه وسلم لانه تعالی صدق قوله لکرامته
وروی جابر بن عبد الله ان رجلا سال
رسول الله صلے الله علیه وسلم فقال انی رأیت
کان راسی سقط عنے فاتبعته واخذته
فقال بای عینیك رایته اذا سقط الراس
عنك ثم قال اذا لعب الشیطان باحدکم
فلا یحدث الناس به وروی عن النبی
صلے الله علیه وسلم انه قال اصدق الرؤیا
ما کان بالاسحار وروی عنه انه قال

اسکی تعبیر وہی ہے جو تجھے کہی گئی اسپر کچھہ بہت زمانہ
نگذرا تھا کہ اُسکے خاوند کے مرنیکی خبر آئی + اور عطا کہتے ہین
کہ خواب کے وہی تعبیر ہے جو دیجاے اور فرماتے ہین کہ خوابکا
ہر کسی سے ذکر نکر مگر حکیم ہے یا دوست ہے + اور اسی حدیث سے
بعض علما کہتے ہین کہ خواب کے تعبیر وہی ہے جو دیجاے + اور
اہل تحقیق کہتے ہین کہ حکم خواب کا جاہل کے جواب دینے سے
بدلتا نہین جسطرح کسی فقہ کی مسئلہ کا کسی جاہل نے جواب
دیا تو یہ جواب جواب نہوگا اسیطرح مسئلہ رویا کو سمجھو اور
حدیث مین جسکا مذکور ہے وہ رسول اللہ صلعم کی تاویل
سے بدلا ہے کیونکہ اللہ تعالے نے آپکے قول کو
سچا کردیا + اور جابر بن عبد اللہ فرماتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا مین نے خواب مین یہ دیکھا ہے کہ گویا سر اپر
میرے دہڑ سے الگ ہوکر گر گیا مین اُسکے پیچھے گیا اور اُسکو
پکڑ لیا فرمایا جب تیرا سر گر گیا تھا تو کون سی آنکھون سے تونے
سر کو دیکھا پھر فرمایا جب شیطان کسی سے کھیلے تو اُسکا ذکر
لوگون سے نکرے اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا سچے خواب وہ ہوتے ہین جو اخیر
رات مین نظر آئین اور یہ بھی آپسے مروی ہے کہ آپنے فرمایا

اصدق الرؤيا بالنهار لان الله تعالى
لاخر نهارا وقيل اصدق الرؤيا بالقيلولة
وقال النبي صلى الله عليه وسلم الرؤيا الصالحة
جزء من اربعين جزءا من النبوة وروى
ابوهريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم
قال من رآني في المنام فقد رآني فان
الشيطان لا يتمثل بي وقال من رآني في
المنام فسيراني في اليقظة وروى عبدالله
ابن عباس رضي الله تعالى عنه عن النبي
صلى الله عليه وسلم قال من تحلم بحلم لم يره
كلف ان يعقد بين شعيرتين ولم يفعل

باب الكلام في الطب والرقى

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه
كره بعض الناس الرقى والدواء
واجازه عامة العلماء فاما من كره ذلك
احتج بما روي عن النبي صلى الله عليه وسلم
انه قال يدخل من امتي الجنة سبعون
الفا بغير حساب فقام عكاشة بن محصن
فقال يا رسول الله ادع الله لي ان يجعلني

سچے خواب دن کے ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالی نے
دن کا آخر میں بیان کیا ہے اور کہا گیا ہے سچے
خواب دوپہر کے ہیں + اور نبی صلعم نے فرمایا اچھے خواب نبوت
کے چالیس جزو میں سے ایک جزو ہے اور ابوہریرہ
نبی صلے اللہ علیہ سلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
جس نے مجھکو دیکھا خواب میں تو مجھہی کو دیکھا اسلئے کہ
شیطان میری صورت نہیں بن سکتا :: اور فرمایا جسنے
مجھے خواب میں دیکھا وہ مجھکو بیداری میں دیکھیگا + اور عبداللہ
بن عباس رض نبی صلے اللہ علیہ سلم سے روایت کرتے
ہیں کہ جو کوئی جھوٹے خواب بیان کرے قیامت کے دن
اسکو دو جو میں گرہ دینے کی تکلیف دیجائیگی اور وہ نکرسکیگا

چھبیسوین باب میں دوا اور تعویذ گنڈے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے بعض علما تعویذ
گنڈے کرنے اور دوا کرنے کو ناجایز کہتے ہیں اور اکثر
علما جایز کہتے ہیں جو ناجایز کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ
نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا ہے کہ میری امت
میں سے ستر ہزار آدمی بغیر حساب کے جنت میں
داخل ہونگے سو کھڑے ہوئے عکاشہ بن محصن اور عرض
کیا یا رسول اللہ آپ دعا کیجئے کہ اللہ مجھے بھی انہیں سے کردے

منهم فدعا له فقام رجل آخر فقال ادع الله
لي ايضا فقال النبي صلى الله عليه وسلم سبقكم
بها عكاشة فدخل رسول الله صلى الله عليه
وسلم المنزل فقالوا فيما بينهم من الذين
يدخلون الجنة بغير حساب فقال بعضهم
هم الذين ولدوا في الاسلام وماتوا على
ذلك ولم يذنبوا فلما خرج رسول الله
صلى الله عليه وسلم سالوه عن ذلك فقال
هم الذين لا يتداوون ولا يكتوون ولا
يرقون ولا يتطيرون وعلى ربهم يتوكلون
وروى عن عمران بن حصين انه قال كنت
ارى انوارا واسمع كلام الملائكة حتى
اكتويت فانقطع ذلك عني وروى
الاعمش عن ابي ظبيان عن حذيفة
ابن اليمان انه دخل على رجل يعوده
فوضع يده على عضده فاذا بخيط عقد
عليه فقال ما هذا فقال رقي لي فيه فاخذه
وقطعه وقال لو مت على هذا ما صليت
عليك وعن سعيد بن جبير قال

آپنے اُنکے لئے دعا کر دی پہر ایک اور شخص کہڑا ہوا اور
عرض کیا میرے لئے بہی دعا کیجئے آپنے فرمایا وہ درجہ تو
عکاشہ لے اُڑا پہر رسول اللہ صلعم گہر مین تشریف
لیگئے صحابہ آپسمین چرچہ کرنے لگے وُہ کون ہین
جو بیحساب جنت مین جائینگے بعضون نے کہا جو مسلمان
ہی پیدا ہوے اور مسلمان ہی مرے اور کوئی گناہ
نہین کیا پہر جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم باہر
تشریف لائے آپ سے پوچہا آپنے فرمایا یہ لوگ وُہ
ہین جو دوا نہین کرتے داغ نہین لگاتے تعویذ گنڈا
نہین کرتے فال بد نہین لیتے صرف اپنے پروردگار
پر بہروسہ کہتے ہین + اور عمران بن حصین سے مروی ہے وہ
کہتے ہین مین پہلے انوار دیکہا کرتا تہا فرشتون کے کلام سنا
کرتا تہا ایکدفعہ مین نے داغ لگوایا پہر وہ بات جاتی رہی +
اور اعمش ابو ظبیان سے روایت کرتے ہین کہ حذیفہ بن الیمان
ایک شخص کی عیادت کو گئے جب اُسکے بازو پر ہاتہ
رکہا تو ایک دہاگہ بندہا دیکہا فرمایا یہ کیا ہے کہا
گنڈہ ہے آپنے اُسکو توڑکر پہینکدیا اور فرمایا
اگر تو اس حال مین مرجاتا تو مین تجہپر نماز نہ پڑہتا
اور سعید بن جبیر فرماتے [illegible]

لدغتني عقرب فاقسمت علي امي ان
استرقي فاتيت الراقي اليد التي لم تلدغ
وعن زينب امرأة عبدالله بن مسعود
قالت جاء عبدالله ذات يوم فرای فی
عنقي خيطا فقال ما هذا الخيط فقلت رقي
لي فيه فاخذه وقطعه ثم قال ان آل عبدالله
لاغنياء عن الشرك وقال الحسن البصري
رحمه الله يرحم الله اقواما لا يعرفون الهليلج
والبليلج وان ذلك ظن يظن به ولا
يعرف الشفاء فيماذا يكون الا ترى الى
ما روي عن ابن عمر رضي الله تعالى عنهما
انه قال لا تحموا المريض عما يشتهي فلعل
الله يجعل شفاءه في بعض ما يشتهي
واما من اباح ذلك فاحتج بما روي عن ابن
مسعود رضي الله تعا عنه انه قال ان الله
تعا لم ينزل داء الا وقد انزل له دواء الا
السام والهرم فعليكم بالبان البقر فانها
تخلط من كل شجر وفي خبر آخر فانها ترعى
من كل شجر وروي سفيان بن عيينة

بچھو نے کاٹ لیا سو میری ماں نے مجھے قسم دی کہ
جھڑواؤں سو میں نے اچھے ہاتھ کو جھڑوا لیا + اور
زینب زوجہ عبداللہ بن مسعود کی کہتی ہیں کہ ایکدن
عبداللہ آئے اور میرے گلے میں ایک دھاگہ پڑا دیکھا
فرمایا یہ دھاگا کیسا ہے میں نے کہا گنڈہ ہے سو انھوں نے
توڑ ڈالا پھر فرمایا بلا شبہ اہل وعیال عبداللہ شرک
سے بری ہیں + اور حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے
ہیں رحم کرے اللہ ان لوگوں پر جو ہڑ بہیڑہ کو
نہیں پہچانتے اور اسلئے کہ یہ امر ظنی ہے اور شفا
کا حال معلوم نہیں کس میں ہے کیا تجھے خبر نہیں
جو حضرت ابن عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا بیمار کو
اُس چیز سے جسکو اسکا جی چاہے نہ روکو شاید اللہ نے
شفا اسی میں رکھی ہو + اور جو لوگ کہتے ہیں کہ
علاج وغیرہ جایز ہے انکی دلیل یہ ہے کہ ابن مسعود رض
سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی مرض
ایسا نہیں پیدا کیا جسکی دوا نہ پیدا کی ہو مگر موت
اور بڑھاپا سو پیا کرو دودہ گائے کا اسلئے کہ ہر قسم
کی گھانس کھاتی ہے اور دوسرے سبب سے کہ وہ
ہر درخت کو چرتی ہے اور سفیان ابن عیینہ

عن زیاد بن علاقة عن اسامة بن شریک قال
شهدت النبی صلی الله علیه وسلم والاعراب
یسألونه هل علینا جناح ان نتداوی فقال
تداووا عباد الله فان الله تعالی لم یخلق
داء الا وقد وضع له شفاء وعن الحجاج
ابن ارطاة انه سأل عن العطاء عن
التعویذ فقال ما سمعنا بکراهیته من
قبلکم یا معشر اهل العراق ولان قوام
العبادة بالبدن فکما وجب علینا ان
نتعلم الاحکام لتصح به قوام العبادة
فکذلک علم الطب والتداوی الذی
فیه اصلاح البدن فلا باس بان نتعلمه
ونعمل به لتصح به قوام العبادة ولان
القول فی الاحکام جائز باکبر الرای
وان لم یعرف بالنص والیقین فکذلک
القول فی الطب اذا کان یعرف بالرای
والتجاریب فیجوز استعماله ولیس غیرنا
باجل من الاحکام واما الاخبار التی وردت
فی النهی فانها منسوخة الا تری الی ما روی

بواسطے زیاد بن علاقہ کے اسامہ سے روایت کرتے ہین کہ مین
نبی صلعم کی خدمت مین حاضر ہوا اور گنوار لوگ آپ سے
پوچھ رہے تھے کیا دوا کرنے مین گناہ ہے سو آپنے فرمایا
ای اللہ کے بندو دوا کرو کیونکہ اللہ تعالے نے کوئی بیماری ایسی
پیدا نہیں کی جسکے واسطے شفا نہ پیدا کی ہو+ اور حجاج
بن ارطاة سے مروی ہے کہ انہون نے عطا سے تعویذ کو
پوچھا کہا اے عراقیو ہمنے تمسے پہلے کسیکو ناجایز
کہتے نہین سنا ہے اور اسلیئے کہ قیام عبادت کا بدن سے
ہے سو جسطرح ہمپر یہ واجب ہے کہ ہم احکام کو سیکھین
تاکہ عبادت صحیح صحیح ادا کرین اسیطرح علم طب اور دوا
علاج جسمین بدن کی اصلاح ہو اگر اُسکو ہم سیکھین
اور اُسپر عمل کرین تاکہ عبادت درستی سے ادا کرین
تو کچھہ مضائقہ نہین ++ اور اسلئے کہ بہت احکام رای
سے ثابت ہوتے ہین اور وہان کوئی نص ہوتی
ہے نہ یقین اسیطرح طب کا حال ہے کیونکہ وہ
بھی رائے اور تجربہ سے حاصل ہوتا ہے سو اُسکا
برتنا جایز ہے اور علم طب احکام دین سے تو بڑھکر نہین
اور جو حدیثین ممانعت مین مروی ہین وہ منسوخ
ہین کیا تجھے خبر نہین کہ حضرت جابر سے

جابر ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن
الرقي وكان عند آل عمرو بن حزم رقية
يرقون بها عن العقرب فاتوا النبي صلى الله
عليه وسلم فعرضوا عليه وقالوا انك نهيت عن
الرقى فقال ما ارى به بأسا من استطاع
منكم ان ينفع اخاه فليفعل ويحتمل النهي
عن الذي يرى العافية في الدواء اما اذا
عرف ان العافية من الله والدواء سبب
فلا بأس به وقد جاء الآثار في الاباحة
الا ترى ان النبي صلى الله عليه وسلم لما جرح
يوم احد داوى جرحه بعظم قد بلي وروى
ان رجلا من الانصار رمي في الاكحل
بمشقص فامر به النبي صلى الله عليه وسلم
فكوي وروى انه كان يرقي بالمعوذتين
والآثار فيه اكثر من ان تحصى

باب الاطعمة التي فيها الدواء

قال الفقيه رضي الله تعالى عنه روى شهر
ابن حوشب عن ابي هريرة عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال الكمأة من المن

سے روایت کرتے ہین کہ آپنے جھاڑ پھونک کو منع
فرمایا اور آل عمرو بن حزم کو ایک جھاڑ آتی تھی اس
سے بچھو کے کاٹے کو جھاڑتے تھے سو وہ حاضر ہوے
نبی صلعم کی خدمتمین اور وہ جھاڑ سنائی اور کہا آپنے جھاڑ
ممانعت فرمائی ہے آپنے فرمایا مین تو اسمین کچھہ مضائقہ نہین
جانتا جو کوئی تم مین سے اپنے بھائی کو نفع پہونچا سکے کرلے اور
احتمال یہ بھی ہے کہ ممانعت اُسکے ہے جو یہ سمجھے کہ شفا دوا
مین ہے اور جو کوئی یون جانے کہ شفا اللہ کے ہاتھ مین ہے اور دوا
سبب محض ہے تو کچھہ مضائقہ نہین اور بہت سی حدیثین
جواز مین آئی ہین کیا تجھے خبر نہین کہ نبی علیہ السلام اُحد
کے دن جب زخمی ہوے تو آپنے اپنے زخم کا علاج
پرانی ہڈی سے کیا تھا اور مروی ہے کہ ایک انصاری کے
رگ اکحل مین تیر لگ گیا تھا سو آپکے حکم سے داغ دیا گیا
اور یہ بھی مروی ہے کہ آپ معوذتین سے جھاڑا کرتے تھے اور
حدیثین اسباب مین بیشمار ہین

پچیسوین باب بیچ بیان اُن کھانونکا بیان ہے جنمین دوا کا خاصہ ہے

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے شہر بن حوشب ابو ہریرہ سے
روایت کرتے ہین کہ جناب رسول خدا صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کھنبی من کی قسم سے ہے

وماءها شفاء للعين والعجوة من الجنة
وهي شفاء من السم وقال الربيع بن خثيم
ليس للنفساء عندي دواء الا الرطب
ولا للمريض الا العسل وروى الاعمش
عن ابي صالح قال في حمى الربع ثلث من
سمن وثلث من عسل وثلث من لبن
يجمع ويشرب وعن النبي صلى الله عليه
وسلم انه قال الحمى من فيح جهنم فابردوها
بالماء وعن علي بن ابي طالب عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال جعلت البركة
في العسل وفيه شفاء من الاوجاع
وقد بارك عليه سبعون نبيا وقال علي
ابن ابي طالب اذا اشتكى احدكم شيئا
فليسأل امرأته ثلثة دراهم من صداقها
فليشتر بها عسلا ولبنا وسمنا وليشربه
بماء السماء فيجمع الله تعالى الهنيء والمريء
والشفاء والماء المبارك وروى
محمد بن المنكدر عن جابر بن عبد الله عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم

اور اسکا پانی آنکھ کے لئے شفا ہے اور کھجور عجوہ جنت کی چیز
ہے اور زہر کے واسطے شفا ہے + اور کہا ربیع بن خثیم
نے نہین ہے میرے نزدیک نفاس والی عورت کے لئے کوئی دوا
مگر تر کھجور اور نہ کسی مریض کے لئے کوئی دوا مگر شہد + اور
اعمش ابو صالح سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا چوتھیہ
کے لئے یہ دوا ایک تہائی گھی ایک تہائی شہد ایک تہائی
دودہ مخلوط کئے جاوین اور پلائے جاوین اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا تپ دوزخ کی لپٹ سے ہے سو اسکو پانی
سے ٹھنڈا کرو + اور حضرت علی نبی صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا رکھی گئی ہے برکت شہد مین
اور اس مین شفا ہے دردون کے لئے اور اسکے لئے
برکت کی ستر نبیون نے دعا کی ہے + اور حضرت علی نے
فرمایا ہے جب کوئی تم مین مریض ہو تو اپنی بی بی کے
مہر مین سے تین درم مانگ لے اور اُنکا شہد اور دودہ اور
گھی مول لے اور مینہ کا پانی ملا کے پیئے سو اللہ تعالی
نے اُسکے لئے ہنی اور مری اور شفا اور پانی مبارک
جمع کر دیئے ہین اور محمد بن المنکدر جابر بن عبد اللہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اثمد جو ایک قسم کا سرمہ ہے اسکے استعمال

بالاثمد فانه ينبت الشعر في الجفن في العين
ويشد البصر وفي خبر آخر ويجلي البصر وعنه
عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم بالعدس
فان فيه شفاء من سبعين داء والله اعلم

باب تفضيل لسان العربية على غيرها

قال الفقيه رضي الله
عنه اعلم ان لسان العربية لها فضل على سائر
الالسنة فمن تعلمها او علم غيره فهو
ماجور لان الله تعالى انزل القرآن بلغة
العرب فمن تعلمها فانه يفهم بها ظاهر
القرآن ومعاني الاخبار وقال روى ابن
ابي بردة عن ابي بريدة عن عمر رضي الله
عنه انه قال كلام اهل الجنة بالعربية وروي
عن عمر انه قال من تعلم الفارسية فقد خب ومن
خب فقد ذهب مروته يعني لو اقتصر على اللسان
الفارسية ولم يتعلم العربية فانه عجمي وقال
الزهري كلام اهل الجنة العربية وروي
عن عمر انه قال عليكم بالتفهم في العربية
وروي عن الحسن البصري انه سئل عن الرجل

کو لازم پکڑو کیونکہ وہ بالوں کو جماتا ہے اور بینائی کو
قوت دیتا ہے اور دوسری حدیث میں ہے اور جلا دیتا ہے
بینائی کو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا مسور کو کھایا
کرو اسلئے کہ ستر بیماریوں کے لئے شفا ہے۔ واللہ اعلم

باب چھبیسواں بیچ بیان فضیلت عربی زبان کے

اور زبانوں پر کہا فقیہ ابو اللیث رضہ نے جان لے کہ زبان عرب
کو اور سب زبانوں پر فضیلت ہے جسنے سیکھا اسکو
یا سکھایا کسی کو تو اسکو ثواب ملیگا اسلئے کہ اللہ تعالی
نے قرآن مجید کو عربی زبان میں نازل کیا ہے سو
جسنے اسکو سیکھا تو اسکے سبب سے ظاہری معنی قرآن
مجید اور حدیثوں کے سمجھے + اور ابن ابی بردہ ابو بردہ
سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض نے فرمایا ہے کہ
کلام جنتیوں کی عربی زبان میں ہوگی اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ فرمایا جسنے سیکھی زبان فارسی اسنے خیانت کی اور
جسنے خیانت کی اس سے مروت گئی یعنی جسنے فقط زبان فارسی
سیکھی اور زبان عربی نہ سیکھے وہ عجمی ہے + اور زہری کا کہنا
ہے کہ جنتیوں کی زبان عربی ہوگی اور مروی ہے حضرت
عمر رض سے کہ فرمایا سمجھ بوجھ حاصل کرو زبان عرب میں
اور امام حسن بصری سے مروی ہے کہ دریافت کی گئی وہ اس شخص

يتعلم العربية يلتمس بها احسن المنطق ويفهم
بها قراءته قال الحسن فليتعلمها فان الرجل
ليقرأ الاية فيعيا بوجهها فيهلك وروی عن عمر
انه سمع رجلين في الطواف يتراطنان
اي يتكلمان بالفارسية فقال لهما التمسا الى
العربية سبيلا فقال الفقيه رضي الله عنه ولو
تكلم بغير العربية يجوز ولا اثم عليه في ذلك وقد
روی عن النبي عليه الصلوة والسلام انه تكلم
بالفارسية وهو ما روی عن جابر بن عبد الله
انه قال اتخذت لرسول الله عليه الصلوة والسلام
طعاما في يوم الخندق فاتيته فاخبرته فقال
لاصحابه اذهبوا الى بيت جابر فانه قد اتخذ لكم
شوربا وروی عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه اتی بتمر الصدقة وعنده الحسن والحسين
فاخذ تمرا فادخله في فيه فادخل رسول الله
عليه الصلوة والسلام اصبعه في فيه فقال
كخ كخ ما نحن? التمر فيه وروی عن
ابي هريرة انه قال له رسول الله عليه الصلوة
والسلام حين تشتكي بطنه قال يا اباهريرة

سے کہ سیکھتا ہے زبان عربی کو اسلئے کہ بول چال اچھی طرح
آجاتی ہے اور اچھی طرح قرأت کرنے لگے فرمایا حسن نے سیکھو اسکو
اسلئے کہ کبھی آدمی پڑھتا ہے آیت کو اور عاجز ہوتا ہے
اسکے سمجھنے سے پس ہلاک ہوتا ہے اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ انہوں نے سنا دو شخصوں کو حالت طواف میں بزبان
فارسی میں کلام کرتے ہوئے فرمایا انکو زبان عربی سیکھو +
کہا فقیہ ابو اللیث رح نے اگر کلام کیا کسی نے بغیر زبان عربی
کے تو جائز ہے کچھ گناہ نہیں + چنانچہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فارسی بامین کلام کیا ہے جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے واسطے کھانا
تیار کیا خندق کے دن سو حاضر ہو کر اطلاع دی آپنے صحابہ
کو فرمایا جابر کے گھر چلو اسنے تمہارے لئے شوربا تیار کیا ہے
+ اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپکے پاس چھوارے
صدقہ کے آئے اور اسوقت امام حسن یا امام حسین موجود تھے
سو انمیں سے ایکنے ایک چھوارا مونہہ میں ڈال لیا پس
رسول اللہ صلعم نے انکے مونہہ میں انگلی ڈالی اور فرمایا کخ کخ
اور تھوکدو کو مونہہ سے یعنی ڈالدو + اور ابو ہریرہ سے منقول
ہے کہ رسول اللہ صلعم نے انکو فرمایا جب انکے
پیٹ میں درد ہوا ہے ابو ہریرہ - ۰۰۰

اشکم درد قال نعم فاس بالصلوة فان فی
الصلوة شفاء وقال سفیان بلغنا ان الناس
یتکلمون یوم القیمة قبل ان یدخلوا الجنة
بالسریانیة فاذا دخلوا الجنة تکلموا بالعربیة
وروی عبدالرحمن بن مغفل عن وهب بن
منبه قال وما من لغة الا وفی القران منها
شیء فقیل له وابن فیه من الفارسیة فقال
من الفارسیة سجیل یعنی سنگ وگل قال
وقیل یا ارض ابلعی ماءك ویا سماء اقلعی
وغیض الماء بلغة الحبشة وقوله تعالی فصرهن
الیک یعنی قطعهن بالرومیة وقوله تعالی
ولات حین مناص یعنی لیس حین مفر
ولیس حین فرار بالسریانیة وروی عن
ابی موسی انه قال فی قوله تعالی کفلین یعنی
ضعفین بلسان الحبشة وقال بعضهم
لا یجوز ان یکون فی القران شیء سوی
العربیة لان الله تعالی قال بلسان عربی
مبین وقال انا جعلناه قرانا عربیا
فالجواب عن هذا من وجهین احدهما

کیا تیرے پیٹ مین درد ہے عرض کی کہ ہان فرمایا نماز پڑھ
کیونکہ نماز مین شفا ہے + اور کہا سفیان نے کہ ہمکو معتبر طریقے
سے یہ پہونچا ہے کہ لوگ قیامت کے دن جنت کے داخل
ہونیکے سے پہلے زبان سریانی مین گفتگو کرینگے اور جب جنت
مین داخل ہو جائینگے تو زبان عربی مین گفتگو کیا کرینگے
اور عبدالرحمن بن مغفل وہب بن منبہ سے روایت کرتے ہین کہ
انہون نے فرمایا ایسی کوئی زبان نہین کہ قرآن شریف مین
اسکا کوئی لفظ نہو کسی نے کہا بھلا فارسی لفظ کونسا ہے کہا سجیل
کہا ہے یعنی سنگ وگل کا معرب ہے - اور کہا آیت وقیل یا ارض
الخ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور حکم آیا اے زمین نگلجا اپنا پانی اور
اے آسمان تھم جا اور سکھا دیا پانی) حبشی زبان مین ہے اور قول
اللہ تعالے کا فصرہن الیک (یعنی ٹکڑے ٹکڑے کر ان
جانورونکو) زبان رومی مین ہے + اور قول اللہ تعالے کا
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور وقت نرہا تھا خلاصی کا) زبان سریانی
مین ہے ، اور ابو موسی سے مروی ہے کہ فرمایا انہون نے کہ قول اللہ
تعالے کا کفلین (یعنی ضعفین) حبشی زبان ہے اور بعضے
علما کہتے ہین کہ قرآن شریف مین عربی زبان کے سوا کسی
زبان کا ایک لفظ بھی نہین اسلئے کہ اللہ تعالے نے قرآن کے
بابمین فرمایا ہے بلسان عربی مبین اور دوسری جگہ م

ان هذه الالفاظ الذی ذکرناه من الحبشة
والرومية وغيرها كما ذكرنا الا ان العرب كانت
تستعملها وتعرفها فيما بينهم فاذا استعملت
العرب صار بمنزلة العربية ووجه اخر ان
قوله تعالى بلسان عربي مبين فالقرآن
هو العربي وان كان بعض الحروف من غيره
فان قيل كيف يكون حجة عليهم اذا كان بلغة
غيرهم قيل له لانهم كانوا يفقهون فيما
بينهم وان كان بينهم بعض الحروف من غير
لغتهم فيكون حجة عليهم

باب نزول القرآن على سبعة احرف

قال الفقيه رضي الله عنه وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
سبعة احرف وروى عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اقرأني جبرئيل عليه السلام القرآن على
حرف واحد فراجعته فلم ازل استزيده
ويزيدني فانتهى الى سبعة احرف وفي

کہ یہ لفظ جو ہمنے ذکر کئے زبان حبشی ورومی وغیرہ کے
اہل عرب کے یہان مستعمل تھے اور عرب اُنکے معنی جانتے تھے
اور جب یہ الفاظ اُنکے یہان مستعمل تھے تو بمنزلہ عربی
زبان کے تھے - دوسرا جواب یہ ہے کہ قول اللہ تعالے بلسان
عربی مبین صحیح ہے کیونکہ قرآن شریف عربی زبان ہے
اگر تھوڑے سے کلمات غیر زبان کے بھی ہون تو عربی
ہونیمین خلل انداز نہین + اگر کوئی یہ کہے کہ جب قرآن
مجید مین الفاظ غیر زبان کے ہونگے تو اہل عرب پر یہ قرآن
کیونکر حجت ہوگا تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جب لوگ ان
لفظون کے معنی سمجھتے تھے تو بلاشبہ اُنپر حجت ہوگا باب

ستائیسوان بیچ بیان اسباب کے کہ نزول قرآن سات حرفون پر ہوا

کہا فقیہ نے اور
روایت کیا ابن عباس نے نبی صلی اللہ علیہ سلم کہ آپنے فرمایا
پڑھایا مجھکو جبرئیل نے قرآن سات حرفون پر اور
بروایت ابن عباس نبی علیہ السلام سے منقول ہے
کہ آپنے فرمایا پڑھایا مجھکو جبرئیل علیہ السلام نے قرآن
حرف واحد پر پس مراجعت کی مین نے اُنسے پس
زیادتی طلب کرتا رہا مین اور وہ بھی زیادتی کرتے
رہے یہانتک کہ سات حرف تک پہنچے + ایک اور

خبر اخبرني جبرئيل عليه السلام قال اقرأ
القرآن على سبعة احرف كلها شاف وكاف
وقال عبد الله بن مسعود ان هذا القرآن
انزل على سبعة احرف لكل حرف ظهر
وبطن فان قيل ايش معنى قوله سبعة
احرف قيل له قد قالوا فيه اقاويل مختلفة
قال بعضهم انما يوجد ذلك في بعض
الآيات مثل قوله تعالى اف لكما فيقراء
على سبعة احرف بالنصب والخفض و
الرفع كل وجه بالتنوين وغير التنوين
فذلك ستة اوجه وبالجزم فذلك سبعة
اوجه فلا يوجد ذلك في عامة الآيات
ومثل قوله تعالى تساقط عليك رطبا
جنيا ونحوها من الآيات التي تحتمل
في القرآن سبعة اوجه من القرأة وقال
بعضهم سبعة احرف يعني امر ونهي
وقصص وامثال ووعظ ووعيد
ووعد فهذا هو سبعة احرف وقال
ابو عبيدة سبعة احرف يعني على سبعة

حدیث مین آیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ پڑھو تو قرآن کو
سات حرفون پر کل حرف شافی کافی ہین + اور فرمایا عبد اللہ
بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ یہ قرآن سات حرفون پر نازل ہوا
ہے ہر حرف کے واسطے ایک ظاہر ایک باطن ہے + اگر
کوئی کہے معنی سَبْعَۃ اَحْرُفٍ کے کیا ہین کہا جائیگا کہ
اسمین بہت قول مختلف ہین + بعضے کہتے ہین کہ
سات حرف یعنی قرات بعضی آیتون مین پائے جاتے
ہین چنانچہ قول اللہ تعالے اُفٍّ لکما پڑھا جاتا ہے سات
طرح پر زیر زبر پیش سے اور ہر ایک تنوین اور
بے تنوین کے چھہ طرح تو یہ ہوئین اور ساتوین
طرح جزم کے ساتھہ پڑھنا چاہیے + تو سات
قرائتین اکثر آیتون مین نہین + اور مانند قول اللہ
تعالے تساقط علیک رطبا جنیا کے اور مانند اسکے
اور آیتین جو سات قرات سے پڑھی جا سکتے
ہین اور بعضے کہتے ہین سات حرف سے مراد امر
نہی قصص امثال وعظ وعید وعد ہین
+ اور کہا ابو عبیدہ رضی اللہ تعالے
عنہ نے مراد سات حرف سے سات
لغت عرب کے ہین اور اسکے یہ معنے

لغات من لغات العرب وليس معناه ان
يكون في الحرف الواحد سبعة اوجه هذا
لم يسمع به قط ولكن هذه اللغات السبع
متفرقة في القرآن فبعضها بلغة قريش
وبعضها بلغة هذيل وبعضها بلغة اليمن
وبعضها بلغة الهوازن وبعضها بلغة دوس
وقال بعضهم معناه انما هي سبعة قرأت
التي اختارها سبعة من الائمة احدهم
عاصم بن ابي نجود واسم امه بهدلة والثاني
حمزة بن حبيب الزيات والثالث ابو الحسن
علي بن حمزة الكسائي فهولاء الثلثة كانوا
من اهل الكوفة والرابع عبد الله بن كثير
وهو امام اهل مكة والخامس نافع بن
عبد الرحمن مولى جعونة بن شعفوا وهو
امام اهل المدينة والسادس ابو عمرو
ابن العلاء امام اهل البصرة وكان اسمه
ريان بن عمار بن عريان وكنيته ابو عمرو
والسابع عبد الله بن عامر وهو امام اهل
الشام فاختار كل واحد من هولاء السبعة

یہ معنی نہین کہ ایک حرف مین سات لغت ہین کیونکہ
یہ تو عرب سے کبھی سُنا ہی نہین گیا ہان یہ لغت ساتون
متفرق جگہ قرآن مین موجود ہین بعضے لغت قریش
کے ہین بعضے لغت ہذیل کے ہین بعضے لغت یمن کے
ہین اور بعضے لغت ہوازن کے اور بعضے لغت دوس کے
ہین اور بعضے کہتے ہین مراد سبعۃ احرف سے وہ سات
قرأتین ہین جنکو سات اماموں نے اختیار کیا ہے
ایک اُنمین سے عاصم بن ابی نجود ہین اور اُنکی ماں کا
نام بہدلہ ہے اور دوسرے حمزہ بن حبیب الزیات ہین
تیسرے ابو الحسن علی بن حمزہ کسائی ہین اور یہ تینون
اہل کوفہ سے ہین اور چوتھے عبد اللہ ابن کثیر امام اہل مکہ
کے ہین پانچوین نافع بن عبد الرحمن مولیٰ جعونہ
بن شعفوا امام اہل مدینہ کے ہین چھٹے ابو عمرو بن العلاء
امام اہل بصرہ کے ہین اور نام اُنکا ریان بن عمار
بن عریان ہے اور کنیت اُن کی ابو عمرو
ساتوین عبد اللہ بن عامر امام اہل
شام کے ہین - پس اختیار کیا ہر ایک
نے اِن ساتون سے ایک قرأۃ جو
اُسکے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ

قراۃ قد صحت عنده من رسول الله صلے
الله علیه وسلم قال الفقیه رحمه الله اختلف
الناس فی الآیات التی قرأت بقرأتین
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بقراۃ
واحدۃ الا انه قد اذن ان یقراء بقرائتین
وقال بعضهم ان الله عز وجل قال بهما
جمیعا والذی صح عندنا والله اعلم انه
لوکان لکل قراۃ تفسیر بخلاف تفسیر
قراءۃ اخری فقال بهما جمیعا فصارت
قرائتین بمنزلة ایتین مثل قوله تعالی
ولا تقربوهن حتے یطهرن فمعنے الاول
حتے ینقطع دمهن ومعنے الثانی حتے
یغتسلن وکذلک کل ماکان علی نحو هذا
واما اذا کانت القراتان تفسیرهما
واحد وهو مثل البیوت والبیوت
مثل المحصنات والمحصنات بالنصب
والخفض فانما قال باحدهما واجازنا
القراءۃ بهما لکل قبیلة علی ما تعود لسانهم
فان قیل اذا صح انه قال باحدهما فبای

وسلم سے صحیح طریقہ سے منقول ہوئی ٭
کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علماء نے اُن
آیتون مین جو کئی قرأتون سے پڑہی جاتی ہین
بعضون نے کہا کہ اللہ عز وجل نے ایک قرأت پر قرآن
کو نازل کیا مگر اجازت دو طرح پڑہنے کی بہی دیدی
اور بعضون نے کہا کہ اللہ تعالی نے دونون طرح نازل کیا
جو امر ہمارے نزدیک صحیح ہے اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے
وہ یہ ہے کہ اگر ہر قرأت کی معنی جدے جدے ہین تو دونون
طرح اللہ ہی نے نازل کیا گویا دو قرأتین بمنزلہ دو آیتون
کے ہوئین مانند قول اللہ تعالی ولا تقربوهن حتی
یطہرن پس معنی اول صورت (یعنے تخفیف کی حالت مین
یہ ہوئی نہ قریب ہو تم عورتون کے یہانتک کہ بند ہو جاے حیض
کا خون اور معنی تشدید کی صورت مین یہ ہے کہ نہ قریب ہو
یہانتک کہ نہالین عورتین - یہی حال ہے اُن آیتونکا جو اسطرح
کی ہون مانند لفظ بُیوت اور بِیوت کے اور مانند
المحصنات کے زبر زیر کے ساتہہ تو یون سمجہنا چاہیے
کہ اللہ تعالی نے ایک ہی طرح فرمایا مگر اجازت دی
ہر قبیلہ کو جسطرح اُنسے ادا ہو موافق عادت کے ٭
اگر کوئی کہے جب یہ بات ثابت ہو چکا کہ اللہ تعالی اس

القرائتين قال قيل انما قال بلغة القريش

لان النبي عليه الصلوة والسلام كان من

قريش والقران نزل بلغتهم الاترى الى

ما روى وكيع عن سفيان عن رجل عن

مجاهد قال نزل القران بلغة قريش

باب الكلام في تفسير القران قال الفقيه رح روي

سعيد بن جبير عن ابن عباس عن النبي

محمد صلى الله عليه وسلم انه قال من قال في

القران برأيه فليتبوء مقعده من النار

وروى عن ابي بكر الصديق رضي الله عنه

انه قال اي ارض تقلني واي سماء تظلني

اذا قلت في كتاب الله مالا اعلم وروى

عن الشعبي انه كان يمر بابي صالح فاخذ

باذنه فيقول انك لم تقراء القران فكيف

تفسره وروى عن عمر رضي الله عنه انه

راى في يدى رجل مصحفا قد كتب

فيه عند كل اية تفسيرها فدعا بمقراض

فقرضه وعن الحكيم انه قال كان شريح

اس آیۃ کو اسیطرح نازل کیا تو اب دو قراتون سے

کسکو اختیار کرے تو کہا جائیگا لغت قریش کو اسلئے کہ

نبی علیہ السلام قریشی تھے اور قرآن لغت قریش کے موافق

نازل ہوا ہے کیا تجھے خبر نہین جو مجاہد سے مروی ہے کہا مجاہد نے

قرآن لغت قریش کے موافق اترا ہے باب اٹھائیسوان

بیچ کلام تفسیر القرآن کے

کہا فقیہ رح نے

روایت کیا ہے سعید بن جبیر نے بواسطہ ابن عباس کے

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی قرآن کی

تفسیر اپنی راے سے کرے اُسکو چاہیے کہ اپنا ٹھکانا

آگ مین کرلے ٭ اور حضرت ابوبکر صدیق رض فرماتے

ہین کون سی زمین کے اوپر اور کون سے آسمان

کے نیچے رہ سکتا ہون اگر کتاب اللہ مین وہ بات

کہون جو نہ جانتا ہون ٭ اور شعبی سے مروی ہے کہ

وہ گذرے ابو صالح پر اور پکڑا کان انکا اور کہا

ابھی قرآن تو پڑھا ہی نہین تفسیر کرنے بیٹھ گیا

اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انہون نے ایک آدمی

کے ہاتھ مین قرآن دیکھا کہ اُسکی ہر آیت کے

پاس تفسیر بھی لکھی ہوئی ہے سو آپنے مقراض منگائی اور

اسکو کتر ڈالا اور حکیم سے مروی ہے کہ شریح تفسیر

لا يفسر من القرآن الا ثلث ايات احدها
قوله تعالى ويعفوا الذى بيده عقدة النكاح
قال الزوج والثانية قوله تعالى واتيناه الحكمة
قال الفقه والعلم وفصل الخطاب البينات
والايمان والاعمال والثالثة قوله تعالى
ان خير من استاجرت القوى الامين
وقال كانت قوته انه حمل صخرة لا يقوى
على حملها الا عشرة وقيل اربعون وامانته
انها مشت امامه فرفعته فوضعها الريح
فقال لها تاخرى وصفى لى الطريق
وقالت عائشة رضى الله عنها ما كان النبى
عليه الصلوة والسلام يفسر القرآن الا ايات
بعدد ما علمهن اياه جبرئيل عليه السلام
فان قيل اذا لم يفسره رسول الله صلى
الله عليه وسلم فلا يجوز لغيره ان يفسره
برايه فكيف الوصول الى معرفة تفسيره
قيل له النهى انما انصرف الى المتشابه
منه لا الى جميعه كما قال الله تعالى فاما الذين
فى قلوبهم زيغ فيتبعون ما تشابه منه

نہین کرتے تہے قرآن کی مگر تین آیتون کی ایک آیت تو
یہ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے یا معاف کرے وہ شخص کہ اسکے ہاتہ
مین گرہ نکاح کی ہے یعنی خاوند + دوسری آیتہ واتیناہ
الحکمۃ یعنی فقہ اور علم اور مقدمات کے فیصل کرنیکی عقل اور ایمان
اور عمل صالح + تیسری آیت قول اللہ تعالیٰ کا ہے جسکا ترجمہ
یہ ہے البتہ بہتر نوکر جو تو رکہا چاہے جو زور آور ہو امانتدار
کہا موسیٰ کی قوت کا یہ حال تہا کہ ایک پتہر جو دس آدمیون سے
کم نہ اٹہا سکتے تہے + اور حضرت موسیٰ کی امانتداری کا
یہ حال تہا کہ صاحبزادی حضرت شعیب کی انکے آگے آگے
چلتی تہی پس ہوا نے انکے تہ بند کو اوپر اٹہا دیا تو کہا انکو
حضرت موسیٰ نے پیچہے ہو جاؤ اور رستہ بتاتی چلو اور حضرت
عائشہ فرماتی ہین کہ نبی علیہ السلام قرآن کی تفسیر نہین
کیا کرتے تہے مگر چند آیتونکی وہبی بعد اسکے کہ جبرئیل علیہ
السلام نے آپکو انکی تفسیر بتا دی تہی۔ اگر کوئی کہے جب رسول اللہ
صلعم اپنی راے سے قرآن کی تفسیر نہین کرتے تو اور
کسیکو تو کب جایز ہے پہر اب قرآن کی تفسیر کیونکر معلوم ہو
جواب اسکا یہ ہے کہ ممانعت متشابہات کی تفسیر سے ہے
نہ کہ قرآنکی تفسیر سے نہین چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سو جنکے دل
پہرے ہوے ہین وہ لگے ہین کہ ڈہب ملتا ہو اسکی تلاش کرتے

[illegible]

ابتغاء الفتنة لان القرآن انما نزل بالحق
حجة على الخلق فلو لم يجز التفسير و البيان
لا يكون حجة بالغة فاذا كان كذلك جاز
لمن يعرف لغات العرب و يعرف شان
النزول ان يفسره واما من كان من
المتكلفين ولم يعرف وجوه اللغة فلا
يجوز له ان يفسره الا بمقدار ما سمع
فيكون ذلك على وجه الحكاية لا على
سبيل التفسير فلا باس به ولو انه يعلم
تفسيره واراد ان يستخرج من الآية
حكما واستدلالا من الاحكام فلا
باس به فلو انه قال المراد من الآية
كذا من غير ان يسمع فيه شيئا فهذا
مما لا يحل له وهذا هو الذي نهي عنه
ولو انه سمع من بعض الائمة فلا باس
فيه بان يحكي عنه وروي عن ابن عباس
رضي الله عنه انه كان اذا اشكل عليه شيء
من التفسير سال اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم والمسلمين من اهل الكتاب الذين

ہین گمراہی) اسلئے کہ قرآن شریف خدا کی حجت ہے مخلوق
پر پس اگر جایز نہو تفسیر اور بیان اُسکا تو وہ حجت کیونکر ہوگا
اور جب بات یہ ہے تو جایز ہے اُس شخص کو جو لُغت عرب کے
جانے اور شان نزول کو پہچانے کہ قرآن کی تفسیر کرے
لیکن جو شخص خواہ مخواہ مفسر بنا چاہے لُغت عرب وغیرہ
کو نجانے اُسکو تفسیر کرنی قرآن کی جایز نہین مگر جتنے
کسی عالم سے سُنے ہو اور یہ تفسیر بطور حکایت کے ہوگی بطور
تفسیر نہو گی اسلئے اسکا کچھہ ڈر نہین + اور اگر جانتا ہے
وہ تفسیر پھر ارادہ کرے وہ کہ آیت سے کوئی حکم نکالے
یا استدلال کسی حکم کے لئے کرے تو کچھہ مضائقہ
نہین سو اگر کہا اُسنے مُراد آیت سے یہ ہے اور سلف
سے اسباب مین کچھہ سُنا نہین ہے تو یہ اُسکو
حلال نہین ہے اور ممنوع یہی ہے + اور اگر
کسے امام سے یہ بات منقول ہو تو حکایتاً بیان
کرنیکا مضائقہ نہین + اور ابن عباس رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنکو جب کبھی تفسیر
مین کوئی اشکال پیش آتا تھا تو صحابہ اور
اُن مسلمانون سے جو پہلے اہل کتاب تھے
توریت و انجیل کے عالم تھے جیسے کعب احبار اور

قرؤا الكتب مثل كعب الاحبار ووهب بن
منبه وغيرهما وروى عكرمة عن ابن عباس
انه قال عرفت جميع تفسير القرآن الا اربعا
وهي قوله تعالى لاواه والرقيم وحنانا و
غسلين وروي عن ابن عباس انه فسر هذه
الاحرف ايضا

باب حسن المعاشرة ومعرفة الحقوق

قال الفقيه
رضي الله عنه ينبغي للرجل ان يكون قوله
للناس لينا ووجهه منبسطا مع البر
والفاجر والسني والمبتدع من غير مداهنة
ومن غير ان يتكلم معه بكلام يظن انه
يرضى بسيرته ومذهبه لان الله تعالى قال
لموسى وهارون عليهما السلام فقولا له قولا
لينا لعله يتذكر او يخشى وانك لست
بافضل من موسى وهارون والفاجر
ليس باخبث من فرعون وقد امرهما الله
تعالى بلين القول مع فرعون وروى
ابراهيم النخعي عن حمزة العامري عن طلحة
ابن عمرو قال قلت لعطاء انك رجل يجتمع

اور وہب بن منبہ وغیرہ سے پوچھ لیا کرتے تھے
اور مروی ہے بواسطہ عکرمہ کے ابن عباس سے کہ وہ
فرماتے تھے تمام قرآن کی تفسیر جانتا ہوں مگر چار لفظوں
کی اور وہ چار لفظ یہ ہیں لاواہ والرقیم وحنانا وغسلین
اور ابن عباس سے ان چاروں لفظوں کی بھی تفسیر مروی ہے

باب انتیسواں مخلوق کے ساتھ اچھی طرح پیش آنیکے بیان میں اور حقوق پہچاننے میں

کہا فقیہ رضی نے آدمی کو چاہیے کہ مخلوق سے کلام نرم
کیا کرے اور نیک و بد سنی و بدعتی سے بکشادہ پیشانی
پیش آئے مگر مداہنت نکرے نہ ایسے کلام کرے کہ بدعتی
اور فاسق گمان کرے کہ میرے عقیدے اور فعلوں کو
یہ شخص پسند کرتا ہے اسلئے کہ اللہ تعالے نے حضرت موسی
و ہارون کو فرمایا (سو کہو اس سے بات نرم شاید وہ
سوچ کرے یا ڈرے) اور بلاشبہ تو موسی و ہارون
سے افضل نہیں اور فاسق فرعون سے برا نہیں
حالانکہ ان دونوں کو اللہ تعالے نے فرعون کے
ساتھ نرمی کا حکم کیا ہے ۔ ابراہیم نخعی نے بواسطے
حمزہ عامری کے طلحہ بن عمرو سے روایت کرتے ہیں
کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا سے کہا تو ایک ایسا

عندك ناس ذو هواء مختلفة وانا رجل ذو
حدة فاقول لهم بعض القول الغليظ فقال لا
تفعل اذ يقول الله وقولوا للناس حسنا
فدخل في هذه الاية اليهودي والنصراني فكيف
بالحنيف وعن ابي هريرة رضي الله عنه ان النبي
صلى الله عليه وسلم قال انكم لن تسعوا الناس
باموالكم فليسعهم منكم بسط الوجه وحسن
الخلق وقال عمر بن الخطاب رضي الله عنه
من احسان يصفوله ود اخيه فليدعه
باحسن اسمائه اليه ويسلم عليه اذا لقيه
ويوسع له في المجلس وروي عن النبي صلى
الله عليه وسلم انه قال لعائشة رضي الله عنها
لاتكوني فحاشة فان الفحش لوكان رجلا
لكان رجلا سوءا ويقال الاحسان قبل
الاحسان فضل والاحسان بعد الاحسان
مجازاة والاحسان بعد الاساءة كرم والاساءة
قبل الاساءة جور والاساءة بعد الاساءة
مكافاة والاساءة بعد الاحسان شوم ولوم
ويقال ليس الاحسان ان تحسن الى من احسن

شخص ہے کہ تیرے پاس مختلف قسم کے لوگ جمع رہتے ہین
اور مین آدمی تیز مزاج ہون مین تو ایسے لوگون کو برا
بھلا کہہ بیٹھتا ہون فرمایا یون نکر اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا
ہے (اور کہیو لوگونکو نیک بات) پس جب داخل ہوا اس
آیت مین یہودی و نصرانی پھر کیونکر داخل نہوگا حنیفی
اور ابو ہریرہ رض نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا تم لوگ مخلوق کو اپنے مالو نہین تو کیا گنجایش دوگے
مگر مخلوق سے بکشادہ پیشانی اور اخلاق سے پیش آیا کرو اور
حضرت عمر رض نے فرمایا ہے جسکو یہ پسند آئے کہ اسکا بھائی
اسکا دوست جانی ہو تو اسکو چاہیے کہ اسکو اچھے نام سے
پکارے جب ملے سلام کرے جب وہ مجلس مین آوے تو جگہ دے
اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے حضرت عائشہ رض کو فرمایا
تو بدزبان نہو اسلئے کہ بدزبانی اگر آدمی ہوتا تو برا آدمی
ہوتا اور یہ قول ہے مشہور ہے کہ احسان کرنا کسی پر اسکے
احسان کرنے سے پہلے خوبی کی بات ہے اور احسان کرنا
بعد احسان کے بدلا ہے اور احسان کرنا بعد برائی پہونچنے کے
کرم ہے اور برائی کرنی برائی پہنچنے سے پہلے ظلم ہے اور
برائی کرنی برائی پہنچنے کے بعد بدلا ہے اور برائی کرنی بعد
احسان پہنچنے کے بدبختی اور سخت ملامت کی بات ہے

اور یہ ... ہے کہ احسان یہ نہین ہے کہ احسان کرے

اليك ولكن الاحسان ان تحسن الى من اساء اليك قال الفقيه رح ينبغي للانسان ان يعرف حق من هو اكبر سنا منه ويوقره لانه روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ما وقر شاب شيخا الا قيض الله له شابا عند كبر سنه فيوقره وعن ليث بن عمر ابي سليم قال كنت امشي مع طلحة بن مطرف فتقدمني وقال لو علمت انك اكبر مني بليلة ما تقدمتك وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا فليس منا والله اعلم

باب زيارة الاخوان

قال الفقيه ابو الليث رحمه الله ۔۔۔۔ زيارة الاخوان والاصدقاء في الله حسن وهو اجود وفيها زيادة الفة وعمر وقال ابو امامة الباهلي امش ميلا وعد مريضا وامش ميلين وزر اخا في الله وامش ثلثة اميال واصلح بين اثنين وقال بعض الحكماء لا تترك الزيارة فينسوك ولا تكثر الزيارة فيملوك

احسان یہ ہے کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اُسکے ساتھ تو احسان کرے + کہا فقیہ رح نے انسان کو لائق ہے کہ اپنے سے بڑے کا حق پہچانے اُسکی توقیر کرے اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا نہین توقیر کرتا کوئی جوان کسی بوڑہے کی مگر مقرر کرتا ہے اللہ اُسکے واسطے ایک جوان جو اُسکی بڑہاپے مین توقیر کرے اور لیث بن عمر سے مروی ہے کہ مین ساتہ ساتہ چلتا تہا طلحہ بن مطرف کے سو انہون نے آگے کر دیا مجہکو اور کہا اگر مجہکو خبر ہو کہ تم ایک رات بہی مجہہ سے بڑے ہو تو مین کبہی تمسے آگے نہون اور مروی ہے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا جو بڑے کی توقیر نکرے چہوٹے پر رحم نکرے وہ ہم مین سے نہین واللہ اعلم

باب بتیسوان بیان مین ملاقات کرنیکے

کہا فقیہ ابو اللیث رح نے ملاقات بہائیون اور دوستون کی خدا کے واسطے اچہی چیز ہے اور ثواب ہے اور اسمین اُلفت اور عمر زیادہ ہوتی ہے + کہا ابو امامہ باہلی نے چل ایک میل اور مریض کی عیادت کر اور چل دو میل اور بہائی سے ملاقات کر اور چل تین میل اور صلح کر دشمنون مین ۔ کہا بعضے حکیمون نے ترک نکر ملاقاتکو تا کہ تجہے لوگ بہول نجائین اور نہ بار بار ملاقات کر کبہی تجہسے اُکتا نجائین

وقال النبي عليه الصلوة والسلام لابي هريرة
يا اباهريرة زرغبا تزدد حبا وعن ابي بكر بن
عبدالله المزني قال المريض يعاد والصحيح
يزار وروي عن عمر انه كتب الى ابي موسى
الاشعري انظر الى من قبلك من وجوه الناس
فاكرمهم فانه لم يقدم الناس الا ان يكون
لهم وجوها يذكرون ويقومون بحوائج الناس
عن ابي جعفر قال طرحت لعلي وسادة فجلس
عليها وقال لا يابي بالكرامة الا الحمار وعن
طارق بن عبدالرحمن قال كنت عند الشعبي
فاتاه رجل يعني ابن جريج وطرح له وسادة
فجلس عليها وقال ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم فاكرموه
وروى سلمة بن كهيل عن ابي جحيفة قال
كان يقال جالس الكبراء وخالط العلماء
وخالل الحكماء وروى ابوهريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال الرجل على دين
خليله فلينظر احدكم من يخالل قال الفقيه
رحمه الله قد اختار بعض الناس سن لسّ

اور فرمایا نبی صلعم نے ابوہریرہ کو اے ابوہریرہ ملاقات کیا
کر ایکدن ناغہ دیکر تاکہ محبت زیادہ ہو۔ ابوبکر بن عبداللہ
مزنی نے کہتے ہیں کہ بیمار عیادت کیا جاتا ہے اور تندرست
ملاقات کیا جاتا ہے اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انہوں نے ابوموسی
اشعری کو لکھا تھا کہ اس ملک میں جو لوگ ذی وجاہت
ہوں انکی تعظیم کیا کرو اسلئے کہ قابل تعظیم و تکریم کے وہی لوگ
ہوتی ہیں جیسے لوگونکی حاجتیں روا ہوں اور ابوجعفر
سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں میں نے حضرت علی کی لئے بچھونا
بچھایا آپ اسپر بیٹھے اور فرمایا کہ تعظیم سے تو وہی
انکار کرے جو گدہا ہو۔ اور طارق بن عبدالرحمن کہتے
ہیں کہ میں شعبی کے پاس بیٹھا تھا کہ آیا انکی خدمت میں ایک
شخص یعنے ابن جریج اور بچھایا گیا انکے واسطے بچھونا پس
بیٹھے وہ اسپر اور کہا فرمایا نبی علیہ السلام نے جب آئے تمہارے
پاس کسی قوم کا عزت دار تو تم اسکی عزت کرو۔ اور سلمہ بن
کہیل کہتے ہیں کہ ابوجحیفہ نے کہا ہے بڑونکی خدمت میں بیٹھا
کر عالموں سے خلط ملط رکھ حکیموں سے دوستی کر اور ابوہریرہ نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا آدمی اپنے دوست کے
دین پر ہے اسلئے اسکو لازم ہے کہ دیکھے کس سے دوستی کرتا ہے
کہا فقیہ رح نے بعضے لوگوں نے آدمیوں میں رہنے کو ناپسند کیا ہے

المخالطة واختیار العزلة وقالوا السلامة
فی العزلة والذی نقول فی ذلك ان الرجل
اذا کان بحال لو اعتزل کان اسلم لدینه
فالعزلة افضل له ولو کان بحال لو خلا
بنفسه اشتغل بالوسواس فالمخالطة افضل
بعد ان یعرف حقوقهم وتعظیمهم وروی
عن ابن عباس رضی الله عنه انه قال لولا
الوسواس ما بالیت ان لا اکلم الناس وقال
بعض الحکماء لابنه یا بنی اصحب من الناس من
شئت الا خمسا فایاك ان تصحبهم لا تصحبن
کذابا فان للکذاب کلاما بمنزلة السراب
یبعد القریب ویقرب البعید ولا تصحبن
الاحمق فان الاحمق یری ان ینفعك وهو
یضرك ولا تصحبن طماعا فانه یبیعك
باکلة وشربة ولا تصحبن بخیلا فان البخیل
یخذلك حیث ما کنت احوج الیه ولا تصحبن
جبانا فان الجبان یسلمك ویسلم والدیه
ولا یبالی

باب السلام

قال الفقیه رضی الله عنه اذا مررت علی

اور گوشہ نشینی پسند کی ہے اور کہتے ہین سلامتی گوشہ نشینی
مین ہے - اور ہم اسباب مین جو کہتے ہین وہ یہ ہے کہ آدمی اگر
گوشہ نشینی اختیار کرے اور اسکا دین سلامت رہے تو گوشہ
نشینی افضل ہے اور اگر تنہائی مین وسوسون مین مبتلا رہے
تو آدمیون مین رہنا افضل ہے مگر رعایت حقوق کی اور
تعظیم پر بہی ضروری ہے - اور ابن عباس رض فرماتے ہین
کہ اگر وسوسے پیدا نہوتے تو لوگون سے کبہی کلام بہی نکیا
کرتا - اور کہا بعضے حکیمون نے اپنے بیٹے کو اے بیٹے جسکی
صحبت مین چاہے بیٹہہ مگر پانچ قسم کے لوگونکی صحبت سے بچ
صحبت مین نہ بیٹہہ جہوٹے کی اسلئے کہ جہوٹے کا کلام بمنزلہ
سراب کے ہے دور کرتا ہے قریب کو اور قریب کرتا ہے بعید کو اور
صحبت مین نہ رہ احمق کے اسلئے کہ احمق ارادہ نفع پہنچانے کا
کریگا اور پہونچیگا نقصان اور نہ صحبت اختیار کر لالچی کی
اسلئے کہ وہ تجہکو ایک لقمہ اور ایک پانی کے گہونٹ کے عوض مین
فروخت کر دیگا اور نہ صحبت پسند کر بخیل کی اسواسطے کہ بخیل
ذلیل و محروم کریگا تجہکو اسوقت مین جب تو زیادہ محتاج
ہوگا اور نہ پاس بیٹہہ نامرد کے اسلئے کہ نامرد ہلاک
کروا دیگا تجہکو اور تیرے ماں باپکو اور کچہہ پرواہ بہی نکریگا +

باب اکتیسواں سلام کرنیکے بیان مین

کہا فقیہ نے

قوم فسلم عليهم فاذا سلمت عليهم فقد وجب
عليهم رد السلام ثم اختلفوا في الافضل فقال
بعضهم اجر الراد افضل لان الرد فريضة
والسلام سنة فاجر الفرض اكبر من السنة
وانما قيل ان الرد فريضة لان الله تعالى
قال اذا حييتم بتحية فحيوا باحسن منها او
ردوها الآية فامر برد السلام والامر من الله
تعالى فريضة وقال الآخرون اجر السلام
اكثر وافضل لانه سابق والسابق له فضل
السبق وهو السبب في وجوب الرد فكان
شريكا فيه وروى عن النبي صلى الله عليه
وسلم ليس منا من ترك السلام ومن لا
يجيب السلام فهو جاهل وروى الاعمش
عن عمرو بن مرة عن عبد الله بن حارث
قال اذا سلم رجل على قوم كان له فضل
ودرجة فان لم يردوا عليه ردت عليه
الملائكة ولعنتهم وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال الا ادلكم على
امر اذا انتم فعلتموه تحاببتم افشوا بينكم

مسلمان پر گزری تو سلام علیکم کر جب سلام کیا تو اُنپر جواب واجب
ہوگیا + پہر اختلاف کیا علمائے کونسا افضل ہے کہا بعضون نے
ثواب جواب دینے والیکو زیادہ ہے اسلیئے کہ جواب فرض ہے اور
سلام سنتہ ہے اور ثواب فرض کا سنتہ سے زیادہ ہوتا ہے
اور جواب سلام کا فرض اسلیئے ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
(اور جب تمکو دعا دیوے کوئی تو تم بہی دعا دو اُس سے
بہتر یا وہی کہو اُلٹکے) پس امر کیا جواب کا اور امر اللہ تعالے
موجب فرضیت ہے + اور بعضون نے کہا ثواب سلام کا
زیادہ ہے اسلیئے کہ وہ پہلے ہے اور پہلی کو فضیلت ہوتی ہے
پہلے پر اور سلام ہی سبب ہے جواب کے واجب ہونیکا پس یا سلام
شریک ہے وجوب جواب مین + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
ہم مین سے نہین وہ شخص جو سلام کا تارک ہو اور جو سلام کا
جواب نہ دے وہ جاہل ہے + اور اعمش بواسطے عمرو بن مرہ کے عبد اللہ
بن حارث سے روایت کرتے ہین کہ جو آدمی کسی جماعت سے سلام
کرے تو اُسکو ایک درجہ اور فضیلت ہوگی سو اگر اُس جماعت نے
جواب سلام کا نہ دیا تو فرشتے جواب سلام کا دیتے ہین اور
اُس جماعت پر لعنت کرتے ہین + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کیا مین تمکو ایسی بات نہ بتاؤن
کہ جب تم اُسکو کرو تو دوست بنجاؤ آپس مین سلام

السلام وقال عطاء يسلم الماشي على القائم
والقائم على القاعد والصغير على الكبير
والراكب على الماشي ويسلم الذي ياتيك
من خلفك واذا التقى الرجلان فافضلهما
الذي ابتدأ بالسلام وقال الحسن البصري
في قوم يستقبلون قوما سن ان الاقل بالاكثر
وروى زيد بن وهب ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال يسلم الراكب على الماشي وهو
على القاعد والقليل على الكثير قال الفقيه
رض اذا دخل جماعة على قوم فان تركوا
السلام فانهم اثمون فيه وان سلم
واحد منهم جاز عنهم جميعا وان سلموا
كلهم فهو افضل فان تركوا الجواب فكلهم
اثمون واذا رد واحد منهم جاز وان
اجابوا كلهم فهو افضل وقال بعضهم
يجب الرد عليهم جميعا وهذا القول اصح
وروى عن ابي يوسف رح قال لان الرد
فرض فقد وجب الفرض عليهم جميعا
وقال بعضهم يجوز اذا رد الواحد منهم

کثرت کیا کرو۔ اور کہا عطا نے سلام کرے چلنا کھڑے پر
اور کھڑ بیٹھے پر اور چھوٹا بڑے پر اور سوار پیدل پہ اور سلام
کرے تجھے وہ شخص جو پیچھے سے آئے + اور جب دو آدمی
ملیں تو انمیں افضل وہ ہے جو پہلے سلام کرے + اور کہا حسن
بصری نے جب ایک جماعت دوسری جماعت پر گذرے تو
ابتدا سلام کریں تہوڑے بہت پر + اور روایت کیا ہے
زید بن وہب نے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا سلام کرے سوار
پیدل پر اور پیدل بیٹھے پہ اور تہوڑے بہت پر کہا فقیہ
رحمہ نے جب کوئی جماعت کسی جماعت پر گذرے
پس اگر سب کے سب سلام نکریں تو سب گناہگار
ہیں اور اگر ایک نے بھی کر لیا تو سب کی طرف سے
بھی سلام کافی ہو گیا اور اگر سب کے سب سلام کریں
تو افضل ہے پس اگر دوسری جماعت میں سے کسی نے بھی
جواب نہ دیا تو سب گناہگار ہوے اور اگر ایک نے بھی
جواب دیدیا تو سب کی طرف سے کافی ہو گیا اور اگر
سب نے جواب دیا تو یہ اور بھی افضل ہے + اور بعضے
کہتے ہیں جواب سب پر واجب ہے اور یہی قول زیادہ صحیح ہے
اور امام ابو یوسف رح اسکی وجہ فرماتے ہیں اسلئے کہ جواب فرض ہے
اور رد واجب ہوا سب پر + اور بعضے کہتے ہیں اگر ایک نے

وبه ناخذ وروى الاعمش عن زيد بن وهب
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال اذا مر
قوم بقوم فسلم واحد منهم اجزاه عنهم واذا
رد عنهم واحد اجزى وينبغي للمجيب اذا
رد السلام ان يسمع جوابه المسلم لانه اذا
رد بجواب ولم يسمع المسلم لم يكن ذلك
جوابا الا ترى ان المسلم اذا سلم بسلام
ولم يسمع منه المسلم عليه لم يكن ذلك منه
سلاما وكذلك اذا اجاب بجواب لم يسمع
المسلم منه لم يكن ذلك جوابا وروى
معاوية ابن قرة ان النبي عليه الصلوة
والسلام قال اذا سلمتم فاسمعوا واذا رددتم
فاسمعوا واذا قعدتم فاقعدوا بالامانة
ولا يرفعن بعضكم حديث بعض وينبغي
للرجل اذا سلم على واحد ان يسلم بلفظ
الجماعة وكذلك في الجواب لان المسلم لا
يكون وحده وروى الاعمش عن ابراهيم
النخعي انه قال اذا سلمت على واحد فقل
السلام عليكم فان معه الملائكة وروى

سلام کا جواب دیا تو کافی ہے اور اسی پر ہمارا عملدرآمد ہے
اور اعمش بواسطہ زید بن وہب کے نبی علیہ السلام کی روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب کوئی کسی قوم پر گزرے اور ایک
شخص انمیں سے سلام کرے تو سبکی طرف سے کافی ہے اسیطرح
اگر ایک نے جواب دیا تو سبکی طرف سے جواب ہوگیا + اور جواب
دینے والیکو یہ ضرور ہے کہ جواب اسطرح سے دے کہ سلام کرنے
والا اسکو سن لیوے اگر اسنے نہیں سنا تو یہ جواب معتبر نہیں کیا
تجھے خبر نہیں کہ اگر سلام کرنے والا سلام کرے اور دوسرا
نہ سنے تو یہ سلام شمار نہوگا اسیطرح جواب کا حال
ہے اور معاویہ بن قرة روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا جب سلام کیا کرو تو سنایا کرو اور
جب جواب دیا کرو تو سنایا کرو اور جب بیٹھا کرو تو
امانت دار ہوکر بیٹھا کرو کسیکی راز کی بات افشا نہ کیا
کرو + اور آدمی کو چاہئے کہ جب ایک آدمی پر بھی سلام
کرے تو لفظ جمع کا کہے اور اسیطرح جواب کا حال ہے
اسلئے کہ مسلمان کبھی تنہا نہیں ہوتا (اور نہیں تو فرشتے
ہی ہوتے ہین) اور اعمش کہتے ہین کہ ابراہیم نخعی نے
فرمایا جب تو سلام کرے تنہا پر تو بھی السلام علیکم
کہہ اسلئے کہ اسکے ساتھ فرشتے ہین + اور ابو مسعود

عن ابی مسعود الانصاری رضی الله عنه
ان امرأة جاءت الی النبی علیه الصلوة
والسلام فقالت علیك السلام فقال النبی
علیه الصلوة والسلام هذا التسلیم علی
الموتی ولکن قولی السلام علیکم قال الفقیه
رحمه الله والافضل للمسلم ان یقول السلام
علیکم ورحمة الله وبرکاته وکذلك المجیب
فان اجره اکثر ولا ینبغی ان یزید علی
البرکات شیئا وروی ابوامامة الباهلی
عن سهل بن حنیف عن ابیه ان النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال من قال السلام
علیکم کتب له عشر حسنات ومن قال السلام
علیکم ورحمة الله کتب له عشرون حسنة
ومن قال السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
کتب له ثلثون حسنة وروی عن ابن عباس
انه سمع رجلا یقول السلام علیکم ورحمة
الله وبرکاته ومغفرته فقال ابن عباس
انتهوا حیث انتهت الملائکة من اهل بیت
الصالحین وهو قوله رحمة الله وبرکاته

انصاری سے مروی ہے کہ ایک عورت آئی خدمت مین
نبی علیہ السلام کے اور کہا علیک السلام پس نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا اسطرح کا سلام تو مردون پر ہوتا ہے
ہان السلام علیکم کہہ + کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اور افضل مسلمان
کے لئے یہ ہے کہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہے
اور اسیطرح مجیب کو چاہئے اسلئے کہ اسمین ثواب
زیادہ ہے اور یہ لایق نہین کہ برکات سے زیادہ کوئی اور لفظ
کہے اور ابو امامہ باہلی سہل بن حنیف سے اور وہ اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
جسنے کہا السلام علیکم اُسکے اعمالنامہ مین دس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ
اُسکے لئے بیس نیکیان لکھی جاتی ہین اور جسنے کہا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اُسکے لیے تیس نیکیان
لکھی جاتی ہین اور ابن عباس رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص کو سُنا
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ومغفرتہ کہتے
ہوے سو کہا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ٹھیرو
جہان ٹھیرے ہین فرشتے یعنے قرآن مین معہود
ہو وہین فرشتون نے رحمۃ اللہ وبرکاتہ +

عليكم اهل البيت وروى عن ابن عباس رضي
انه قال لكل شئ منتهى وان منتهى السلام
البركات

باب التسليم على الصبيان

قال الفقيه رح اختلفوا في التسليم على
الصبيان قال البعض لا يسلم عليهم وقال
البعض التسليم عليهم افضل من تركه وبه
ناخذ اما من قال انه لا يسلم عليهم قال لان
السلام سنة والرد فريضة والصبي لا يلزمه
الفرائض فلما لم يلزمه الرد لا ينبغي ان يسلم
عليهم وروى الاشعث عن الحسن انه كان
لا يرى التسليم على الصبيان وكان يمر عليهم
ولا يسلم عليهم وروى عن ابن سيرين انه
كان يسلم على الصبيان ولكن لا يسمعهم
فاما من قال انه يسلم عليهم احتج لما روى
من انس بن مالك رضي الله عنه وكان خادم
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال كنت مع
الصبيان اذ جاء النبي عليه الصلوة والسلام
فسلم علينا ثم دعاني فبعثني في حاجة له
وعن عيينة بن عمار قال كان ابن عمير يمر

علیکم اہل بیت پر انتہا کیا ہے اور ابن عباس کہتے ہین ہر چیز
کے ایک انتہا ہے اور انتہا سلام کی لفظ برکات پر ہے +

بتیسوان باب اس بیان مین ہے کہ لڑکون پر سلام کرنا چاہئے یا نہین

کہا
فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے لڑکون پر سلام کرنے
مین بعضون نے کہا سلام نکیا جاے بعضون نے کہا سلام کرنا افضل
ہے نکرنے سے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے ہین کہ
لڑکونسے سلام نکیا جاے وہ یہ کہتے ہین کہ سلام سنت ہے اور
جواب فرض ہے اور لڑکون پر فرض لازم نہین ہوتا تو پہر
سلام کرنے سے کیا فائدہ اور اشعث امام حسن بصری سے روایت
کرتے ہین کہ وہ لڑکونسے سلام کرنیکو جایز نہین کہتے تھے اور
جب کبھی لڑکون پر گذرتے تھے تو سلام نہین کیا کرتے تھے
اور ابن سیرین سے مروی ہے کہ وہ لڑکون سے سلام کیا کرتے تھے
مگر انکو سنایا نہین کرتے تھے جو لوگ کہتے ہین کہ سلام
کرنا چاہیے انکی دلیل وہ روایت ہے جو انس بن مالک خادم
رسول اللہ صلعم سے مروی ہے انس کہتے ہین کہ مین لڑکون
کے ساتھ کھیل رہا تھا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے
اور ہمسے سلام کیا پھر مجھے بلا کر کسی کام کے لئے بھیجا + اور
عیینہ بن عمار سے مروی ہے کہ ابن عمیر ہم پر گذرتے

علينا ونحن غلمان في المكتب فيسلم علينا وعن
الحكم قال كان شريح يسلم على كل صغير وكبير
وروي الحسن البصري رح انه كان يتوضاء
فمر عليه علي بن ابي طالب راكبا بغلة فسلم
عليه

باب التسليم على اهل الذمة

قال الفقيه اختلف الناس في التسليم على
اهل الذمة قال بعضهم لا باس به وقال
بعضهم لا ينبغي ان يسلم عليهم واذا اسلموا
ينبغي ان يرد عليهم الجواب وبه ناخذ اما من
قال بانه لا باس به فاحتج بما روي عن ابي امامة
الباهلي رحمه الله انه كان لا يمر باحد يهودي يا
ولا نصرانيا الا سلم عليه وقال امرنا رسول
الله صلى الله عليه وسلم بافشاء السلام على
كل مسلم ومعاهد وقال علقمة اقبلت مع
عبد الله بن مسعود من السالحين فصحبه
دهاقين السالحين فلما دخلوا الكوفة اخذوا
في طريق اخر فسلم عليهم فقلت له اتسلم على
هؤلاء الكفار فقال نعم انهم صحبونا وللصحبة
حق واما من قال انه لا يسلم عليهم فذهب

اور ہم لڑکے مکتب مین پڑہتے تہے پس ہمسے سلام کیا - اور حکم
کہتے ہین کہ شریح چہوٹے بڑے سے سب سے سلام کیا کرتے
تہے اور حسن بصری سے مروی ہے کہ وہ وضو کرتے تہے اور حضرت
علی خچر پر سوار اُنپر گذرے اور سلام کیا

تینتیسوان ٣٣ باب اس بیان مین کہ اہل ذمہ کفار سے سلام کیا جاے یا نہین

کہا فقیہ رح نے اختلاف
کیا ہے علما نے اہل ذمہ کفار سے سلام کرنے مین بعضون نے کہا کچہہ
مضائقہ نہین اور بعضون نے کہا نہچاہیے مگر جب وہ سلام کرین
تو جواب دینا چاہیے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو لوگ کہتے
ہین کہ سلام کرنے مین کچہہ مضائقہ نہین اُنکی حجت یہ ہے کہ
ابو امامہ باہلی رح نہین گذرا کرتے تہے کسی یہودی یا
نصرانی پر مگر سلام کیا کرتے تہے اور کہتے تہے کہ ہمکو رسول
اللہ صلعم نے حکم کیا ہے کہ سلام بکثرت کیا کرین ہر مسلمان اور
ہر ذمی کافر پر + اور کہا علقمہ نے ایکدن مین عبد اللہ
بن مسعود کے ساتہ ایک گانوں سے جسکا نام سالحین ہے
آتا تہا رستہ مین کچہہ گنوار سالحین کے ساتہ ہولیے جب ہم
کوفہ مین داخل ہوے اور وہ گنوار اور طرف کو چلے تو عبد اللہ
نے انکو سلام کیا مین نے عرض کیا کہ ان کافرون سے سلام کرتے
ہو کہا ہان یہ لوگ ہمارے ساتہ رہے تہے اور صحبت کا ایک

الی ما روی سهل بن یحیی بن ابی صالح عن
ابیه عن ابی هریرة عن النبی علیه الصلوة
والسلام قال لا تبتدؤا الیهود والنصاری
بالتسلیم فاذا لقیتموهم فی الطریق فاضطروهم
الی اضیقها وقال علی بن ابی طالب کرم الله
وجهه لا تسلموا علی الیهود والنصاری
والمجوس وروی عبد الله بن دینار عن
ابن عمر ان النبی علیه الصلوة والسلام
قال ان الیهود اذا سلموا علیکم فقولوا
وعلیکم ولا تزیدوا وقال انس نهینا ان
نزید علی وعلیکم یعنی علی اهل الکتاب
قال الفقیه رحمه الله واذا مررت بقوم
فیهم مسلمون وکافرون فانت بالخیار
ان شئت قلت السلام علیکم وتزید به
المسلمون خاصة وان شئت قلت السلام
علی من اتبع الهدی قال مجاهد اذا کتبت
الی الیهودی والنصرانی فی الحاجة فاکتب
السلام علی من اتبع الهدی وعن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال السلام تحیة

وہ روایت ہے جو سہل بن یحیی نے اپنی سند سے ابو ہریرہ
سے روایت کی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے
نہ ابتدا السلام کرو یہود ونصاری سے بلکہ جب مین
وہ تمکو رستہ مین تو انکا رستہ تنگ کردو + اور کہا
حضرت علی رض نے یہود ونصاری اور آتش پرست
سے سلام نکرو + اور عبداللہ بن دینار ابن عمر سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا ہے کہ یہود جب تمپر سلام کرین تو انکے جواب
مین وعلیکم کہو اس سے زیادہ کچھہ نہ کہو + اور
کہا انس نے ہم منع کئے گئے ہین کہ اہل کتاب
سے وعلیکم سے زیادہ کوئی لفظ کہین + کہا فقیہ رح
نے جب تیرا گذر ہو ایسی جماعت پر کہ اسمین مسلمان
وکافر دونون ہین تو تجھکو اختیار ہے چاہے السلام
علیکم کہے اور خاص مسلمانون کا ارادہ کرے اور
چاہے السلام علے من اتبع الہدی کہے + کہا
مجاہد نے جب تو کسی ضرورت سے کسی یہودی
یا نصرانی کو خط لکھے تو چاہئے کہ اول یہ لکھے
والسلام علے من اتبع الہدی + اور نبی علیہ السلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا سلام تحفہ ہے

ملتنا وامان لذمتنا وعن يزيد قال سئلت عبد الله بن عباس رضي الله عنه عن التسليم على النساء فقال اذا كن شوابا فلا

باب التسليم عند دخول البيت

قال الفقيه رح اذا دخلت بيتك فسلم على اهلك فان لم يكن في البيت احد فقل السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين لان الله تعالى قال فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركة طيبة فالاية تقتضي الامرين جميعا وهو التسليم على الاهل اذا كان فيهم احد وعلى نفسه ان لم يكن فيه احد وروى سعيد عن قتادة قال اذا دخلت بيتك فسلم على اهلك فهم احق من سلمت عليهم فاذا دخلت بيتا ليس فيها احد فقل السلام علينا من ربنا وعلى عباد الله الصالحين لانه كان يومر بذلك قال وذكر لنا ان الملائكة ترد عليه وروى عن عطاء قال سمعت اباهريرة يقول اذا

مذہب کا اور سبب امن ہے واسطے اہل ذمہ کے اور یزید کہتے ہیں کہ مین نے عبد اللہ بن عباس سے پوچھا کہ عورتوں سے سلام کیا جاے فرمایا اگر ہون جوان تو نچاہیے انتہا

الیسوان باب اس بیان مین کہ گھر مین داخل ہونیکے وقت سلام کرنا چاہیے

کہا فقیہ رح نے جبکہ داخل ہو تو اپنے گھر مین تو گھر والون پر سلام کر اگر گھر مین کوئی نہو تو کہہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اسلیے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے (پھر جب جاؤ گھرون مین تو سلام کہو اپنے لوگون پر نیک دعا ہے اللہ کی یہان سے برکت کی ستھری) پس آیت دونون امرونکو مقتضی ہے اور وہ سلام کرنا ہے گھر والون پر جب گھر مین ہون اور اپنے اوپر جب کوئی نہو + اور سعید قتادہ سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے فرمایا جب تو گھر مین داخل ہو تو اپنے گھر والون پر سلام کہہ اسلیے کہ وہ بہی مستحق ہین اور جب داخل ہو تو اوس گھر مین جس مین کوئی نہو تو کہہ السلام علینا من ربنا وعلی عباد اللہ الصالحین اسلیے کہ یون ہی حکم ہے اور فرشتے جواب دیتے ہین + اور عطا سے مروی ہے کہ ابو ہریرہ کو مین نے سنا کہتے

قال الرجل ادخل فقال لا حتى تجئ بالمفتاح
فقلت السلام عليكم قال نعم وروى المغيرة
عن ابراهيم قال اذا دخل الرجل بيته فسلم
قال الشيطان لا مقيل لي يعني لم يبق لي
موضع القرار فاذا اتى بطعام فسمى قال
الشيطان لا مقيل ولا مطعم واذا اتى بشراب
فسمى قال الشيطان لا مقيل ولا مطعم
ولا مشرب فيخرج خائبا هاربا

باب ما يستحب من اللباس

قال
الفقيه ينبغي للرجل ان يكون في لباسه
موافقا لاقرانه ولا يلبس لباسا مرتفعا
جدا ولا رديا جدا فانه لو فعل ذلك ارتكب
النهي واوقع الناس في الغيبة وروي عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم انه نهى عن
الشهرتين في اللباس المرتفعة جدا
والمنخفضة جدا وقال الشعبي البس من
الثياب ما لا يزدريك السفهاء ولا يعيبك
به الفقهاء وقال محمد بن سيرين كانت
الشهرة في تطويل الثياب ثم صارت

جب کوئی انکے گہر مین آنیکی اجازت مانگتا تو کہتے تہی نہین
یہانتک کہ کنجی لاوے تو مین نے کہا کہ السلام علیکم ہے کہا ہان + اور
مغیرہ ابراہیم سے روایت کرتے ہین جب داخل ہوتا ہے آدمی
گہر مین سلام کہکر تو کہتا ہے شیطان میرے رہنے کو کوئی جگہ نہین
رہی اور جب کہانا سامنے آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے
تو کہتا ہے شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانیکو کوئی
چیز رہی اور جب پانی آتا ہے اور بسم اللہ پڑہ لیتا ہے تو کہتا ہے
شیطان نہ رہنے کو کوئی جگہ رہی نہ کہانے پینے کو کوئی چیز
رہی نکل جاتا ہی شیطان گہر سے محروم ذلیل

باب اس بیان مین کہ لباس کس طرح کا مستحب ہے

کہا فقیہ نے آدمی کو چاہیے کہ لباس اپنے اقران امثال کے موافق
ہو نہ سب سے اعلی درجہ کا پہنے نہ سب سے ادنی درجہ کا اسلئے کہ
اگر ایسا کریگا تو نہی شرعی کا مرتکب ہوگا اور لوگون کو موقع
غیبت کرنیکا دیگا + اور رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپنے
دونون شہرتون سے منع فرمایا ہے اعلی درجہ کی لباس
پہننے کی شہرت سے اور ادنی درجہ کی لباس پہننے کی شہرت سے
اور کہا شعبی نے کپڑے ایسے پہن کہ جاہل بیوقوف ہنسی
نہ اڑائین اور نہ فقہا نام رکہین + اور کہا محمد بن سیرین نے
پہلے شہرت کپڑون کی دراز کرنے مین تہی اور اب

الشهرة في تجمي يدها واختار بعض الناس
الاقتصار في اللباس واحتج بما روي عن
علي بن ابي طالب كرم الله وجهه انه خرج الى
السوق مع قنبر فاشترى قميصين غليظين
متخيرا بين فخير قنبر فاخذ قنبر احدهما
ولبس الآخر بنفسه وروي عن بعض
التابعين انه قال رايت عمر بن الخطاب
رضي الله عنه يخطب وعليه قميص عليه
سبع رقاع وروي عن عمر انه قال اخشوشنوا
واخلولقوا وتمعددوا واجعلوا لراس
راسين يعني البسوا الخشن والخلق
وتشبهوا بالمعد واشروا عبدين اذا هلك
احدهما يبقى لكم الآخر وتشبهوا بما حال
كانوا يشترون مكان عبد عبدين حتى
ان مات احدهما يبقى لهم الآخر ويستحب
البيض من الثياب ويروى عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال ان الله تعالى
خلق الجنة بيضاء وخير ثيابكم البيض
يلبس احياكم وبها فكفنوا موتاكم وروي

قیمتی عمدہ کپڑون مین سے ٭ اور بعضون نے لباس
متوسط کو پسند کیا ہے اور یہ حجت لاتے ہین کہ حضرت
علیؓ نے ایکدن بازار کی طرف تشریف لیگئے مع غلام
قنبر کے اور خریدے دو کرتے موٹی پہنے ہوے اور
قنبر سی کہا کہ ایک انمین سے چھانٹ لی سو قنبر نے ایک
لی لیا اور دوسرا آپنے خود پہن لیا ٭ اور بعض تابعین سے
مروی ہے کہ مین نے حضرت عمر کو خطبہ پڑھتے ہوے دیکھا
کہ انکے کرتے مین سات پیوند لگی ہوے تھے ٭ اور حضرت عمرؓ
سی مروی ہے کہ آپنے فرمایا لباس موٹا سخت پہنا کرو اور
پرانا کردیا کرو یعنی اتنا پہنو کہ پرانا ہوجایا کری اور چھوڑ دو
تم عیش کو اور ہوجاؤ تم بیمار کی مانند حالت عیش مین
اور کرو تم ایک سر کو دو سر یعنی مول لو تم دو غلامون کو
اگر ایک ہلاک ہوجائیگا تو دوسرا باقی رہیگا اور اہل عرب
یہی کیا کرتی تہی کہ دو غلام مول لیا کرتی تہی ٭ اور مستحب
ہین سفید کپڑے اور مروی ہے نبی صلعم سے کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ تعالی نے پیدا کیا ہے جنت کو
سفید براق اور اچھے تمہارے کپڑون مین سفید
کپڑے ہین زندون کو چاہئے کہ خود پہنین اور مردون
کو انکا کفن دین ٭ اور ابن عباس نبی علیہ

عبید اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی
علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال البسوا من
ثیابکم البیض وکفنوا فیہا موتاکم
فانہا خیر ثیابکم وروی عن ابن عباس
رضی اللہ عنہ انہ قال کل ما شئت والبس
ما شئت اذا اخطاک اثنان ای سرف ومخیلۃ

باب الجمال

قال الفقیہ یستحب
للرجل اذا کان ذا مروۃ وکان ذا علم
ان یکون ثیابہ نقیۃ من غیر کبر وروے
عن عمر رضی اللہ عنہ انہ قال من حسب المرء
نقاء ثوبہ وروی عن رسول اللہ علیہ الصلوۃ
والسلام انہ قال ما علی الرجل ان یتخذ
ثوبین لیوم الجمعۃ سوی ثوبی مہنتہ وبقاء
الجلد یدل من لا یلبس خلقا وعن انس رضی
اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال
ما طابت رائحۃ عبد قط الا فی طیبہ ولا
نقیت ثیاب عبد قط الا نیقبہ وقال
عمر رضی اللہ عنہ اذا وسع اللہ علیکم
فوسعوا علی انفسکم وروی عامر بن

السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کپڑے سفید
پہنا کرو اور مُردون کو کفن دیا کرو کیونکہ سفید کپڑے
سب کپڑون سے بہتر ہین + اور ابن عباس فرماتے ہین
جو چاہے کہا اور جو چاہے پی مگر اسراف اور تکبر نکر +

اکتالیسوان باب جمال کے بیان

مین کہا فقیہ رحمنے مستحب ہے مروت والی اور عالم
کو یہ امر کہ کپڑے اسکے صاف و پاک ہون اور تکبر نہو +
اور حضرت رم نے فرمایا کہ حسب مین داخل ہے آدمی
کے کپڑے صاف ہونے + اور رسول اللہ صلعم سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا آدمی کا کیا حرج ہے اگر دو
کپڑے جمعہ کے لیئے جُدے بنا رکہے روزمرہ کے کپڑون
کے سوا + اور یہ بہی قول مشہور ہے جسنے پرانا نہ پہنا
گویا اُسنے نیا کبہی نہ پہنا + اور انس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا نہین اچہی ہوتی بو
کسی بندہ کی یہانتک کہ خود اُسکو اچہا کردیتی ہے اور
نہین صاف ہوتے کپڑے بندے کے مگر صاف کردیتے
ہین خود اُسکو + اور حضرت عمر رضہ فرماتے ہین جب
اللہ تعالے تمہارے مالون مین وسعت دے تو
اور تم اپنے نفسون مین وسعت دو + اور عامر بن

ابی سعید عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال ان الله نظیف یحب النظافة
جمیل یحب الجمال جواد یحب الجود کریم
یحب الکرم ویروی طیب یحب الطیب وروی
زید بن اسلم عن عطاء بن یسار قال کان
رسول الله صلی الله علیه وسلم جالسا فدخل
رجل ثائر الراس واللحیة فاشار الیه رسول
الله علیه الصلوة والسلام بیده ان اخرج
واصلح راسك ولحیتك ففعل ثم رجع
فقال له رسول الله علیه الصلوة والسلام
الیس هذا خیر من ان یاتیکم ثائر الراس
واللحیة کانه شیطان وروی زید بن
اسلم عن جابر بن عبد الله قال خرجنا
مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی غزوة
انمار فبینما انا نازل تحت الشجرة اذا مر
رسول الله علیه الصلوة والسلام فقلت
یا رسول الله هلم فنزل فقمت الی غرارة
لنا فوجدت فیها جزء قثاء فکسرته ثم
قربته الی رسول الله صلی الله علیه وسلم

ابی سعید نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ اللہ پاک صاف ہے پاکی صفائی کو پسند کرتا
ہے صاحب جمال ہے جمال کو پسند کرتا ہے بخشش
کرنے والا ہے بخشش کو پسند کرتا ہے کریم ہے کرم کو
پسند کرتا ہے ایک روایت مین یہ بہی آیا ہے کہ پاک ہے
پاکی کو پسند کرتا ہے + اور زید بن اسلم عطاء بن یسار سے
روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹہے ہوے تہے کہ
ایک آدمی خدمت مین آیا جسکے بال سر اور ڈاڑہی کے
پریشان تہے سو رسول اللہ صلعم نے ہاتہہ سے اشارہ
کیا کہ یہان سے نکل اور سر اور داڑہی کو درست کر جب وہ
درست کرکے آیا تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا یہ وضع
بہتر نہین اُس وضع سے کہ آدمی پریشان بال آئے گویا
شیطان ہے + اور روایت ہے زید بن اسلم نے
جابر بن عبد اللہ سے کہا انہون نے نکلے ہم ساتہہ رسول اللہ
صلعم کے غزوۂ انمار مین پس درمیان اس حال کے
تہے ہم اُترے ہوے درخت کے نیچے گذرے رسول اللہ
صلعم عرض کی مین نے آئیے پس آپ اُترے پہر کہڑا ہوا مین
طرف اونٹ کے بس پایا مین نے اُس مین روٹی اور
کہیرا سو ٹکڑے کئی مین نے اُسکے پہر آپکے سامنے لیگیا اور

وعندنا صاحب قد ذهب يرعى ظهرا لنا
فرجع وعليه ثوبان له قد خلقا فنظر اليه
رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اما له
ثوبان غير هذين فقلت يا رسول الله بلى
له ثوبان في العيبة قال هلا كسوته اياه فدعوته
فلبسهما ثم ولى يذهب فقال رسول الله عليه
الصلوة والسلام ماله ضرب الله عنقه اليس
هذا خيرا فسمعه الرجل فقال يا رسول الله
قل في سبيل الله قال في سبيل الله فقتل
الرجل في سبيل الله وقال فيه الشاعر
تجمل بالثياب ولا تبال ؛ فان العين
قبل الاختبار ، فلو جعل الثياب على
حمار لقال الناس مالك من حمار

باب ما يجوز من الثياب وما لا يجوز

قال الفقيه رحمه الله ويجوز لبس الخز
للرجال والنساء لان الصحابة كانوا
يلبسونه وقد كره بعض الناس وقد
روى عن الحسن رضي الله عنه انه قال
لان اتقلد بساطي حتى ينقطع احب الي

اور میرا ایک ساتھی تھا کہ ہماری سواری کی جانوروں کو چرانے گیا
ہوا تھا وہ آیا اور کپڑے پرانے پہنے ہوئے تھا رسول اللہ صلعم نے
اُسکی طرف دیکھا اور فرمایا کیا اسکے پاس اور کپڑے نہین
مین نے عرض کی کیون نہین گٹھڑی مین کپڑے اور مین فرمایا
کیون نہین پہنا تو نے اُنکو پہر مین نے اسکو بلایا اسنے وہ کپڑے
پہنے پہر چلا گیا پہر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا ہوا اسکو مارے اللہ
گردن اسکی کیا یہ بات بہتر نہین پس سُنا اس کلام کو اُس شخص
نے پس کہا یا رسول اللہ آپ یون فرمائین فی سبیل اللہ یعنے اللہ
کی راہ مین گردن ماری جائیو آپنے فرمایا اللہ کی راہ مین پس مارا
گیا وہ شخص اللہ کی راہ مین اور کہے ہین اچھے کپڑون کے باب مین
کسی شاعر نے دو شعر جنکا ترجمہ یہ ہے سنوار اپنی آنکو کپڑون سے
اور کچھ پروا نکر اسلئے کہ آنکھ پہلے کپڑون پر پڑتی ہے پس
اگر گدہی کو بھی کپڑے پہنائے جائین تو لوگ کہنے لگین کیا اچھا
ہے گدہا

باب الملبوس یعنی یہ بیان ہے کہ کون کونسی کپڑے جائز ہین اور کون کونسی جائز نہین

کہا فقیہ رح نے اور جائز ہے اون کے کپڑے کا
پہنا مردونکو اور عورتونکو اسلیئے کہ صحابہ بالعموم پہنتے تھے اور
بعضے اسکا پہنا مکروہ کہتے ہین اور روایت ہے حسن بصری سے کہ
وہ فرماتے ہین مجھے یہ اچھا معلوم ہوتا ہے کہ اپنی گلے مین اپنا بستر لٹکا لون

من ان البس الخز ولكن نحن نقول يجوز ان
يكون كراهة خاصة واختار التواضع ولم
يحرم على غيره وروى عن خثيمة انه قال
ادركت ثلثة عشر نفرا من اصحاب النبي
عليه الصلوة والسلام يلبسون الخز وروى
عن عكرمة انه قال كان لابن عباس كساء
خز يلبسه وعن وهب بن منبه عن صالح
ابن كيسان انه قال رأيت على جابر بن
عبد الله كساء خز يلبسه وروى عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه كان له كساء خز يلبسه
قال الفقيه رح ولا يجوز للرجل لبس الحرير
والديباج والابريسم ويجوز للنساء وروي
انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه خرج وفي احدى يديه ذهب وفي الاخرى
حرير فقال هذان محرمان على ذكور امتي
وحل لاناثهم وروى عن محمد بن سيرين
انه كان يكره لباس الحرير للرجال والنساء
ووجهه ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انما يلبس الحرير في الدنيا من لا

اس سے کہ اون کا کپڑا پہنون مگر ہم کہتے ہین جایز ہے کہ
انہون نے خاص اپنے نفس کے لئے اسکو مکروہ سمجہا ہو تواضع
اور اورون پر حرام نکیا + اور خثیمہ سے مروی ہے کہ مین نے
تیرہ صحابیونکو اون کے کپڑے پہنے دیکہا ہے + اور عکرمہ
کہتے ہین کہ ابن عباس کملی اون کی پہنا کرتی تہی +
اور وہب بن منبہ بواسطہ صالح بن کیسان کی روایت
کرتے ہین کہ مین نے جابر بن عبد اللہ کو کملی اون کی
پہنے ہوے دیکہا ہے + اور ابو ہریرہ سے منقول ہے
کہ وہ بہی کملی اون کی پہنا کرتے تہے + کہا فقیہ رحمہ نے
جایز نہین مرد کو پہنا حریر اور دیبا اور ریشم کا اور عورتون
کو جایز ہے + اور انس بن مالک نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ ایک روز باہر
تشریف لاے آپکے ایک ہاتہہ مین سونا تہا اور
دوسرے مین حریر تہا پس فرمایا یہ دونون حرام
ہین میرے امت کے مردون پر اور عورتون کے واسطے
حلال ہین + اور محمد بن سیرین مرد و عورتون کے
لئے حریر کے لباس کو مکروہ کہتے ہین + اور انکی دلیل
وہ روایت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ حریر کو وہی آدمی پہنتا ہے جسکو آخرت مین

خلاق له فی الآخرة ولم یفصل بین الرجال
والنساء والجواب ان یقال الخبر انصرف
الی الرجال لانه فسره فی حدیث آخر حیث قال
لاناثهم واختلفوا فی لبس الحریر فی الحرب
قال بعضهم لا یجوز وهو قول ابی حنیفة رضی
الله عنه و قال بعضهم یجوز وهو قول
ابی یوسف ومحمد رح فاما حجة من کرهه
ان النهی کان عاما فی لبسه فاستوی ذلک
فی حال الحرب وغیره وروی عن عکرمة انه
کره لبس الحریر والدیباج فی الحرب وقال
کانوا اترون شهادة من یلبس الحریر و
الدیباج فی الحرب وروی الحسن انه کره
لبس الحریر والدیباج فی الحرب واما من
اجاز ذلک فقد ذهب الی ما روی عن
عمر انه قیل له انا اذا لقینا العدو
ورایناهم قد کفروا علی سلاحهم
بالحریر والدیباج فرایناه له هیبة
فقال عمر انتم تکفرون علی سلاحکم
بالحریر والدیباج وعن القاسم بن محمد

کچھ حصہ نہین اور مردون عورتون کی کچھ تفصیل نہین فرمائی
جواب اسکا یہ ہے کہ مراد اس حدیث مین مرد ہین اسلئے کہ
دوسرے حدیث مین اسکی تفسیر آگئی ہے کیونکہ آپنے فرمایا کہ عورتون
کے لئے حلال ہین اور اختلاف کیا ہے علماء نے حریر کی پہنے
مین لڑائی مین بعضون نے کہا نہین جایز ہے اور یہ قول امام
ابو حنیفہ رض کا ہے اور بعضون نے کہا جایز ہے اور یہ قول امام ابو
یوسف اور امام محمد کا ہے جو لوگ اسکو منع کرتے ہین انکی
دلیل یہ ہے کہ ممانعت حریر کی عام ہے پس حال لڑائی
غیر لڑائی کا برابر ہونا چاہئے + اور عکرمہ سے مروی ہے کہ وہ
حریر اور دیبا کی پہننے کو لڑائی مین مکروہ جانتے تھے اور کہتے
تھے کیا تمکو یہ امید ہے کہ جو لوگ حریر اور دیبا کو لڑائی مین پہنتے
ہین انکو شہادت ملیگی + اور امام حسن بصری حریر اور دیبا کے
پہننے کو لڑائی مین مکروہ سمجھتے تھے + جو لوگ اسکو جایز کہتے
ہین انکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ انسے
عرض کیا گیا کہ ہم جب دشمن کے مقابل ہوتے ہین تو ہمنے دیکھا کہ
انہون نے اپنے ہتیارون کو حریر اور دیبا مین چھپا رکھا ہے
اور اسکی وجہ سے ہمارے دل مین ہیبت پڑگئی +
حضرت عمر رض نے فرمایا تم بھی اپنے ہتیارون کو
حریر و دیبا مین چھپالو + اور قاسم بن محمد کہتے ہین

قال كان اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم لا يرون في لبس الديباج والحرير في
الحرب باسا

باب العلم في الثياب

قال الفقيه رح كره بعض
العلماء العلم في الثوب من الحرير
والديباج والابريسم واباح الاخرون
وبه ناخذ فاما من كرهه فقد ذهب
الى ما روى الاعمش عن مجاهد ان
عبد الله بن عمر اشترى عمامة وكان علمها
حريرا فقطعه وروى موسى بن
عبيدة عن خالد بن يسار عن جابر
ابن عبد الله قال كنا نقطع الاعلام
وقال ابن عمر اجتنبوا ما خالط الثياب
من الحرير ولان النبي عليه الصلوة
والسلام حرم الحرير على الرجال فاستوى
فيه القليل والكثير واما حجة من قال
لا باس به فما روى ابو امامة الباهلي
قال قالوا يا رسول الله نهيتنا عن لبس
الحرير فما يحل لنا منه قال ثلثة

کہ صحابہ حریر اور دیباکے پہننے کو لڑائی میں برا نجانتے تھے

تیئسواں باب اس بیان میں کہ نقش و نگار یا گوٹ ریشم وغیرہ کی کپڑوں میں جائز ہیں یا نہیں

کہا فقیہ رح نے بعض علما
مکروہ کہتے ہیں نقش و نگار یا گوٹ کو حریر اور دیبا اور ریشم
اور بعضے مباح کہتے ہیں اور یہی ہمارا مذہب ہے ۔ جو لوگ
مکروہ کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ اعمش مجاہد سے روایت کرتے
ہیں کہ عبد اللہ بن عمر نے ایک عمامہ مول لیا اور اسمیں گوٹ
حریر کی تھی تو آپ نے اسکو کتر ڈالا ۔ اور موسی بن
عبیدہ خالد بن یسار سے روایت کرتے ہیں کہ جابر
بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گوٹ نقش و نگار کو
کتر دیا کرتے تھے ۔ اور ابن عمر فرماتے ہیں کہ بچو ایسے
کپڑوں کے برتنے سے جن میں حریر لگا ہو ۔ اور
اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے حریر کو مردوں
پر حرام فرمایا ہے اور اسمیں تھوڑا بہت برابر ہے
اور جو لوگ کہتے ہیں اسمیں کچھ مضائقہ نہیں انکی
دلیل یہ ہے کہ ابو امامہ باہلی رض روایت کرتے ہیں
کہ لوگوں نے ایک دفعہ عرض کیا یا رسول اللہ آپنے
حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے سو کس قدر حلال ہے ہمکو اسمیں

اصابع وذلك ايضا الخبر فيه وروى
عن ابن عباس رضه انه قال لاباس
بالعلم انما يكره بالمصمت وروى منصور
عن ابراهيم انه قال انهم كانوا يرخصون
في الاعلام وروى سويد بن علقمة عن عمر
انه قال لاباس بالاصبع والاصبعين
والثلاثة ولان القليل في حد العفو
كما ان عمل القليل في الصلوة لا يقطع
الصلوة ولان قليل النجاسة لا يمنع جواز
الصلوة وكذلك الصيام اذا دخل الغبار
في حلقه لا ينتقض صومه لانه قليل
فكذلك هذا

باب افتراش الديباج

قال الفقيه رحمه الله اختلفوا
في افتراش الديباج والحرير قال
بعضهم لاباس به وهو قول ابي حنيفة
رضي الله عنه وقال بعضهم يكره وهو
قول محمد بن الحسن وبه ناخذ واما حجة
من اباحه فما روى ابراهيم عن مسعر
عن ابن راشد قال رايت على فراش

انگلی کی قدر حلال ہے مگر اسمین بھی خیر و برکت نہین ہے اور
ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آپ فرماتے ہے کہ گوٹ نقش کا
کچھہ ڈر نہین ہے اور منصور کہتے ہین کہ ابراہیم فرماتے تھے
کہ ہمارے زمانہ کے علما گوٹ وغیرہ کی اجازت دیدیتے
ہین ۔ اور سوید بن علقمہ حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا مقدار ایک انگلی یا دو یا تین کی جایز ہے ۔
اور اسلیے کہ تہوڑا سا حریر یا ریشم معاف ہے اور جیسا کہ
عمل قلیل نماز کو نہین توڑتا اسیطرح سے قلیل نجاست نماز
ہونے کو نہین منع کرتی اور جسطرح روزہ دار کی حلق
مین غبار داخل ہو جاتا ہے اور روزہ نہین توڑتا اسلیے کہ
وہ تہوڑا سا ہے اسیطرح تہوڑے سے حریر وغیرہ کو سمجھنا چاہیے

چوالیسوان باب دیبا اور حریر کے فرش بنانے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ نے اختلاف کیا ہے
علما نے فرش بنانے مین حریر و دیبا کے بعضون نے
تو کہا کچھہ مضایقہ نہین اور یہی قول ابوحنیفہ رحمہ کا ہے
اور بعضون نے کہا مکروہ ہے اور یہ قول امام محمد کا
ہے اور ہم اسیکو اختیار کرتے ہین ۔ دلیل انکی جو
جایز کہتے ہین وہ روایت ہے جو ابراہیم مسعر سے برسلسلہ
ابن راشد کے روایت کرتے ہین کہ مین نے ابن عباس کے فرش

ابن عباس او مجلسه مرفقة من حرير
وروى عن الحسن انه شهد عرسا فجلس
على وسادة حرير عليها طيور وروى عن
انس بن مالك رض انه حضر وليمة فجلس
على وسادة حرير عليها صورة واما من
كرهه فذهب الى ما روى عن سعد بن
مالك انه قال لان اتكى على جمرة احب الى
ان اتكى على مرفقة من حرير وعن ابن
سيرين انه قال قلت لعبيدة السلماني
افتراش الديباج كلبسه قال نعم كلبسه
والله اعلم بالصواب

باب لبس الحمرة والمصبوغ المعصفر

قال الفقيه رح كره بعض الناس لبس الثوب
المصبوغ بالمعصفر والزعفران والورس
للرجال وقال بعضهم لا باس به اما حجة
من كره فما روى ايوب عن نافع عن ابن
عمر قال نهانى رسول الله صلى الله عليه وسلم
عن لبس المعصفر وعن القسى يعنى الثوب
المرقق وعن القراءة فى الركوع وروى الحسن

تکیہ حریر کا رکھا ہوا دیکھا ہے + اور مروی ہے حسن بصری سے
کہ وہ شادی کی محفل مین ایکدفعہ گئے پس بیٹھے ایک فرش پر
حریر کے جسکے اوپر پرند جانور کی شکلین بنی ہوئی تہین +
اور انس بن مالک ایکدفعہ کسیکے ولیمہ مین تشریف لیگئے
تہے پس بیٹھے ایک فرش پر حریر کے جسکے اوپر تصویرین
تہین + جو لوگ اسکو مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے کہ
سعد بن مالک فرماتے ہین اگر تکیہ کرون مین ایک انگاری پر
تو یہ بہتر ہے اس سے کہ حریر کے تکیہ پر تکیہ کرون + اور ابن
سیرین کہتے ہین کہ مین نے عبیدہ سلمانی سے پوچھا کیا فرش کرنا
حریر کے پہننے کی برابر ہے کہا ہان مثل پہننے کے ہے واللہ اعلم بالصواب

پینتالیسوان باب سرخ کپڑے اور کسنب کے کپڑے رنگے پہننے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے مکروہ کہتے ہین بعض علما کسنب کی رنگے
کپڑے کو اور زعفران اور ورس کے رنگے ہوئے کو مردون
کے واسطے + اور بعضون نے کہا کچھہ مضائقہ نہین + جو لوگ
مکروہ کہتے ہین اُنکی دلیل وہ روایت ہے جو ایوب نے روایت کی ہے
نافع سے ابن عمر سے کی ہے کہ منع فرمایا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
کسنب کے رنگے کپڑے اور ریشم کے کپڑے یا باریک کپڑے سے اور
رکوع مین قرآن کے پڑھنے سے + اور روایت کرتے ہین حسن

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اياكم والحمرة فان الحمرة من زينة الشيطان
وان الشيطان يحب الحمرة وروى عن عمرو
بن شعيب عن ابيه عن جده قال رأني
رسول الله صلى الله عليه وسلم وعلى ملحفة
مسرورة بالمعصفر فاعرض فذهبت
فاحرقتها ولبست غيرها ثم جئت فقال
ما فعلت بالملحفة فقلت رأيتك اعرضت
عني فاحرقتها قال عليه السلام فهلا
اعطيتها بعض نسائك واما حجة من اباح
ذلك فما روى عن وكيع عن سفيان عن
ابي اسحق عن البراء بن عازب قال ما رأيت
ذا لمة احسن في حلة حمراء من رسول الله
صلى الله عليه وسلم وروى عن لقمان مولى كعب
ابن عجرة قال لقيت اربعة او خمسة من
اصحاب رسول الله عليه الصلوة والسلام
يلبسون المعصفر وروى عن وكيع عن
مالك بن مغول انه قال رأيت على الشعبي
ملحفة حمراء قال الفقيه رحمه الله عليه

نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا بچو سرخ رنگ کے کپڑے
سے اسلیئے کہ سرخ رنگ زینت شیطان کی ہے اور شیطان
محبوب رکہتا ہے سرخ رنگ کو ❊ اور عمرو بن شعیب اپنے
پردادا سے روایت کرتے ہین دیکھا مجھکو رسول اللہ صلعم نے
اور اوپر میرے چادر کسنب کی رنگی ہوئی تھی پس منہ پہیر
لیا آپنے پس گیا مین گہر پر اور جلا دیا اُسکو اور اور کپڑا
پہنکر حاضر ہوا آپنے فرمایا وہ چادر کیا ہوئی مین نے
عرض کیا کہ آپ نے مجہہ سے مونہہ پہیر لیا اسلیے مین نے
اُسکو جلا دیا آپ نے فرمایا کسی اپنی عورت کو نہ دیدیا ❊
جو کہتے ہین کہ مباح ہے اُنکی دلیل یہ ہے جو وکیع
نے اپنی سند سے براء بن عازب سے روایت کی ہے
وہ کہتے ہین نہین دیکھا مین نے کسیکو کہ اُسکے
کانون تک بال ہون اور سرخ چادر اوڑہے ہو اور
اچہا معلوم ہوتا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ❊ اور لقمان مولے کعب بن عجرہ روایت کرتے
ہین کہ مین ملا ہون چار یا پانچ صحابیون سے اور
وہ پہنتے تہے کسنب کا رنگا ہوا کپڑا ❊ اور روایت
کرتے ہین وکیع مالک بن مغول سے کہ اُنہون نے کہا مین نے
دیکہا ہے شعبی کو چادر سرخ اوڑہے ہوے ❊ کہا فقیہ رحمہ اللہ

القول الأول أصح وهو قول أبي حنيفة رضي
الله عنه وبه نأخذ ويحتمل أن لبس رسول
الله عليه الصلوة والسلام كان قبل النهي
وأما الذي روي عن الصحابة فإنه لا
يلزم ما لم يتبين من كان من الصحابة وروي
عن عمر وعن علي النهي فهو أولى بالأخذ وأما
الذي روي عن الشعبي فإنه كان يفعل
ذلك فرارا عن القضاء فكان يلبس
المعصفر يلعب بالشطرنج ويخرج مع
الصبيان لرؤية الفيل

باب لبس جلود السباع

قال الفقيه رح
اختلف الناس في جلود السباع كلها
قال أصحابنا رح لا بأس بجلود السباع
كلها والصلوة فيها جائزة إذا كان
مدبوغا أو ذكيا ما خلا الخنزير وكره
بعض الناس فاحتجوا بما روى أبو المليح
الهذلي قال نهى رسول الله صلى الله عليه
وسلم عن لبس جلود السباع وعن افتراشها
وعن عمر أنه رأى على رجل قلنسوة ثعالب

قول پہلا صحیح ہے اور یہی قول ابو حنیفہ رح کا ہے اور اسیکو
ہم اختیار کرتے ہیں * اور احتمال ہے کہ رسول اللہ صلعم کا
سرخ کپڑا پہننا ممانعت سے پہلے ہو اور جو کچھ صحابہ سے منقول
ہے وہ ہمپر حجت نہیں جبتک یہ معلوم نہو کہ صحابہ میں سے
پہننے والے کون کون تھے اور حضرت عمر رض اور حضرت علی رض
سے تو ممانعت منقول ہے پس اسیکو لینا اولی ہے اور جو
شعبی سے مروی ہے اُسکا حال تو یہ ہے کہ شعبی عہدہ
قضا سے بچنے کے لئے یہ کام کرتے تھے کبھی کسنبہ کا رنگا ہوا
کپڑا پہنتے تھے کبھی شطرنج کھیل لیتے تھے کبھی لڑکوں کے ساتھ ہاتھی
دیکھنے کو چلے جاتے تھے

باب چمڑا پہننے کے بیان میں

ہے کہ چمڑے درندوں کے استعمال کرنا
جائز ہیں یا نہیں کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علماء نے درندوں کے چمڑے میں ہمارے فقہا اور اصحاب تو یہ فرماتے ہیں
کہ درندوں کے چمڑوں پر نماز جائز ہے اگر وہ چمڑے مدبوغ
ہوں یا صاف کئے ہوں سوا سور کے * اور بعضوں نے
انکے استعمال کو ناجائز کہا ہے اور یہ دلیل لائے ہیں کہ ابو الملیح
ہذلی روایت کرتے ہیں کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ صلعم نے
درندوں کی کھال پہننے کو اور بچھانے کو * اور حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ انہوں نے ایک آدمی کو ٹوپی لومڑی کی کھال کی اوڑھے

فمنعنا وعن الحسن انه قال يكره الصلوة
فى جلود الثعالب واما حجة اصحابنا فما
روى عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال ايما اهاب دبغ فقد طهر وروى
ابن عون عن ابن سيرين عن على بن
ابى شريح انه ذكر عنده جلود النمر قال ما
اعلم باسًا ترك هذه الجلود تا ثمافيها وروى
عن ابن الشخير انه قال دخلت على عمار
ابن ياسر وعنده خياط يخيط لحافًا ثعالب
وعن ابراهيم النخعى انه كان له قلنسوة
ثعالب واما الاثر الذى جاء فى النهى
فاحتمل ان النهى ورد فى الذى لم يدبغ
ويحتمل ان النهى على سبيل الاستحباب
لترك زينة الدنيا والتنعم من غير تحريم
لانه كان بالناس شدة العيش الا ترى
الى ما روى عن ابى هريرة رضى الله عنه
انه قال انما كان طعامنا مع رسول الله
عليه الصلوة والسلام الاسودين التمر
والماء وما كنا نرى سمرا ءكم هذه يعنى الحنطة

دیکھا اُسکو پھاڑ پھینکا ✣ اور حسن بصری سے مروی ہے
کہ وہ لومڑیوں کی کھال پر نماز پڑھنی ناجائز بتاتے تھے ✣
ہمارے اصحاب کی حجت وہ روایت ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
فرمایا جو کچا چمڑا دباغت دیا جاتا ہی وہ پاک ہو جاتا ہے
اور مروی ہے ابن عون سے بواسطہ ابن سیرین کے شریح سے کہ
کہ اُنکے سامنے چیتے کی کھال کا ذکر آیا تو اُنہوں نے فرمایا
کہ میں تو یہں جانتا ہوں کہ کسینے اُنکو گناہ سمجھکر پہننا چھوڑا
اور مروی ہے ابن شخیر سے کہ اُنہوں نے کہا ایکدن عمار
بن یاسر کے پاس گیا اور اُنکے پاس درزی بیٹھا ہوا
لومڑیوں کی کھالوں سے لحاف سیتا تھا ✣ اور
ابراہیم نخعی سے منقول ہے کہ اُنکی ٹوپی لومڑی کی
کھال کی تھی ✣ لیکن وہ اثر جسمیں ممانعت آئی
ہے احتمال ہے کہ ممانعت غیر مدبوغ میں ہو اور احتمال
ہے کہ ممانعت استحباب کے طور پر ہو حرام نہو تاکہ لوگ
زینت دنیا کی اور عیش و عشرت ترک کریں کیونکہ
اس زمانہ میں لوگوں کو خوب عیش حاصل تھے کیا
تجھے خبر نہیں کہ ابوہریرہ رضہ فرماتے ہیں کہ ہمارا
کھانا رسول اللہ صلعم کے حیات میں چھوہارے اور پانی تھا
اور گیہوں جنکو تم لوگ کھاتے ہو ہمنے دیکھے بھی نہ تھے

وانما كان لباسنا هذه الثمار يعني الصوف
الا ترى انه روى في الخبر انه نهى عن اكل
الخليطين لاجل شدة الناس في العيش
فكذلك امر اللبس والله اعلم **باب**
اكل اللحم قال الفقيه رح كان المتقدمون
يستحبون اكل اللحم ويرغبون فيه ويكرهون
المداومة عليه وروى عن علي رضي الله عنه
انه قال كلوا اللحم فانه ينبت اللحم ويزيد
في السمع وقال ايضا من لم ياكل اللحم
اربعين يوما وليلة ساء خلقه وقال الزهري
رح اللحم يزيد سبعين قوة وروى عن
عبد الملك بن مروان انه لما دفع
اولاده الى الشعبي ليوجههم قال له جز
شعرهم لتستغلظ رقابهم واطعمهم اللحم
ليشتد قلوبهم وجالسهم الرجال ليناقضوهم
الكلام وانما يكره المداومة عليه لما روى
عن عائشة انها قالت يا بني تيم لا تدعموا
على اكل اللحم فان له ضراوة كضراوة الخمر
وروى عن عمر انه كان اذا راى رجلا

اور ہمارا لباس اونٹ اور بکری کی بالونکا تہا کیا تجہے خبر نہین
کہ حدیث مین دو چیزونکو ملاکر کہانیکی ممانعت آئی ہے اسلئے کہ
لوگ سخت عیش وعشرت مین مشغول تہے پس اسیطرح حال
لباس کا ہے واللہ اعلم + **باب سینتالیسوان**
گوشت کہانیکے بیان مین کہا فقیہ رح نے متقدمین
تو گوشت کہانیکو مستحب کہتے تہے اور رغبت رکہتے تہے مگر
مداومت کو مکروہ جانتے تہے اور حضرت علی رض سے مروی ہے
کہ فرمایا کہاؤ گوشت کو اسلئے کہ وہ گوشت پیدا کرتا ہے اور
سماعت کو زیادہ کرتا ہے + اور فرمایا جو شخص چالیس دن تک
گوشت نکہائیگا تو اسکے اخلاق برے ہوجائینگے + اور زہری رح
کہتے ہین کہ گوشت ستر قسم کی قوت زیادہ کرتا ہے اور مروی ہے
عبد الملک بن مروان سے کہ جب اسنے اپنی اولاد کو تعلیم کے
لئے شعبی کے سپرد کیا تو شعبی نے عبد الملک سے کہا بال انکے
مونڈوائے تاکہ گردن موٹی ہو اور گوشت کہلایا کرتا کہ دل
انکے سخت ہون اور مردونکی پاس بٹہایا کرتا کہ انکی کلام
مین اعتراض کیا کرین + اور مداومت کرنا گوشت پر اسلئے
مکروہ ہے کہ حضرت عائشہ فرماتی ہین ای بنی تیم ہمیشہ گوشت نہ
کہایا کرو کہ گوشت کی بہی ایک لت ہی جیسی شراب کی لت پرجاتی ہے
اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ جب وہ کسی شخص کو دیکہتے تہے

يكثر الاختلاف الى القصابين فضربه
بالدرة وقال له ضراوة كضراوة الخمر
وروى ابو امامة الباهلي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
يبغض الحبر السمين واهل بيت اللحميين
وقال بعضهم يعني الذين يكثرون اللحم وقال
بعضهم يعني الذين يغتابون الناس
فياكلون لحومهم بالغيبة وروى ابو عمرو
والشيباني عن ابن مسعود رضي الله عنه
انه راى رجلا دفع الى رجل دراهم فقال له
ما هذا قال اريد ان اشتري بها سمنا لشهر
رمضان فقال اذهب فادفعها الى امرأتك
ومرها لتشتري كل يوم بدرهم لحما فهو خير لك
وروى هشام بن عروة عن ابيه عن النبي
صلى الله عليه وسلم انه قال لا تقطعوا اللحم
بالسكين كما تقطع الاعاجم ولكن انهسوا
فانه اهنأ وامرأ

باب اكل الفالودج

قال الفقيه رحمه الله
كره بعض الناس اكل الفالودج واللبن

کہ آمد رفت قصائیون کی دوکان پر زیادہ رکھتا ہی تو اسکو درے
مارتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسکی بھی ایک لت ہی جیسی شراب
کی لت ہوتی ہے آور ابو امامہ باہلی نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی کے نزدیک گھی کی روٹی
اور گوشت والا گہر مبغوض ہے تعضون نے کہا مراد اس سی
لوگ ہین جو کثرت سے گوشت کہاتے ہین اور بعضی کہتی ہین مراد
اس سے وہ لوگ ہین جو لوگونکا گوشت کہاتے ہین یعنی
غیبت کرتے ہین * اور عمرو شیبانی ابن مسعود رض سے
روایت کرتے ہین کہ انہوں نے ایک آدمیکو دیکھا کہ دوسرے
کو کئی درہم دیے آپنے پوچھا کیون دیے کہا میرا ارادہ
ہے کہ گہی مول لون رمضان کے خرچ کے لیے فرمایا اوٹھ
اور ان درہمون کو بی بی کو دے اور کہدے کہ ہر روز
ایکدرم کا گوشت منگا لیا کرے اور یہی بہتر ہے تیرے لیے
اور مروی ہے ہشام بن عروہ سے بواسطہ عروہ کی نبی علیہ السلام
کہ آپنے فرمایا گوشت کو چاقو سے کاٹ کر نہ کہایا کرو جیسی
عجمی کہاتے ہین لیکن منہ سے توڑ توڑ کر کہاو کیونکہ گوشت
اسطرح رچتا پچتا ہے

اٹھتالیسوین باب بیچ بیان

ہی کہ فالودہ کا کہانا جایز ہی یا نہین کہا فقیہ رح
نے علماء نے فالودہ کے کہانے اور عمدہ قسم کے کہانے کو

من الطعام واباحة عامة العلماء فاما من كره
ذلك فذهب الى ما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ان من السرف ان ياكل الرجل
كل ما يشتهيه وقال كم من شهوة ساعة
اورثت صاحبها حزنا طويلا وروى عن عمر انه
قال الى بشراب من عسل فاخذه ثم رده قال
خشينا ان اكون من الذين قال الله تعالى
اذهبتم طيباتكم في حيوتكم الدنيا واما من
اباحه فقد ذهب الى ما روى وكيع عن عمر
عن ابي الدرداء عن ابيه ان عمر لما وجه
الناس الى العراق قال انكم تاتون ارضا
تؤتون فيها بالوان من الطعام فكلما وضع
بين ايديكم لون فاذكروا اسم الله تعالى
ثم كلوا وروي عن الحسن انه كان على مائدة
ومعه مالك بن دينار فاتى بفالوذج فامتنع
مالك بن دينار عن اكله فقال له الحسن
كل فان نعمة الله عليك في الماء البارد اكثر
من هذا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه اكل الرطب بالبطيخ وروى

مکروہ کہا ہے اور اکثر علمانے مباح کہا ہے ٭ جن لوگون نے
اسکو مکروہ کہا ہے اُنکی دلیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے
کہ یہ بہی اسراف ہے کہ آدمی کا جس چیز کو جی چاہے وہ کہالی اور
فرمایا بہت سی خواہشین ہین کہ گہڑی بہر کا عیش ہے اور مدت
تک کا غم ہے ٭ اور مروی ہے حضرت عمر سی کہ اُنکے سامنے
ایکدفعہ شہد کا شربت آیا آپنے اول تو لی لیا اور پہر پہیر دیا
اور فرمایا ہم ڈرتے ہین کہ کبہی اُن لوگون مین سے نہو جائین
جنکے حق مین اللہ تعالے نے فرمایا ہے لیلین تمنے عمدہ نعمتین اپنی دنیا
کی زندگی مین ٭ اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل وہ
روایت ہے جو وکیع نے اپنی سند سے حضرت عمر سے روایت
کی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جب لوگون کو عراق کے ملک مین
بہیجا تو فرمایا تم ایسی مین پر جاتے ہو کہ طرح طرح کی کہانے
کی چیزین تمہارے سامنے آئین گی جب تمہارے سامنے کسی قسم
کی چیز آئی تو بسم اللہ کہکر کہا لینا ٭ اور حسن سے مروی ہے کہ وہ
ایک دسترخوان پر تہے اور اُنکی ساتہ مالک بن دینار بہی تہے پس فالوذ
سامنے آیا تو مالک بن دینار نے کہانے سے انکار کیا حسن نے
کہا کہا لو اسلیے کہ اللہ کی نعمت تجہپر سرد پانی مین اس سے زیادہ ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے تر چہوارا خربوزے کے
ساتہ ملاکر نوش فرمایا ٭ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جو روایت

من عمر بن الخطاب رض انه اكل البطيخ بالسكر
وقال الحسن البصري لباب البر بلعاب النحل
بخالص السمن ما عابه مسلم

باب ما جاء في الاطعمة

روى احوص
ابن حكيم عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال نعم الادام الخل والزيت وروى عن
عمرو بن دينار عن ابي جعفر ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال ليس تفقر بيت فيه
خل وروي معاوية بن ابي سفيان انه قدم
وفد فقرب طعاما ثم دعا ببصل فقال
كلوا من هذا البصل فانه قل ما اكل قوم
من فجاء ارض فضره ماءها وروى انس
ابن مالك رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه كان يحب القرع قال انس بن
مالك فلم ازل احبه منذ رايت رسول
الله صلى الله عليه وسلم يحبه وروى عن
عبد الله بن عباس رضي الله عنه انه قال
ما لقحت زمانة قط الا بقطرة من ماء
الجنة. وروى عن ابن ابي طالب كرم الله

کو شکر سے کہایا اور حسن بصری کہتے ہین میدے کی روٹی
کو شہد اور گہی سے کہانے کو کسی مسلمان نے برا نہین سمجھا +

انچاسوان باب بیان مین کہانون کے

روایت
کرتے ہین احوص بن حکیم کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ سرکہ اور روغن
زیتون اچہا سالن ہے + اور عمرو بن دینار ابو جعفر سے روایت
کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جس گہر مین سرکہ ہو وہ گہر
خالی نہین + اور حضرت معاویہ رض سے مروی ہے کہ ایک
دفعہ جماعت قاصدون کی آئی تو انہون نے انکے سامنے
کہانا رکہا پہر منگایا پیاز اور کہا اسکو کہاؤ اسلیئے کہ
بہت کم ہے یہ امر کہ کوئی قوم اسکو کہاوے اور
پہر غیر ملک کی آب و ہوا اسکو ضرر دے + اور
انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپ کدو پسند
کرتے تہے انس بن مالک کہتے ہین کہ جب سے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند کرتے دیکہا ہے
مین بہی کدو کو پسند کرتا ہون اور عبد اللہ بن عباس رض
رضی اللہ عنہ فرماتے ہین کہ انار کبہی نہین پہولتا
مگر ایک قطرہ سے جنت کے پانی سے اور مروی
ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے کہ جب تم

وجهه اذا اكلتم الرمانة فكلوها بشحمها فانه
دباغ للمعدة وروى ابو هريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه كان احب الثمار اليه البطيخ
والرطب واحب المرقة اليه القرع وروى
عن ابي طلحة بن عبد الله عن ابيه انه قال
دخلت على النبي عليه الصلوة والسلام وفي
يده سفرجلة فالقاها الي وقال دونكها اي
خذها يا ابا محمد فانها تجم الفواد وقال
وهب بن منبه وجدت في بعض الكتب
البطيخ طعام وشراب وفاكهة وخلال
واشنان وريحان ويهضم المعدة ويشتهي
الطعام ويصفي اللون ويزيد الماء في
الصلب قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل
ان يوسع على اهله في الطعام والشراب
ولما روى عن النبي عليه السلام انه قال
ان الله تعالى يحب البيت الخصيب
وقال ابراهيم النخعي كانوا مخاصيب الرجال
في الطعام والشراب وفي اللباس يجوز
يعني كانوا يوسعون على العيال في المطعم

انار کو کہایا کرو تو اسکے چھلکے سمیت کہایا کرو اسلئے کہ
وہ مقوی معدہ ہے اور ابوہریرہ نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہیں کہ پہلوں میں سے آپکو خربوزہ اور تر چھوارا بہت پسند تھے اور شوربوں
میں کدو کا شوربا پسند ہے + اور ابو طلحہ اپنے باپ سے روایت
کرتے ہیں کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپکے
ہاتھہ میں بہی تہے آپنے اسکو میری طرف پھینکدیا اور فرمایا ای
ابو محمد اسکو لیلے یہ دل کو قوت دیتی ہے اور کہا
وہب بن منبہ نے میں نے بعضے کتابوں میں دیکہا ہے
کہ خربوزہ کہانا ہے اور پینا ہے اور میوہ ہے دانتوں
کے لئے خلال ہے اور پیٹ کے لئے اشنان ہے
یعنی مثل اشنان کے صاف کر دیتی ہے اور خوشبو کی چیز
ہے اور معدہ کو نرم کرتا ہی اور بھوک لگاتا ہی اور رنگ کو صاف
کرتا ہے اور آب منی زیادہ کرتا ہے + کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
مرد کو کہ اپنے گہر والوں کو کہانے پینے میں فراخی دے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالی اُس
گہر کو پسند کرتا ہے جس میں فراغت ہو + اور
ابراہیم نخعی کہتے ہیں کہ صحابہ کہانے پینے میں فراخ دست
تہے اور لباس میں تنگدست یعنی اہل وعیال کو کہانا
پینا بافراغت دیتے تہے اور خود اپنے لباس

والشرب وتقدرون فی الملبس وقال عمر رضی اللہ عنہ اکثروا خبیر بیوتکم من الطعام والشراب ورب رجل کثیر المال قلیل الخیر فی البیت وقال الحسن لیس فی الطعام سراف یعنی اذا وسع علی عیالہ

باب اکل الثوم

قال الفقیہ رحمہ اللہ کرہ بعض الناس اکل الثوم واباحہ الاٰخرون فاما من کرھہ فقد ذھب الی ماروی القاسم مولی ابی بکران النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من اکل من ھذہ البقلۃ الخبیثۃ فلا یقربن مسجدنا حتی یذھب ریحہا من فیہ یعنی الثوم وروی عطاء بن یسار ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام قال من اکل من ھذہ الشجرۃ الخبیثۃ فلا یوذینا فی مساجدنا ولیجلس فی بیتہ وسئل عن الحسن عن الثوم ینضم فی الخیط فیجعل فی السکباج فکرھہ قیل لہ انہ لایصلح الابہ فقال الخیر فی طعام لا یصلح الابہ واما من اباحہ فقد ذھب

مین تنگی برتتی ہے اور فرمایا حضرت عمرؓ نے زیادہ کرو برکت گہرون کی کہانے پینے سے اور بہت آدمی مال والے ہوتے ہین مگر گہر مین اُنکی برکت کم ہوتی ہے اور کہا حسن نے کہانے مین اسراف نہین یعنی اگر اہل وعیال کو بافراغت دے +

پچاسوان باب لہسن کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مکروہ کہا ہے بعضون نے لہسن کہانے کو اور بعضون نے مباح کہا ہے + جنہون نے مکروہ کہا ہی اُنکی دلیل وہ روایت ہی جو قاسم مولی ابوبکر نے کی ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی اس ترکاری خبیث کو کہاے اُسکو چاہئیے کہ ہماری مسجدون مین نہ آیا کرے یہانتک کہ اُسکے مونہہ سے اُسکی یعنی لہسن کی بو نجاتی رہے + اور عطا بن یسار نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے اس درخت خبیث کو کہایا ہو اُسکو چاہئیے کہ ہمکو مسجدون مین تکلیف دینے نہ آئے اپنے گہر مین بیٹہا رہے + اور حسن بصری سے پوچہی گئے کہ اگر لہسن ہانڈی مین پروکی سکباج جو ایک قسم کا سالن ہوتا ہے ڈالین تو کیسا ہے فرمایا بُرا ہے عرض کیا کہ وہ تو بغیر لہسن کے درست ہی نہین ہوتا فرمایا جو کہانا بغیر لہسن کے درست اور مزیدار نہو اُسمین برکت ہی نہین اور جو لوگ اسکو مباح کہتے ہین اُنکی دلیل یہ ہے

الی ما روی عبد الرحمن بن ابی لیلے قال
اهدی الی النبی علیہ الصلوٰة والسلام
مرقة وفیه الثوم فارسل به الی ابی ایوب
الانصاری فقال ابو ایوب یارسول الله
أکل شیئا کرهته قال انما کرهته لانه
یناجینی جبرئیل علیه السلام فیجد ریحه
وروی سفیان عن عبد الله بن ابی بریدة
عن ابیه قال نزلت علی ام ابی ایوب الانصاری
فحدثتنی انهم تکلفوا لرسول الله طعاما
فیه بعض هذه البقول فاتوه به فکرهه
وقال لاصحابه کلوا فانی لست کاحدکم
انی اخاف ان اوذی صاحبی جبرئیل
وعن ابن سیرین انه قال کان یدلس
لابن عمر الثوم فیجعل فی الخیط فیترک
فی القدر حتی اذا انضج یرفع الخیط
بما فیه وعن یحیی بن علی قال نحن ال
محمد لا ناکل الثوم والبصل والکراث

باب ما قیل فی المروة

قال الفقیه رحمه الله روی عن علی بن

کہ عبد الرحمن بن ابی لیلی کہتے ہین کہ تحفہ مین آیا رسول اللہ
صلعم کی خدمت مین سالن اور اسمین لہسن پڑا ہوا تہا پس
بہیجا آپنے اسکو ابو ایوب انصاری کی پاس پس کہا ابو ایوب
نے یارسول اللہ کیا مین ایسی چیز کو کہاؤن جسکو آپ برا
جانتے ہین فرمایا مین تو اسلیے اسکو برا جانتا ہون کہ جبرئیل
علیہ السلام سے بات چیت کرنیکی ضرورت پڑتی ہے اور انکو
اسکی بو بری معلوم ہوتی ہے + اور روایت کیا ہے سفیان نے
عبد اللہ بن ابی بریدہ سے کہ انکی باپ کہتے ہین کہ مین مہمان ہوا
ایکدفعہ ابو ایوب انصاری کی والدہ کے ہان انہون نے مجہسے یہ حدیث بیان
کی کہ لوگون نے رسول اللہ صلعم کے لیے کہانا پکایا اور اسمین بقولات
لہسن پیاز سی الی اور اس کہانیکو آپکی خدمت مین لائے آپنے اسکو
ناپسند فرمایا اور صحابہ سے فرمایا تم کہاؤ اسلئے کہ میرا حال تمہارا سا
نہین مجہے تو یہ ڈر رہتا ہے کہ کبہی جبرئیل علیہ السلام کو انکی بو سے
تکلیف پہنچے + اور ابن سیرین سے روایت ہے کہ ابن عمر کے لیے
یہ حیلہ کیا جاتا تہا کہ لہسن کو دہاگے مین پرو کی ہانڈی مین ڈال
دیا جاتا تہا جب پک جاتا تہا تو دہاگہ سمیت پہینکدیا جاتا تہا + اور
یحیی بن علی فرماتے ہین کہ ہم اولاد محمد کی ہین لہسن پیاز گندنے کو
کہاتے ہین

باب اکاون اہمین مروت کا بیان

کہا فقیہ نے کہ حضرت علی سے مروی ہے کہ

ابی طالب کرم اللہ وجہہ عن النبی علیہ
الصلوۃ والسلام انہ قال من عامل الناس
ولم یظلمہم وحدثہم فلم یکذبہم ووعدہم
فلم یخلفہم فہو من کملت مروتہ وظہرت
عدالتہ ووجبت اخوتہ وقال ابن زیاد
لرجل من اہل الدہا فاین ما المروۃ فیکم
قال اربع خصال اولہا ان یعتزل الرجل
الریاء والریب فانہ اذا کان مرائیا کان
ذلیلا ولم یکن لہ مروۃ والثانی ان یصلح
مالہ فلا یفسد فان من افسد مالہ و
احتاج الی غیرہ فلا مروۃ لہ والثالث ان
یقوم لاہلہ فیما یحتاجون الیہ فاما من
احتاج الی الناس فلا مروۃ لہ والرابع
ان ینظر الی ما یوافقہ من الطعام والشراب
فیلزم ولا یتناول ما لا یوافقہ فان ذلک
لیس من المروۃ وروی عن قیس بن ساعدۃ
الایادی انہ کان یقدم علی قیصر فیکرمہ
قال لہ قیصر ما افضل العقل قال معرفۃ
المرء نفسہ قال فما افضل العلم قال

کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو حاکم ہو کر لوگوں پر ظلم نکرے
جو بات کہے تو جھوٹی نکہے اور وعدہ کرے تو خلاف نکرے
تو وہ مروت میں کامل ہے اور عدالت اُسکی ظاہر ہے اور
بھائی چارا اُس سے واجب ہے + اور ابن زیاد نے ایک
آدمی سے دہقانوں میں سے کہا مروت تم کسکو سمجھتے ہو
کہا چار خصلتیں ہیں پہلی خصلت یہ ہے کہ آدمی ریاکاری
سے الگ رہے اسلیے کہ اگر ریاکار ہوگا تو ذلیل ہوگا اور
اُسکی مروت جاتی رہیگی اور دوسری خصلت یہ ہے کہ اپنے
مال کی اصلاح کرے اُسکو خراب نکرے ورنہ غیر کا
کا محتاج ہوگا اور مروت جاتی رہیگی اور تیسرے یہ ہے کہ
اپنے گھر والوں کی خود احتیاج پورا کرے اگر اُس احتیاج کو
اوروں کے پاس لیجائیگا تو مروت جاتی رہیگی چوتھے یہ
ہے کہ کھانا پینا جو اپنے موافق ہو اُسکو کھائے
پیئے جو اپنے حال کے موافق نہ ہو اُس سے بچے
ورنہ مروت خاک میں مل جائیگی + اور قیس بن
ساعدہ ایادی سے روایت ہے کہ وہ قیصر کے پاس
گئے تو قیصر نے پوچھا کون سی عقل افضل ہے
کہا آدمی کو اپنا جاننا کہا علم کونسا
افضل ہے کہا جو نہ جانتا ہو اُس پر چپکا ہو جا

وقوف المرء عند جهله قال فما افضل المروة
قال استيفاء الرجل مال نفسه قال فما
افضل المال قال ما قضي منه الحق وقال
ربيعة المروة في ستة اشياء ثلث في الحضر
وثلث في السفر فاما الثلثة التي في الحضر
فتلاوة القرآن وعمارة مساجد الله واتخاذ
الاخوان في الله واما الذي في السفر فبذل
الزاد وقلة الخلاف لاصحابه والمزاح في
غير معاصي الله وقال بعض الحكماء افضل
المروة للرجل ان يكون صادقا بقوله وافيا
بعهده باذلا لماله وروي عن الحسن
البصري ان حجاما قص شاربه فاعطاه
درهما فسئل عن ذلك قال لا تدنقوا
فيدنق عليكم وكان الحسن اذا سمع رجلا
يتكلم بالدانق فيقول لعن الله الدانق
ومن تكلم بالدانق فلا مروة له وقال محمد
ابن الحسن ثلثة اشياء من الدناءة مشارطة
اجر الحجام والنظر في مرآة الحجامين و
استقراض الخبز من جيرانه وقال الفتي د

کہا مروت کونسی افضل ہے کہا اپنا مال پورا پورا لینا
کہا مال کونسا افضل ہے کہا وہ مال جس سے حق ادا
ہووے اور کہا ربیعہ نے مروت چھ چیزوں میں ہے تین تو
وطن میں ہیں اور تین سفر میں جو وطن میں ہیں وہ
یہ ہیں تلاوت کرنا قرآن کا آباد کرنا مسجدوں کا اور
پیدا کرنا بھائی بندوں سے خدا کے واسطے اور جو سفر
میں ہیں وہ یہ ہیں خرچ کرنا توشہ کا اور ساتھیوں سے
مخالفت کم کرنی اور خوش طبعی کرنی بغیر گناہ کے اور کہا
بعضے حکمائے افضل مروت آدمی کے لئے یہ ہے کہ اپنے قول کا
سچا ہو عہد پیمان کا پورا ہو مال کو خرچ کرے اور حسن بصری سے
مروی ہے کہ ایکدفعہ حجام نے انکی لبیں کتریں تو آپنے اسکو ایک
درم دیا لوگوں نے پوچھا آپنے اتنا زیادہ کیوں دیا فرمایا نہ
کفایت شعاری کرو تا نہ کفایت شعاری کیجاوے تمسے اور حسن
جب سنتے تھے کسی شخص کو کہ ایک دانگ پر جھگڑا کرتا ہے تو کہتے
لعنت کرے اللہ دانگ کو جو کوئی دانگ پر جھگڑا کرے
وہ اہل مروت سے نہیں کہا محمد بن حسن نے تین چیزیں ہیں کہ
خست میں داخل ہیں حجام کی مزدوری کو مقرر کرنا حجام کے آئینہ
میں منہہ دیکھنا اور روٹی کا قرض لینا ہمسایوں سے اور کہا
آور کہا رستوں اور دوکانوں پر باتوں کے واسطے بیٹھنا

في الطرقات وحوانيت الناس للحديث ليس
من المروة قيل لبعض الحكماء ما المروة قال
باب مفتوح وطعام مبذول واذان مشدود
في حوائج الناس وقال الحسن البصري رضي
الله مروة الرجل صدق لسانه واحتمال عثرات
اخوانه وبذل المعروف لاهل زمانه وكف
الاذى عن اباعده وجيرانه واخوانه وروي
عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال
انا اعلم متى يهلك هذه الامة فقيل له متى
تهلك يا امير المؤمنين قال اذا كان ساسهم
من ليس له تقى الاسلام ولا كرم الجاهلية
قال الراوي صدق امير المؤمنين فما دام
ساسهم الذين لهم تقى في الاسلام مثل
عثمان بن عفان رض وعلي رض ومن له كرم
الجاهلية مثل معاوية لم يهلكوا فاذا ساسهم
مثل يزيد بن معوية لم يكن له تقى الاسلام
ولا كرم الجاهلية هلكوا وقال بعض الحكماء [illegible]
تمام المروة في شيئين الاستحياء [illegible]
الناس والتجاوز عما يكون منهم وقال علي رض

مروت سے بعید ہے * بعضے حکما پوچھے گئے مروت سے
کہا مروت یہ ہے کہ دروازہ آنے جانے والون کیلئے کہلا
ہوا ہو اور کہانا خرچ ہوا کرے اور نہ بند مضبوط بندہا ہوا ہو
لوگون کے حاجت روائی کے لئے * اور کہا حسن بصری نے
مروت یہ ہے کہ آدمی زبان کا سچا ہو بہائیون کے مشکل
کے وقت کام آئے لوگون کے ساتہہ بہلائی کرے اور تکلیف
نہ پہنچائے دور والونکو نہ پروسیونکو نہ بہائیون کو * اور حضرت
عمر رض فرماتے ہین مین جانتا ہون جب ہلاک ہوگی یہ امت
لوگون نے پوچہا کب ہلاک ہوگی ای امیر المؤمنین کہا جب ہوگا
حاکم اونکا وہ شخص کہ نہ اسمین تقوی ہے گا زمانہ پہلا کا اور نہ
جاہلیت کی زمانہ کا کرم راوی کہتے ہین کہ امیر المؤمنین
نے سچ فرمایا تہا کیونکہ جب تک انکے حاکم وہ لوگ رہے
جو تقوے والی تہے مانند حضرت عثمان رض اور حضرت علی رض
کے اور وہ لوگ جن مین زمانہ جاہلیت کا سا کرم تہا
مانند حضرت معاویہ کے تو ہلاک نہوے اور جب حاکم ہوے
آخر مانند یزید کے جنمین نہ تقوی ہے تہا نہ کرم تہا ہلاک ہوگئے
اور کہا [illegible] حکما نے مروت کامل دو چیزون مین ہے باز
رہنا [illegible] ہے اور درگذر کرنا انسے
[illegible] پہنچے * اور حضرت علی رض نے حضرت

ابی طالب کرم اللہ وجہہ لابنہ الحسن ما المروۃ
قال العفاف وملک النفس والبذل فی
العسر والیسر قال فما اللوم قال احراز المرء
مالہ وبذلہ عرضہ وان یری ما فی یدیہ
شرفا وما انفقہ تلفا ویقال جماع المروۃ فی
قول اللہ تعالی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان
وایتاء ذی القربی وینہی عن الفحشاء والمنکر
والبغی الآیۃ وقال عبد الواحد بن زید
جالسوا اھل الدین فان لم تقدروا علیہم
فجالسوا اھل المروات من اھل الدنیا
فانہم لا یرفثون فی مجالسہم یعنی لا
یتکلمون بکلام الفحش وقال احنف بن
قیس لا راحۃ لحاسد ولا مروۃ لکاذب
ولا خلۃ لبخیل ولا وفاء لمطاول ولا سرور
لسیئ الخلق ولا وفاء للملوک ولا اخاء
للملوک ویروی للملوک باب

ما قیل فی العقل والعلم

روی عن علی بن ابی طالب رض انہ قال
العلم خلیل المؤمن والعقل دلیلہ والحلم

امام حسن سے پوچھا مروت کیا ہے کہا پارسائی کرنی اور
نفس پر قادر ہونا اور تنگی فراخی مین خرچ کرنا پوچھا ملامت
کیا ہے کہا جمع کرنا مال کا اور خرچ کرنا آبرو کا جو اپنے ہاتھہ
مین ہو اسکو عزت سمجھنا جو خرچ ہو جاوے اسکو بیفائدہ
تلف ہونا جاننا + اور کہا جاتا ہے سب طرح کی مروت کا ذکر
اللہ تعالے کی قول مین جسکا ترجمہ یہ ہے بیشک اللہ حکم کرتا ہے
ساتہ عدل کے اور احسان کے اور دینی قرابت والونکی اور منع کرتا ہے
بیحیائی اور نامعقول سے اور سرکشی سے ۔ اور کہا عبد الواحد بن زید نے
صحبت اختیار کرو دین والونکی اگر اسپر قدرت نہو تو دنیا
کے لوگ اہل مروت مین سے ہین انکی صحبت اختیار کرو اسلیے
وہ اپنی محفلون مین بیہودہ کلام نہین کرتے + اور کہا
احنف بن قیس نے حاسد کو کبھی راحت نہین جہوٹے کو
مروت نصیب نہین بخیل کی دوستی کا اعتبار نہین جو دیر
دے وہ وعدہ وفا نہین جو بد اخلاق ہو اسکو خوشی نصیب
نہین بادشاہ وعدہ وفا نہین جو غلام سی بہائی بندی نہین آتی
دوسری روایت یہہ کہ بادشاہون کے بہائی چارہ کا اعتبار نہین

باب ان مین ان اقوال کا مذکور ہے جو عقل اور

علم کے بارے مین منقول ہین حضرت علی سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا علم آدمی کا گاڑھا دوست ہے اور عقل رہنما ہے اور حلم

وزيره والعمل قيمه والصبر امير جنده و
الرفق والده واللين اخوه ثم قال علي لابنه
الحسن او الحسين يا بني لا تستحقرن برجل
تراه ابدا فان كان اكبر منك فاحسب انه
ابوك فان كان مثلك فاحسب انه اخوك
فان كان اصغر منك فاحسب انه ابنك وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال الذي لا يصنع
في السر شيئا يستحيي منه في العلانية قال
الفقيه رضي الله عنه وهذا موافق لما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اخر
ما بقي من كلام النبوة اذا لم يستحيي فاصنع
ما شئت يعني اذا كان عملك عملا لا يستحيي
منه فافعل ذلك العمل ما شئت وروي
عن لقمان الحكيم انه قال لابنه يا بني ان
حسن طلب الحاجة نصف العلم والتودد
الى الناس نصف العقل والتقدير في
المعيشة نصف الكسب وفي رواية نصف
العيش يا بني ارسل رسولا حكيما ولا
توصه فان لم يكن لك رسول حكيم امين

وزیر ہے اور عمل قیمت یعنے محافظ ہے اور صبر لشکر کا سردار ہے اور
نرمی باپ ہے اور نیکی بھائی ہے پھر کہا حضرت علی نے حضرت امام
حسن یا حسین سے ای بیٹے کسی آدمی کو حقیر نہ جان اگر تجھ سے بڑا ہے
تو تیرا باپ ہے اگر تیری برابر ہے تو تیرا بھائی ہے اگر چھوٹا ہے تو
تیرا بیٹا ہے + اور بعضے حکما سے پوچھا گیا عاقل کون ہے
فرمایا وہ شخص ہے جو خلوت مین ایسا کام نکرے کہ اگر ظاہر ہو جاوے
تو شرمندہ ہونا پڑے + کہا فقیہ نے اور یہ بات موافق ہے
اُسکے جو مروی ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آخر کلام نبوت سے جو باقی ہے وہ یہ ہے جب
حیا نکرے تو جو چاہے کر یعنے اگر تیرا عمل ایسا ہے
کہ حیا کے قابل نہین تو اس عمل کو جسقدر جی
چاہے کر + اور مروی ہے حکیم لقمان سے کہ
اپنے بیٹے کو فرمایا اپنی حاجت کو خوبصورتی سے
طلب کرنا آدھا علم ہے اور دوستی لوگون سے
کرنی آدھی عقل ہے اور روزی کے باب مین تنگی
پریشا کر رہنا آدھا کسب ہے ایک روایت مین
نصف عیش آیا ہے اے بیٹے قاصد حکیم
بھیج اور اُسکو کچھ وصیت نہ کر اگر تجھکو قاصد
حکیم امانت دار میسر نہ آوے تو خود اپنا

فكن رسول نفسك ويقال ثمانية نفر ان
هينوا فلا يلومن الا انفسهم الذاهب الى
مائدة لم يدع اليها والمتامر على رب
البيت وطالب الخير من اعدائه وطالب
الفضل من اللئيم والداخل بين اثنين
في حديثهما من غير ان يدخلاه فيه والمستخف
بالسلطان والجالس مجلسا ليس له باهل
والمقبل بحديثه على من لا يقبل وروى
شعبة عن ابي اسحق عن الحارث عن علي
ابن ابي طالب ان النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ينبغي للعاقل ان لا
يكون شاخصا الا في احدى ثلث مرمة
لمعاش وخطوة لمعاد او لذة في غير محرم
وقد قيل ينبغي للعاقل ان يكون له من
النهار اربع ساعات ساعة يناجي فيها ربه
وساعة يحاسب فيها نفسه وساعة ياتي
فيها اهل العلم الذين يبصرونه امر دينه
وينصحونه وساعة يخلي بين نفسه وبين
لذاتها فيما يحل ويجمل وينبغي للعاقل

تو خود اپنا قاصد آپ بن + اور کہا گیا ہے آٹھہ آدمی اگر
ذلیل ہون تو اپنے آپکو ملامت کرین ایک تو وہ شخص جو
بے بلائے دعوت مین چلا جاے اور دوسرا وہ جو گھر والی پر حکومت
کرے تیسرا وہ جو طالب بھلائی کا ہو دشمنون سے چوتھا وہ جو
طالب فضل کا ہو بخیل سے پانچوان وہ جو دو آدمیونکی بات مین
خواہ مخواہ دخل دے چھٹا وہ جو بادشاہ کی اہانت کرے ساتوان
وہ جو ایسی مجلس مین بیٹھے جو اُسکے لائق نہو آٹھوان وہ
جو متوجہ ہو کر باتین کرے اُس سے جو متوجہ ہو کر نسنے
اور مروی ہے شعبہ سے بواسطہ کئی راویون کے کہ نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عاقل کو لائق ہے کہ مسافرت
نہ اختیار کرے مگر تین کام کے لیئے یا معاش کے لیے
یا آخرت کے لیئے یا کسی لذت حلال کے لیئے +
اور کہا گیا ہے لائق ہے عاقل کو کہ دن کو چار
وقتون پر تقسیم کرے ایک وقت اللہ تعالی کے
عبادت کرے ایک وقت اپنے نفس سے حساب
لے ایک وقت اہل علم کی خدمت مین جاے تاکہ
دین کے امور مین اُسکو رہنمائی کرین اور نصیحت کرین
اور ایک وقت نفس کو حلال لذتون مین مصروف
رکھے + اور عاقل کو یہ سزاوار ہے کہ اپنے

ان ينظر في شانه ويعرف اهل زمانه ويحفظ
فرجه ولسانه

باب الآداب

قال عمر بن الخطاب رض تادبوا ثم تعلموا
وقال ابو عبد الله البلخي ادب العلم اكثر من
العلم وقال عبد الله بن مبارك اذا وصف
لي رجل له علم الاولين والآخرين وليس له
ادب لا اتاسف على فوت لقائه واذا سمعت
رجلا له ادب النفس غنى لقائه واتاسف
على فوت لقائه وقيل مثل الايمان كمثل
بلدة لها خمسة من الحصون الاول من الذهب
والثاني من الفضة والثالث من الحديد
والرابع من الآجر والخامس من اللبن فما دام
اهل الحصن يتعاهدون الحصن الذي
من اللبن لا يطمع فيهم العدو فاذا تركوا
التعاهد حتى خرب الحصن الاول وطمع
العدو في الثاني ثم في الثالث حتى يخربوا
الحصون كلها فكذلك الايمان في خمسة
من الحصون اولها اليقين ثم الاخلاص
ثم اداء الفرائض ثم اتمام السنن ثم حفظ

کہ اپنے حالکو اور اہل زمانہ کی حالکو دیکھے پہچانے اور اپنی
شرمگاہ اور زبان کو حرام سے بچاوے

باب ترپن مین ادب کا بیان ہے

٭ فرمایا حضرت عمر رض نے اول ادب سیکھو پہر علم ٭
اور کہا ابو عبد اللہ بلخی نے علم کا ادب علم سے زیادہ تر ہے ٭
اور کہا عبد اللہ بن مبارک نے جب کبھی مین سنتا ہون کسی
شخص کو کہ اسکو علم اولین و آخرین ہے اور بے ادب ہے تو اسکے
نہ ملنے کا مجھے کچھ افسوس نہین ہوتا اور جب سنتا ہون کسیکو
کہ اسکا نفس مؤدب ہے تو اسکی ملاقات کا آرزومند رہتا
ہون اور ملاقات نہونے کا افسوس رہتا ہے ٭ اور
کہا گیا ہے حال ایمان کا مثل حال ایک شہر کے ہے کہ
پانچ قلعون سے محفوظ ہے پہلا قلعہ سونیکا دوسرا چاندی کا
تیسرا لوہے کا چوتھا پکی اینٹون کا پانچوان کچی اینٹون
کا پس جبتک اہل قلعہ کچی اینٹون کے قلعہ کی حفاظت کرینگے
دشمن کو فتح کی امید نہوگی پس جب چھوڑ دی حفاظت
یہانتک کہ پہلا قلعہ خراب ہوگیا تو طمع کریگا دشمن دوسرے
قلعہ کی پہر تیسرے کی یہانتک کہ دشمن کل قلعہ خراب
کر دینگے اسیطرح ایمان پانچ قلعون مین محصور ہے
اول قلعہ یقین ہے پہر اخلاص ہے پہر ادا کرنا فرضون کا
پہر تمام کرنا سنتون کا پہر نگاہ رکھنا ادب کا سو

الآداب فما دام العبد يحفظ الآداب
ويتعاهدها فان الشيطان لا يطمع فيه فاذا
ترك الآداب يطمع الشيطان فى السنن
ثم فى الفرائض ثم فى الاخلاص ثم فى
اليقين فينبغى للانسان ان يحفظ الآداب
فى جميع اموره فى امر الوضوء والصلوة
والشراء والصحبة وغير ذلك وقد بينا
ههنا من الآداب ما لابد منها فاول ذلك
آداب الوضوء والصلوة والله اعلم

باب آداب الوضوء و الصلوة

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد
الرجل ان يتوضأ فاذا دخل الخلاء ينبغى
ان يبدأ برجله اليسرى ويقول بسم الله
ثم يقول اللهم انى اعوذ بك من الرجس
النجس الخبيث المخبث من الشيطان الرجيم
لان النبى عليه الصلوة والسلام قال ان
هذه الحشوش محتضرة يعنى
يحضرها الشيطان الرجيم فاذا دخل
احدكم فيها فليستعذ بالله من الشيطان

جب تک بندہ آداب کی حفاظت کرتا ہے شیطان اسمین
طمع نہین کرتا جب آداب کو چھوڑا تو شیطان سنتون پر
حملہ کرتا ہے پہر فرضون پر پہر اخلاص پر پہر یقین پر اسلئے
آدمی کو لایق ہے کہ تمام امور مین ادب کا خیال رکھے مثلاً
وضو نماز بیع شرا صحبت وغیرہ مین ادب کا لحاظ رکھے
اور ہم اس جگہ ضروری آداب وضو نماز کے بیان کرتے
ہین * واللہ اعلم

باب چون مین آداب وضو اور نماز کا بیان سے

ہے کہا فقیہ
رحمۃ اللہ علیہ نے جب ارادہ کرے آدمی وضو کا اور
داخل ہو پاخانہ مین تو اول بایان پانون رکھے
اور بسم اللہ کہے پہر یہ دعا پڑھے الٰہی اے اللہ مین
پناہ مانگتا ہون تجھسے ناپاکی شیطان مردود سے
اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہہ
نجاست کی جگہین شیطان مردود کی حاضر
ہونے کی ہین جب کبھی تم مین سے ان مین داخل
ہو تو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھ لیا
کرے * اور اگر وہ ہے استنجا کرنا داہنے ہاتھ
سے اسلئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع
فرمایا ہے سو داہنا ہاتھ پاک چیزون کے لئے

الرجیم ویکرہ الاستنجاء بالیمنی ان النبی علیہ الصلوۃ والسلام نہی عن ذلک فجعل الیمنی للطہارات والیسری للنجاسات وروی عن عائشۃ رضی اللہ عنہا انہا قالت کانت ید رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام الیسری لخلائہ وما کان من اذی وکانت یدہ الیمنی لطعامہ وشرابہ وعن حفصۃ انہا قالت کانت یمنی رسول اللہ لطعامہ وشرابہ وطہورہ وثیابہ وکانت شمالہ لما سوی ذلک وعن ابراہیم النخعی انہ قال کان یقال یمنی الرجل لطعامہ وشرابہ وشمالہ لاستنجائہ ومخاطہ وقال الفقیہ رحمہ اللہ بہذا الاخبار نقول انہ لا ینبغی لہ ان یستنجی او یتمخط بیمینہ الا ان یکون بالیسری علۃ ولا ینبغی ان یکشف عورتہ للشمس والقمر ولا یستقبل القبلۃ ببول وغائط فی الصحراء والبنیان الا ان یکون کنیفا جعل نحو القبلۃ فلا باس بہ ولا ینبغی ان یتکلم

مقرر کیا گیا ہے اور بایان ناپاکیون کے لیئے + اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہین کہ بایان ہاتہہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پاخانہ اور اور ناپاکیون کے لیئے تہا اور داہنا کہانے پینے اور وضو کرنے اور کپڑے پہننے وغیرہ کے لیئے تہا اور بایان اور کامون کے لیئے + اور ابراہیم نخعی کہتے ہین کہ داہنا ہاتھ آدمی کا کہانے پینے کے لیئے ہے اور بایان استنجا اور ناک صاف کرنے کے لیئے + کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے اِن حدیثون اور آثار کی وجہ سے ہم کہتے ہین کہ آدمی کو لایق نہین کہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے یا ناک صاف کرے مگر بائین ہاتہہ مین اگر کوئی مرض ہو تو جائز ہے اور لایق نہین کہ چاند سورج کے سامنے برہنہ ہو اور پاخانہ پیشاب قبلہ کی طرف مونہہ کرکے نکرے جنگل مین ہو خواہ آبادی مین + مگر پاخانہ اگر قبلہ کی طرف بنا ہوا ہو تو کچہہ ڈر نہین + اور آدمی کو یہ لایق نہین کہ قضاے حاجت یعنے پائخانہ پہرنے کے وقت

في حاجته لان الملائكة يتنحون عنه
ويستترون عنه فاذا تكلم في ذلك الوقت
فقد اذاهم بالعود اليه ليكتبوا قوله وينبغي
للانسان ان يتنزه عن البول لان النبي
عليه السلام قال استنزهوا عن البول
ما استطعتم فان عامة عذاب القبر منه
وينبغي للانسان اذا اراد ان يقعد لحاجته
ان لا يرفع ثوبه ما لم يدن من الارض ويستر
به ما استطاع لان النبي عليه الصلوة والسلام
امر بهذا فقيل يا رسول الله ارايت لو لم
يكن معه احد قال الله تعالى احق ان يستحيى
منه ولان معك صاحباك حافظاك لا
يؤذيانك فينبغي لك ان لا تؤذيهما فاذا
خرجت من الخلا فابدأ برجلك اليمنى
وقل الحمد لله الذي اخرج عني ما يؤذيني
وامسك في ما ينفعني ويقويني غفرانك ربنا
واليك المصير واذا اردت الوضوء فقل
بسم الله والحمد لله الذي جعل الماء طهورا
والاسلام نورا لان النبي عليه الصلوة والسلام

کہ قضاے حاجت کے وقت باتین کرے اسلئے کہ فرشتے
اُسوقت الگ ہو جاتے ہین اور پردہ کر لیتے ہین جب کلام کرنے
لگتا ہی تو آنیکی تکلیف دیتا ہے تاکہ وہ اسکی کلام کو لکھین
اور آدمی کو یہ بھی لائق ہے کہ پیشاب سے بچتا رہے اسلئے کہ
نبی علیہ السلام نے فرمایا پیشاب سے اپنے آپکو بچاؤ جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ اکثر عذاب قبر اسکی وجہ سے ہے + اور انسان کو یہ
بھی لائق ہے کہ جب ارادہ کرے رفع حاجت بیٹھنے کا ننگا
نہو جبتک زمین سے قریب ہو اور پردہ کرے جہانتک ہو سکے
اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے اسیطرح فرمایا ہے لوگون نے
عرض کیا یا رسول اللہ اگر آدمی اکیلا ہو فرمایا اللہ تعالے
سے زیادہ حیا کرنی چاہئے اور اسلئے کہ تیرے ساتھ دو
ساتھی تیرے محافظ ہین وہ تجھکو تکلیف نہین دیتے
تجھکو چاہئے کہ تو بھی اُنکو تکلیف نہ دے + پس جب
تو پاخانہ سے نکلے تو داہنا پاؤن باہر رکھ اور کہہ خدا کا
شکر ہے جسنے میرے پیٹ سے تکلیف دینے والی بلا نکال دی اور جو
چیز نافع اور قوت کی تھی وہ باقی رکھ لی بخشش ہمکو اپنی چاہئے اے ہمارے رب
اور تیری طرف سب پھر آنیوالے ہین + اور جب وضو کا ارادہ کرے تو
بسم اللہ کہہ اور کہہ اللہ کا شکر ہے جسنے پانی کو پاک کرنیوالی چیز بنایا
اور اسلام کو روشن بنایا اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے

قال من سمى الله تعالى عند الوضوء
فقد اسبغ وضوءه وطهر جسده ومن
لم يسم لم يسبغ وضوءه ولم يطهر جسده
واذا استنجى الانسان فانه يستحب له بعد
الاستنجاء ان يضرب يده على الحائط
او على الارض ثم يغسلها ليزول الاذى
عنها فان ذلك من السنة ويستحب للمتوضي
ان يخلل بين اصابعه ويتعاهد عرقوبه
بالماء فقد جاء التشديد بترك ذلك وهو
قوله عليه الصلوة والسلام ويل للعراقيب
من النار وقال عليه السلام خللوا اصابعكم
قبل ان يتخللها نار جهنم وقد روى ابوايوب
الانصاري رض عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال حبذا المتخللون قالوا يا رسول الله
وما المتخللون قال المتخللون من الطعام
والمتخللون بالماء في الوضوء فاذا فرغ من
الوضوء فانه يستحب له ان يقول سبحانك
اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت
واشهد ان محمدا عبدك ورسولك وانوب

فرمایا جسنے بسم اللہ وضو کرتے وقت کہہ لی تو اسنے وضو کو کامل
اور بدنکو پاک کر لیا اور جسنے بسم اللہ نہ کہی تو نہ وضو کو کامل کیا
نہ بدن کو پاک کیا + اور جب آدمی استنجا کرے تو مستحب ہے بعد
استنجا کرنیکے ہاتھ کو دیوار پر یا زمین پر مارے پھر دھوئے تاکہ
نجاست بالکل زائل ہوجائے اور یہ بات سنتوں سے ہے + اور مستحب ہے
وضو کرنے والیکو انگلیوں میں خلال کرلی اور ٹخنونکو پانی
سے خوب دھولی کیونکہ اسباب میں سخت تاکید آئی ہے اور
وہ یہ ہے کہ نبی علیہ السلام فرماتے ہیں ہلاکی ہے واسطے
ٹخنوں کے آگ سے + اور فرمایا نبی علیہ السلام نے انگلیوں میں
خلال کر لیا کرو اس سے پہلے کہ خلال کرے انمیں آگ دوزخ
کی + اور ابو ایوب انصاری روایت کرتے ہیں کہ نبی
علیہ السلام نے فرمایا بہت اچھے ہیں خلال کرنے والے
لوگوں نے عرض کیا متخللون کون ہیں فرمایا دانتوں
میں خلال کرنے والے کھانے سے اور وضو میں خلال
کرنے والے + سو جب فارغ ہو وضو سے تو مستحب ہے یہ
کہ پڑھے یہ دعا ترجمہ پاکی بیان کرتا ہوں میں تیری
اے اللہ اور تعریف کرتا ہوں میں تیری شہادت دیتا
ہوں میں سبحانکی کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر تو ہی اور شہادت دیتا
ہوں میں سبحانکی کہ محمد تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں اور رجوع ہوتا

الیک فقد روی فی هذه فضل کثیر وروی
عن ابن مسعود رضی الله عنه عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اذا فرغ احدکم
من الوضوء فلیشهد ان لا اله الا الله ولیشهد
ان محمدا عبده ورسوله ثم لیصل علی فاذا
فعل ذلک فتحت له ابواب الرحمة وینبغی
ان یکون فی وضوءه مقبلا علیه ولا یتکلم
فیه بشیء من الفضول لانه یرید زیارة
ربه ولانه یرید القیام بین یدی الله تعالی
فاذا دخل المسجد ینبغی له ان یدخل
بالتعظیم ویبدا برجله الیمنی ویقول
بسم الله ثم یقول سلام علی رسول الله
وعلی من اتبع الهدی اللهم افتح لی ابواب
رحمتک واغفر لی ذنوبی واذا خرج فیقول
اللهم افتح لی ابواب فضلک وینبغی ان
یکون فی صلوته خاشعا لان الله تعالی
قال قد افلح المؤمنون الایة ولا یلتفت
یمینا ولا شمالا فانه فی مقام عظیم بین
یدی الله تعالی وکما روی عن النبی علیه

تیری طرف اسلئے کہ اسکے پڑہنے مین بڑا ثواب ہے + اور
مروی ہے ابن مسعود سے کہ نبی صلعم نے فرمایا جب فارغ
ہو ایک تم مین سے وضو سے پس اشہدان لا الہ الا اللہ
واشہدان محمدا عبدہ ورسولہ پڑہے پہر درود پڑہے
جب پڑہیگا کہل جائینگے اُسکے لئے دروازے
رحمت کے + اور لائق ہے یہ کہ متوجہ ہو کر وضو کرے
اور فضول باتین نکرے اسلئے کہ ارادہ رکہتا ہے پروردگار
کی زیارت کا اور ارادہ رکہتا ہے اللہ کے سامنے
کہڑا ہونیکا + پس جب داخل ہو مسجد مین تو داخل ہو
تعظیم سے اور داہنے پاؤن کو اول رکہے اور بسم اللہ کہے پہر
سلام وصلوة بہیجے رسول اللہ صلعم پر اور اُس شخص پر جو
تابعداری کرے ہدایت کی یا اللہ کہولدے میرے
واسطے دروازے رحمت کے اور بخشدے میرے گناہ
اور جب مسجد سے نکلے تو کہے اے اللہ کہولدے میرے
لئے دروازے فضل کے + اور لائق ہے یہ کہ نماز خشوع
سے ادا کرے اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے فلاح
کو پہونچے وہ مومن جو نماز خشوع سے ادا کرتے
ہین اور دائین بائین نہ دیکہے اسلئے کہ اللہ کے سامنے کہڑا
ہے + اور اسی لئے نبی علیہ السلام سے مروی ہے

الصلوة والسلام انه مر على رجل يصلي
ويجاوز بصره عن موضع سجوده فقال رسول
الله عليه الصلوة والسلام لو خشع قلبه لخشعت
جوارحه وعنه عليه الصلوة والسلام انه
مدح صلوة رجل يقال له ابو سلمة بن عبد الرحمن
فقال الا ترون كيف لا يجاوز بصره عن موضع
سجوده وينبغي ان لا يلتفت يمينا ولا شمالا
فانه في مقام عظيم بين يدي الله تعالى
فاذا اراد افتتاح الصلوة ينبغي ان يحضر
النية ويعلم اي صلوة هي فان الصلوة لا
يجوز الا بالنية فاذا فرغ عن صلوته ينبغي
ان يدعو الله تعالى لنفسه ولوالديه ولجميع
المؤمنين والمؤمنات وينبغي ان يعظم
المسجد فان الله تعالى قال في بيوت اذن
الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعني
ان تعظم ونهى النبي عليه الصلوة والسلام
عن البيع والشراء في المسجد ويكره
كلام الفضول واللغو والشغب و
الخصومة فيه ويروى اللعب واذا اراد

کہ آپ ایک نمازی پر گذرے کہ سجدے کی جگہ سے آگے نظر کر
رہا تہا سو فرمایا رسول اللہ صلعم نے اگر اسکے دل مین خشوع ہوتا
تو اعضا پر بہی اسکا اثر ہوتا + اور مروی ہے رسول اللہ
صلعم سے کہ ایک آدمی کی نماز کی تعریف فرمائی اسکا نام
ابو سلمہ بن عبد الرحمن تہا پس فرمایا کیا نہین دیکہتے کہ
اسکی نگاہ سجدہ کے جگہ سے آگے نہین بڑہتی + اور
لائق ہے یہ کہ نہ دیکہے داہنے بائین اسلیئے کہ وہ بڑی
مقام مین اللہ تعالے کی آگے کہڑا ہے + جب نماز کے
شروع کرنیکا ارادہ کرے لائق ہے کہ نیت کرے اور جانے
کہ فلان نماز پڑہتا ہون اسلیئے کہ نماز بے نیت ہوتی نہین
جب نماز سے فارغ ہو تو لائق ہے کہ دعا مانگے اللہ تعالے سے
اپنے واسطے اور ماں باپ اور تمام مسلمانون کے لئے + اور لائق
ہے کہ تعظیم کرے مسجد کی اسلیئے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اذن
گہرون مین کہ اللہ نے حکم دیا انکو بلند کرنیکا اور وہان
اسکا نام پڑہنے کا یعنے اللہ کے گہرون کی تعظیم چاہیئے
اور منع فرمایا ہے نبی علیہ السلام نے مسجد مین خرید و فروخت
سے + اور مکروہ ہے مسجد مین فضول باتین کرنے شور
و غل کرنا اور جہگڑنا + اور مروی ہے شغب کی جگہہ
لعب یعنے کہیلنا + اور جب ارادہ کرے آدمی

الرجل دخول المسجد ينبغي ان يتعاهد
النعل والخف عن النجاسة ثم يدخل فيه

باب آداب النوم

قال الفقيه رحمه الله اذا اراد الانسان النوم ينبغي له ان ينام على الوضوء لان النبي عليه الصلوة والسلام قال من بات طاهرا بات في شعاره ملك لا يستيقظ ساعة من الليل الا قال الملك في فراشه اللهم اغفر لعبدك فانه بات طاهرا وان استطاع الانسان ان يكون ابدا على الطهارة فليفعل وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لانس بن مالك ان اتاك ملك الموت وانت على وضوء لم تفتك الشهادة قال وبلغنا ان الله تعالى قال لموسى يا موسى ان اصابتك مصيبة وانت على غير وضوء فلا تلومن الا نفسك وقال ان ارواح المؤمنين تعرج الى السماء اذا ناموا فما كان منها طاهرا اذن له بالسجود وما كان غير طاهر فلا يؤذن له بالسجود ويستحب

مسجد مین داخل ہونیکے تو اسکو چاہیے کہ جوتی اور موزے کو نجاست سے صاف کرلے پھر مسجد مین داخل ہو ۔

باب پچپن مین نیند کے آداب کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے جب ارادہ کرے آدمی سونے کا تو چاہیے کہ وضو سے سووے اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو رات گذارے طہارت پر رات گذارتا ہے فرشتہ اُسکے پاس مین نہین جاگتا کسی وقت رات کو مگر کہتا ہے فرشتہ اُسکے بستر پر اے اللہ بخش اپنے بندے کو اسلئے کہ رات طہارت سے گذارے اگر ہوسکے تو ہمیشہ طاہر رہے اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا انس بن مالک سے اگر تیرے پاس فرشتہ موت کا آئے حالت وضو مین تو شہادت کہین نہین گئی اور کہا یہ منقول ہے کہ اللہ تعالی نے حضرت موسی سے فرمایا اے موسی اگر تجھکو مصیبت پہنچے اور تو وضو سے نہ ہو تو اپنے نفس پر ملامت کر ۔ اور کہا روحین مومنین کے آسمان پر چڑھتی ہین سونے کے وقت جو اُن مین سے پاک ہوتے ہین اُن کو اجازت سجدہ کی ملتی ہے اور جو پاک نہین ہوتین تو اجازت سجدہ کرنے کی نہین ملتی ۔ اور مستحب ہے سونے

له عند نومه ان يضطجع على يمينه مستقبل
القبلة عند اول اضطجاعه فان بدا له ان
ينقلب الى الجانب الآخر فليفعل ويستحب
له ان يقول حين يضطجع بسم الله الذي
لا يضر مع اسمه شئ في الارض ولا في السماء
وهو السميع العليم ويدعو من الدعوات
بما شاء ويستحب له اذا اصبح ان يقول
حين يستيقظ ويقوم الحمد لله الذي
احيانا بعد ما اماتنا واليه النشور فاذا
قال هذا فقد ادى شكر ليله ويستحب له
عند دخول البيت ان يبدا برجله
اليمنى وعند الخروج يبدا برجله اليسرى
ويستحب للمسلم ان يعود لسانه بسم الله
في جميع حركاته وليقل الحمد لله بعد
الفراغ من كل شئ ليدخل حلاوة الايمان
في قلبه ويكره النوم في اول النهار وبعد
العصر وفيما بين المغرب والعشاء ويستحب
النوم في وسط النهار وروى عن ابن عباس
رضي الله عنه انه نظر الى بعض ولده وهو

سکے وقت لیٹنا داہنی کروٹ پر قبلہ کی طرف مونہہ کرکے
پہر اگر دوسری کروٹ کو جی چاہے تو کروٹ لیلے + اور
مستحب ہے وقت لیٹنے کے یہ کہ پڑہے بسم اللہ الذی
لا یضر مع اسمہ شئ فی الارض ولا فی السماء وہو
السمیع العلیم + اور جو چاہے دعا مانگے + اور جب
صبح ہو تو مستحب ہے نیند سے اٹہتے وقت یہ دعا پڑہنی
(اللہ کا شکر ہے جسنے بعد مارنے کے ہمکو زندہ کیا
اور اُسیکی طرف قبروں سے اُٹہنا ہے) پس
جب یہہ دعا پڑہ چکا تو اُسنے رات کا شکر ادا
کر دیا + اور مستحب ہے گہر مین داخل ہونے وقت
داہنا پانوٴن پہلے رکہنا اور نکلتے وقت بایان پانوٴن
پہلے رکہنا + اور مستحب ہے مسلمان کو کہ اپنی زبان
کو ہر کام مین بسم اللہ کہنی کی عادت ڈالے اور ہر
کام سے فارغ ہو کر الحمد للہ کہے تاکہ حلاوت ایمان
کی دل مین داخل ہو + اور مکروہ ہے نیند
اوّل دن مین اور بعد عصر کے اور مغرب عشا
کے بیچ اور مستحب ہے دوپہر کو + اور ابن عباس
رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہون
نے اپنے اولادمین سے کسیکو صبح کے وقت

ناتم نوم الصبحة فركضه برجله فقال قم
لا انام الله عينك اتنام فى الساعة التى
تقسم فيها الارزاق اماعلمت انها النوم التى
قال العرب مكرهة مكسلة مهرمة منساة
للحاجة ثم قال النوم ثلثة خلق وخرق
وحمق فاما الخلق فنومة الهاجرة واما
الحمق فنومة الضحى الصبح واما الخرق
فنومة اخر النهار لاينامها الا احمق او
سكران اومريض باب

اداب الاكل

قال الفقيه
رحمه الله يستحب غسل اليدين قبل
الطعام وبعده فان فيه بركة روى
زاذان عن سلمان قال قرأت فى التورية
الوضوء قبل الطعام وبعده يعنى غسل
اليدين بركة فذكرت ذلك لرسول الله
عليه الصلوة والسلام فقال نعم الوضوء
قبل الطعام وبعده بركة ولاياكل طعاما
حارا لانه روى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال ابردوا بالطعام فان

سو ٹہوکر مارے اسکو اور کہا اٹہہ تیرے آنکہون کو اللہ
نہ سولائے کیا ایسے وقت مین سوتاہے جس مین
رزق تقسیم ہوتے ہین کیا تونہین جانتا یہ نیند وہ
ہے جسکو اہل عرب کہتے ہین سستی لانے والی
بڑہاپا لانے والی ہے اور دیر کرنے والی حاجت
مین + پہر فرمایا نیند تین طرح کی ہے ایک خلق
دوسرے خرق تیسرے حمق سو خلق تو نیند دوپہر
کی ہے اور حمق نیند اول دن کی ہے اور خرق نیند
آخر دن کی ہے ایسے وقتون مین نہین سوتے مگر احمق
یا نشہ باز یا بیمار + **باب چہپن مین کہانے
کے آداب کا بیان ہے** کہا فقیہ رح نے
مستحب ہے دہونا ہاتہون کا کہانے سے پہلے اور پیچہے
اسلئے کہ اسمین برکت ہے + اور زاذان سلمان سے روایت
کرتے ہین کہ مین نے توریت مین پڑہا ہے دہونا
ہاتہونکا کہانے سے پہلے اور پیچہے موجب برکت ہے
پس اسکا ذکر مینے رسول اللہ صلعم سے کیا آپنے فرمایا ہاتہون
کا دہونا کہانے سے پہلے اور پیچہے سبب برکت کا ہے +
اور نہ کہاوے کہانا بہت گرم اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا کہانے کو ٹہنڈا کرکے کہاؤ اسلئے کہ گرم مین

الحار خير ذي بركة ولا يشم الطعام فان
ذلك من عمل البهائم وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال لا تشموا
الطعام كما يشم البهائم ولا ينفخ في الطعام
والشراب فان ذلك سوء الادب وروي
عن عكرمة عن ابن عباس عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه نهى ان ينفخ في الاناء
ويتنفس فيه واذا بدات فقل بسم الله
وليكن طعامك من حلال لانه يقال ان
من كان طعامه من حرام فاذا قال بسم الله
يقول له الشيطان كلا اني قد كنت معك
حين اكتسبته فانا شريكك فيه فلا افارقك
الان واذا كان طعامك من حلال فذكرت
اسم الله عليه يهرب الشيطان منك واذا
نسيت يشاركك الشيطان فيه فذلك
قوله تعالى وشاركهم في الاموال و
الاولاد واذا قلت بسم الله فارفع صوتك
حتى يلقن من معك وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال اذا اكل

گرم مین برکت نہین + اور نہ سونگھے کہانے کو اسلیئے کہ یہ فعل
چوپایونکا ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ آپنے فرمایا
نہ سونگھو کہانے کو جیسا سونگھتے ہین چارپایے اور نہ
پہونک ماری جاوے کہانے اور پانی مین اسلیئے کہ یہ بے
ادبی ہے اور عکرمہ بواسطہ حضرت ابن عباس کے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے برتن مین
پہونکہ مارنیسے اور برتن مین سانس لینے سے منع
فرمایا ہے + اور جب کہانا شروع کرے تو پڑہ بسم اللہ
اگر کہانا حلال ہو اسلیئے کہ کہانا اگر حرام کا ہوگا اور
پہر بسم اللہ کہے تو شیطان کہتا ہے ہرگز نہین مین تیرے ساتہہ
تہا جب تو نے اِس مال کو کمایا تہا اب بہی مین تیرا شریک
ہون الگ نہین ہو سکتا + اور جب ہو کہانا تیرا حلال پہر
ذکر کرے تو اُسپر اللہ کا نام تو شیطان بہاگ جائیگا اور جب
بسم اللہ کہنا بہول جائیگا تو البتہ شیطان شریک ہوگا یہی
مراد ہے اِس قول اللہ تعالی سے (اور شریک ہو تو
اُنکے مالون اور اولادون مین) اور جب کہے تو
بسم اللہ تو پکار کے کہہ تاکہ تیرے ساتہی بہی
بسم اللہ کہین + اور مروی ہے نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے جب کوئی تم مین سے کہانا

احدكم طعاما فليذكر بسم الله وليأكل
مما يليه وليأكل بيمينه واياكم الذروة
فان البركة تنزل من اعلاها ولا يأكل
احدكم بشماله فان الشيطان يأكل بشماله
ويشرب بشماله واذا وقع طعام احدكم
فلا يقم حتى يرفع فاذا رفع احدكم لقمة
فلا يلتفت حين يرفع واجتمعوا على
طعامكم يبارك لكم فيه وهذا كله عن النبي
عليه الصلوة والسلام وروت عائشة
رضي الله عنها انه قال اذا اكل احدكم
طعاما فليقل في اوله بسم الله فان نسي
في اوله فليقل في اخره او وسطه وقال
عبد الله بن مسعود اذا دخل الرجل
منزله فاكل ولم يسم اكل معه الشيطان
فان ذكر اسم الله منع الشيطان عن بقية
طعامه ونقى مما اكل واستانف طعاما
جديدا ومن السنة ان يأكل بيمينه لما
روى اياس بن سلمة عن ابيه عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه راى رجلا يأكل

شروع کرے تو بسم اللہ کہے اور اپنے آگے سے کہاے اور
دائین ہاتہہ سے کہاے کہانے کے بیچمین سے نہ کہاے
اسلئے کہ برکت بیچمین اُترتی ہے اور بائین ہاتہہ سے نہ کہاے
اسلئے کہ شیطان بائین ہاتہہ سے کہاتا پیتا ہے + اور جب
گرپڑے کہانا تو حتے الوسع اُٹہالی + جب کوئی شخص
لقمہ کہانے کو اُٹہاے تو اور طرف نہ دیکہے + ملکر
کہانا کہایا کرو کیونکہ اسمین برکت ہوتی ہے + اور یہ
سب حکم نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہین +
اور حضرت عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ جب کوئی تم مین
سے کہانا کہاے تو اول بسم اللہ کہہ لے اگر اول مین بہول
جاے تو آخر مین یا بیچ مین کہہ لے + اور کہا عبد اللہ
بن مسعود رضہ نے جب داخل ہو آدمی گہر مین اور کہانا
کہانا شروع کیا اگر بسم اللہ نہ پڑہے تو شیطان ساتہہ
کہاتا ہے اور اگر بسم اللہ پڑہ لے تو شیطان باقی کہانے
سے رُک جاتا ہے اور جتنا کہا لیتا ہے وہ قے کر دیتا
ہے اور پہر نئے سر سے کہانے کا ارادہ کرتا ہے + اور سنت ہے
دائین ہاتہہ سے کہانا اسلئے کہ ایاس بن سلمہ نے روایت کی
اپنے باپ سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
کرتے ہین کہ آپ نے دیکہا ایک شخص کو کہ اُسکا نام

له سيرين من قبيلة تميم يأكل بشماله فقال
له كل بيمينك قال لا استطيع فقال له لا
استطعت فقيل فما وصلت يده الى فيه
ومن السنة ان لا يأكل الطعام من وسطه
لانه روى عن سعيد بن جبير عن ابن عباس
رض عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
البركة تنزل من وسط الطعام فكلوا من
حافتيه ولا تاكلوا من وسطه وروى الحسن
عن النبي عليه الصلوة والسلام قال لا تاكلوا
الطعام من فوقه فان البركة تنزل من فوقه
فان قيل قد روى عن ابن عباس رضى الله عنه
انه اكل من وسط الطعام وقال اكل البركة
ولا ادعها قيل له احتمل انه فعل ذلك بعد
ما اكل من حافتيه ومن السنة ان يلعق
اصابعه قبل ان يمسح بالمنديل دتن كه من
امر العجم وامر الجبابرة والفراعنة وكذلك
يلعق القصعة ويقال ان القصعة تستغفر
لمن يلعقها وروى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ان الله وملائكته يصلون

سیرین تہا اور قبیلۂ تمیم مین سے تہا کہ بائین ہاتہہ سے
کہاتا ہے آپنے فرمایا دائین ہاتہہ سے کہا کہا مین سے
نہین کہا سکتا پس آپنے فرمایا نہ کہا سکیو تو پس کہا گیا
کہ آیندہ سے کبہی اسکا ہاتہہ مونہہ تک نہ پہنچا + اور
یہہ بہی سنت ہے کہ کہانے کو بیچ مین سے نہ کہاے
اسلیئے کہ سعید بن جبیر بواسطہ ابن عباس کے نبی علیہ السلام
سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برکت کہانے کے
بیچ مین اُترتی ہے پس کنارون سے کہاؤ بیچ سے نہ کہاؤ
اور مروی ہے حسن سے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہانا اوپر سے
نہ کہاؤ اسلیئے کہ برکت اوپر ہی اُترتی ہے + اگر کوئی
کہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ اُنہون نے بیچ مین
سے کہایا اور کہا مین برکت کہاتا ہون چہوڑتا نہین تو
جواب مین یہ کہا جائیگا کہ احتمال ہے کہ کنارون کے
کہانیکے بعد بیچ مین سے کہایا ہو + اور یہہ بہی سنت ہے کہ
انگلیون کو رومال سے پونچہنے سے پہلے چاٹلے اور نہ چاٹنا
اُنکا عجمیون کی عادت ہے اور متکبرین اور فرعونون کی ہے
اور اسیطرح رکابی کو بہی چاٹ لے + اور کہا جاتا ہے
کہ برتن چاٹنے والے کے واسطے استغفار کرتا ہے اور
مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ الله تعالی اور فرشتے رحمت بہیجتے ہین

على الذين يلعقون اصابعهم وروى عن
عطاء عن ابن عباس رضى الله عنه ان النبى عليه
الصلوة والسلام قال اذا اكل احدكم فلا
يمسح يده بالمنديل حتى يلعق اصابعه
وروى جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال
من يلعق القصعة تقول القصعة اللهم
اعتقه من النار كما اعتقنى من يد الشيطان
وروى جابر عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه امر بلعق القصعة وروى عن عبدالله
ابن ابى بريدة قال رايت ابن عباس يلعق
اصابعه الثلثة اذا اكل وروى جابر عن
النبى عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
طعم احدكم فلا يمسح يده حتى يمصها فانه
لا يدرى فى اى طعام يبارك له عن عبدالله
ابن ابى يزيد رض قال رأيت ابن عباس
رضى الله عنه يلعق اصابعه اذا اكل وروى
جابر ان النبى عليه الصلوة والسلام امر
بلعق الصحفة ومن السنة ان ياكل ما يسقط
من المائدة لما روى حجاج السلمى ان النبى

انگلیون کے چاٹنے والون پر * اور عطا ابن عباس
سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلعم نے فرمایا جب کوئی
تم مین کچھ کہائے تو رومال سے ہاتھ نہ پونچھے جب تک
انگلیان نہ چاٹ لی * اور جابر نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین جو شخص برتن کو چاٹ لیتا ہے
تو برتن دعا کرتا ہے لئے اسکے اللہ اسکو آگ سے آزاد کر
جیسے اسنے شیطان کے ہاتھ سے مجھے آزاد کیا *
اور پھر جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے برتن چاٹنے کا حکم فرمایا ہے * اور عبداللہ
بن ابی بریدہ کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو
تینون انگلیان چاٹتے دیکھا ہے جب کبھی کہانا کہاتا
ہے * اور جابر نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین کہانا کہائے تو ہاتھ نہ پونچھے
یہانتک کہ ہاتھ نہ چوس لے اسلئے کہ اسکو کیا خبر ہے کہ
کس جزو مین برکت ہے * اور عبداللہ بن ابی یزید
کہتے ہین کہ مین نے ابن عباس کو انگلیان چاٹتے دیکھا جب
کبھی کہانا کہایا * اور روایت ہے جابر سے کہ نبی صلعم رکابی کے چاٹنے
کا حکم فرمایا * اور مسنون ہے دسترخوان سے گرے ہوئے
کو کہانا اسلئے کہ حجاج اسلمی نبی صلی اللہ علیہ

ان النبي عليه الصلوة والسلام قال من اكل
ما يسقط من المائدة لم يزل في سعة من
الرزق وفي الحمق عنه وعن ولده وولد ولده
وروي جابر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اذا سقطت لقمة احدكم فليأخذها
وليمط عنها الاذى وليأكلها ولا يدعها
للشيطان ومن السنة ان لا يجمع بين الفاكهة
وبين البقل في طبق واحد وروي عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه نهى ان يجمع بين
التمر والنوى على الطبق الواحد ومن السنة
ان يحمد الله تعالى اذا فرغ من الطعام وروي
ابوبكر المزني عن عطاء عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا كان في الطعام
اربع خصال فقد كمل شانه اذا كان اوله
من حلال فاذا اكل ذكر اسم الله تعالى
ثم يكثر عليه الايدي واذا فرغ منه
يحمد الله تعالى ولا ينبغي ان يرفع صوته
بالحمد لله الا ان يكون جلساءه قد فرغوا
من الاكل لان في دفع الصوت منعا لهم

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے دسترخوان
کے گرے ہوئے کو کہایا اُسپر رزق کی ہمیشہ وسعت
رہیگی اور وہ اور اُسکی اولاد حمق سے محفوظ رہیگی * اور
جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا جب کسیکی ہاتہہ سے لقمہ گرجاوے تو اُسکو
اُٹھالے اور صاف کرکے کہالے شیطان کے لیے نچھوڑے
اور مسنون ہے یہ کہ نہ جمع کرے میوے اور ترکاری
کو ایک برتن مین یعنے ایک وقت مین دونون کہاوے
اسلیئے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے جمع کرنے کو
منع فرمایا ہے اور مسنون ہے الحمد للہ کہنا کہانے
سے فارغ ہونے کے بعد * اور ابوبکر مزنی بواسطہ
عطا کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ
جس کہانے مین چار باتین ہون وہ کہانا خوب ہے
اول تو حلال کا ہو دوسرے اُسپر بسم اللہ کہی جاوے
تیسرے بہت سے آدمی اُسکو کہائین چوتھے بعد
فراغت کے الحمد للہ پڑہی جاوے * اور لائق نہین
انسان کو کہ الحمد للہ پکار کر کہے مگر ساتہی اُسکی کہا
چکے ہین تو مضایقہ نہین کیونکہ الحمد للہ پکار کر کہنا گویا
اُنکو منع کرنا ہے * اور مستحب ہے ابتدا نمکین

عن الاکل ویستحب له ان یبدا الطعام
بالملح ویختم به فان ذلک من السنة ویقال
فیه شفاء من سبعین داء ویستحب ان
یاکل مما یلیه والاجتماع علی الطعام افضل
من فرادی وقد روی عن النبی علیه الصلوة
والسلام انه قال شر الناس من اکل وحدہ
وضرب عبده ومنع رفده ویقال احب
الطعام الی الله تعالی ما کثرت فیه الایدی
ویکره للانسان ان یکثر الاکل حتی یملاء
بطنه وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال ما ملاء ابن ادم وعاء شرا من بطنه
فان کان لابد من ذلک فینبغی ان یجعل
بطنه اثلاثا فثلث للطعام وثلث للشراب
وثلث للنفس ویقال فی قلة الاکل منافع
کثیرة منها ان یکون الرجل اصح جسما واجود
حفظا واذکی فهما واقل نوما واخف نفسا
وفی کثرة الاکل مضار کثیرة منها التخمة ویتولد
منه الامراض المختلفة ویقال اذا کانت
العلة من قلة الاکل صلحت بمؤنة قلیلة

کے ساتھ کرنی اور آسی پر ختم کرنا اسلئے کہ یہ بہی مسنون
ہے اور مشہور ہے کہ اس طرح کرنے مین ستر مرضون کیلئے
شفا ہے ٭ اور اپنے آگے سے کہانا مستحب ہے ٭ اور ملکر
کہانا تنہائی سے بہتر ہے ٭ آور نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آدمی وہ بہت برا ہے جو تنہا کہاے اور غلام کو مارے
اور پیالہ مانگا نہ دے ٭ اور کہا جاتا ہے محبوب تر
اللہ کے نزدیک وہ کہانا ہے جسپر بہت سے ہاتہہ
پڑین ٭ آور مکروہ ہے آدمی کے لیئے پیٹ بہر کے کہانا
اور مروی ہے نبی علیہ السلام سے کہ کوئی برتن جو ایسا ہے
بہر کر پیٹ سے زیادہ برا نہین اگر آدمی کو پیٹ ناچار بہرے
تو چاہیئے کہ پیٹ کے تین حصے کرے ایک کہانے کے لیئے
ایک پانی کے لیئے ایک سانس کے لیئے ٭ آور کہا جاتا ہے
کہ کم کہانے مین بہت فائدے ہین انمین سے یہ ہے
کہ آدمی تندرست رہتا ہے حافظہ درست رہتا ہے سمجھ
تیز رہتی ہے نیند کم آتی ہے سانس آسانی سے آتا جاتا
ہے ٭ اور زیادہ کہانے مین بہت نقصان ہین انمین
سے ایک تو تخمہ ہے کہ وہ امراض مختلفہ کو پیدا کرتا ہے
اور کہا جاتا ہے کہ بیماری اگر کم کہانیکے سبب سے پیدا ہوئی
ہے تو اسکی اصلاح تہوڑی سی دقت سی ہو جاتی ہے

واذا كانت العلة تولدت من كثرة الاكل يحتاج الى مؤنة كثيرة حتى يدفعها وقال بعض الحكماء ثلثة اصناف من الناس يبغضهم الناس من غير ان يكون لهم منهم اذى البخيل والمتكبر والاكول

باب اجابة الدعوات

قال الفقيه رحمه الله اذا دعيت الى وليمة فان لم يكن ماله حراما ولم يكن فيها فسوق فلا باس بالاجابة وان كان ماله حراما فلا تجبه وكذلك اذا كان فاسقا معلنا فلا تجبه ليعلم انك لست براض بفسقه فاذا اتيت وليمة فرايت فيها منكرا فانههم عن ذلك فان لم ينتهوا عن ذلك فارجع لانك لو جالستهم يظنون انك راض بفعلهم وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من تشبه بقوم فهو منهم وقال بعضهم اجابة الدعوة واجبة لا يسع تركها واحتجوا بما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من لم يجب الدعوة فقد

اور اگر وہ کثرت سے کہانے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے تو بہت دقت اور دشواری سے جاتی ہے ❊ اور کہا بعض حکمانے تین طرح کے آدمی ایسے ہین کہ مخلوق اُنکو بُرا جانتی ہے حالانکہ اُنکو اُنسے کچھہ تکلیف نہین پہنچتی ایک بخیل دوسرا متکبر مغرور تیسرا بہت کہانے والا

باب ستاون مین دعوت کے قبول کرنیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے جب تو بُلایا جاوے ولیمہ مین تو اگر حرام کا مال نہوا ور فسق و فجور بہی وہان نہو تو قبول کرلے اور اگر مال حرام ہے یا بُلانے والا اعلان فسق کرتا ہے تو تو قبول نکر تا کہ وہ جانے کہ تو اُسکے فسق سے راضی نہین ❊ پس جب تو ولیمہ مین جائے اور وہان بیٹہا رہیگا تو وہ گمان کرینگے کہ تو اُنکے فعل سے خوش ہے۔ اور اسلئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص تشبہ کرے کسی قوم سے تو وہ اُنہین مین سے ہے ❊ اور بعضے کہتے ہین دعوت کا قبول کرنا واجب ہے رد کرنا اُس کا جائز نہین اور دلیل مین یہ روایت لاتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو دعوت قبول نکرے وہ ابوالقاسم کا یعنے ہمارا نافرمان ہے ❊ اور

فقد عصى ابا القاسم وقال عامة العلماء
الاجابة ليست بواجبة ولكنها سنة
والافضل ان يجيب اذا كانت وليمة
يدعى فيها الغنى والفقير لان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لو دعيت الى كراع
لاجبت ولو اهدى الى ذراع لقبلت واما
الخبر الذى ورد من لم يجب الدعوة فقد
عصى ابا القاسم فانما ورد لان القوم
كانت بينهم عداوة فى الجاهلية فكانت
بالاجابة الفة وفى تركها عداوة فاوجب
رسول الله صلى الله عليه وسلم عليهم الاجابة
فاذا لم يخف هذا المعنى فالرجل بالخيار
ان شاء اجاب وان شاء ترك والاجابة افضل
لان فيه ادخال السرور على المؤمن قال بعض
الحكماء من دعانا فابينا فله الفضل علينا
فاذا نحن اجبنا رجع الفضل الينا واذا
توسك انسان فاجبته فاياك ان تمتنع
من الحضور الا لعذر ظاهر لان فى الامتناع
بعد الاجابة جفاء وفيها ايضا خلاف الوعد

اور عام علما کہتے ہیں دعوت کا قبول کرنا واجب
نہیں سنت ہے ہاں افضل یہ ہے کہ قبول کرلے
اگر ایسا ولیمہ ہو جس میں امیر غریب سب بلائے
جاتے ہوں اسلئے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا
اگر بلایا جاؤں میں طرف ایک پاؤں بکری کے کھانے
کے لئے تو قبول کرلوں اور اگر ہدیہ دیا جاوں میں
دست گوشت کا تو قبول کرلوں + اور وہ حدیث جسکا
یہ مضمون ہے جو دعوت قبول نکرے وہ نافرمان ہے اُسکا
یہ حال ہے کہ یہ حدیث ایک ایسی قوم کے واسطے آئی ہے
کہ زمانہ جاہلیت میں اُنمیں عداوت تھی اور دعوت کے قبول
کرنے میں محبت پیدا ہوتی ہے اور انکار میں دشمنی اسلئے رسول اللہ
صلعم نے انکے واسطے دعوت قبول کرنیکو واجب کردیا تھا پس جب
آدمی کو ناخوشی کا خوف نہو تو اُسکو اختیار ہے چاہے قبول کرے
چاہے نکرے مگر پھر بھی قبول کرلینا افضل ہے اسلئے کہ اسمیں
مسلمان کا جی خوش ہوجائیگا + کہا بعض حکما نے جسنے ہمارے دعوت
کی اگر ہمنے انکار کردیا تو اُسکو ہمپر فضیلت ہے اور جو ہمنے قبول کرلی
تو ہمکو فضیلت حاصل ہوگئی + اور جب کسی نے تجھے بلایا اور تونے اسکا دعوت
قبول کرلیا تو ضرور جانا چاہئے مگر کوئی عذر ظاہری پیش آجائے تو خیر
اسلئے کہ دعوت مان لینے کے بعد نجانا ظلم ہے اور دوسرے اسمیں خلاف وعدہ بھی ہے

واذا دعيت الى وليمة وانت صائم فاخبره
بذلك فان كان لابد لك من الحضور فاجبه
فاذا دخلت المنزل فان كان صومك
تطوعا فان كنت تعلم انه لايشق عليه فلا
تفطر وان علمت انه يشق عليه امتناعك
من الطعام فان شئت فافطر فاقض يوما
مكانه وان شئت فلاتفطر والافطار
افضل لان فيه ادخال السرور فى قلب
المؤمن وروى ابو سعيد الخدرى رضى
الله عنه عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه اضافه رجل مع اصحابه وكان فيهم
رجل صائم فقال له النبى عليه الصلوة
والسلام اجب اخاك وافطر واقض
يوما مكانه وروى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا دعى احدكم الى طعام
فليجب ان كان مفطرا فلياكل وان كان
صائما فليصل يعنى يدعولهم بالبركة وروى
عن عمر بن الخطاب رضى الله عنه انه دعى الى
طعام فجلس ووضع الطعام فمد يده فقال

اگر تو کسیکے ولیمہ مین بلایا جاے اور روزہ دار ہو تو کہدے ہین
روزہ سے ہون اگر وہان جانا ضروری ہو تو جانے کا وعدہ کرلے
پہر جب تو وہان پہنچے تو اگر روزہ نفلی ہو اور صاحب خانہ
کو تیرے نہ کہانے سے رنج نہ ہو تو روزہ توڑنے کی
ضرورت نہین اور اگر رنج ہو تو تجہے توڑنے نہ توڑنے
مین اختیار ہے اگر توڑے تو قضا کردینا مگر توڑ دینا افضل
ہے اسلیئے کہ اسمین مسلمان کا دل خوش ہوجائیگا
اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے
آپکی مع صحابہ کے دعوت کی ایک شخص اُنمین روزہ
سے تہا سو اُسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
اپنی بہائی کی دعوت قبول کر اور روزہ توڑدے پہر قضا
کردینا * اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم مین سے کہانے کے واسطے
بلایا جائے تو قبول کرلے اگر روزہ دار نہین ہے تو
کہالے اور اگر روزہ دار ہے تو اُن کے واسطے برکت
کی دعا کرے * اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ آپ کسی مجلس مین کہانے کے لئے
بلائے گئے اور کہانا آگے رکہا گیا سو آپنی ہاتہہ بڑہایا اور کہا

كلوا بسم الله ثم قبض يداه فقال لي صايم
وقال الآخرون ان الافطار افضل لان فيه
ادخال السرور على المؤمن والله اعلم بالصواب

اداب الضيافة

قال الفقيه رحمه الله يستحب للضيف ان
يجلس حيث يجلس لان صاحب البيت
اعرف بعورة اهل بيته من غيره ويقال
على الضيف اربعة اشياء اولها ان يجلس
حيث يجلس والثاني ان يرضى بما قدم
اليه والثالث ان لا يقوم الا باذن رب
البيت والرابع ان يدعوله اذا خرج وكان
النبي عليه الصلوة والسلام اذا خرج
يقول افطر عندكم الصائمون واكل
طعامكم الابرار وصلت عليكم الملائكة
وتنزلت عليكم الرحمة ولا ينبغي للضيف
ان يسمي على رب البيت الا بالماء
والملح ولا يعيب طعامه فما وجد اكل
وحمد وهو الادب ويقال في المثل ليس
للضيف ما اشتهى وتخير وان للضيف

کہا اللہ کے نام پر پہر ہاتھ کہینچ لیا اور فرمایا مین تو روزہ دار
ہون اور کہا بعضون نے روزہ کا توڑ دینا افضل ہے اسلئے کہ
اسمین مسلمان کا دل خوش ہوگا **باب اٹھاونوان مین
مہمانی کے آداب کا بیان ہے** کہا فقیہ
رحمہ نے مہمان کے لئے مستحب ہے کہ جہان بٹھایا جاے بیٹھ جائے
اسلئے کہ صاحب خانہ اپنے گہروالونکی پردہ کا حال
خوب جانتا ہے اور کہا جاتا ہے مہمان پر چار باتین
لازم ہین اول تو جہان اسکو بٹھایا جاسکے وہان بیٹھ
جاے دوسرے جو سامنے اسکے لایا جاے بخوشی کہالے تیسرے
بغیر اجازت صاحب خانہ کے نجائے چوتہے چلتے وقت
صاحب خانہ کے لئے دعاے خیر کرے اور نبی صلعم
کی عادت تہی کہ جب آپ دعوت کہاکر باہر نکلتے تو
فرماتے روزے دارون تمہارے یہان روزہ کہولا
نیک لوگون نے تمہارا کہانا کہایا رحمت بہیجی تیرے فرشتون نے
اور اتری تیر رحمت مہمان کو لایق نہین کہ صاحب خانہ
سے سوا پانی اور نمک کے کسی اور چیز کی فرمایش کرے اور
کہانے مین عیب نہ نکالے جیسے کہالے اور شکر کرے
یہی ادب ہے اور مثل مشہور مین ہے مہمان کا یہ حق نہین
کہ اپنی آرزو اور تمنا نکالے مہمان کا حق یہی ہے

ما يقدم اليه واذا كان على المائدة من هو
اكبر منك فلا تبتدء قبله فانه يقال الصدر
للسلطان والبداية لذي السن وذكر ان
حكيما دعي الى طعام فقال اجيبك بثلثة
شرائط اولها ان لا تتكلف ولا تخون
ولا تجور فقال ما التكلف قال ان تتكلف
بما ليس عندك قال وما الخيانة قال ان
تبخل بما عندك ولا تقربه الى ضيفك
قال وما الجور قال ان تحرم عيالك وتوثر
ضيفك عليهم فاذا دعوت قوما الى طعام
فان كان القوم قليلا فان جلست معهم
فلا باس وان تخدمهم على المائدة فهو
احسن لان خدمتك اياهم على المائدة
من المروة وان كان القوم كثيرا فلا
تقعد معهم واخدمهم بنفسك فان اكرام
الضيف ان تخدمهم بنفسك وذكر في
قول الله تعالى هل اتيك حديث ضيف
ابراهيم المكرمين قال كان اكرامهم خدمته
بنفسه ويستحب ان يقول للضيف احيانا

کہ جو اسکے آگے رکھا جاوے * اور جب دسترخوان پر تجہسے بڑا جو
ہو تو اس سے پہلے کہانا نہ شروع کر اسلیے کہ صدر کی جگہہ بادشاہ
کا حق ہے اور ابتدا کرنا کہانے مین بڑے کا حق ہے اور مشہور ہے
کہ ایک حکیم کی کسی نے دعوت کی کہا تین شرطون سے قبول کرتا ہون
اول یہ کہ تکلف نکریو دوسرے یہ کہ خیانت نکریو تیسرے یہ کہ
ظلم نکریو اسنے پوچہا تکلف کیا ہے کہا تکلف یہ ہے کہ جو تیرے
پاس نہو اسکی فکر کرنا کہا خیانت کیا ہے کہا یہ ہے کہ جو تیرے
پاس ہو اسمین بخل کرے مہمانکو نہ کہلاوے کہا ظلم کیا ہے کہا یہ
کہ اہل وعیال کو تو محروم رکہے اور مہمانکو کہلاوے *
اور جب تو کسی قوم کی دعوت کرے سو اگر وہ تہوڑے ہون
تو اگر ساتہ انکے بیٹہہ جاوے تو کچہہ مضایقہ نہین اور
اگر خدمت مین رہے تو انکی تو بہت اچہا ہے اسلیے کہ
دسترخوان پر خدمت کے لیے حاضر رہنا مروت مین
داخل ہے اور اگر قوم بہت ہو تو انکے ساتہ نہ بیٹہہ تو خود
خدمت کر اسلیے کہ مہمان کی تعظیم یہی ہے کہ تو خود انکی خدمت
کرے * اور ذکر کیا گیا بیچ تفسیر قول اللہ تعالے کے جسکا ترجمہ
یہ ہے کہ پہنچی ہے تجہکو بات ابراہیم کے مہمانونکی جو عزت والے
تہے) کہا علمانے انکی تعظیم یہ تہی کہ حضرت ابراہیم بذات
خود خدمت کرتے تہے * اور مستحب ہے کبہی کبہی مہمان کو کہنا

كل من غير الحاج لان الفرس قد يشرب
احيانا بغير صفير ومع الصفير اكثر شربا
والبعير يشرب بغير هرهر ومع الهرهر اكثر
فكذلك الضيف اذا قلت له كل كان اكله
اهنى واشهى ولا تلح عليه فان الالحاح
مذموم ولا تكثر السكوت عند الاضياف
فتدخل عليهم الوحشة ولا تغب عنهم فان
ذلك من الجفاء والحقارة ولا تغضب على
الخادم عند الاضياف لانه يقال افضل
ما يبذل للضيف ويكرم به الوجه الطلق
والوجه الجميل والرفق واقصى كرامة الضيف
الوجه الطلق ولا ينبغي ان تجلس معهم
من يثقل عليهم فان الثقيل يبغض الطعام
فاذا فرغوا من الطعام فاستاذنوا ينبغي
ان لا تمنعهم فان ذلك ربما يثقل عليهم
ويأذن بالخروج وروى عن محمد بن سيرين
انه قال لا تكرم اخاك بما يكره وذكر ان
حكيما اضافه رجل فقال له اجبتك بثلاثة
شرائط احدها ان لا تطعمني سما والثاني

کہا تو لیکن بغیر اصرار کے اسلیے کہ گہوڑا بغیر سیٹی کے پانی
تہوڑا پیتا ہے اور سیٹی سے زیادہ پیتا ہے اور اونٹ بغیر حدی
کے تہوڑا پانی پیتا ہے اور حدی سے زیادہ پیتا ہے اسیطرح
مہمان کو جب کہا جاتا ہے کہاؤ تو وہ رغبت سے اور مزے
سے کہاتا ہے لیکن اصرار نہ چاہیے اسلیے کہ اصرار برا ہے
اور مہمانون کے پاس چپکا نہ بیٹہا رہو کبہی گہبرائین اور
انسے غایب بہی نہو اسلیے کہ یہ ظلم ہے اور حقارت ہے
اور خادم پر مہمانون کے سامنے غصہ نہو اسلیے کہ مہمان کے
لیے جو امر افضل ہے وہ یہ ہے کہ خندہ پیشانی اور نرمی سے
پیش آئے اور انتہا تعظیم کی کشادہ پیشانی ہے
اور لایق نہین کہ مہمانون کے ساتہہ ایسے لوگون کو
بٹہائے جو انکو بہاری معلوم ہون اسلیے کہ بہاری
کہانے کی لذت کو خاک مین ملا دیتا ہے جب مہمان
فارغ ہون تو انکو چاہیے اجازت مانگنی اور صاحب خانہ کو
لایق ہے کہ روکے نہین اسلیے کہ کبہی یہ روکنا انپر بہار ہوتا ہے
سو انکو جانیکی اجازت دیدے اور ابن سیرین کہتے ہین کہ
اپنے بہائی کا اکرام اسطرح نکر کہ اسکو برا معلوم ہو اور ذکر
کیا کہ ایک حکیم کی کسینے دعوت کی سو کہا حکیم نے تین شرطون
سے قبول کرتا ہون ایک تو مجہے زہر نہ کہلائیو دوسرے

ان لاتحبس معی من هو احب الیک وابغض
الی والثالث ان لاتحبسنی فی السجن قال نعم
فلما دخل علیه اجلس معه صبیا صغیرا فلما
قدم الطعام وفرغ من الاکل جعل یلح علیه
فی الاکل فلما اراد الخروج قال له امکث
ساعة فقال له الحکیم قد ترکت العهود
کلها واذا حضر بعض القوم وابطاء اخرون
فالحاضر احق ان یقدم الیه الطعام عن المتخلف
ویقال ثلث یورث الکسل رسول یبطئ
وسراج لایضئ وطعام ینتظر علیه من یجئ
وینبغی لصاحب الضیافة ان لایقدم الطعام
مالم یقدم الماء لیغسلوا الایدیهم فاذا اراد
ان یقدم الماء لغسل الایدی قبل
الطعام کان القیاس ان یبدا اولا بالصغیر
ومن هو فی اخر المجلس ویوخر صاحب
الصدر لان فی ذلک حبسا عن الشروع
فی التناول فالبر فی تاخیره ولکن الناس
قد استحسنوا بالبدایة لصاحب الصدر
وان کان ذلک قبل الطعام وبعد ون

میرے ساتھ ایسے کو نہ بٹھائیو جو تیرے نزدیک محبوب ہو
اور میرے نزدیک مبغوض ہو تیسرے مجھے قید خانہ میں قید
نکریو کہا اچھا پس جب حکیم اُسکے گھر گیا اُسکے ساتھ چھوٹا
بچہ بٹھادیا جب کھانا کھا چکا تو اُس سے کہا اصرار کرنے لگا جب جانیکا
ارادہ کیا کہنے لگا ذرا تو ٹھیرو کہا حکیم نے تو نے سب
عہد توڑ دیے * اور جب بعض لوگ آگئے اور بعض
ابھی نہیں آئے تو حاضر آگئے ہیں اُنکا حق ہے کہ کھانا
اُنکے سامنے رکھا جاوے جو نہیں آئے اُنکی رعایت سے
اُنکو نہ بٹھلائے رکھے * اور کہا جاتا ہے تین چیزیں جسم کو
سُستی طبیعت کی دیتی ہیں قاصد جو دیر کرے اور چراغ جو صاف
روشن نہو اور وہ کھانا جسپر کسیکے آنیکا انتظار کیا جاوے اور
صاحب ضیافت کو چاہیے کہ کھانا پہلے آگے نہ رکھدے پہلے پانی
ہاتھ دہونیکے لیے لائے اور جب پانی ہاتھ دہونیکے لیے لایا جاوے تو
تو عقل تو یوں چاہتی ہے کہ اُن بچوں کی اور اُن لوگوں کی جو
آخر مجلس میں ہوں ہاتھ دہلائے جو صدر جگہ میں بیٹھا
ہو اُسکے ہاتھ سب کے بعد میں دہلائے اسلیے کہ اسطرح کرنے میں
کھانا شروع کرنے سے روکنا ہے سو خوبی تاخیر میں ہے * مگر لوگ
صاحب صدر کے اوّل ہاتھ دہلانے کو پسند کرتے ہیں
اگرچہ وہ کھانے سے پہلے ہو اور اُسیکو خوبی میں

ذلك من الترفان فعل ذلك فلا باس واذا
اوتي بالماء وغسلوا ايديهم قبل الطعام
كان القياس ان لايمسح الغاسل يده
بالمنديل لانه غسل يده من امس فلا
يمس بعد الغسل ولكن الناس قد
استحسنوا بمسح اليد بالمنديل فاذا فعل
ذلك فلا باس به واذا ارادوا غسل
ايديهم بعد الطعام فينبغي ان يبدا
باصحاب الصلاح حتى ينتهي الى اخر المجلس
وقد كره بعض الناس افراغ الطست في
كل مرة وذهب الى ماروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال املؤا الطسوت
وخالفوا المجوس وقد روي
في خبر اخر اجمعوا وضوءكم جمع الله
شملكم فيقال افراغ الطست في كل مرة
من فعل العجم وقال بعضهم لاباس به
وهو من المروة لان الدسومة اذا سالت
في الطست فربما ينتضح الى ثيابه فيفسد
عليه ثيابه وكان في الزمن الاول غالب

شمار کرتے ہین خیر اگر کوئی یون ہی کرے تو بہی کچہہ مضایقہ
نہین پہر جب پانی آیا اور ہاتہہ دہولیے تو حقیقی یون
کہتی ہے کہ ہاتہون کو رومال سے نہ پونچہا جائے اسلیے
کہ ہاتہہ تو اسیواسطے دہوئے تہے کہ اور چیزونکو لگے تہے
سواے کسی اور چیز کو نہ چہوے لیکن لوگ ہاتہہ پونچہنے کو
پسند کرتے ہین خیر اگر یون ہی کرے تو بہی مضایقہ نہین
اور جب بعد کہانے کے ہاتہہ دہونے چاہین تو بہتر ہے
کہ پہلے سردارون کے ہاتہ دہلائے جائین + اور بعضے
لوگون نے بار بار طشت کے پانی پہینکنے کو مکروہ کہا ہے
اور دلیل یہ بیان کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
طشتون کو بہر کر اوندہا کیا کرو اور مجوسیون کی مخالفت
کیا کرو . . . . . . + اور دوسری حدیث مین
آیا ہے وضو کے پانی کو جمع کرلیا کرو تاکہ اللہ تعالی
تمکو جمعیت خاطر عنایت کرے + اور مشہور ہے کہ
ہر بار طشت کا اوندہانا عجمیونکی عادت ہے + اور بعضے
کہتے ہین اسمین کچہہ مضایقہ نہین بلکہ مروت مین
داخل ہے اسلیے کہ چکنائی جب طشت مین آجاتی
ہے تو اگر پانی آدمی کے کپڑے پر گر جائیگا تو کپڑے
خراب ہونگے اور پہلے زمانے مین اکثر کہانا روٹی اور

طعامهم الخبز والتمر او طعام فيه قليل الدسم
واما اليوم اذا اكلوا الباجات والالوان
ويصيب ايديهم بذلك فلا باس بان يصيبه
في كل مرة وان اي الوجهين فعل فلا باس به
ويكره للرجل ان ينظر الى لقمة غيره لان في
ذلك سوء الادب ولا ينبغي للضيف ان
يكثر الالتفات الى موضع الذي يؤتى
بالطعام لان ذلك مكروه عند الناس

باب الخلال

قال الفقيه رحمه الله روى حسن بن عون
عن ابن سيرين انه قال كان ابن عمر يامر
بالخلال ويقول اذا تركه وهن الاضراس
وروى جابر عن عمر بن الخطاب رضي الله
عنه انه قال لا تغتسلوا بالماء المشمس فانه
يورث البرص ولا تخللوا بالقصب فانه
يورث الاكلة وقال الاوزاعي لا تخللوا
بالاس فان ذلك يورث عرق النساء
قال الفقيه اذا تخلل الرجل فما خرج
من بين اسنانه شيء من الطعام فان ابتلعه

چہوڑتے تہے یا ایسا کہانا تہا جس مین چکنائی کم ہوتی تہی
لیکن اس زمانے مین طرح طرح کے سالن اور کہانے مرغن
کہائے جاتے ہین ہاتہہ چکنے ہوجاتے ہین تو اگر اس زمانے
مین ہر دفعہ پانی پہینکدیا جاوے تو کچہہ مضایقہ نہین بہر حال دونون
صورتون مین حرج نہین ، اور آدمی کو یہ نچاہیے کہ دوسرے کے
لقمہ کی طرف دیکہے اسلیے کہ اسمین بے ادبی ہے + اور مہمان کو
یہ لایق نہین کہ جسطرف سے کہانا آتا ہو اسطرف کو تاکتا رہے کیونکہ
یہ امر مخلوق کے نزدیک معیوب گنا جاتا ہے ÷ باب

دانتون مین خلال کرنے کا بیان ہے

کہا فقیہ نے حسن بن عون ابن سیرین سے روایت کرتے
ہین کہ حضرت عمرؓ خلال کو فرمایا کرتے تہے کہ اگر کوئی
خلال کو چہوڑیگا تو داڑہین ضعیف ہوجاینگی + اور
جابر حضرت عمرؓ سے روایت کرتے ہین کہ دہوپ کے
پانی سے نہایئو کیونکہ یہ برص پیدا کرتا ہے اور نہ خلال
کیا کرو بانس کی خلال سے کیونکہ خارش پیدا کرتا ہے
اور اوزاعی کہتے ہین کہ آس کا خلال نکیا کرو کیونکہ
یہ مرض عرق النسا پیدا کرتا ہے + کہا فقیہ رحمۃ اللہ
علیہ نے اگر آدمی خلال کرے تو جو کچہہ دانتون
مین سے نکلے چاہیے تو اسے نگل لے اور چاہے

جاز فان القاه جاز وقد جاء في الاثر الرخصة
في الوجهين جميعا وهو ما روى ابو هريرة عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من اكل طعاما
فما تخلل فليلفظه وما لاك بلسانه فليبتلع
فمن فعل فقد احسن ومن لم يفعل فلا حرج
ويستحب له اذا اراد اكل اللحم ان ياكل قبله
لقمة او لقمتين او ثلثة من الخبز حتى يملا
الخلل ويكره الخلال بالريحان وبالآس
وبخشب الرمان ويستحب ان يكون
الخلال من الخلاف الاسود واذا كان
الرجل ضيفا عند انسان فتخلل بين اسنانه
فلا ينبغي له ان يرمي بالطعام الذي خرج
من بين اسنانه على ثياب المجلس لان
ذلك يفسد ثيابهم ولكن يمسكه فاذا
اتى بالطست لغسل اليد القاه فيه
ثم يغسل يده فان ذلك من المروة

باب الشرب

قال الفقيه رحمه الله يستحب ان يشرب
في ثلثة انفاس وهو قاعد ولو شرب

تہوکدے اور حدیث مین ان دونون کو مباح فرمایا
ہے ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جسنے کہانا کہایا پہر خلال کیا تو
جو کچہہ خلال سے نکلے اسکو تہوک دے اور جو زبان
کے لگنے سے نکلی اسکو نگل لے جو کوئی یون کرے تو
بہتر ہے نکرے تو کچہہ حرج نہین ہے اور مستحب ہے اگر گوشت کہانے
کا ارادہ ہو کہ لقمہ دو لقمہ روٹی کا کہالے تاکہ دانتون مین
جو سوراخ ہین وہ بند ہو جائین اور مکروہ ہے خلال کرنا
نازبو اور آس کی لکڑی اور انار کی لکڑی سے اور مستحب ہے کہ
خلال کالی بید کا ہو اور جب آدمی کہین مہمان ہو اور خلال
کرے تو اسکو یہہ لایق نہین کہ جو کچہہ دانتون مین سے نکلے اسکو
وہان پہینکدے اسلیے کہ کسیکے کپڑون کو نہ لگجاے بلکہ
اسکو اپنے پاس رکہے جب ہاتہ دہونے کے لیے
طشت آئے تو اسمین ڈالدے پہر ہاتہ دہولے اسلیے
کہ یہہ امر بہی مروت مین داخل ہے

باب ساٹہوین مین پانی پینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رح نے مستحب ہے تین سانس سے پانی
پینا بیٹہکر اور اگر ایک سانس مین یا کہڑا ہو کر کوئی

بنفس واحد او شرب قائما فلا باس وقد جاءت الآثار فی الاباحة وقد جاءت بخلافه وروی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه قال لا تشربوا بواحدة کشرب البعیر واشربوا مثنی وثلث وسموا الله تعالی اذا شربتم واحمدوه اذا فرغتم قیل کان النبی علیه الصلوٰة والسلام اذا شرب الماء قال الحمد لله الذی جعله عذبا فراتا برحمته ولم یجعله ملحا اجاجا بذنوبنا واذا فرغ عن الطعام قال الحمد لله الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا من المسلمین وروی قتادة عن انس بن مالک رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوٰة والسلام انه نهی عن الشرب قائما وروی عن النزال بن سبرة انه قال رأیت علیا یشرب فضل وضوئه قائما ثم قال ان ناسا یکرهون الشرب قائما وقد رأیت رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فعل مثل ما فعلت وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده

پیئے تو بھی کچھ مضایقہ نہین حدیثین لسکے مباح ہونے مین اور مباح نہونے مین دونو قسمین آئی ہین + اور مروی ہے نبی علیہ الصلاۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا نہ پیو تم ایک سانس مین اونٹ کی طرح پیو دو تین سانس لیکر اور بسم اللہ کہو جب پیو اور الحمد للہ کہو جب پی چکو + اور مروی ہے کہ نبی علیہ السلام جب پانی پیتے تھے تو پڑھتے تھے اللہ کا شکر ہے جسنے پانی کو میٹھا بنایا اپنی رحمت سے اور نہ کر دیا اسکو نمکین کھارا ہمارے گناہون کی شامت سے + جب آدمی کھا چکے تو یہ پڑھے اللہ کا شکر ہے جسنے کھلایا ہمکو اور مسلمان بنایا + اور قتادہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر پانی پینے سے منع فرمایا اور نزال بن سبرہ کہتے ہین کہ مین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وضو کا پانی بچا ہوا کھڑے ہو کر پیتے دیکھا ہے پھر انہون نے فرمایا لوگ تو کھڑے ہوکر پانی پینے کو مکروہ کہتے ہین اور مین نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اسطرح پیتے دیکھا ہے + اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے

عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ کان
یشرب قائما وقاعدا وعن نافع عن ابن عمر
قال کنا نشرب ونحن قیام وناکل ونحن
نمشی وروی عن ابی ہریرۃ رض انہ قال لو
یعلم الذی یشرب قائما ماذا علیہ لاستقاء
قال الفقیہ رحمہ اللہ اذا شرب قاعدا فہو
احسن فی الادب وابعد من الضرر والاذی
وروی عن الشعبی رض انہ قال انما کرہ
الشرب قائما لانہ یورث داء وانما کرہ
الاکل متکئا مخافۃ ان یعظم البطن یعنی
ان النہی نہی الشفقۃ لا نہی التحریم کما
ان النہی ورد فی الشرب فی فم السقاء یعنی
فی فم القربۃ فہذا نہی الشفقۃ ولیس بنہی
التحریم لانہ لو شرب من فم القربۃ فان
ذلک یجوز وروی عن مجاہد انہ قال لا
یشرب من قبل العروۃ والثلمۃ فان
الشیطان یقعد علیہ یعنی یقعی علیہا

باب
فضل الیمنی علی الشمال

روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کبہی کبہڑے ہوکر
پیتے تہے اور کبہی بیٹہکر ؛ اور نافع ابن عمر سے روایت
کرتے ہین کہ وہ فرماتے تہے کہ ہم تو کہڑے ہوکر اور چلتے
پہرتے بہی کہایا کرتے تہے اور ابوہریرہ رض کہتے ہین کہ اگر جانے
کہڑا ہوکر پینے والا اسکو کہ اسپر کتنا گناہ ہے تو پانی پیا ہوا
قی کردے ؛ کہا فقیہ رح نے اگر پانی بیٹہکے پیے تو بہتر ہے اور
ادب کی بات ہے اور نقصان اور تکلیف سے نجات ہے ؛
اور شعبی کہتے ہین کہ کہڑے ہوکر پانی پینا صرف اسوجہ سے مکروہ
ہے کہ مرض کو پیدا کرتا ہے اور تکیہ لگاکر کہانا بہی صرف
پیٹ کے بڑے ہونے کے خوف سے مکروہ ہے یعنی یہ ممانعت
خیرخواہی کی وجہ سے ہی کچہہ حرام نہین جیسے ممانعت
مشک کے مونہہ سے پانی پینے مین آئی ہے کیونکہ یہہ
ممانعت شفقت کی راہ سے ہے حرام نہین اگر کوئی
مشک کو مونہہ لگاکر پانی پی لے تو جائز ہے ؛ اور
مجاہد کہتے ہین کہ ٹونٹی کو مونہہ لگاکر اور ٹوٹی ہوئی
جگہہ سے پانی نہ پیے اسلیے کہ شیطان وہان بیٹہا
رہتا ہے ؛

باب اٹہوین مین یہہ بیان ہے کہ
کہ دائین کو بائین پر فضیلت ہے

قال الفقيه رحمه الله اذا شربت شيئا
وعندك قوم يمينا وشمالا فابدأ بمن عن
يمينك لان لليمين فضلا على الشمال ولان
النبي عليه الصلوة والسلام كان يحب
التيامن في كل شئ وقال عليه السلام اذا
اعترض لكم طريقان فتيامنوا وروى سهل
بن سعد ان النبي عليه السلام اتى بقدح
من لبن فشرب وعن يمينه غلام و هو
احدث القوم والاشياخ عن يساره فقال
له اتاذن لي ان اعطي الاشياخ فقال لا ما
كنت لاوثر بنصيبي منك احدا يارسول الله
فاعطاه اياه وروى انس بن مالك عن النبي
عليه الصلوة والسلام قال كان عن يساره
ابوبكر الصديق وعن يمينه اعرابي فلما شرب
ناول الاعرابي قبل ابي بكر الصديق فقال
الاعرابي اول ابابكر فقال عليه الصلوة
والسلام الايمن فالايمن وقال القائل شعرا
صددت الكاس عنا ام عمرو فكان الكاس
مجراها اليمينا وروى ابوهريرة عن النبي

کہا فقیہ رحمہ نے جب تو کوئی پینے کی چیز پیئے اور تیرے دائین
بائین اور لوگ ہون تو اول اُسکو دے جو دائین بیٹھا ہو کیونکہ
دائین کو بائین پر فضیلت ہے اور اسلیے کہ نبی علیہ السلام
ہر کام مین تیامن کو پسند فرماتے تھے * اور فرمایا نبی
علیہ السلام نے جب تمہارے سامنے دو رستے ایک
مکان کے جانے کے آجائین تو دائین کو چلو * اور سہل
بن سعد کہتے ہین کہ نبی علیہ السلام کے سامنے ایک پیالہ
دودھ کا آیا سو آپنے کچھہ پیا اور دائین طرف آپکے ایک لڑکا
جو سب مین نوعمر تھا بیٹھا تھا اور بائین طرف بڈہی بوڑہی
بیٹھے تھے آپنے اسکو فرمایا کہ بوڑہونکو پہلے دیدون لڑکے نے
کہا ہرگز نہین آپکا تبرک کسیکو کیونکر دے سکتا ہون ناچار آپنے
پہلے اُسکو دیا * اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت
کرتے ہین کہ بائین جانب آپکی حضرت ابوبکر تھے اور دائین
جانب ایک اعرابی تھا جب آپ پی چکے تو اول آپنے
اعرابی کو دیا اعرابی نے عرض کیا ابوبکر کو عنایت کیجیے
آپنے فرمایا دایان پھر اُسکے بعد دایان
مستحق ہے * اور کہا شاعر نے ام عمرو نے پیالہ
ہماری طرف سے ہٹا لیا * اور دور پیالہ کا ہوتا داہنے
کو * اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ

علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال اذا انتعلت
فابدا بالیمنے واذا نزعت فابدا بالیسرے
وقال لا یمشے احدکم فی نعل واحد لینتعلہما
او لیخلعہما جمیعا وروی عن عائشۃ رضہا
کانت تمشے فی طریق فاصاب الخف فی رجلہا
فخلعت خفہا وجعلت تمشے فی خف واحد
وقالت لاخطین ابا ہریرۃ یعنے اخالفنہا
یقول لانہ کان حلفان ہذا الخبر من رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال الفقیہ رح انہ
کان بالعذر فلا باس بہ وان کان بغیر
عذر یکرہ حتے یکون ذلک جمعا بین الخبرین

باب الخروج من المنزل والصحبۃ

قال الفقیہ رح فیستحب
للرجل ان یقول عند خروجہ من المنزل
بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ
الا باللہ فانہ بلغنا انہ اذا قال بسم اللہ
یقول لہ الملک ہدیت واذا قال توکلت
علے اللہ یقول لہ الملک کفیت واذا قال
وقیت
لا حول ولا قوۃ الا باللہ یقول لہ الملک

وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جب جوتی پہنے
تو اول داہنے مین پہن اور جب نکالے تو پہلے بائین سے
نکال ✣ اور فرمایا تم سے کوئی شخص ایک پانؤن مین جوتی
پہنکر نچلے یا دونو مین پہنے یا دونون مین سے نکال ڈالے ✣ اور حضرت
عائشہ رضہ سے مروی ہے کہ وہ ایکدن رستہ مین چلی جاتی تہین
تو موزہ اُنکے پانؤن مین لگ گیا آپنے اُسکو نکال ڈالا اور ایک
ہی موزہ پہنی چلتی رہین اور کہا مین تو ابو ہریرہ کی خلافت
کرونگی کیونکہ وہ کہتے ہین کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے اسکو منع فرمایا ہے ✣ کہا فقیہ رحمہ نے کہ حضرت عائشہ
کا یہ فعل عذر سے تہا اسلیے کچھہ مضایقہ نہین اور اگر یہ
فعل بغیر عذر کے ہو تو مکروہ ہے

باب باسٹہوین مین

یہ بیان ہے کہ گہر سے نکلے تو کیا کیا کرے اور
رفیق کے ساتھہ کیونکر پیش آئے کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمیکو گہر سے نکلتے وقت یہ کہے بسم اللہ اللہ پر
بہروسا کیا ہے مین نے اور نہین قوت ہے کسی مین کسیطرح کی
مگر اللہ کی دی ہوئی کیونکہ ہمکو معتبر طور سے یہ بات پہنچی ہے کہ
جب کسی نے بسم اللہ کہی تو فرشتہ کہتا ہے ہدایت کیا گیا ہے تو
اور جب کہا توکلت علی اللہ تو فرشتہ کہتا ہے کفایت کیا گیا ہے تو اور جب
کہتا ہے لا حول و لا قوۃ الا باللہ کہتا ہے فرشتہ محفوظ

ويستحب للرجل اذا خرج من المنزل ان
يغض بصره ولا ينظر يمينا ولا شمالا من غير
حاجة ويجعل بصره حيث وضع قدميه لان
النظر يورث الشهوات واذا نظر يمينا وشمالا
تغفل عن اذى الطريق فيصيبه وهو لا يشعر
واذا استقبلك المسلم فابدا بالسلام و
استقبله بالبشاشة فان كان صديقك
فصافحه ولا تنزع يدك من يده قبله وتبسم
في وجهه فانه روى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ان من فعل ذلك محيت ذنوبه
ويستحب للراجل مشيه في جانب الطريق
والراكب في وسط الطريق اذا كان في المصر
ولو كان في الفضاء فوسط الطريق للراجل
وجانباه للراكب ويستحب للمتنعل ان
يوسع للحافي عن سهل الطريق واذا استقبله
الكافر والمرأة يختار لنفسه سواء الطريق
وقد جاء في كل ذلك الاثر روى صالح
عن ابيه عن ابي هريرة رض عن النبي عليه
الصلوة والسلام اذا استقبلكم اليهود

ہوگیا تو اور آدمیکو یہ مستحب ہے کہ جب گھر سے نکلے تو اپنی نگاہ
کو روکے رکھے بے ضرورت داہنے بائین نہ دیکھے اپنی نگاہ
قدمون پر رکھے اسلیئے کہ ادہر ادہر دیکھنے سے خواہ مخواہ
طرح طرح کی خواہشین پیدا ہوتی ہین دوسرے داہنے بائین
کے دیکھنے مین رستہ کا خیال نرہیگا اور بے خبری مین
کوئی ایذا پہنچ جائیگی ٭ جب تجھے کوئی مسلمان آملے تو پہلے
تو سلام کر اور خندہ پیشانی سے اسکی طرف متوجہ ہو اگر وہ
دوست تیرا تو مصافحہ کر اور ہاتھ اپنے اس سے پہلے الگ نکر اور
ہنس پڑ اسلیئے کہ نبی علیہ السلام سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا
جسنے اسطرح کیا اُسکے تمام گناہ محو ہوگئے ٭ اور پیدل
کے لیے یہ مستحب ہے کہ رستہ کے کنارے کنارے چلے اور
سوار بیچ مین چلے لیکن یہ حکم شہر کا ہے اگر جنگل مین ہو
تو بیچ کا رستہ پیادہ کے لیے ہے اور کناری سوار کے
واسطے اور جوتی پہنے ہوے کی لیے یہ مستحب ہے کہ ننگے پانون
والے کے واسطے اچھا اور نرم رستہ چھوڑدے ٭ اور جب کافر یا عورت
سامنے سے آئے تو اپنے واسطے بیچ کا رستہ پسند کرے
اور ان سب مین حدیثین آئی ہین ٭ اور ابو صالح نے بواسطہ
اپنے باپ کے ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کبھی تمکو یہودی یا نصرانی سامنے

والمذاري في الطريق فاضطر وصحر الى
ضيقه بما روى المقداد عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس لمتنخم نصيب في سواء
الطريق ولا ينبغي للعاقل ان يمتخط ويبزق
في ممر الناس كيلا يصيب اقدامهم ويستحب
للرجل مجالسة المشايخ واهل الخير ويكره
مجالسة الاحداث والصبيان والسفهاء
لانه يذهب بالمهابة وربما يتخلق باخلاقهم
ويستحب المجالسة مع من يرغب في الآخرة
ويذكر الموت ويكره المجالسة مع اهل
الدنيا الحراص عليها الذين يخوضون
في امر الدنيا فانهم يفسدون على الرجل
قلبه وعيشه ودينه واذا استغنيت عن
دخول السوق فاقل الدخول فيها فانه
يقال فيها مردة الشياطين والانس
ويقال فيها ذباب عليهن ثياب ويستحب
للرجل اذا دخل السوق ان يقول لا اله
الا الله وحده لا شريك له له الملك
وله الحمد يحيي ويميت وهو حي لا يموت

مین آ پھنسے تو رستہ کو تنگ کردو + اور مقداد نبی
علیہ السلام سے روایت کرتے مین کہ آپنے فرمایا تھوکنے
کو کوئی حصہ بیچون بیچ رستہ کے نہین + عاقل کو
لائق نہین کہ رستہ مین ناک صاف کرے یا تھوکے تاکہ
لوگون کے پاؤن بہرین + اور مستحب ہے صحبت
مین بیٹھنا بوڑھون اور نیکون کے اور مکروہ ہے نو
عمرون لڑکون اور بیوقوفون کی صحبت مین بیٹھنا کیونکہ
آدمی کی ہیبت جاتی رہتی ہے بیچھوا ہو جاتا ہے اور
انہین کے رنگ مین رنگا جاتا ہی اور مستحب ہے صحبت اس
کہ اس شخص کے جو آخرت کی رغبت دلائی اور موت کو یاد دلائے
اور مکروہ ہمنشینی اختیار کرنی دنیا دارونکی ساتھ جو دنیا
کے حریص ہین اور اسی مین لگے رہتے ہین اسلئے کہ دنیا دار
آدمی کے دل اور عیش اور دین کو خراب کردیتے ہین اور اگر
بازار جانیکی ضرورت نہو تو اسمین کم جایا کرے اسلئے کہ
بازار مین سرکش شیطان اور انسان رہتے ہین یا
یون کہو بھیڑیے کپڑے پہنے ہوئے ہین + اور مستحب ہے آدمیکو
اگر داخل ہو بازار مین یہ کہے نہین کوئی لائق عبادت کے
مگر اللہ اکیلا اسکا کوئی شریک نہین اسیکا ملک ہے اسیکے
لیے سب تعریفین ہین وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے وہ زندہ ہے

ابداً ذو الجلال والاكرام بيده الخير وهو
على كل شئ قدير فانه روى عن النبي صلى الله
عليه وسلم انه قال من قال ذلك في السوق فله
بعدد من في السوق عشر حسنات

باب البيع والشراء

قال الفقيه رحمه الله روى عن عمر رضي الله
عنه انه قال لا ينبغي ان يتجر في اسواقنا
من لم يتفقه في الدين وروى عن علي بن
ابي طالب كرم الله وجهه انه قال من اتجر
قبل ان يتفقه فقد ارتطم في الربوا ثم
ارتطم وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال رحم الله رجلا سهل البيع وسهل
الشراء وسهل القضاء وسهل التقاضي
وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال من انظر معسرا او وضع عنه اظله الله
يوم القيمة تحت ظل عرشه يوم لا ظل الا ظله
وروى عن محمد بن سيرين انه كان يدخل
السوق ويقول يا اهل السوق سوقكم
كاسد وبيعكم فاسد وجاركم حاسد

جلال والا اور اکرام والا اور اسکی ہاتھ مین بھلائی ہے اور وہ
ہر چیز پر قادر ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا جسنے بازار مین جاکر یہ کلمات کہے اسکو موافق
گنتی بازاریون کے دس دس نیکیان ملین گی +

تریسٹھوین باب مین بیع و شرا کا بیان ہے

کہا فقیہ رہ نے حضرت عمر رض سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہمارے بازارون مین وہ شخص
تجارت نکرے جو دین کے احکام مین سمجھ بوجھ نہ رکھتا
ہو اور حضرت علی رض فرماتے ہین جو شخص تجارت کرے اس سے
پہلے کہ دین مین سمجھ حاصل کرے وہ سود خواری مین پڑکے
پھر پڑے + اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
اللہ رحم کرے اس شخص پر جو بیع شرا مین حکم لگانے
مین تقاضا کرنے مین نرمی برتے + اور نبی صلے اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جو شخص
قرضدار تنگدست کو مہلت دیدے یا معاف کردے تو اللہ تعالے
اسکو قیامت کو اپنے عرش کے سایے مین جگہہ دیگا اور اس دن
سوا عرش کے سایہ اور کوئی سایہ نہوگا + اور محمد بن سیرین بازار
مین کبھی جایا کرتی تو فرمایا کرتی تھی اے بازار والو تمہارے بازار
کھوٹے ہین اور تمہاری بیع شرا کھی ہین اور تمہارے پڑوسی حاسد ہین

وما يكره للتاجر يعني اذا كان التاجر جاهلا
لا يحترز من الربوا واما اذا كان التاجر قد
يعلم الفقه ويكون تقيا في حال تجارته
فهو في الجهاد لانه روي في الخبر ان كسب
الحلال افضل من الجهاد وقال قتادة بلغنا
ان التاجر الصدوق تحت ظل العرش يوم
القيمة فاذا باع الرجل شيئا او اشترى
فندم صاحبه فطلب الاقالة ينبغي ان
يجيبه لان النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقال نادما بيعه اقال الله تعالى
عثراته يوم القيمة وروي عن ابي حنيفة
رضي الله عنه ان رجلا اشترى منه خزا
ثم ندم الرجل على ذلك فجاء اليه وطلب
منه الاقالة فاقاله ابو حنيفة رح البيع
ثم قال ابو حنيفة رح لخادم قم وارفع
الثياب حتى تذهب الى المنزل فانما كان
حاجتي الى البيع والشراء لكي ادخل تحت
قول النبي عليه الصلوة والسلام من اقال
نادما بيعته اقال الله عثراته يوم القيمة

اور مکروہ سوداگری میں یہ امر ہے جب تاجر جاہل ہو
سود کے لینے دینے سے نہ بچتا ہو اور اگر تاجر احکام شرع
کے جانتا ہو متقی پرہیزگار ہو تو وہ تو جہاد میں ہے کیونکہ
حدیث میں آیا ہے کہ کمانا روزی حلال کا جہاد سے
افضل ہے اور قتادہ کہتے ہیں کہ ہمکو یہ حدیث پہنچی ہے
کہ تاجر سچا قیامت کو عرش کے سایہ میں ہوگا ٭ اور
جب کسی نے کوئی چیز بیچی یا خریدی پہر وہ نادم
ہوکر اقالہ کا طالب ہو تو دوسرے کو لائق ہے کہ
اُس چیز کو پہیر لے یا پہیر دے کیونکہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جو کوئی بیع کا اقالہ کریگا تو قیامت کو اللہ تعالی
اُسکی خطاؤنکو اقالہ یعنے معاف کردیگا ٭ اور ابو حنیفہ رح
سے مروی ہے کہ ایک شخص نے آپ سے ایک اونی کپڑا خریدا
پہر وہ نادم ہوکر آیا اور اقالہ کا طالب ہوا آپنے اقالہ
کردیا پہر فرمایا خادم کو اُٹھہ اور کپڑے کو اُٹہاکر گہر لیجا
کیونکہ میری غرض بیع وشرا سے صرف یہ تہی کہ داخل
ہو جاؤں میں اُن لوگوں میں جنکے حق میں
نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو
کوئی بیع کا اقالہ کرلے گا تو اللہ تعالے
قیامت کے دن اُسکی خطائیں معاف کردیگا

وقد دخلت الآن واذا اشتريت شيئا من
السوق فقال لك صاحبه قبل الشراء ذقه
وانت في حل فلا تاكل منه لانه انما اذن لك
بالاكل لاجل الشرى فربما لايقع بينكما بيع
فيكون ذلك الاكل شبهة ولكن لو وصف
لك صفة فاشتريته فلم تجده على تلك الصفة
فانت بالخيار ويكره للتاجر ان يحلف لاجل
ترويج السلعة ويكره ان يصلي على النبي
عليه الصلوة والسلام في عرض سلعة وهو
ان يقول صلى الله على محمد ما اجود هذا ويستحب
للتاجر ان لايشغله تجارته عن اداء الفرائض
فاذا جاء وقت الصلوة ينبغي ان يترك
تجارته حتى يكون من اهل هذه الاية قال
الله تعالى رجال لاتلهيهم تجارة الاية وقال
بعضهم هم الذين تركوا التجارة واشتغلوا
بالعبادة مثل اصحاب الصفة ومن كان
في مثل حالهم وقال بعضهم هم الذين يتجرون
ولايشغلهم تجارتهم عن الصلوة بميقاتها
ولا عن ذكر الله تعالى وروي عن الحسن

اور اب مین اُنمین داخل ہو گیا + اور جب تو کوئی چیز بازار سے
خریدے اور بیچنے والا تجھکو کہے کہ چکھہ تو سہی تو تجھکو اُسکا
کہانا نہ چاہیے اسلیئے کہ اُسنے کہانے کے اجازت اسلیے
دی ہے کہ تو مول لے اور ممکن ہے کہ تو نہ لے تو یہ کہانا شبہہ
سے خالی نہوگا ہان اگر اُسنے اُسمین کوئی خوبی بیان کی ہے
اور تو نے اُسکو مول لے لیا ہے اور اُسمین وہ خوبی نپائے
تو تجھکو پھیرنے کا اختیار ہے + اور مکروہ ہے تاجر کو قسم
کہانی سودے کے بکنے کے واسطے اور مکروہ ہے درود پڑہنا
سودے کے دکہاتے وقت مثلا یون کہے رحمت ہو اللہ
کی محمد صلعم پر یہ سودا کتنا اچھا ہے + اور مستحب ہے
تاجر کو یہ بات کہ تجارت اُسکو فرضون کے ادا کرنے سے نروکے
جب نماز کا وقت آئی تو تجارت کو چھوڑ دے اور اُن لوگون
مین داخل ہو جسکا اِس آیۃ مین ذکر ہے رجال لاتلہیہم
تجارۃ الخ) اور بعضون نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو
تجارت کو چھوڑ کر عبادت مین مشغول ہوگئے مانند
اصحاب صُفہ کے اور جو لوگ ویسے ہون + اور بعضون
نے کہا یہ لوگ وہ ہین جو تجارت کرتے ہین اور اُنکی
تجارت نماز سے اور ذکر اللہ سے نہین روکتی اپنی وقتون پر ادا
کرتے ہین + اور حسن بصری رضی اللہ عنہ کہتے ہین

البصري انه قال كانوا يتجرون ولا تلهيهم
تجارة ولا بيع عن ذكر الله قال الفقيه رح دخل
في الآية كلا الفريقين وهي محتملة للتفسيرين
جميعا

باب اطاعة الوالي

قال الفقيه رح يجب على الرعية اطاعة الوالي ما لم
يامرهم بالمعصية فاذا امرهم بالمعصية لا يجوز
لهم ان يطيعوه ولا يجوز لهم الخروج عليه الا
ان يظلمهم فامتنعوا من ظلمهم وانما قلنا ان
اطاعة الوالي واجبة لقول الله اطيعوا الله
واطيعوا الرسول واولي الامر منكم قال في
بعض التفسير يعني الامراء وروى انس بن
مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اسمعوا واطيعوا اولي الامر ولو استعمل عليكم
عبد حبشي وروى ابن عباس عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال من راى من اميره
شيئا فكرهه فليصبر فانه ليس احد من يفارق
الجماعة شبرا فيموت الا مات ميتة الجاهلية
وروى عن ابن عمر انه لما بلغه ان يزيد بن
معاوية ولي فقال ان كان خيرا رضينا

کہ صحابہ تجارت کرتے تھے اور وہ انکو اللہ کے ذکر سے
نہ روکتی تھی * کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اس آیت مین دونون
فریق داخل ہین اور یہ آیت دونون تفسیرونکا احتمال رکھتی ہے

چونتیسوین باب مین حاکم کی اطاعت کا بیان

ہے کہا فقیہ رح نے رعیت پر اطاعت حاکم کی واجب ہے
جبتک گناہ پر مجبور نکرے جب وہ گناہ پر مجبور کرے تو انکی
اطاعت جائز نہین اور نہ حاکم پر خروج جائز ہے یعنی لڑائی
اگر وہ رعیت پر ظلم کرے اور وہ اسکی ظلم سے بچنے کے لئے
لڑین تو جائز ہے * اور ہمنے حاکم کی اطاعت کو اسلئے واجب کہا
کہ اللہ تعالے فرماتا ہے اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی اور
اپنے حاکم کی جو تم مین کا ہو بعضی تفسیرون مین اولی الامر کے
تفسیر الامراء کی گئی ہے اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا سنو اور اطاعت کرو حاکم کی اگرچہ
وہ حاکم حبشی غلام ہو * اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جو کوئی اپنے حاکم مین کوئی
بری بات دیکھے تو صبر کرے اسلئے کہ جو کوئی جماعت سے
ایک بالشت بھی جدا ہو کر مرجائیگا تو اسکی موت مثل موت زمانہ
جاہلیت کے ہوگی اور ابن عمر سے مروی ہے کہ جب انکو یزید کے
حاکم ہونیکی خبر پہنچی تو فرمایا اگر وہ بھلا ہے تو ہم راضی ہین

وان كان شرا وبلاء صبرنا وقال بعض
الصحابة اذا عدلت الائمة على الرعية
كان الشكر على الرعية والاجر للائمة و
اذا جارت الائمة على الرعية كان الصبر
على الرعية والوزر على الائمة واذا امر
بالمعصية فلا يجوز الطاعة له لان النبي
عليه الصلوة والسلام قال لا طاعة
للمخلوق فى معصية الخالق وروى نافع
عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال السمع والطاعة على المرء المسلم فيما
احب او كره ما لم يؤمر بمعصية فاذا امر
بمعصية فلا سمع ولا طاعة وروى عن على
بن ابى طالب رض ان النبي عليه الصلوة والسلام
بعث جيشا وامر عليهم رجلا فغضب عليهم
واوقد نارا فقال لهم ادخلوا نارا فارادوا ان
يدخلوا وقال الاخرون انا لا ندخلها فذكر
ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم فقال لو دخلوها
ما خرجوا منها ابدا لا طاعة فى المعصية
انما الطاعة فى المعروف وقال عبد الله

اور اگر وہ برا ہے تو ہم صبر کرینگے اور فرمایا بعض صحابہ نے
جب حاکم انصاف کرین تو رعیت پر اُسکا شکر واجب ہے
اور ثواب حاکمون کے لیے ہے اور اگر رعیت پر ظلم کرینگے
تو رعیت کو صبر لازم ہے اور بوجھ گناہونکا حاکمون کی
گردن پر ہے + اور جب حاکم گناہ پر مجبور کرے تو اُسکی
اطاعت جائز نہین اسلیے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
مخلوق کی اطاعت خالق کی نافرمانی مین نکرنی چاہیے
اور نافع بواسطۂ ابن عمر رض کے نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہر مسلمان پر حاکم کی تابعداری
برابر ہے خواہ وہ امر اسکو اچھا معلوم ہو یا بُرا واجب ہے مگر
جبتک وہ حاکم گناہ کا امر نکرے اور جب وہ گناہ کرنیکا حکم
کرے تو اُسکی تابعداری جائز نہین + اور حضرت علی رض سے مروی
ہی کہ نبی علیہ السلام نے ایک لشکر کو کہین بھیجا اور اُنپر ایک شخص کو
حاکم بنادیا سو وہ حاکم ایکدن لشکریون پر غصہ ہوا اور آگ روشن کرائی
پھر لشکریونکو کہا اس مین گھسو بعضون نے گھس جانے کا
ارادہ کیا اور بعضون نے کہا ہم تو ہرگز بھی نہین گھستے
پس ذکر کیا گیا یہ قصہ نبی علیہ السلام سے آپنے فرمایا
اگر اُس آگ مین گھس جاتے تو کبھی نکلتے تابعداری گناہ مین نہین
تابعداری تو فقط امر معروف مین ہے + اور فرمایا عبد اللہ

بن مسعود ان الله تعالى ليؤيدن هذا الدين
برجل فاجر وقال حذيفة بن اليمان ليبعثن
الله عليكم امراء يعذبونكم ويعذبهم الله
وروى موسى بن عبيدة عن ايوب بن خالد
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
سيكون بعدي امراء يعملون بما تنكرون
ويامرونكم بما لا تعلمون فاولئك لا طاعة
لهم وعن زبير بن عدي قال اتينا انس بن
مالك فشكونا اليه ما لقينا من الحجاج فقال
اصبروا فانه لا ياتي عليكم زمان الا ما ترون
الذي بعده شر منه سمعته من نبيكم عليه السلام

باب اخذ الجائزة من الامراء

قال الفقيه رح اختلف الناس في اخذ الجائزة
من السلطان قال بعضهم يجوز ما لم يعلم انه
يعطيه من حرام وقال بعضهم لا يجوز فاما
من اجازه فقد ذهب الى ما روي عن علي
بن ابي طالب كرم الله وجهه انه قال ان
للسلطان نصيبا من الحلال والحرام فما
اعطاك فخذه فانما يعطي من الحلال

بن مسعود نے کہ اللہ تعالی اس دین کی تائید فاسق فاجر سے
بھی کرا دیتا ہے * اور کہا حذیفہ بن الیمان نے البتہ تم پر اللہ تعالی
ایسے حاکم مقرر کریگا کہ تمکو تکلیف دینگے اور اللہ انکو عذاب کریگا *
اور موسی بن عبیدہ ایوب بن خالد سے روایت کرتے
ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے تھوڑے زمانے کے بعد
تم پر ایسے حاکم ہونگے کہ عمل کرینگے جو تمکو برے معلوم ہونگے
اور تمکو حکم کرینگے جو تم نہ جانتے ہوگے ایسے حاکمونکی تابعداری
نہ چاہیے * اور زبیر بن عدی سے مروی ہے کہ ہم لوگ انس
بن مالک کے خدمت مین آئے اور جو تکلیفین حجاج سے پہنچی تہین
انکا بیان کیا فرمایا صبر کرو اسلیے کہ اگلا زمانہ اس سے بہی بدتر آئیگا
ہے اور مین نے یہ بات تمہارے نبی علیہ السلام سے سنی ہے *

پینسٹھوین باب مین بیان ہے کہ امیر سے تحفہ یا وظیفہ لینا جائز ہے یا نہین

کہا فقیہ رح نے علمانے
وظیفہ اور تحفہ کے لینے مین بادشاہ سے اختلاف کیا ہے بعضون
نے کہا جائز ہے اور بعضون نے کہا جائز نہین * جنہون نے
جائز کہا ہے انکی دلیل تو یہ ہے کہ حضرت رضہ فرماتے ہین
کہ بادشاہ کے پاس مال حلال اور حرام دونون ہوتے ہین
جو مال وہ تجھے دے تو اسکو لیلے کیونکہ وہ حلال ہین
سے دیتا ہے * اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ

وروی عمر عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال من اعطی شیئا من غیر مسألة فلیاخذه
فانما هو رزق رزقه الله تبارك وتعالی
وروی الاعمش عن ابراهیم انه لم یر باسا
بالاخذ من الامراء وروی عن حبیب بن
ابی ثابت قال رأیت هدایا المختار تاتی ابن
عمر وابن عباس فیقبلانها وعن الحسن
انه کان یاخذ هدایا الامراء وروی محمد
بن الحسن عن ابی حنیفة عن حماد عن ابراهیم
النخعی رح انه خرج الی زهیر بن عبد الله الازدی
وکان عاملا علی حلوان یطلب جائزته
هو وابو ذر الهمدانی قال محمد وبه ناخذ
ما لم نعرف شیئا حراما بعینه وهذا قول
ابی حنیفة واصحابه واما من کره فقد
ذهب الی ما روی حبیب بن ابی ثابت
قال ارسل امیر من الامراء الی ابی ذر بمال
فقال ابو ذر اکل المسلمین ارسل الیه مثل هذا
فقال لا فقال رده ثم قال کلا انها لظی
نزاعة للشوی وروی عن عثمان بن عفان

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا اگر کسیکو کوئی چیز بے سوال ملجاۓ تو لیلے اسلیے کہ یہ
رزق اللہ تعالیٰ کا بہیجا ہوا ہے + اور اعمش ابراہیم سے
روایت کرتے ہین کہ وہ امیرون سے لینے کو کچھہ برا نجانتے
تہے + اور حبیب بن ابی ثابت کہتے ہین کہ مین نے دیکھا مختار کے
تحفے ابن عمر اور ابن عباس کے خدمت مین آتے تہے اور
دونون صاحب قبول کرلیا کرتے تہے + اور امام محمد بواسطہ
امام ابوحنیفہ اور حماد کے روایت کرتے ہین کہ ابراہیم نخعی
زہیر بن عبداللہ ازدی کے پاس گئے اور وہ عامل حلوان کا
تہا وہ اور ابوذر ہمدانی اپنے وظیفہ کو طلب کرتے تہے امام
محمد کہتے ہین ہمارا عمل اسی پر ہے جبتک یہ نہ معلوم ہو کہ
یہ خاص مال حرام ہے اور یہی قول ابوحنیفہ اور
اُنکے شاگردون کا ہے + اور جو اسکو جائز نہین
کہتے انکی دلیل یہ ہے کہ حبیب بن ابی ثابت کہتے
ہین کہ کسی امیر نے ابوذر رض کی خدمت مین کچھہ مال بہیجا ابوذر
نے پوچھا کیا سب مسلمانون کے پاس اتنا اتنا مال بہیجا
ہے کہا نہین کہا تو لیجا پہر پڑہی یہ آیت جسکا ترجمہ یہ ہے
ہرگز نہین وہ تپتی آگ ہے کہینچ لینے والی کلیجا
اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ حضرت

رضی اللہ انہ مر بابی ذر و هو نائم علی حائط
المسجد فقال لغلامه خذ هذه الدنانیر
واقعد ههنا حتی یستیقظ هذا الرجل فادفع
الیه هذه الدنانیر فان قبلها منك فانت
حر فلما استیقظ فاعطاها ایاه فابی ان یقبل
فقال له الغلام خذها فان فیه فکاك
رقبتی من الرق فقال لا اخذها فان فیه
استرقاق رقبتی وروی عن ابی وائل انه
قال درهم من تجارة احب الی من عشرة
من عطایا وروی عبد المنعم بن ادریس عن
ابیه عن وهب قال جاء رجل الی ابی الدرداء
فقال یا ابا الدرداء ان فلانا شتمنی فظلمنی
فقال له ابو الدرداء ان کنت صادقا فلا
یمر بك الایام حتی یعاقبه الله تعالی قال
فما مر به الایام حتی دخل علی الامیر فاجاز
الامیر ذلك الظالم بعشرة الاف درهم فارسل
ابو درداء الی صاحبه فقال صدقت یا اخی
قد عاقبه الله تعالی عقوبة عظیمة فقال
یا ابا الدرداء انعد هذه الجائزة عقوبة

ابوذر پر گذرے اور وہ مسجد کی دیوار پر پڑے سوتے تھے اپنے
غلام کو کہا یہ دینار لے اور یہان بیٹھا رہ جب یہ شخص جاگے
تو یہ دینار اسکو دیدینا اگر لیلیوے تو تو آزاد ہے جب وہ جاگے
تو اُسنے وہ دینار دیے ابوذر نے انکار کیا غلام نے کہا لیجیے
آپکے لینے مین میری آزادی ہے کہا مین تو نہین لیتا کیونکہ
اسمین میری غلامی ہے + اور ابو وائل کہتے ہین اکدرم
تجارت کا دس درہمون سے جو کسی امیر نے عطا کیے
ہون بہتر ہے میرے نزدیک + اور عبد المنعم اپنے باپ کے
واسطہ سے وہب سے روایت کرتے ہین کہ ایک
شخص ابو درداء کی خدمت مین حاضر ہوا اور کہا اے
ابو درداء فلان شخص نے مجھے برا بھلا کہا مجھپر ظلم کیا
کہا ابو درداء نے اگر تو سچا ہے تو تھوڑا زمانہ گذرنے
دے اللہ اُسکو عذاب مین مبتلا کریگا راوی کہتے
ہین کہ تھوڑے سے دن گزرے تھے کہ وہ شخص
ظالم کسی امیر کے پاس گیا امیر نے دس ہزار درم دیے
پس ابو درداء نے فریادی کو بلایا اور کہا اے میرے
بھائی تو سچا ہے اللہ تعالے نے اسکو سخت عذاب
مین گرفتار کیا ہے پس کہا اُسنے اے ابو درداء
کیا انعام کو آپ عذاب شمار کرتے ہین +

قال والله لو جلد على ظهره عشرة الاف اسواط
كنت ارجى له من جائزة عشرة الاف درهم
قال الفقيه رح قبول الجائزة عندنا على وجهين
فان كان الامير غالب امواله الرشوة و
الاخذ بغير حق فلا يجوز قبول جائزته الا
ان يعلم ان الذي بعث اليه اصابه من
حلال ولو كان الامير غالب امواله ميراثا
ورثه من حلال او تجارة اكتسبها فلا باس
بان يقبل ما لم يعلم ان الذي بعث اليه
من حرام او شبهة وتركه افضل في الوجهين
جميعا

باب النهي عن النظر في بيت غيره

قال الفقيه رحمه الله لا يجوز لاحد ان ينظر في بيت
غيره بغير اذن صاحبه فان فعل فقد اساء
فهو اثم مسيئ في فعله فان نظر ففقأ صاحب
البيت عينيه فقد اختلف الناس فيه قال
بعضهم لا شيء عليه وقال بعضهم عليه الضمان
وبه ناخذ فاما من قال لا شيء عليه فقد ذهب
الى ما روى ابن شهاب عن سهل بن سعد

کہا اللہ کی قسم ہے اگر اسکی پشت پر دس ہزار کوڑے پڑتے
تو مجھکو اچھے ہوتے اسکی زیادہ امید ہوتی بہ نسبت دس ہزار درہم
کے + کہا فقیہ رح نے قبول انعام یا وظیفہ یا تحفہ کی قبول
کرنیکے دو حکم ہیں اگر اکثر مال امیر کا رشوت اور ناحق کا ہو
تو قبول کرنا جائز نہیں ہاں اگر یہ جانے کہ یہ مال خاص
حلال کا ہے تو جائز ہے + اور اگر اکثر مال حلال کا ہے
میراث میں پہنچا ہے یا تجارت سے حاصل ہوا ہے تو
قبول کرنے میں مضایقہ نہیں جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ
جو مال خاص آیا ہے وہ حرام ہے یا اسمیں شبہہ ہے اور
قبول نکرنا دونوں صورتوں میں افضل ہے

باب میں دوسرے کے گھر میں جھانکنے کی ممانعت کا بیان ہے

+ کہا فقیہ رح نے جائز نہیں
کہ کوئی شخص کسیکے گھر بغیر اجازت کے جھانکے اگر جھانکے
تو گنہگار ہوگا + اگر جھانکا اور صاحب خانہ نے اسکی
آنکھ پھوڑ دی تو اسمیں علماء نے اختلاف کیا ہے
بعضوں نے کہا صاحب خانہ پر کچھ نہیں بعضوں
نے اسپر دیت ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے + جو
لوگ کہتے ہیں کہ صاحب خانہ پر کچھ نہیں انکی دلیل یہ
ہے کہ ابن شہاب سہل بن سعد ساعدی سے

الساعدی ان رجلا اطلع فی بیت رسول الله
علیه الصلوة والسلام ومع رسول الله مدری
یحك به راسه فلما راٰه رسول الله علیه الصلوة
والسلام قال لو اعلم ان تنظر الی لطعنت
به فی عینك انما جعل الاذن من اجل النظر
وروی ابو الزناد عن الاعرج عن ابی هریرة
قال قال ابو القاسم صلی الله علیه وسلم لو
ان امراء اطلع علیك بغیر اذن فخذفته
بحصاة ففقأت عینه لم یکتب علیك جناح
واما من قال انه یجب الضمان علیه لان الله
تعالی قال فمن اعتدی علیکم فاعتدوا علیه
بمثل ما اعتدی علیکم وقال فان عاقبتم فعاقبوا
بمثل ما عوقبتم به فالخبر جاء مخالف لکتاب الله
تعالی ویحتمل ان الخبر منسوخ او له معنی سوی
معنی ظاهرة والخبر اذا کان مخالفا لکتاب
الله تعالی فلا یجوز العمل به واحتمل ان
الخبر کان قبل نزول قوله تعالی وان
عاقبتم الایه واحتمل ایضا ان الخبر علی وجه
الوعید والتهدید لا علی وجه الحتم وقد

روایت کرتے ہین کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے
گھر مین جہانکا اور آپکے ہاتھ مین خارپشت تہا اُس
سے سر کھجا رہے تہے جب رسول اللہ صلعم نے دیکھا تو
فرمایا اگر مجھے خبر ہوتی کہ تو جہانکیگا تو مین تیری آنکھ
مین اس خارپشت سے کوچا مارتا اجازت تو دیکھنے ہی کے
واسطے مقرر کی گئی ہے ۔ اور ابو الزناد بواسطہ اعرج کے
ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ فرمایا ابو القاسم صلعم نے
اگر کوئی شخص تیرے گھر مین جہانکے اور تو کنکر سے اُسکی آنکھ
پہوڑدے تو تجہپر کچہ گناہ نہین ۔ اور جو لوگ کہتے ہین
کہ اُسپر دیت واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے یعنی
جنے تمپر زیادتی کی تم اُسپر زیادتی کرو جیسے اُسنے زیادتی کی
اور دوسرے آیت مین فرمایا ۔ اور اگر بدلا دو تو بدلا دو اُسقدر
جتنی تمکو تکلیف پہنچی ۔ اس حدیث مخالف اللہ کی کتاب کے ہے اور احتمال ہے
کہ حدیث منسوخ ہے یا اس حدیث کی معنی سوا معنی ظاہر
کے اور ہون اور حدیث جبکہ مخالف ہو کتاب اللہ کے
تو قابل عمل نہین اور احتمال ہے کہ یہ حدیث آیت کے
پہلے نازل ہوئی ہوگی یعنے وان عاقبتم الخ جسکا ترجمہ پہلے
گذرا اور احتمال ہے کہ حدیث سے ڈرانا دہمکانا مراد
ہو نہ اور بر وجہ وجوب کے اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم

كان النبي عليه الصلوة والسلام يتكلم بكلام
في الظاهر واراد له شيئا آخر كما جاء في الخبر
ان عباس بن مرداس السلمي لما مدح رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال لبلال قم فاقطع
لسانه انما اراد بذلك ان يدفع اليه شيئا
لم يرد به القطع في الحقيقة فكذلك هذا
ثم احتمل انه ذكر فقاء العين والمراد به ان
يعمل بعمل لا ينظر بعد ذلك في البيت باب

النهي عن التعرض للتهمة

قال الفقيه رح لا ينبغي للرجل ان يعرض نفسه
للتهمة ولا يجالس اهل التهمة ولا يخالطهم فانه
يصير متهما وقال الله تعالى اذا سمعتم ايات الله
يكفر بها الاية وقال النبي عليه الصلوة والسلام
من تشبه بقوم فهو منهم وعن لقمان الحكيم انه
قال من يصحب صاحب السوء لا يسلم ومن يدخل
مداخل السوء يتهم ومن لا يملك لسانه يندم وروي
هذا اللفظ ايضا عن رسول الله عليه الصلوة و
السلام وروي عن ابن شهاب عن علي بن الحسن
ان النبي عليه الصلوة والسلام راته صفية

کبھی ایسی بات فرمایا کرتے تھے کہ ظاہری معنی اُسکے اور
ہوتے تھے اور مراد آپکی اور ہوتی تھی جیسا حدیث میں آیا
ہے کہ عباس بن مرداس سلمی نے جب رسول اللہ صلعم کی تعریف
میں قصیدہ پڑھا تو آپنے بلال کو فرمایا اٹھو اسکی زبان کاٹ دو
آپکی مراد اس سے یہ تھی کہ اسکو کچھ دیدو حقیقی معنے مراد نہیں
اسیطرح اس حدیث کو بھی سمجھنا چاہیے یہہ احتمال ہے کہ
آپکی آنکھ پھوڑنے سے مراد یہ ہو کہ اسکے ساتھ ایسا کام کرنا
چاہیے کہ پھر نہ جھانکے ستسٹھوین باب بیچ

اس امر کا بیان ہے کہ آدمی کو تہمت

کی جگہہ سے بچنا چاہیے کہا فقیہ رح نے آدمی کو
لائق نہیں کہ اپنے آپکو محل تہمت بنائے اور جو لوگ تہمتی ہیں
انکی صحبت میں نہ بیٹھے نہ ربط ضبط رکھے کیونکہ اگر ایسا
کریگا تو یہ بھی متہم ہوگا اور اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جب سنو تم کو
مجلس میں کہ اللہ کی آیتوں سے انکار اور ہنسی کیجاتی ہے تو تم وہاں
نہ بیٹھو اور فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کسی قوم کے ساتھ تشابہ
پیدا کرے وہ انہیں میں شمار ہے اور حکیم لقمان فرماتے ہیں جو
بُرے صحبت میں بیٹھیگا وہ سالم نہ رہیگا جو بری جگہہ جائیگا وہ
متہم ہوگا جو اپنی زبان پر قادر نہ ہوگا وہ نادم ہوگا اور یہی لفظ
رسول اللہ صلعم سے بھی مروی ہیں اور ابن شہاب علی بن حسین سے

صفته یعنی فی المسجد فلما رجعت انطلق معها
فمر به رجلان من الانصار فقال لهما انما
هی صفیة قالا سبحان الله تعالى قال ان
الشیطان یجری من ابن ادم مجری الدم ولقد
خشیت ان تظنا فتهلکا وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال من کان یؤمن بالله
والیوم الآخر فلا یقفن موقف التهمات ❊

باب الرفق

قال الفقیه رحمه الله ینبغی
للمسلم ان یستعمل الرفق فی کل شیء ویستعمل
التواضع من غیر ذل وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال ما دخل الرفق فی شیء
الا زانه وما دخل الخرق فی شیء الا شانه و
روی مجاهد عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال لو نظر الناس الی خلق الرفق لم یروا
مما خلق الله تعالى مخلوقا احسن منه ولو نظر
الناس الی خلق الخرق لم یروا مخلوقا اقبح
منه وروی عروة عن عائشة ان رجلا استاذن
علی رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال
ایذنوا له فبئس ابن العشیرة او بئس اخو

یعنی مسجد مین جب وہ وہانسے گہر کو پہرین تو آپ انکو پہنچانے
آئے رستہ مین دو انصاری جاتے ہوے آپنے فرمایا یہ صفیہ
ہین انہون نے کہا سبحان اللہ آپ کیا فرماتے ہین فرمایا شیطان
آدمی کی رگو مین خون کی مانند پہرتا ہے مین ڈرا کبہی تم بدگمانی
کرو اور ہلاک ہو جاؤ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے جو شخص اللہ
اور رسول اور روز قیامت پر ایمان لائے اسکو چاہیے کہ
تہمت کی جگہ کہڑا بہی نہو ❊

اٹہسٹہوین باب مین یہ بیان ہے کہ ہر کام مین نرمی اچہی ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے لائق ہے مسلمانکو کہ ہر کام مین نرمی
برتے اور تواضع اختیار کرے بغیر ذلت کے ❊ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا نرمی کسی چیز مین داخل نہین ہوتی مگر
اسکو زینت دیدیتی ہے اور نہین داخل ہوتی سختی کسی چیز مین مگر
عیبدار کر دیتی ہے اسکو اور مجاہد نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا اگر انسان نرمی کی خوبی کیطرف خیال کرتا
تو تمام مخلوق سے بہتر جانتا ہے اور اگر سختی کی برائی کی طرف
دہیان کرتا ہے تو مخلوق خدا مین اُس سے زیادہ کسیکو برا نہین
جانتا ❊ اور عروہ حضرت عائشہ رض سے روایت کرتے ہین کہ
ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کے گہر مین آنیکی اجازت مانگی آپنے فرمایا
صحابہ کو بلالو برا ہے ابن العشیرہ یا فرمایا اخ العشیرہ

العشيرة فلما دخل الان له القول فقلت له يا
رسول الله لقد قلت ما قلت ثم النت له القول
فقال ان شر الناس منزلة يوم القيمة من اكرمه
الناس اتقاء فحشه وقال ابو الدرداء إنا لنكشر
في وجوه اقوام وان قلوبنا لتلعنهم وقال النبي
عليه الصلوة والسلام طوبى لمن تواضع في غير
منقصة وانفق مالا جمعه من غير معصية و
رحم اهل الذلة والمسكنة وخالط اهل الفقه
والحكمة وروى هشام بن عروة عن ابيه عن
عائشة رضي الله عنها ان رجلا خاصم الى النبي
عليه الصلوة والسلام فقال وهو يخاصمه حسبي
الله ونعم الوكيل فقال النبي عليه السلام ان
الله يلوم عبده على العجز فابله نفسا عذرها
في جهتها ثم قال حسبي الله ونعم الوكيل وقال
لقمان لابنه يا بني لا تكن مرا فتلفظ ولا تكن
حلوا فتبتلع وقال ابراهيم النخعي في قوله تبارك
وتعالى والذين اذا اصابهم البغي هم ينتصرون
قال كانوا يكرهون للمؤمن ان يذل نفسه
وروى عن عائشة ان امرأة سألتها فقالت

جب اُسکی خدمت مین حاضر ہوا تو آپنے اُسکے ساتھ نرمی سے
گفتگو فرمائی حضرت عائشہ کہتی ہین مین نے عرض کیا یا رسول اللہ
آپنے پہلے تو اُسکے حق مین وہ کچھہ فرمایا پھر ملائمت سے گفتگو
کی اسکا کیا سبب ہے آپنے فرمایا سب مین بُرا قیامت کو وہ آدمی
ہے کہ لوگ اُسکی بُرائی کے خوف سے اُسکی تعظیم تکریم کرین +
اور ابو درداء کہتے ہین کہ ہم بہت لوگون کے سامنے دانت نکالتے
ہین اور دل سے انکو لعنت کرتے ہین اور نبی علیہ السلام نے
فرمایا خوشخبری ہو اُس شخصکو جو تواضع کرے بغیر امید کسی نفع
کے اور خرچ کرے حلال مالکو نیکیون مین اور رحم کرے مسکین
ذلیل پر اور عقلمندون اور علم والون سے ربط ضبط رکھے اور
ہشام بن عروہ بواسطہ اپنے باپ کے حضرت عائشہ سے روایت
کرتے ہین کہ ایک شخص نبی صلعم کی خدمت مین جھگڑا لیکر آیا پس
وہ دوسرے شخص سے جھگڑتا جاتا تہا اور کہتا تہا اللہ مجھکو
کافی ہے اور وہی بہتر وکیل ہے سو فرمایا نبی صلعم نے اُس بندے
کو اللہ ملامت کرتا ہے جو خواہ مخواہ اپنے آپکو عاجز بنادے جو کچھہ
تجھکو عذر ہو اُسکو بیان کر پھر حسبی اللہ ونعم الوکیل کہہ + اور لقمان
نے اپنے بیٹے کو کہا اے بیٹے نہ ایسا کڑوا بن جو تجھے کوئی
تھوک دے اور نہ ایسا میٹھا بن جو تجھے نگل لے + اور کہا
ابراہیم نخعی نے تفسیر مین اس قول اللہ تعالے کے والذین اذا

ان لی جیرانا یهینونی وجیرانا یکرمونی فقالت
عائشة رضی الله عنها اهنی من اهانك واکرمی
من اکرمك قال الفقیه رح هو الذی قالت
عائشة رضی الله عنها هو العدل والانصاف و
اما من اخذ بالفضل واحسن من اساء الیه فهو
افضل لان الله تعالی قال وجزاء سیئة سیئة مثلها
ثم قال فمن عفی واصلح فاجره علی الله و
یقال ثلثة من اخلاق اهل الجنة لا یوجد الا
فی الکریم الاحسان الی من اساء الیه والعفو
عن من ظلمه والبذل لمن حرمه وهذا موافق
بقول الله تعالی خذ العفو وامر بالعرف
واعرض عن الجاهلین وروی عن علی بن زید
عن سعید بن المسیب عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال رأس العقل بعد الایمان
بالله مداراة الناس واهل المعروف فی الدنیا
هم اهل المعروف فی الآخرة ولن یهلك
امرء بعد المشورة **باب فضل
العصا** - قال الفقیه رح روی میمون
بن مهران عن عبد الله بن عباس رضی

کہ میرے پڑوسیوں میں سے بعضے میری اہانت کرتے ہیں اور بعضے
اکرام کرتے ہیں فرمایا جو تیری اہانت کرتے ہیں تو انکی اہانت کر
اور جو تجھکو اکرام کریں انکو اکرام کر۔ کہا فقیہ رح نے جو حضرت عائشہ نے
جواب میں فرمایا انصاف یہی ہے مگر جو کوئی فضیلت کو
اختیار کرے اور بُرے کے ساتھ بھلائی کرے تو یہ بات بہتر ہے
اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور بدلہ برائی کا برائی ہے ویسی ہی
پھر فرمایا جو کوئی معاف کرے اور اصلاح کرے تو اسکا ثواب اللہ کے
ذمہ ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ تین خصلتیں جنتیوں کے اخلاق سے
ہیں نہیں پائی جاتیں وہ کسی میں مگر جو کریم النفس ہو جو اپنے ساتھ
برائی کرے اسکے ساتھ احسان کرنا جو ظلم کرے اسکو معاف کرنا
جو اپنے آپکو محروم کردے اسپر خرچ کرنا اور یہ اللہ تعالی کی قول کے
موافق ہے (اختیار کر معاف کرنا اور کہہ نیک کام کو اور کنارہ کر
جاہلوں سے) اور علی بن زید بواسطہ سعید بن مسیب کے نبی صلعم سے روایت
کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا اللہ پر ایمان لانیکے بعد عقل کی یہ
بات ہے کہ مخلوق سے مدارات پیش آئے اور اہل معروف دنیا کے وہی
اہل معروف ہیں آخرت کے اور بعد مشورہ کے کوئی شخص نقصان
نہیں اٹھاتا۔ **انتیسواں باب عصا رکھنے کی
فضیلت کا بیان ہے** ۔ کہا فقیہ رح نے میمون بن مہران
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں

الله عنه انه قال امساك العصا سنة الانبياء
صلوات الله عليهم اجمعين وعلامة المؤمنين
وقال الحسن البصري رضي الله عنه للعصا ستة
ستة خصال سنة الانبياء وزين الصالحين
وسلاح على الاعداء يعني الكلب والحية و
غير ذلك وعون الضعفاء وغم المنافقين
وزيادة في الحسنات ويقال اذا كان المؤمن
معه العصا يهرب الشيطان منه ويخشع منه
المنافق والفاجر ويكون قبلته اذا صلى و
قوته اذا اعيى وفيها منافع كثيرة كما قال
الله تعالى في قصة موسى عليه السلام قال
هي عصاي اتوكؤا عليها الاية + **باب**

زوال الدنيا عن المؤمن

قال الفقيه رح روي عن معاوية بن ابي سفيان
قال اما ابو بكر فلم يرد الدنيا ولم تردهو
اما عمر فقد ارادته ولم يردها واما عثمان
فقد نال منها ونالت منه اما نحن فقد
تمرغنا فيها ظهرا لبطن فلا ندري الى ما
يصير الامر وقال زيد بن ارقم كنا عند

کہ عصا کا ہاتھ مین رکھنا تمام انبیا صلوات الله علیہم اجمعین
کی سنت ہے اور مسلمانون کی علامت ہے اور کہا حسن بصری نے
نے عصا مین چھہ خوبیان ہین انبیا کی سنت ہے نیکون کی
زینت ہے اور دشمنون یعنے کتے اور سانپ وغیرہ کے لیے
ہتیار ہے اور ضعیفون اور ناتوانون کا مددگار ہے +
اور منافقون کے لیے چڑ کی ہے اور نیکیون مین زیادتی
ہے + اور کہا گیا جب مؤمن کے ہاتھہ مین لاٹھی ہوتی ہے
شیطان بہاگ جاتا ہے اور منافق اور فاجر اس سے ڈرتا ہے
اور جب نماز پڑھتا ہے تو سترہ بنجاتا ہے اور جب تہک
جاتا ہے تو اس سے سہارا لیلیتا ہے اور عصا مین اور بہی بہت سے
نفع ہین جیسا کہ الله تعالے نے موسی علیہ السلام کے قصہ مین فرمایا ہے
کہا موسی نے یہ میرا عصا ہے اسپر تکیہ لگاتا ہون الخ +

باب مین بیان ہے کہ مؤمن کو دنیا کم ملتی ہے

کہا فقیہ رح نے حضرت معاویہ سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا لیکن ابو بکر
نے تو دنیا کی خواہش نہین کی اور نہ دنیا نے انکی خواہش کی
اور مگر عمر انہون نے دنیا کی خواہش نہین کی مگر دنیا نے انکی
خواہش کی اور لیکن عثمان انہون نے دنیا سے کچھہ لیا اور دنیا نے
انسے کچھہ لیا لیکن ہم تو مرغا یا دنیا مین پیٹ کے بل ہوئے ہین نہین جانتے
کہ ہمارا انجام کیا ہو + اور کہا زید بن ارقم نے ہم ابو بکر

ابی بکر فدعا بشراب فاتی بماء وعسل فلما دنی
من فیه بکی فبکینا لبکائه فسکتنا ولم یسکت ثم
مسح عینیه فقلنا ما هاجك یا خلیفة رسول الله
قال کنت مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فرأیته
یدفع عن نفسه شیئا ولم ار معه احدا فقلت
یا رسول الله اراك تدفع عن نفسك شیئا ولا
اری معك احدا فقال هذه الدنیا تمثلت لی
فقلت لها الیك عنی فتنحت عنی فقالت اما
ان تفلت عنی فلا تفلت عنی من بعدك فقد خفت
ان یلحقنی ثم وضع الاناء من یده ولم یشرب
قال الفقیه رضی الله عنه من اصاب شیئا من
الدنیا من الحلال فلا یکون اثما فی اخذه و
لکن لو ترکه کان انفع لآخرته لان النبی علیه
الصلوة والسلام قال حلالها حساب وحرامها
عذاب وقال عبد الله بن عمر من اصاب شیئا
من الدنیا نقص من آخرته وان کان کریما
علی الله تعالی

باب علامة الساعة

قال الفقیه رح روی عن وکیع عن سفیان
عن قتادة عن ابی الفضل عن حذیفة بن اسید

کے پاس بیٹھے ہوئے تھے سو ابو بکر نے پانی مانگا لوگون نے شربت
شہد کا پیش کیا جب اسکو مونہہ کے قریب لیگئے روئے ہم بھی انکے رونے سے رونے لگے
سو ہم تو چپکے ہو رہے اور وہ چپکے نہوے پہر آنکھین پونچہین ہمنے
عرض کیا کس چیز نے آپکو اسقدر رولایا اے خلیفہ رسول اللہ کے کہا تہا
مین رسول اللہ صلعم کے ساتھ سو مین نے دیکہا کہ آپ کسی چیز کو اپنی طرف سے
ہٹاتے ہین اور ظاہر مین وہان کوئی بھی نہین مینے عرض کیا یا رسول اللہ
مین آپکو دیکہتا ہون کہ کسی چیز کو ہٹاتے ہین حالانکہ یہان کوئی
چیز نہین آپنے فرمایا یہ دنیا کی تصویر میرے سامنے آکر کہڑی ہو گئی
مینے کہا دور ہو وہ دور ہوگئی پہر اسنے کہا اگر آپ میرے پنجے
سے نکل جائینگے تو جو لوگ آپکے بعد ہونگے وہ میرے پنجے سے کیونکر چہوٹینگے
سو مین ڈرا کہ کبہی دنیا مجہے نہ آ دبائے پہر ہاتہہ سے برتن رکہدیا اور
شربت نہ پیا کہا فقیہ رحمہ نے اگر کسی شخص کو کوئی چیز دنیا کی حلال
ملجاوے تو اسکے لینے مین کچہہ گناہ نہین مگر نہ لینا پہر بہی بہتر ہے اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا حلال مین حساب ہوگا اور حرام مین عذاب
اور فرمایا حضرت عبد اللہ بن عمر رض نے جس کسیکو دنیا مین سے کچہہ حصہ
پہنچا تو آخرت مین اتنے ہی حصہ کا نقصان ہوا اگرچہ وہ اللہ کے نزدیک
مقبول ہو

اکہتروین باب قیامت کے علامتون کا بیان

کہا فقیہ رح نے وکیع اپنی سند سے حذیفہ بن اسید
سے روایت کرتے ہین کہ ایک دن رسول اللہ صلعم نے

قال اطلع النبی علیه الصلوة والسلام من
غرفة ونحن نتذاکر الساعة فقال لا تقوم حتی
یکون عشر ایات طلوع الشمس من مغربها و
الدجال والدخان ودابة الارض ویاجوج
وماجوج ونزول عیسی علیه السلام وثلث خسوف
خسف بالمشرق وخسف بالمغرب وخسف
بجزیرة العرب نار یخرج من قعر عدن تسوق
الناس الی المحشر تبیت معهم اذا باتوا وتقیل
معهم اذا قالوا وروی ابن عمر عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اذا ذکر عنده الدجال
قال انما امره لا یخفی علیکم ان الله تعالی لیس
باعور وان المسیح الدجال اعور بعین الیمنی کان
عینه الیمنی عنبة طافیة وروی انس بن مالك
عن النبی علیه الصلوة والسلام قال ما بعث
الله تعالی من نبی الا انذر قومه بالاعور
الکذاب انه اعور وان ربکم لیس باعور
مکتوب بین عینیه کافر یقرأ کل مؤمن
وروی حذیفة عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال ان مع الدجال ماء ونارا

کہڑکی سے جہانکا اور ہم قیامت کا ذکر کر رہے تہے سو فرمایا آپ نے
قیامت نہ آئیگی جب تک دس باتین ظہور مین نہ آئین آفتاب
کا طلوع ہونا مغرب سے آنا دجال کا پیدا ہونا دہوین کا نکلنا ایک
جانور کا زمین سے آنا یاجوج ماجوج کا حضرت عیسے علیہ السلام
کا آسمان سے نازل ہونا اور تین جگہ سے زمین دہنسیگی ایک جگہ
مشرق مین ایک جگہ مغرب مین ایک جگہ جزیرۂ عرب مین اور
ایک آگ قعر عدن سے نکلیگی اور تمام مخلوق کو میدان حشر کی طرف
ہانکیگی رات گذاریگی انکے ساتہ جب وہ راتکو ٹہیرینگے اور قیلولہ
کریگی وہ آگ انکے ساتہ جب آرام کے لیے دوپہر کو ٹہیرینگے۔ اور حضرت
ابن عمر روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام کے سامنے جب کبہی دجال
کا ذکر آتا تو آپ فرماتے دجال کا حال تمپر پوشیدہ نرہیگا کیونکہ اللہ تعالی
کانا نہین اور مسیح دجال دائین آنکہہ سے کانا ہے گویا دائین آنکہہ
اسکی انگور اُبہرا ہوا ہے ۔ اور انس بن مالک کہتے ہین کہ نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہین بہیجا اللہ تعالے نے کوئی نبی مگر اُس
نبی نے دجال کانے کذاب سے اپنی قوم کو خاصکر ڈرایا ہے
سُن لو وہ کانا ہے اور تمہارا پروردگار کانا نہین دجال کے
دونون آنکہون کے درمیان ماتہے پر لفظ کافر لکہا ہوا ہے ہر
ایماندار پڑہا ان پڑہا اُسکو پڑہ سکیگا اور حضرت حذیفہ نبی علیہ السلام
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا کہ دجال کے ساتہ پانی اور آگ

فناره ماء وماءه نار وترمذی عن فاطمة بنت
قیس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اخر
لیلة صلوة العشاء ثم خرج ثم قال انما حبسنی
حدیث کان یحدثنی تمیم الداری ان ابن
عم له رکب البحر فوقع فی جزیرة من جزائر
البحر فاذا هو بقصر فیه رجل یجر شعره
مسلسل علیه الاغلال فقال له من انت
فقال انا الدجال فقال الدجال اخرج رسول
الله صلی الله علیه وسلم الامیین بعد ام
لا قال نعم قال فاطاعوه ام عصوه قال
اطاعوه قال ذلك خیر لهم قال الفقیه رحمه
الناس قد اختلفوا فی امره قال بعضهم انه
محبوس بعد و یخرج فی اخر الزمان وقال
بعضهم انه لم یولد بعد و سیولد فی اخر
الزمان و یخرج ویدعو الناس الی عبادة
نفسه فیتبعه من الیهود ما لا یحصی علیه
ویطوف فی البلدان ویفتتن به کثیر من
الناس ثم ینزل عیسی بن مریم صلوات الله
علیه فیقاتله فیقتله ویظهر الاسلام فی

دونوں ہو جائینگے جو آگ ہوگی درحقیقت مین پانی ہوگا اور جو پانی ہوگا
درحقیقت مین آگ ہوگی * اور فاطمہ بنت قیس روایت کرتی ہین کہ
رسول الله صلعم ایکرات عشا کی نماز مین دیر کی پھر باہر تشریف لائے
اور فرمایا ایک بات کی وجہ سے مجھکو دیر ہوگئی وہ بات یہ ہے کہ تمیم داری
کہتے ہین کہ میرا چچیرا بھائی دریا کے سفر کو گیا تھا وہان اُسکا جہاز
طوفان مین آکر کسی جزیرہ سمندر کے کنارہ جا لگا اور لوگ وہان اُتر
پڑے دیکھے وہان ایک بڑا مکان کہ اُسمین ایک شخص لنبی بالون
والا طوق و زنجیرون مین جکڑا پڑا ہے مین نے اُس سے پوچھا کہ تو کون ہے
کہا مین دجال ہون پھر دجال نے پوچھا کیا نبی امین صلعم ابتک مبعوث
ہوے یا نہین مین نے کہا مبعوث ہوگئے پوچھا لوگون نے اُنکی اطاعت کی
یا نافرمانی مین نے کہا تابعدار کہا یہ بات اُنکے واسطے بہتر ہوئی ہے
کہا فقیہ رحمہ نے علماء دجال کا باہمی اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا ہے
ابتک قید ہے اخیر زمانہ مین نکلیگا اور بعضی کہتے ہین کہ وہ ابتک
پیدا بھی نہین ہوا اخیر زمانہ مین پیدا ہوگا اور مخلوق سے اپنی
پرستش چاہیگا یہودی بیشمار اُسکے ساتھ ہو جاینگے اور شہرون
مین پھریگا بہت سی مخلوق اُسکے فریب مین گرفتار ہو جائیگی
پھر حضرت عیسے علیہ السلام اُترینگے اُسکو قتل کرینگے اور
اسلام تمام روے زمین پر پھیل جائیگا والله اعلم
بالصواب

جميع الارض والله اعلم باب حفظ

الكلام قال الفقيه رحمه الله

ينبغي للعاقل ان يكون كلامه بالوزن ويكون
الكلام في موضعه ولا يتكلم بما لا يعنيه
فاذا اشتغل بما لا يعنيه فاته ما يعنيه و
لا يجيب عما لا يسئل فان ذلك علامة لخفة
الرجل ولا ينبغي للعاقل ان يغضب على ما لا
فائدة فيه فانه يقال علامة جهل الرجل
ان يغضب في الدواب ويشتمها فان الدواب
لا يعرفن الادعاء والنداء فالاشتغال بشتمهن
فقد فيه جهل تام وروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه سمع رجلا يلعن الريح
فقال النبي عليه السلام من لعن شيئا لم
يكن اهلا لها رجعت اللعنة اليه وروي ابو
المليح عن ابيه ان رجلا من اصحاب النبي
عليه الصلوة والسلام كان رديفه على
دابة فعثرت بهما الدابة فقال الرجل تعس
الشيطان فقال النبي عليه الصلوة والسلام
لا تقل تعس الشيطان فانه عند ذلك يتعاظم

بہترون باب مین یہ بیان ہے کہ کلام و گفتگو مین اپنی حد سے تجاوز نکیا جائے

کہا فقیہ رحہ نے عاقل کو لائق ہے کہ اُسکا کلام وزن سے یعنی موزون
اور اپنے موقع سے ہو اور بیفائدہ باتین نکرے اگر بیفائدہ باتون مین
مشغول ہوگا تو کچھ فائدہ نہوگا اور جو بات تجھ سے نہ پوچھی جائے
اُسکا جواب نہ دے اسلیے کہ یہ بات ہلکی پن کی ہے اور عاقل کو
لائق نہین بیفائدہ غصہ کرے اسلیے کہ کہا گیا ہے آدمی کے
جہل کی یہ علامت ہے کہ جانورون کو گالی دے اسلیے کہ جانور
نہین پہچانتے گو پکارنا اور چلانا پہر جانورون کے بُرے بہلے
کہنے مین مشغول ہونا کمال جہل ہے اور مروی ہے نبی علیہ السلام
سے ایک آدمیکو آپ نے سُنا کہ ہوا کو لعنت کرتا ہے آپ
نے فرمایا جو کوئی لعنت کرے ایسی چیز کو جو لعنت کے
قابل نہو تو لعنت کہنے والے پر آئیگی + اور ابو الملیح اپنے
باپ سے روایت کرتے ہین کہ صحابہ مین سے ایک شخص آپکے
ردیف تھے وہ جانور دونون کو لیکر گر گیا پس اُس
شخص نے کہا ہلاک ہو جیو شیطان سو فرمایا نبی
صلے اللہ علیہ وسلم نے یون نہ کہو کیونکہ اس
سے تو شیطان اتنا پہولتا ہے کہ گھر مین سما
جاتا ہے ہان بسم اللہ کہہ کیونکہ اِس سے

حتى يكون ملأ البيت ولكن قل بسم الله
فانه يصغر حتى يكون مثل الذباب وروى
سماك بن حرب عن ابي لفافة العدوي قال
اخذت بكرا ودخلت المدينة وانا اريد
بيعه فمر بي ابو بكر الصديق رضي الله عنه فقال
يا اعرابي اتبيع البكر فقلت نعم يا خليفة
رسول الله فقال بكم تبيعه فقلت بمائة و
خمسين درهما قال تبيعه بمائة فقلت لا
عافاك الله فقال لا تقل لا عافاك الله و
لكن قل عافاك الله لا قال ابو الليث قد علم
ابو بكر هذا الكلام يعني بقوله لا تقل لا عافاك
الله لانه يشبه الدعاء بنفي العافية و
ينبغي للعاقل ايضا اذا سمع حديثا انكره و
لم يكن سمعه ان لا يقول الحديث كذب
ولا يقول ايضا هو صدق لانه لو صدقه
فلعله يكون كذبا ولو كذب به فلعله يكون
صدقا ولكن يقول لم يبلغني هذا الحديث
ولا اعرفه وروى يحيى بن ابي كثير عن ابي
هريرة قال كان اهل الكتاب يقرؤن

اتنا چھوٹا ہو جاتا ہے کہ مکھی کے برابر معلوم ہونے لگتا
ہے * اور سماک بن حرب ابو لفافہ عدوی سے روایت کرتے
ہیں کہ انہوں نے کہا کہ میں نے ایک جوان اونٹ لیا اور مدینہ میں
داخل ہوا اور ارادہ کیا اسکی بیع کا سو گذری مجھپر ابو بکر
صدیق اور کہا ای اعرابی اس اونٹ کو بیچتا ہے میں نے کہا ہاں
ای خلیفہ رسول اللہ کہا کتنے کو میں نے کہا ڈیڑہ سو درہم کو
کہا سو درہم کو بیچتا ہے میں نے کہا نہیں عافیت سے رکھے تجھکو
اللہ تعالے کہا یوں نکہہ بلکہ یوں کہہ عافیت سے رکھے اللہ تجھکو
نہیں * کہا ابو اللیث نے حضرت ابو بکر نے اعرابی کو
کلام کی حد تعلیم فرمائی یعنی فرمایا لا عافاک اللہ نکہہ اسلیے کہ
یہ کلام بددعا کا وہم دلاتا ہے * اور عاقل کو یہ بھی لائق
ہے کہ جب کوئی حدیث اوپری سنی تو اسکو جھوٹی سچی
نہ کہی اسلیے کہ اگر اسکی تصدیق کی تو شاید وہ جھوٹی ہو
اور اگر اسکی تکذیب کی تو شاید وہ سچی ہو ہاں یوں کہے
یہ حدیث ہمنے نہیں سنی ہم اسکو نہیں پہچانتے *
اور حضرت یحیی بن ابی کثیر رضی اللہ عنہ
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت
کرتے ہیں کہ اہل کتاب توریت کو عبرانی
زبان میں پڑہتے تھے اور اسکا ترجمہ

التورىة بالعبرانية ويفسرونها بالعربية
لاهل الاسلام فقال النبي عليه الصلوة و
السلام لا تصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم
وقولوا امنا بالله وما انزل الينا وما انزل
من قبل قال الفقيه رحمه الله وسئل عن
بعض المتقدمين عن رجل قيل له اتؤمن
بفلان النبي عليه السلام وسمى له اسما لم
يعرفه فان قال نعم فلعله لم يكن نبيا فقد
شهد بالنبوة بغير نبي ولو قال لا فلعله
نبيا فقد جحد نبيا من الانبياء فكيف يصنع
قال ينبغي له ان يقول ان كان نبيا فقد امنت به
ونقل عن الشافعي رحمه الله انه يقول امنت
بجميع ما قال الله على ما اراد الله وبجميع ما قال
رسول الله على ما اراد رسول الله صلى الله عليه
وسلم وروى عن نصر محمد بن سلام انه
كان اذا سئل عن مسئلة الكلام ابى ان يجيب
فقيل لما اذا اشكلت علينا مثل هذه المسائل
كيف نقول فيها قال قولوا امنا بجميع ما
انزل الله تعالى وبجميع ما قال الله وبجميع ما

عربی مین کرکے مسلمانون کو سناتے تھے سو نبی علیہ
السلام نے فرمایا نہ تصدیق کرو اہل کتاب کی نہ تکذیب کرو اور
کہو ایمان لائے ہم اللہ پر اور جو ہمپر اُتارا اور ہمسے پہلے آتارا
کہا فقیہ رح نے بعض متقدمین سے یہ مسئلہ دریافت کیا گیا
کہ ایک شخص ہے کہ کسی نے اُس سے پوچھا تو فلانے نبی پر
ایمان لاتا ہے اور یہ شخص اُس نبی کو نہین جانتا تو اگر
وہ کہتا ہے ہان ایمان لایا تو شاید واقع مین وہ نبی نہو
اور اسے جو نبی نہے انکو نبی مان لیا اور اگر وہ کہتا ہے
نہین تو شاید وہ نبی واقع مین ہون اور یہ منکر ہوا تو
اب کیا کرے فرمایا اُسکو یون کہنا چاہیے کہ اگر وہ نبی
واقع مین ہین تو مین ایمان لایا + اور امام شافعی رح سے
منقول ہے کہ آپ فرماتے تھے مین سب پر ایمان لایا
جو کچھہ خدا نے فرمایا اور جو کچھہ اُس سے مراد ہے اور ایمان لایا
سب پر جو کچھہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اور جو کچھہ انکی مراد
ہے + اور ابو نصر محمد بن سلام سے مروی ہے کہ جب اُنسے
کوئی مسئلہ علم کلام کا پوچھا جاتا تھا تو جواب دینے سے انکار
کرتے تھے کسی نے اُنسے کہا جب اس قسم کے مسئلون کے
سمجھنے مین ہمکو مشکل پیش آئی تو ہم کیا علاج کرین یون
کہدیا کرو جو کچھہ اللہ نے آتارا جو کچھہ اللہ نے فرمایا جو

ارادنا الله تعالى ويجيرنا قال رسول الله صلى
الله عليه وسلم **باب النهي عن
التصاوير** قال الفقيه رحمه الله يكره
الرجل ان يصور بصورة مما فيه روح و
لا بأس بان يصور شيئا مما لا روح له
مثل الاشجار ونحوها وروى نافع عن ابن
عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
ان اصحاب هذه الصور يعذبون يوم
القيمة ويقال لهم احيوا ما خلقتم وروى
ابو هريرة عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال قال الله تعالى ومن اظلم ممن
يخلق كخلقي وروى مجاهد عن النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا تدخل الملائكة
بيتا فيه كلب او صورة فاما ان يقطع راسها
واما ان يبسط قال الفقيه رحمه الله وبه
ناخذ فلا بأس بان يبسط الثياب التي
فيها التصاوير والتماثيل وروى عن عطاء
وعن عكرمة انهما قالا انما كره من التماثيل
ما ينصب نصبا فاما ما وطئ بالاقدام فلا بأس

الله کی مراد ہے جو کچھ رسول الله صلعم نے فرمایا ہم اسپر
ایمان لائے **تہترویں باب میں تصویرونکی بنانے
اور گھروں میں رکھنے کی ممانعت ہے** کہا فقیہ
رح نے کسیکو جائز نہیں کہ کسی جاندار کی تصویر
بنائے اور بے جان کی تصویر بنائے تو کچھ مضائقہ نہیں
مانند درختوں وغیرہ کے ۔ اور نافع نے ابن عمر رض سے
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا تصویر
قیامت کو عذاب میں گرفتار ہونگے اونسے کہا جائیگا
جو تمنے پیدا کیا ہے اوسکو زندہ کرو ۔ اور ابوہریرہ
کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے
اوس سے زیادہ کون ظالم جو پیدا کرے میرے
پیدا کرنے کے مانند ۔ اور مجاہد کہتے ہیں کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا
یا تصویر ہو ہاں اگر تصویر کا سر کاٹ ڈالا جائے یا جس کپڑے پر
تصویر ہے اوسکو فرش بنا دیا جائے تو خیر کہا فقیہ رح اسکو ہم اختیار کرتے ہیں
یعنی جن کپڑوں پر تصویریں ہوں اگر انکو بچھا دیا جائے
تو مضائقہ نہیں ۔ اور عطا اور عکرمہ کہتے ہیں کہ
تصویروں کا عزت وحرمت سے اچھی جگہ پر رکھنا منع ہے
اگر تصویریں پاؤں میں روندی جاتی ہیں تو کچھ مضائقہ نہیں

باب تزويج الزانية

قال الفقيه رحمه الله اختلف الناس في تزويج الزانية قال بعضهم لا يجوز وقال عامة اهل العلم انه يجوز وبه نأخذ اما حجة الطائفة الاولى فلان الله تعالى قال واحل لكم ما وراء ذلكم ان تبتغوا باموالكم محصنين غير مسافحين فاباح الله تعالى نكاح غير المسافح فثبت بهذا ان نكاح الزانية باطل ولان
ل قال الزاني لا ينكح الا زانية الى
حرم ذلك على المؤمنين فحرم نكاح
نية على المؤمنين وروى عن بعض
ابة انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا قال هذا شر من الاول وروى عائشة
ه عنها انها سئلت عن ذلك فكرهته
ن قال انه يجوز احتج بما روى عن عبد الله
س انه سئل عن رجل زنى بامرأة ثم
ا فقال ابن عباس رض اوله سفاح وآخره
لا يحرم الحرام الحلال فالنكاح مباح ولا
لسفاح النكاح وقال هذا بمنزلة من اكل

چوہترویں باب میں

یہ بیان ہے کہ نکاح کرنا زانیہ سے جائز ہے یا نہیں ۔ کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا علماء نے زانیہ سے نکاح کرنے میں بعضوں نے کہا جائز ہے اور اکثروں نے کہا جائز ہے اور اسی پر ہمارا عمل ہے اور پہلے لوگوں کی یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اور حلال ہوئیں تمکو جو انکے سوا ہیں یوں کہ طلب کرو اپنے مال کے بدلے قید میں لانے کو نہ مستی نکالنے کو) سو مباح کیا اللہ تعالیٰ نے نکاح غیر مسافح کا سو ثابت ہوا اس آیت سے کہ نکاح زانیہ سے باطل ہے اور اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (نہیں نکاح میں لاتا زانی مگر زانیہ کو) آگے فرمایا (اور حرام ہے مومنین پر) سو نکاح زانیہ سے مومنین پر حرام ہوا ۔ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کسی نے ان سے پوچھا ایک آدمی نے کہ اوسنے ایک عورت سے زنا کیا پھر اوس سے نکاح کر لیا اسمیں آپ کیا فرماتے ہیں کہا یہ امر تو پہلی سے بھی برا ہے ۔ اور حضرت عائشہ سے کسی نے اس مسئلہ کو پوچھا تو آپنے بھی اس نکاح کو ناجائز فرمایا ۔ اور جو لوگ جائز کہتے ہیں انکی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا اور پھر اوس سے نکاح کر لیا اسکا کیا حکم ہے فرمایا پہلا زنا اور دوسرا نکاح ہے اور حرام حلال کو حرام نہیں کر سکتا پس نکاح مباح اور زنا نکاح کو حرام نہیں کرتا اور فرمایا یہ صورت بمنزلہ اوس صورت کے ہے کہ کسی نے کچھ کھجور درخت سے

من نخلة انسان فی اول النهار ثم اشتریها فی آخر النهار واما تاویل قوله تعالی الزانی لا ینکح الا زانیة قال سعید بن جبیر والضحاک معناها الزانی لا یزنی الا زانیة مثله و هکذا روی عن ابن عباس رضی الله عنه و قد قیل ان الآیة منسوخة لان رجلا سأل رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال ان امرأتی لا ترد ید لامس فقال طلقها فقال انی احبها قال علیه السلام فامسکها

باب تفضیل الفقر علی الغنی

قال الفقیه رحمه اختلف الناس فی تفضیل الفقر علی الغنی قال بعضهم الغنی افضل وقال بعضهم الفقر افضل و حاصل الاختلاف ان الغنی الصالح افضل ام الفقیر الصالح قال بعضهم الغنی الصالح افضل وقال بعضهم الفقیر الصالح افضل وبه ناخذ فاما من قال الغنی افضل فاحتج بقول الله تعالی ووجدک عائلا فاغنی فمن علیه بالغنی فلو لم یکن الغنی افضل لما منّ الله تعالی علیه بذلک وروی عن النبی علیه

صبح کو کہا ئین اور شام کو اوس درخت کو خرید لیا لیکن تاویل الزانی لا ینکح الا زانیة کی یہ ہے کہ سعید بن جبیر اور ضحاک نے کی ہے یعنے زانی نہین زنا کرتا ہے مگر زانیہ ہی سے ٭ اور یہی تاویل عبد اللہ بن عباس سے مروی ہے ٭ اور کہا گیا ہے کہ آیت منسوخ ہے اسلیے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے یہ عرض کیا کہ میری عورت کسی ہاتھ لگانی والے کے ہاتھ کو روکتی نہین آپنے فرمایا طلاق دیدے اوسنے عرض کی مجھے محبت ہے فرمایا طلاق نہ دے

چھہتروین باب ملین یہ بیان ہے کہ فقر کو غنا پر فضیلت ہے

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا علما نے فضل ہونیمین فقر کے غنا پر بعضون نے کہا غنا افضل ہے اور بعضون نے کہا فقر افضل ہے اور حاصل اختلاف کا یہ ہے کہ غنی صالح افضل ہے یا فقیر صالح افضل ہے بعضون نے کہا غنی صالح افضل ہے اور بعضون نے کہا فقیر صالح افضل ہے اور یہی ہمارا مذہب ہے ٭ جو لوگ کہتے ہین کہ غنی افضل ہے اونکی دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہے (اور پایا تجکو مفلس تو مالدار کیا) پس احسان جتلایا اللہ سبحانہ نے غنا کا اگر غنا افضل نہوتا تو اللہ تعالیٰ احسان نہ جتاتا اور نبی علیہ السلام سے مروی

الصلوة والسلام انه قال نعم الحسن الغنى مع
التقى وروى عمرو بن العاص عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال نعم المال الصالح للرجل
الصالح وروى عطاء عن ابن عمر انه قال ان كرمكم
تقواكم وشرفكم غناكم واحسابكم اخلاقكم
وقال بعض المتقدمين المال فى الغربة وطن و
الفقر فى الوطن غربة وقد نظم الشاعر فى
هذا المعنى س الفقر فى اوطاننا غربة + و
المال فى الغربة اوطان + وقال محمد بن
كعب القرظى ان الغنى اذا كان تقيا يضاعف
الله له الاجر مرتين ثم قرأ هذه الآية و
ما اموالكم ولا اولادكم بالتى تقربكم عندنا
زلفى الا من امن وعمل صالحا فاولئك لهم جزاء
الضعف بما عملوا وعن سعيد بن المسيب قال
لا خير فيمن لا يجمع المال من حله ولا يخرج
من حقه ولا يصون به عرضه ولا يصل به رحمه
وروى هشام بن عروة عن ابيه قال قسم ميراث
الزبير ابن العوام بعد الثلث اربعين الف الف
درهم وروى عن عبد الرحمن بن عوف فانه

ہے کہ آپنے فرمایا غنا تقوے کے ساتھ کتنی اچھی
چیز ہے : اور عمرو بن العاص نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہیں اچھا حلال مال اچھی آدمی کے لیے اچھی
چیز ہے : اور عطا ابن عمر سے روایت کرتے ہیں
کہ تمہارا اکرم تقوی ہے تمہارا اشرف تمہاری غنا ہے
تمہارا حسب تمہارا اخلاق ہیں : اور بعض متقدمین نے
فرمایا ہے مال مسافرت میں وطن ہے اور مفلسی وطن میں
مسافرت ہے : اور ایک شاعر نے اسی مضمون کو شعر میں
باندھا ہے ترجمہ اوسکا یہ ہے مفلسی وطن میں مسافرت ہے
اور مال مسافرت میں وطن ہے : اور محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں
کہ مالدار اگر متقی ہو تو اللہ تعالی اوسکو دوہرا ثواب دیگا
پھر پڑھی آیت جسکا ترجمہ یہ ہے (اور تمہارے مال اور تمہاری اولاد
وہ نہیں کہ نزدیک کردیں ہمارے پاس تمہارا درجہ پر جو کوئی
یقین لایا اور بھلا کام کیا سو انکو ہے بدلا دونا اونکے کیے پر)
اور سعید بن المسیب کہتے ہیں اوس میں خیر و برکت نہیں جو حلال سے
نہ جمع ہوا ہو اور نہ نکلی اوس سے حق اوسکا اور نہ بچائی جاوے آبرو
اور نہ ملایا جاوے اوس سے رحم : اور ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں
کہ تقسیم کیا زبیر بن عوام کا مال بعد تہائی نکالنے کے چار کروڑ
درم : اور مروی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف کی

كان له ثلث نسوة فطلق احدى نسائه في صحته
فصالحوها بعد موته من ميراثها من ثلث
الثمن على ثلثة وثمانين الفا فيكون جملة المال
الفا الف درهم الا ثمانية الاف درهم وروى
سفيان بن عيينه عن عمرو بن دينار قال كانت
غلة طلحة بن عبدالله كل يوم الف اواق
واما حجة من قال ان الفقر افضل احتج بقوله تعالى
كلا ان الانسان ليطغى ان راه استغنى فاخبر
الله تعالى ان الغنى حمله على الطغيان وقال
في موضع اخر وما نرىك اتبعك الا الذين هم
اراذلنا بادى الراى واخبر ان الفقراء كانوا
هم الذين يتبعون الانبياء وروى ابان عن
انس عن النبي عليه الصلوة والسلام قال
لكل احد حرفة وحرفتي اثنان الفقر والجهاد
فمن احبهما فقد احبني ومن ابغضهما فقد
ابغضني وعن النبي صلعم انه قال اللهم من
احبني فارزقه العفاف والكفاف ومن
ابغضني فاكثر ماله وولده وروى مجاهد
عن ابن عمر انه قال ما اصاب عبد شئ من

تین بیبیان تہین ایک کو مرض الموت مین طلاق دیدی
سوا ذکی وارثون نے بعد اونکے مرنیکے اوسکے حصہ پر جو
اٹھوین حصہ کی تہائی تہی تراسی ہزار درم پر صلح کر لی تو اونکا سب مال
کل دو لاکھ آٹھہ ہزار درم کم چار لاکھ درم ہوا ؛ اور سفیان بن عیینہ
عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ طلحہ بن عبداللہ کی
آمدنی ہر روز ایکہزار اوقیہ کی تہی ؛ اور جو کہتی ہین کہ
فقر فضل ہے اونکی دلیل یہ قول اللہ تعالے کا ہے کوئی
نہین آدمی سر چڑہتا ہے اس سے کہ دیکہے اپکو بے پروا سو خبر دی
اللہ تعالے نے کہ غنا آدمی کو سرکشی پر برانگیختہ کرتی ہی اور
دوسری جگہہ مین فرمایا (اور دیکہتے نہین کوئی تابع ہوا تیرا
مگر جو ہم مین نیچ قوم ہین ادیرکے عقل سے) پس خبر دی
اسبات کی کہ انبیا کی تابعین فقیر سے ہوتے ہین ؛ اور ابان
بواسطہ انس رضہ کے نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ ہر کسیکا
ایک پیشہ ہے اور میرے پیشے دو ہین ایک فقر اور ایک جہاد
جسنے ان دونون کو دوست رکہا گویا مجکو دوست رکہا اور جسنے
انسے بغض رکہا گویا مجسے بغض رکہا ؛ اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ
آپنے فرمایا اے اللہ میری جو کوئی مجکو دوست رکہی اسکو بقدر
کفایت روزی دے اور جو مجہسے دشمنی رکہے اسکو مال و اولاد کثرت سے دے
اور مجاہد ابن عمر سے روایت کرتے ہین نہین ملتی کسی کو کوئی چیز

من الدنيا الا نقص من درجاته عند الله تعالى
وان كان كريما على الله وروى عن عيسى بن مريم
عليه السلام انه قال الفقر مشقة فى الدنيا و
ميسرة فى الاخرة والغنى ميسرة فى الدنيا
مشقة فى الاخرة وعن انس بن مالك عن النبى
عليه الصلوة والسلام قال اللهم احينى مسكينا
وامتنى مسكينا واحشرنى فى زمرة المساكين
قيل له لم ذلك يا رسول الله قال لانهم يدخلون
الجنة قبل الاغنياء باربعين خريفا ولان الغنى
يتمنى عند موته ان لو كان فقيرا ولا يتمنى فقير
لو كان غنيا ولو لم يكن للفقير فضيلة سوى
ان حسابه فى الاخرة اقل لكانت حجة كافية
ويقال اعظم منة الله تعالى على عبده يوم القيمة
ان يقول له الم اجعل ذكرك به وقال القائل
دليلك ان الفقر خير من الغنى وان قليل
المال خير من الكثير لقاؤك مخلوقا عصى الله
بالغنى ولم تر مخلوقا عصى الله بالفقر قال الفقيه
رحمه الله الفقر افضل من الغنى ولكن لا عيب
فى الغنى الا ترى ان فى زمان النبى عليه الصلوٰة

دنیا کی مگر اللہ کے نزدیک اوسکا کوئی نکوئی درجہ کم ہو جاتا ہے
اگرچہ بہی اللہ کے نزدیک مقبول ہو ؛ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا فقر موجب مشقت ہے دنیا مین اور موجب
خوشی ہے آخرت مین اور غنا موجب خوشی ہے دنیا مین موجب
محنت و مشقت ہے آخرت مین ؛ اور انس بن مالک
نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپ دعا کیا کرتے تھے یا اللہ
مجکو زندگی مین مسکین رکھ اور مجکو مسکین ہی مار اور مسکینون کی گروہ مین
میرا حشر کر کسینے پوچھا یا رسول اللہ یہ کیون کہا اسلیے کہ مسکین
اللہ دولتمندون سے چالیس برس پہلے جنت مین داخل ہونگے اور اسلیے کہ غنی
وقت موت کے تمنا کریگا کاش مین فقیر ہوتا اور فقیر تمنا نکریگا
کاش مین غنی ہوتا ؛ اور اگر فقیر کے لیے سوا اسکی کہ قیامت کو حساب
اوسکا کم اور ہلکا ہوگا کوئی اور فضیلت نہوتی تب بہی یہی کافی تہی یعنی یہ بہی
فقر غنا سے افضل ہے ؛ اور کہا گیا ہی کہ بڑا احسان اللہ تعالیٰ کا اپنی بندہ پر
قیامت کو یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ بندے سے کہیگا کیا تیرا نام مینے فقر کے وجہ سے گم نہیں
کیا ؛ اور شاعر نے اس باب مین دو شعر کہے ہین ترجمہ اونکا یہ ہے دلیل تیری
اس امر مین کہ فقر مالدار سے بہتر ہے اور تہوڑا مال بہت مال سے بہتر ہے یہ ہے کہ تو
بہت سے مخلوق کو دیکہتا ہے کہ مالداری کے سبب سے اونہون نے اللہ کی نافرمانی
کی ہے اور ایسے مخلوق نہ دیکہیگا جو فقر کی وجہ سے اونہون نے گناہ کیا ہو فقیہ نے
کہا فقر رحمہ اللہ نے غنا سے افضل ہے مگر غنا مین عیب نہین کیا تو نہین دیکہتا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

والسلام کانوا اغنیاء فلم یامر علیه الصلوة و السلام بترکه فلو کان ذلك مذموما لنهاهم عن ذلك ویامرهم بترك المال فلما لم یأمرهم بترکه ثبت انه لا عیب فی الغناء وانما العیب علی صاحبه اذا فعل فی غناه بخلاف ما امر ویقال انما کان الاختلاف فی الصدر الاول ان الغنی افضل من الفقر لان غالب اموالهم الحلال فاذا جمع من حله ووضعه فی حقه کان الغناء افضل واما فی هذا الیوم لما صار غالب اموالهم الحرام والشبهة فلا معنی لهذا الاختلاف فالفقر افضل بالاتفاق

بہت سے غنی تھے اور آپنے انکو نہ فرمایا کہ غنا کو ترک کرو اگر تونگری کوئی بری چیز ہوتی تو آپ ضرور انکو منع فرماتے اور مال کے الگ کرنیکا حکم کرتے جب آپنے ایسا نہیں کیا تو یہ بات ثابت ہوئی کہ تونگری میں عیب نہیں ہاں عیب اگر ہے تو مالدار پر ہے اگر وہ بھی ایسی قت کرے وہ خلاف حکم خدا اور رسول کے کرے ۔ اور کہا گیا ہے کہ خلاف زمانہ اول ہی میں اس امر میں کہ غنا فقر سے افضل ہے اسلیے تہا کہ اکثر مال حلال تہا جب کوئی شخص حلال طرح سے جمع کرتے اور اوسکو اپنے محل میں صرف کری تو غنا افضل ہوگا لیکن اس زمانہ میں جبکہ اکثر مال حرام یا شبہہ ہے تو اس اختلاف کے کوئی وجہ نہیں ابتو بالاتفاق فقر افضل ہے

باب الاستدانة

قال الفقیه رحمه الله لا بأس بان یستدین الرجل اذا کانت له حاجة لابد منها وهو یرید قضاءها ولو انه استدان دینا وقصد ان لا یقضیه فهو آکل السحت وروی عن عائشة رض انها کانت تستدین فقیل لها مالك والدین قالت سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول من کان علیه دین ینوی قضاءه کان

چہترویں باب میں قرض لینے کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ نے قرض لینے میں کچھ مضایقہ نہیں جب آدمی کو ضرورت ہو اور اوسکا ارادہ ادا کرنیکا ہو ۔ اور اگر آدمی نے قرض لیا اور ارادہ کیا کہ ادا نکرونگا تو وہ حرام خور ہے ۔ اور حضرت عائشہ رضی مروی ہے کہ وہ قرض لیا کرتی تہیں کسینے کہا آپکو قرض سے کیا علاقہ کہا مینے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے فرماتے تہے جس شخص کے اوپر قرض ہو اور وہ اوسکی ادا کرنے کی نیت رکہتا ہو

معه من الله تعالى عون فانا التمس ذلك العون
وروى عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال تعرضوا للرزق فاذا غلب احدکم
فليستدن على الله تعالى وعلى رسوله وروى
عن محمد بن علی انه كان يستدين فقيل له
لم تستدين ولك كذا وكذا رأس المال
قال لان النبی علیه الصلوة والسلام قال
ان الله تعالى مع الدائن حتى يقضى الله
دينه فاحب ان يكون الله تعالى معى واما
اذا استدان ونيته ان لا يؤدى دينه فهو
اكل السحت لما روى عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال من تزوج امرأة ونيته
ان يذهب بصداقها جاء يوم القيمة زانيا
ويقال ايضا من اشترى شيئا ونيته ان
يذهب بثمنه جاء يوم القيمة سارقا وروى
ابو قتادة عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قيل يا رسول الله ارأيت من قتل فی
سبيل الله هل يكفر عنه خطاياه قال نعم
اذا قتل محتسبا صابرا مقبلا غیر مدبر

تو اوسکی ساتھ اللہ کی مدد ہوتی ہی سو مین اس مدد کا طالب
ہوتا ہون :: اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ روزی کو
کماؤ پہر جب کوئی تم مین سے ناچار ہوجائے تو اللہ کا اور اللہ کے
رسول کے بہروسے پر قرض لیلے :: اور محمد بن علی سے مروی ہے
کہ وہ قرض لیا کرتے تھے کسی نے کہا آپ قرض کیون
لیتے ہین آپکے پاس تو اتنا اتنا مال ہی فرمایا اسلیے
کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالی قرضدار کے ساتھ ہے
یہانتک کہ اللہ اوسکا قرض ادا کرے سو مین محبوب
رکہتا ہون اسکو کہ اللہ تعالی میرے ساتھ ہو :: لیکن
اگر کسینے قرض لیا اور اوسکی نیت یہ ہی کہ اپنی قرض کو
ادا نکریگا تو وہ حرام خور ہے اسلیے کہ نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا جس کسینے کسی عورت سے نکاح کیا
اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکا مہر مارلے تو قیامت کو زانی
شمار ہوگا :: اور یہ بہی کہا گیا ہے کہ جس شخص نے کوئی
چیز مول لی اور اوسکی نیت یہ ہے کہ اوسکی قیمت مارلے
تو وہ قیامت کو چور ہوکر آئیگا :: اور ابو قتادہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتے ہین کہ آپ سی کسینے پوچھا یا رسول اللہ آپ فرمائیں
تو سہی جو شخص اللہ کے رستہ مین لڑجائے کیا اوسکی ساری گناہ معاف ہوجاتے ہین
نبی فرمایا ہان جبکہ مارا گیا ہو ثواب حاصل کرنیکے لیے صبر کرتا آگی بڑہتا پیٹھ نہ پہیرتا ہو

الا الدين فانه ماخوذ به وقال لقمان الحكيم حملت الجندل والحديد فلم احمل شيئا اثقل من الدين

باب العزل

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالعزل اذا كان باذن المرأة والعزل هو ان يطأ امرأته فتعزل عنها قبل ان ينزل مخافة الحبل وكان اليهود يكرهون العزل ويقولون هي المؤودة الصغرى فنزل هذه الاية نساءكم حرث لكم الاية فمن شاء اعتزل ومن شاء لم يعزل وروى عن ابن عباس رضي الله عنه انه سئل عن العزل فقال ان كان رسول الله عليه الصلوة والسلام قال فيه شيئا فهو كما قال والا فانا اقول نساءكم حرث لكم فأتوا حرثكم الاية فمن شاء اعتزل ومن شاء لم يعزل وروى عن عبد الله بن مسعود انه سئل عن العزل فقال لو اخذ ميثاق نسمة في صلب رجل فصبها على صفا اخرج منها النسمة التي اخذ ميثاقها فان شئت فاعتزل وان شئت فدع وروى ابو سعيد الخدري ان النبي عليه الصلوة

مگر قرض سے نہین چہوٹیگا اوسمین ماخوذ ہوگا ۔ اور کہا حکیم لقمان نے اوٹہایا مین پتہر کو اور لوہے کو مگر کوئی چیز ایسی اوٹہائی جو قرض سے بہاری ہو

ستروین باب عزل کا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے عزل کا کچہہ مضایقہ نہین جبکہ عورت کی اجازت سے ہو اور عزل یہ ہے کہ آپنے عورت سے وطی کرے اور پہلے انزال منی عورت سے الگ ہوجاے حمل کے خوف سے ۔ اور یہودی عزل کرنا جائز کہتے تھے کہ عزل چہوٹے درجہ کا زندہ درگور کرنا ہے سو نازل ہوئی آیت (عورتین تمہاری کہیتی ہین) جسکا جی چاہے عزل کرے جسکا جی نچاہے نکرے ۔ اور ابن عباس سے کسینے عزل کو پوچہا فرمایا اگر اسباب مین رسول اللہ صلعم نے کچہہ فرمایا ہے تو وہی ٹہیک ہے ورنہ مین تو یہ کہتا ہون (تمہاری عورتین تمہاری کہیتی ہین اپنی کہیتی مین جسطرح چاہو آؤ) جسکا جی چاہے عزل کرے جسکا جی نچاہے نکرے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضی سے مروی ہے کہ وہ عزل سے سوال کیے گئے فرمایا اگر اللہ تعالی نے کسی روح سے جو کسی کی پشت مین ہے عہد لیا تو اگر وہ شخص اپنے نطفہ کو پتہر پر بہی پہینک دیگا تو اللہ تعالی اوسی پتہر سے اوس جان کو پیدا کریگا اب اگر تیرا جی چاہے عزل کر جی چاہے نکر ۔ اور ابو سعید خدری نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین

والسلام انه سئل فنهى كرمثل هذا وروى
عن عبد الله بن عمر انه سئل عن هذه الاية
نساءكم حرث لكم الاية قال ان شئت فاعزل
وان شئت فدع وروى عطاء عن جابر قال
كنا نعزل على عهد رسول الله صلى الله عليه و
سلم والقرآن ينزل

باب القول في عذاب الميت ببكاء اهله

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في عذاب
الميت ببكاء اهله عليه قال بعضهم ان الميت
ليعذب ببكاء اهله عليه ويحتجون بظاهر
الخبر وهو ما روي عن ابن عمر وابن عباس رض
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان
الميت يعذب ببكاء اهله وقال عامة اهل
العلم لا يعذب الميت ببكاء الحي لان الله تعالى
قال ولا تزر وازرة وزر اخرى وروي
ابو القاسم بن محمد ان عائشة رض قيل لها
ان عبد الله بن عمر رض يروي عن النبي عليه
الصلوة والسلام ان الميت ليعذب ببكاء
اهله عليه وروى ابن عباس رض عن عمر

کہ آپ سے یہی سوال کیا گیا اپنے یہی جواب دیا ؛ اور عبد اللہ
بن عمر سے کسی نے اس آیت کی معنی پوچھی نساؤکم حرث لکم
فرمایا تیرا جی چاہے عزل کر جی نچاہے نکرتا اور عطا جابر سے
روایت کرتے ہین کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے زمانی مین
عزل کیا کرتے تھے اور قران شریف نازل ہوتا تھا ؛

اٹھترویں باب میں یہ بیان ہے کہ مردہ کو اوسکی گھر والوں کے رونی کی وجہ سی عذاب ہوتا ہے

کہا فقیہ رح نے گفتگو کیہے علمانے بیچ عذاب مردہ کی بسبب
رونی گھر والوں کے اوسپر کہا بعضوں نے مردہ کو عذاب
ہوتا ہے گہر والوں کے رونی سی اور دلیل اونکی یہ حدیث ہے
کہ حضرت ابن عمر اور ابن عباس نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا مردہ پر گہر والوں کے رونی کی سبب سے
عذاب ہوتا ہے ؛ اور کہا اکثر اہل علم نے مردہ پر
زندہ کے رونے سے عذاب نہیں ہوتا اسلیے کہ
اللہ تعالی نے فرماتا ہے ؛ اور کسی پر نہیں پڑتا بوجہ دوسرے کا
اور قاسم بن محمد حضرت عائشہ سی روایت کرتے ہین
کہ کسی نے اونسے کہا کہ عبد اللہ بن عمر رض نبی صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا مردہ پر گہر والوں کے
رونی کے سبب عذاب ہوتا ہے اور ابن عباس بھی حضرت عمر سے

انه روى هكذا فقالت عائشة انكم لتحدثون
عن غير كاذبين ولا مكذبين ولكن السمع
يخطئ وتاويل الحديث ان العادة قد جرت
فى ذلك الزمان ان الانسان اذا مات
كان يوصى لاهله بالنوح عليه فقال النبى
عليه الصلوة والسلام ان الميت ليعذب
ببكاء اهله لانه كان يامرهم بذلك وتاويل
آخر ان النبى عليه الصلوة والسلام مر بقبر
يهودى واهله يبكون عليه فقال النبى
عليه الصلوة والسلام انتم تبكون عليه وهو
يعذب فى قبره فظن الراوى انه يعذب
ببكائهم وهذا كما روى عروة عن عائشة
انه ذكر عندها حديث ابن عمر فقالت
وهم ابو عبد الرحمن انما قال ان اهل الميت
ليبكون عليه فانه يعذب بجرمه باب

البكاء على الموتى

قال الفقيه
رحمه الله النوح حرام ولا بأس بالبكاء و
الصبر افضل لان الله تعالى قال انما يوفى
الصابرون اجرهم بغير حساب وروى

یہی روایت کرتے ہین سو فرمایا حضرت عائشہ نے
تم حدیث بیان کرتے ہو لیکن ان سے کہ نہ وہ جہوٹہے ہین
نہ اونکو کوئی جہٹلا کہہ سکتا ہے مگر کبہی سننے مین
غلطی ہو جاتی ہے ۔ اور تاویل حدیث کی یہ ہے
کہ اوس زمانی مین یہ دستور تہا کہ جب کوئی شخص
مرنے کو ہوتا تہا تو گہر والون کو اپنے اوپر نوحہ
کرنیکی وصیت کرتا تہا سو فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
کہ مردہ پر گہر والون کی رونی کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے
کیونکہ وہ اسکا حکم کر گیا تہا ۔ اور تاویل دوسری یہ ہے کہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام ایک یہودی کی قبر پر گزرے اور اوسکی
گہر والی اوسکی اوپر روتے تہے سو نبی علیہ السلام نے فرمایا تم روتے ہو
اور اوسکو قبر مین عذاب ہو رہا ہے راوی نے سمجہ لیا کہ انکی رونیکی
وجہ سے عذاب ہو رہا ہے ۔ اور تاویل اسکی ہے جیسی روایت
کی عروہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انکی سامنے ایکدفعہ ابن عمر کے اس
حدیث کا ذکر آیا فرمایا ابو عبد الرحمن کو وہم ہوا آپنے تو یہ فرمایا
تہا گہر والی تو رو رہے ہین اور مردہ اپنی گناہون کے سبب عذاب مین پڑا
گرفتار ہے ۔

باب اوسی مین بیان ہے کہ مردہ پر رونا کیسا ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے نوحہ کرنا حرام ہے اور آنسو سے رونیکا مضائقہ نہین اور صبر بہتر
افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے اور صبر والون ہی کو ملتا ہے اونکا نیک

عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال النائحة
ومن حولها من المستمعين فعليهم لعنة الله
والملائكة والناس اجمعين وقيل لما مات
الحسين بن الحسن اعتكف امرأته فاطمة بنت
الحسين على قبره سنة فلما كان رأس
الحول رفعوا الفسطاط فسمعوا صوتا من
جانب هل وجدوا ما فقدوا فسمعوا من
جانب آخر بل يئسوا وانقلبوا او لم
يرجعوا وروى عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه لما مات ابنه ابراهيم دمعت
عيناه فقال له عبد الرحمن بن عوف يا
رسول الله أليس قد نهيتنا عن البكاء قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم ما نهيتكم
عن البكاء انما كنت نهيتكم عن صوتين
احمقين فاجرين صوت النائحة وصوت
الغنا فانه لعب ولهو ومزامير الشيطان
وعن خدش الوجوه وشق الجيوب ورنة
الشيطان ولكن هذه الرحمة جعلها الله
تعالى في قلوب الرحماء ثم قال القلب

نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے کہ آپنے فرمایا نوحہ کرنے والی عورت
اور جو اوسکی گرد سننے والوں میں ہوں اون پر لعنت ہے اللہ کی
اور فرشتوں کی اور تمام آدمیوں کی بھی ۔ اور کہا گیا جبکہ
حسین بن حسن کا انتقال ہوا اونکی بی بی فاطمہ صاحبزادی
حضرت حسین کی اونکی قبر پر ایک برس تک بیٹھی رہیں جب
دوسرا برس شروع ہوا اور لوگوں نے خیمہ کو اٹھایا تو ایک
جانب سے ایک آواز سنی کیا پایا جو گم کیا تھا پھر دوسری طرف سے
یہ آواز سنی بلکہ نا امید ہو کر پھر چلے اور کوئی آواز کا دینے والا
وہاں نظر نہ آتا تھا ۔ اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکے
صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہو گیا اور آپکی آنکھوں سے آنسو
ٹپکنے لگے تو عبد الرحمن بن عوف نے عرض کی یا رسول اللہ
کیا آپنے ہمکو رونے سے منع نہیں فرمایا تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا
میں نے رونے سے تو منع نہیں کیا لیکن تو دو آوازوں سے جو
نکمی ہیں ایک آواز نوحہ کی اور ایک آواز گانے کی منع کیا تھا
اسلیئے کہ یہ کھیل کود اور مزامیر شیطانی ہے اور منع کیا ہے
منہ نوچنے اور گریبان پھاڑنے سے اور شیطان کی طرح رونے
کرنے سے اور چپکے چپکے رونا تو رحمت ہے
اللہ تعالے نے رحم دلوں کے
جی میں ڈالی ہے ۔ پھر فرمایا کہ دل

يحزن والعين تدمع ولا نقول ما يسخط
الرب تبارك وتعالى وروى وهب بن
كيسان عن ابي هريرة رض ان عمر رض ابصر امرأة
تبكي على ميت فنهاها فقال النبي عليه الصلوة
والسلام دعها يا ابا حفص فان العين باكية
والنفس مصابة والعهد حديث وروى
عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه مر
ببني عبد الاشهل عند منصرفه عن احد فاذا هم
يبكون ويندبون على قتلاهم بعد يوم
احد فقال النبي عليه الصلوة والسلام
لكل احد باكية ولكن حمزة لا يبكي احد له
فلما سمعن بذلك جئن الى باب رسول الله
وهن يبكين على حمزة ورسول الله عليه
الصلوة والسلام في البيت يبكي حتى يسمع
نشيجه وينقطع نفسه من البكاء

باب اكرام اهل الفضل والشرف

قال الفقيه رحمه الله يستحب للرجل ان يكرم
اهل الفضل من غير افراط ولا يجوز لاحد
ان يكرم احدا لاجل دنياه لينال من

اور دل غمگین ہوتا ہے اور آنکھ روتی ہے اور نہیں کہتے ہم وہ چیز کہ حق
تبارک وتعالیٰ غصہ ہو اور وہب بن کیسان ابوہریرہ سے روایت
کرتے ہیں کہ جب حضرت عمر رض نے ایک بی بی کو کسی میت پر
روتی دیکھا منع کیا تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اے ابو حفص
جانے دو اسلیے کہ آنکھ رونے والی ہے اور نفس مصیبت
زدہ ہے اور زمانہ رنج کا نیا ہے ۔ اور مروی ہے
رسول اللہ صلعم سے کہ آپ احد سے پھرتے ہوئے بنی عبد الاشہل
پر گذرے اور وہ سب اپنے مقتولوں کو رو رہے تھے سو
فرمایا نبی علیہ السلام نے ہر مقتول کو کوئی نہ کوئی رو رہا ہے
مگر حمزہ کا کوئی رونے والا نہیں جب اہل مدینہ والیوں نے
یہ سنا آپکے دروازہ پر آئیں اور حضرت حمزہ کو رونے لگیں
اور رسول اللہ صلعم گھر میں روتے تھے یہانتک کہ آپکی آواز
رونے کی سنی جاتی تھی اور آپکا سانس رک گیا ۔

باب اسمیں یہ بیان ہے کہ اہل علم وفضل اور اہل عزت کی تعظیم کرنی چاہیے

کہا
فقیہ رح نے مستحب ہے کہ اہل فضل کی
تعظیم کیجائے لیکن بغیر افراط کے
اور کسیکو یہ جائز نہیں کہ کسیکی تعظیم کرے
دنیا کے حاصل کرنے کی وجہ سے

من دنیاه لان النبی علیه الصلوٰة والسلام
قال من تواضع لغنی لاجل الدنیا ذهب
ثلثا دینه ولکن یکرم اهل الفضل لفضلهم
وشرفهم وقد روی هشام بن حسان عن
الحسن البصری رحمه الله ان رسول الله صلی
الله علیه وسلم کان جالسا ومعه اصحابه
فجاء علی ابن ابیطالب کرم الله وجهه ولم
یکن له مجلس فراٰه ابوبکر الصدیق رضی الله
عنه فزحزح له عن مکانه ثم قال له اجلس
یا ابا الحسن فتبسم النبی علیه الصلوٰة و
السلام بما صنع فقال اهل الفضل اولی
باهل الفضل ولا یعرف اهل الفضل الا اهل
الفضل وقال سفیان بن عیینة کان یقال
من تهاون بالاخوان ذهبت مروته ومن
تهاون بالسلطان ذهبت دنیاه ومن تهاون
بالصالحین ذهبت اٰخرته وروی عمرة
عن عائشة عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه قال اقیلوا ذوی الهیئات عثراتهم
الا حدا من حدود الله تعالیٰ وعن عائشة

اسلیے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جس کسی نے
کسی غنی کی تواضع کی دنیا کی وجہ سے تو اوسکی دو تہائی
اپنا دین کہو دیا ہاں اہل فضل کی تعظیم اونکی فضل و
شرف کی وجہ سے کرے ۔ اور ہشام بن حسان بصری
سے روایت کرتے ہین کہ رسول اللہ صلعم بیٹھے ہوئے
تہے اور آپکے ساتھ صحابہ بیٹھے تہے اتنے مین حضرت علی
آئے اور مجلس مین بیٹھنے کو جگہہ نہ تہی جب ابوبکر صدیق نے
حضرت علی کو دیکہا تو اپنی جگہہ سے سرک گئی پہر کہا
اے ابوالحسن یہان آبیٹھے سو اس فعل سے رسول اللہ
صلعم خوش ہوئی اور فرمایا اہل فضل اہل فضل کے
لئے اولیٰ ہے اور اہل فضل کو اہل فضل ہی پہچانتے ہین
۔ اور سفیان بن عیینہ کہتے ہین کہ یہ بات زبان زد تہی
کہ جس کسی نے اپنے بہائی بندون کے ساتہ اہانت کا برتاؤ
برتا اوسکی مروت گئی اور جس کسی بادشاہ وقت کی
اہانت کی اوسکی دنیا گئی اور جس کسی نے نیکوں کی اہانت کی
اوسکی آخرت گئی ۔ اور عمرہ حضرت عائشہ سے
روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا
اہل عزت اہل علم کی خطاؤن سے درگذر کیا کرو
سوا اللہ کی حدود کے ۔ اور حضرت عائشہ سے مروی ہے

انها مربها سائل فامرت له بكسرة ومربها
رجل ذو هيئة فاقعدته وامرت له بالمائدة
فقيل لها في ذلك فقالت عائشة رضي الله
عنها ان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا
ان ننزل الناس منازلهم وعن طارق بن
عبد الرحمن قال كنت عند الشعبي فاتاه بلال
بن جرير فطرح له وسادة وقال النبي عليه
الصلوة والسلام قال اذا اتاكم كريم قوم
فاكرموه وقال بعض الحكماء بعض المقارنة
حزم وكل المقارنة عجز وقال الفقيه رحمه الله
لا يستحب الافراط في الاكرام وفي الحب لان
الافراط مذموم في كل شئ يخاف منه
الآفة وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
احبب حبيبك هونا ما عسى ان يكون
بغيضك يوما ما وابغض بغيضك هونا
ما عسى ان يكون حبيبك يوما ما وروي هذا
مرفوعا عنه وقد افرط النصارى في حب
عيسى صلوات الله عليه حتى اتخذوه الها
وافرط اليهود في حب عزير صلوات الله

کہ ایک سائل گذرا آپ نے ایک ٹکڑا روٹی کا دلوادیا
پھر ایک مرد اشراف صورت گذرا آپ نے اوسکو
بٹھایا اور دستر خوان اوسکی آگے بچھوایا کسی نے کہا
یہ کیا ماجرا ہے کہا ہمکو رسول اللہ صلعم نے حکم
فرمایا کہ ہر آدمی کے ساتھ اوسکی رتبہ کے موافق برتاو
کیا کرو ۔ اور طارق بن عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں شعبی کے پاس
بیٹھا تھا کہ اتنے میں بلال بن جریر آئے شعبی نے
اونکے واسطے بستر بچھا دیا اور فرمایا کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا کوئی ذی عزت
آدمی آئی تو تم اوسکی تعظیم و تکریم کرو ۔ اور کہا بعض
حکما نے تھوڑا سا تقرب احتیاط کی بات ہے اور بہت سا
تقرب عاجزی کی علامت ہے ۔ کہا فقیہ رح نے مستحب نہیں ہے
افراط کرنی تعظیم میں اور محبت میں اسلیے کہ افراط ہر
چیز میں بری ہے اور اسمیں کسی آفت کا خوف ہے
اور فرمایا حضرت علی رض نے اپنے دوست سے تھوڑی محبت کر
شاید کسی دن وہ تیرا دشمن ہو جائے اور دشمن سے تھوڑی
دشمنی کر شاید کبھی وہ تیرا دوست ہو جاوے اور یہی الفاظ
حضرت علی سے مرفوعا بھی مروی ہوئے ہیں ۔ اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ کی
محبت میں یہاں تک افراط کی کہ اونکو خدا بنالیا اور یہود نے

علیہ حتی اتخذوہ الہا وافراط الروافض فی حب علی حتی ابغضوا غیرہ وینبغی للعاقل ان یحب اھل الفضل ویعرف حقوقھم من غیر افراط ولا تعدی

باب الغیرۃ

قال الفقیہ رح ینبغی للمؤمن ان یکون غیورا فلا یرضی بالفاحشۃ اذا علم من رجل او امرأۃ فیمنعہ من الفاحشۃ ان استطاع بیدہ فان لم یستطع فلینکرہ بلسانہ فان لم یستطع فلینکرہ بقلبہ وروی زید بن اسلم عن النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال الغیرۃ من الایمان والبذاء من النفاق والبذاء ان یقول الرجل بالفاحشۃ فی اھلہ ویرضی وروی عن عبد اللہ بن مسعود رض انہ قال اللوم بالرجل ان لا یکون غیورا الا یستحیی احدکم ان تخرج امتہ وامراتہ تزاحم الناس فی الاسواق والمجالس وروی مغیرۃ بن شعبۃ ان سعد بن عبادۃ انہ قال لو رایت رجلا مع امراتی لضربت عنقہ بالسیف غیر مصفح فبلغ ذلک

اور رافضیون نے حضرت علی کی محبت مین یہانتک افراط کی کہ اور صحابہ سے دشمنی کرنے لگے ۔ اور عاقل کو یہ چاہیے کہ اہل کمال سے محبت رکھے اونکے حق پہچانے لیکن افراط نکرے ۔ تمام کیا ہمنے باب

غیرت کا بیان ہے کہا فقیہ رح نے مسلمان کو چاہیے کہ غیرت دار ہو گناہ اور بیحیائی پر راضی نہو اگر کسی مرد یا عورت کو کسی گناہ مین مبتلا دیکھے تو ہاتھ سے روکے اگر اتنی قدرت نہو تو زبان سے روکے اگر اتنی قدرت بہی نہو تو اوسکو دل سے برا جانے ۔ اور زید بن اسلم نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ غیرت ایمان کی نشانی ہے اور بے غیرتی نفاق کی اور بے غیرتی یہ ہے کہ اپنے گہر والون کو بے حیائی کے کامون مین مبتلا دیکہے اور راضی رہے ۔ اور عبد اللہ بن مسعود رض فرماتے ہین جو آدمی غیرت دار نہو وہ ملامت کے قابل ہے کیا تم مین سے کسیکو حیا نہین آتی کہ اوسکی لونڈی یا بی بی بازارون اور مجلسون مین جاوے اور مرد اوسکو گہورین ۔ اور مغیرہ بن شعبہ کہتے ہین کہ سعد بن عبادہ نے فرمایا کہ اگر مین کسی اجنبی کو اپنی بی بی کے ساتھ مشغول دیکھ لون تو اوسکی گردن تلوار سے مار ڈالون جب یہ خبر رسول اللہ صلعم کو پہنچی

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اتعجبون
من غيرة سعد والله لانا اغير منه والله
اغير مني ومن اجل ذلك حرم الفواحش ما
ظهر منها وما بطن قال ولا احد احب اليه
العذر من الله تعالى ومن اجل ذلك بعث
المنذرين والمبشرين ولا احد احب اليه
المدحة من الله تعالى ومن اجل ذلك وعد
الجنة وقال علي كرم الله وجهه بلغني ان
نساءكم يخرجن الى السوق يزاحمن العلوج
قبح الله رجلا لا يغار باب ما جاء
في الجود والسخاوة قال الفقيه
رحمه الله روى عروة عن عائشة رضي الله
عنها عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال الجنة دار الاسخياء والشاب الفاسق
الغافل السخي احب الى الله تعالى من الشيخ العابد
البخيل وروى جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ليس منا من وسع الله
تعالى عليه ولم يوسع على نفسه وعياله و
قال الحسن البصري رحمه الله ان العبد

تو آپ نے فرمایا کیا تم لوگ سعد کی غیرت سی تعجب
کرتے ہو قسم اللہ کی مین سعد سی زیادہ غیرت دار ہون
اور اللہ مجھسی زیادہ غیرت دار ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالے
نے بیحیائی کے سارے کام ظاہری ہون یا باطنی حرام
کردیے ہین پھر فرمایا کسیکو عذر اتنا محبوب نہین جتنا اللہ
کو ہے اور اسلیے اللہ نے انبیاء ڈرانے والے اور بشارت
دینے والے بھیجے اور کسیکو اتنی تعریف پسند نہین
جتنی اللہ کو ہے اور اسی لیے جنت کا وعدہ فرمایا ہے
اور حضرت علی رضی نے فرمایا مجھکو خبر پہنچی ہے کہ تمہاری
عورتین بازار وغیرہ نکلتی ہین اور کافر دشمنے دھکم دھکا ہوتے
ہین رسوا کری اللہ اوس شخص کو کہ جسکو غیرت نہو باب
بیان مین جود وسخاوت کا بیان ہے کہا فقیہ نے
عروہ حضرت عائشہ رض سے روایت کرتی ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جنت سخیونکا گھر ہے اور جوان فاسق غافل جو سخی
ہو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے بوڑھے عابد بخیل سے
اور جابر نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جس
شخص پر اللہ تعالے نے رزق کی وسعت دی ہو اور وہ
اپنے نفس پر اور عیال پر فراغت سی خرچ نکرے تو وہ
ہماری گروہ سے نہین اور کہا حسن بصری نے بندہ کو

يا خذ من الله تعالى ادباً حسناً ان وسع الله
تعالى عليه وسع وان امسك عليه امسك
يعنى به قوله تعالى لينفق ذو سعة من سعته
ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما اتاه الله
وروى يوسف بن خالد السمتى الحجاج قال اهدى
الى ابى حنيفة رح من الحجاج قريباً من الف
زوج نعل ففرقها على اخوانه فرأيته بعد ذلك
بيوم او يومين يشترى نعلا لابنه فقلنا
له كيف وقد اهدى اليك فى هذه السنة
قريباً من الف زوج نعل قال ان مذهبى
فى هدايا تفريقها بالغة ما بلغت والمكافاة
بمثلها او ضعفها وتفريق الهدية على اخوانى
لما روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا اهدى الى الرجل فجلساؤه فيه شركاؤه
ولخوانى جلسائى فلا تفردونهم بل اردت ان
اجعل نصيبى لهم وارى قبول الهدية لان
النبى عليه الصلوة والسلام كان يقبل الهدية
ويجيب الدعوة وارى المكافاة باحسن منها
اوصلها لقوله تعالى واذا حييتم بتحية

چاہیے کہ اللہ تعالی سے ادب سیکہی اگر اللہ تعالی نے اوسکو
فراغت دی تو فراغت سی خرچ کرے اور اگر فراغت
نہین دی تو تنگی سے خرچ کری مراد ونکی اس سے یہ قول
اللہ تعالی کا ہے (چاہیے خرچ کرے کشایش والا اپنی کشایش
اور جسکو نپی تلی ملتی ہے اوسکی روزی تو خرچ کری اوسکو جیسا
دیا اوسکو اللہ نے) اور یوسف بن خالد تیمی کہتی ہین کہ
ابو حنیفہ رح کی خدمتمین حجاج کی طرفسی تحفۃً ایکہزار نعلین کی
ہدیۃً آئین سو آپنے اپنے بہائی بندون کو تقسیم کردین
پہر مینے ایکدو روز کے بعد اونکو اپنی لڑکی کے لئے نعلین خریدتے
دیکہا پس مینے کہا یہ کیا اس سال مین آپکی پاس تخمیناً
قریب ایکہزار نعلین کے آچکی ہین فرمایا میرا مذہب
ہدیون کے باب مین یہ ہے کہ اونکو تقسیم کردیا جائے خواہ وہ کتنی
ہون اور اونکی برابر یا زیادہ بدلا دینا اور وجہ تقسیم ہدیہ کی
بہائیون پر یہ ہے کہ نبی علیہ السلام مروی ہے کہ جب کسی شخص کے پاس کوئی
ہدیہ آئے تو اوسکی ہمنشین اوسکی شریک ہین اور میرے بہائی میری
ہمنشین ہین سو یہ نہین ہوسکتا کہ مین تنہا رکہہ لون اور ونکو
ندون بلکہ میرا جی یون چاہتا ہے کہ اپنا حصہ اونکو دیدون اور مین ہدیہ کی
قبول کرنی کو جائز جانتا ہون اسلیے کہ نبی علیہ السلام ہدیہ کو قبول
کرلیتی تہی اور دعوت کو مان لیتی تہی اور میری راے مین ہدیہ کا بدلا

[illegible]

فحيوا باحسن منها او ردوها وقوله تعالى
ولا تنسوا الفضل بينكم وروى عن عائشة
رضى الله عنها ان امرأة اهدت اليها هدية
فلم تقبل هديتها فقال لها النبى عليه الصلوة
والسلام هلا قبلت هديتها قالت لانى علمت
انها احوج اليها منى فقال لها هل قبلتها و
كافيتها باحسن منها وروى زيد بن اسلم
عن عطاء بن يسار ان النبى عليه الصلوة والسلام
ارسل الى عمر بعطاء فرده فقال له لم رددته
فقال يارسول الله اليس قد اخبرتنا ان لا
خير لاحدنا بان ياخذ من احد شيئا فقال
عليه السلام انما ذلك عن مسئلة فاذا
كان غير مسئلة فانما هو رزق رزقك
الله تعالى وقال ابو هريرة انى لا اسأل
احدا شيئا ولا اعطانى احد شيئا عن غير
مسألة الا قبلت منه وسئل سفيان الثورى
عن المواساة فقال ذلك طريق بنت فيه
العوسج **باب التشفيع** قال الفقيه
رحمه الله افضل الاعمال بعد اداء الفرائض

تو تم بھی جاو (یا) اوس سے بہتر یا وہی کہو) اور دوسری جگہہ فرماتا ہے
(اور مت بھلا دو برائی کرنی آپس مین) ؛ اور حضرت عائشہ رضی
مروی ہے کہ ایک عورت نے اونکو کچھہ ہدیہ دیا اونہون نے اوسکو قبول نکیا
پس فرمایا اونسے نبی صلعم نے تمنے کیون قبول نکیا کہا اسلیئے کہ
خود اوسکی زیادہ محتاج ہے پس فرمایا کیون نہ قبول کرلیا اوسکو
اور مکافات اوسکی اوس سے زیادہ نکردی ؛ اور زید بن اسلم عطاء
بن یسار سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے حضرت عمر کی
پاس کچھ مال بہیجا اونہون نے پہیر دیا آپنے فرمایا کیون پہیر دیا
عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپنے فرمایا تہا کہ ہم مین سے
کسیکے لیئے کسی سے کوئی چیز لینے مین خیر نہین فرمایا علیہ السلام نے
یہ امر تو جب ہے جب کوئی سوال کری اور جب بغیر سوال کے
کچھ ملی تو وہ اللہ کا رزق بہیجا ہوا ہے ؛ اور ابو ہریرہ رضی نے کہنے
مین کسی سے کوئی چیز نہین مانگتا اور جو بے مانگے ملجاتی ہے
اوسکو لیلیتا ہون ؛ اور سفیان ثوری سے کسی نے پوچھا
کسیکے ساتہ احسان کرنا کیسا ہے فرمایا یہ ایک رستہ ہے جسمین
جمتا ہے عوسج (اور یہ ایک درخت خاردار ہے) تیرا ئی
باب ہین دوسرے کی لیئے سفارش کرنیکا
بیان ہے ؛ کہا فقیہ رح نے
افضل سب عملون کا بعد ادا کرنے فرضون کے

شفاعة حسنة اذا كان للرجل حاجة الى انسان فتشفع فى ذلك او تشفع له فى دفع مظلمة عنه لان النبى عليه الصلوة والسلام قال خير الناس من ينفع الناس وروى سفيان بن عيينة عن عمرو بن دينار ان النبى عليه الصلوة والسلام قال اشفعوا تؤجروا فان الرجل منكم ليسالنى فامنعه كيما تشفعوا وتوجروا وقال الحسن البصرى الشفاعة يجرى اجرها لصاحبها ما جرت منفعتها وقال مجاهد فى قول الله تعالى من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها وهى شفاعة الناس بعضهم لبعض وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام ان رجلا جاء اليه فسأله بعيرا ليخرج الى الغزو فلم يكن ذلك عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فبعثه الى رجل من الانصار فذهب الى الانصار فاعطاه الانصار بعيرا فجاء بالبعير الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم الدال

اسکے لیے یہی سعی نیک کرنی ہے جبکہ کسی آدمی کو کسی سی کوئی حاجت ہو تو اوسکے لیے سفارش کر اور دفع ظلم کے لیے بھی سفارش کر اسلیے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام نے فرمایا اچھا آدمی وہ ہے جو اوروں کو نفع پہنچاوے :. اور سفیان بن عیینہ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا لوگوں کے لیے سفارش کیا کرو اور ثواب کمایا کرو کیونکہ کوئی شخص تم مین سے کچھ سوال کرتا ہے مین انکار کر دیتا ہون تاکہ تم سفارش کرو ثواب کماؤ :. اور حسن بصری کہتے ہین سفارش کا ثواب جبتک جاری رہتا ہے جبتک اوسکا نفع جاری رہتا ہے اور کہا مجاہد نے تفسیر مین اس قول اللہ تعالی کی وجہ کوئی سفارش کرے نیک بات مین اوسکو بہی ملے اوس مین ایک حصہ اور جو کوئی سفارش کرے بری بات مین اوسپر بہی ہے ایک بوجہ اوسمین سے اور مراد اس سے سفارش کرنی ہے آپسمین :. اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ ایک شخص آپکی خدمتمین حاضر ہوا اور اونٹ مانگا تاکہ جہاد کیلیے اوسپر سوار ہو اور اونٹ آپکے پاس نہتا آپنے اوسکو ایک انصاری کے پاس بہیجدیا وہ اوسکے پاس گیا انصاری نے اوسکو اونٹ دیدیا وہ شخص اونٹ لیکر رسول اللہ صلعم کے خدمتمین آیا آپنے صلعم فرمایا نیک کام

على الخير كفاعله ويقال لكل شيء صدقة و
صدقة الرياسة الشفاعة واعانة الضعفاء
وقال بعضهم اي بعض الادباء من كان خادما
على الامراء ولا يكون مشفعا فهو دعي يعني
ولد الزناء وروي عن جعفر بن محمد انه قال
اوحى الله تعالى الى داود عليه السلام ان
عبدا من عبادي ياتي بحسنة فادخله الجنة
قال يارب وما تلك الحسنة قال من يفرج
عن مؤمن كربة ولو بشق تمرة **باب**
قتل العمد قال الفقيه رحمه الله اختلف
الناس فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال بعضهم
هو في النار ابدا وقال عامة اهل العلم هو
في مشية الله تعالى ان شاء غفر له وان
شاء عذبه فاما من قال هو في النار ابدا فقد
ذهب الى ما روى سالم بن ابي الجعد قال كنت
عند ابن عباس بعد ما كف بصره فجاء رجل
فقال له ما تقول فيمن قتل مؤمنا متعمدا قال
فجزاؤه جهنم خالدا فيها قال ارأيت ان تاب وآمن
وعمل صالحا ثم اهتدى فقال وانى له الهدى

ثواب فاعل کے برابر ہے ۔ اور کہا گیا ہے ہر چیز کے لئے
صدقہ ہے اور صدقہ ریاست کا سفارش کرنی ہے اور ضعیفوں کی
مدد کرنی ۔ اور کہا بعض ادبائی جو شخص امیروں کی
دربار میں باریاب ہو اور لوگوں کی سفارش نکرتا ہو تو وہ
ولد الزنا ہے ۔ اور جعفر بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اللہ
نے حضرت داؤد پر وحی بھیجی کہ بعض بندہ میرے بندوں کے
ایک نیکی لیکر آئیگا تو میں اوسکو جنت میں داخل کرونگا
حضرت داؤد نے عرض کیا ای رب وہ نیکی کونسی ہے
فرمایا جو کوئی کسی مسلمان کی مشکل آسان کری اگرچہ
آدھی چھوہارے سی ۔ **باب عمدا کسی کی جان جبکہ**
قتل کرنیکا بیان ۔ کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
علماء نے اوس شخص میں جسنے کسی مسلمان کو عمدا قتل کیا بعضوں نے کہا
وہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا ۔ اور اکثر اہل علم کہتے ہیں کہ وہ شخص
اللہ کے مشیت میں ہے اگر چاہے بخشدے اگر چاہے عذاب کرے
جو کہتے ہیں کہ ہمیشہ دوزخ میں رہیگا دلیل اوسکی یہ ہے کہ سالم
بن ابی الجعد کہتے ہیں کہ میں ابن عباس کیخدمت میں حاضر تھا اور
اون دنوں کہ جب وہ نابینا ہو گئی تھے سو آیا اونکی خدمت میں ایک شخص
اور پوچھا آپ کیا کہتے ہیں اوس شخص کی باب میں جو مسلمان کو
عمدا قتل کرے فرمایا جزا اوسکی ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے کہا اوس

فوالذی نفسی بیده ان هذه الایة نزلت فما نسختها من اٰیة بعد نبیکم واما من قال بان له التوبة المقبولة فلقول الله تعالی ان الله لا یغفران یشرك به ویغفر ما دون ذلك لمن یشآء وقال الله تعالی فی موضع اٰخر ولا یقتلون النفس التی حرم الله الا بالحق ثم قال الله تعالی فی اٰخرها الا من تاب واٰمن وعمل عملا صالحا فاولئك یبدل الله سیئاتهم حسنات والجواب عن قوله تعالی ومن قتل مؤمنا متعمدا فجزآءه جهنم انه قد روی ابن عباس ان هذه الایة نزلت فی شان مقیس بن ضبابة الفهری انه قتل رجلا متعمدا وارتد ولحق بارض مکة وجواب اٰخران معنی قوله جل جلاله فجزآءه جهنم ان جازاه ولکن نرجوان لا یجازیه ان شاء الله تعالی وهذا کما روی انس بن مالك رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال من وعده الله تعالی علی عمل ثوابا فهو منجز له ومن وعده الله تعالی علی عمل عقابا به فهو

بس قسم ہی اوس ذات کی جسکے ہاتھ مین میری جان ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی اور اسکو کسی آیت نے بعد وفات تمہارے نبی کے منسوخ نہین کیا اور جو لوگ کہتے ہین کہ اوسکی توبہ مقبول ہے اونکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے فرماتا ہے (اللہ نہین بخشتا گناہ اوسکا شریک ٹھیرانے کا اور اوس سے نیچے بخشتا ہے جسکو چاہے) اور فرمایا اللہ تعالی نے دوسری جگہ (اور وہ جو نہین پکارتے اللہ کے ساتہ اور حاکم کو اور نہین خون کرتے جان کا جو منع کی اللہ نے مگر جہان چاہیئے) پہر اللہ تعالے نے اس آیت کی آخر مین فرمایا (مگر جسنے توبہ کی اور یقین لایا اور کیا کچہ کام نیک سو اونکو بدل دیگا اللہ برائیون کی جگہ بہلائیان) اور جواب آیت ومن قتل مؤمنا متعمدا الخ کا یہ ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ فہری کی باب مین نازل ہوئی تہی کہ اوسنے ایک آدمی کو جانکر مار ڈالا تہا اور مرتد ہوکر مکہ کو چلا گیا تہا۔ اور جواب دوسرا یہ ہے کہ معنی قول اللہ تعالے فجزاؤہ جہنم کی یہ ہین کہ جزا اوسکی جہنم ہے اگر جزا دی لیکن ہم امید کرتے ہین کہ نہ دیگا اللہ تعالے اوسکو یہ جزا انشاء اللہ تعالی۔ اور یہ معنی ایسے ہین جیسے کہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس سے اللہ تعالے نے کسی عمل پر وعدہ ثواب کا کیا ہے تو وہ اوسکو ضرور پورا کریگا اور جس سے کسی عمل پر وعدہ عذاب کا کیا ہے

بالخيار ولو ان رجلا قتل نفسه متعمدا قال
بعضهم هو في النار ابدا و قال بعضهم هو في مشيئة
الله تعالى اما من قال هو في النار ابدا فقد ذهب
الى ما روى عن سفيان الثوري عن الاعمش عن
ابي صالح عن ابي هريرة عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال قال رسول الله صلى الله عليه
وسلم من قتل نفسه بسم فسمه بيده يتحساه
في نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا ومن قتل
نفسه بحديدة فحديدته في يده يجاء بها في بطنه في
نار جهنم خالدا مخلدا فيها ابدا وروى عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال من قتل نفسه
بشيء عذب به يوم القيمة واما من قال
في مشية الله تعالى لان الله تعالى ويغفر
ما دون ذلك لمن يشاء والخبر انما ورد على
وجه التشديد كما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لعن المؤمن كقتله وروى
ابن مسعود عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال سباب المؤمن فسق و
قتاله كفر فكذلك هذا الخبر على وجه

تو آخرین اسکو اختیار ہے چاہے پکڑے چاہے چھوڑ دے ؛
اور اگر کسینے اپنی آپکو جانکر مار ڈالا تو بعضے تو کہتے ہین
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا بعضے کہتے ہین وہ اللہ کی اختیاری اور
مشیت مین ہے جو چاہے سو کرے ؛ جو لوگ کہتے ہین وہ
ہمیشہ دوزخ مین رہیگا انکی دلیل ہے کہ سفیان ثوری نے اعمش
اور ابو صالح کی ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ السلام نے
فرمایا جسنے اپنی آپکو زہر سے مار ڈالا تو زہر اوسکی ہاتھ مین ہوگا
اور اوسکو پیتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ دوزخکی آگ مین پڑا رہیگا اور
جسنے اپنی آپکو کسی لوہے کی چیز سے مار ڈالا تو وہی چیز اوسکی
ہاتھ مین ہوگی اور اپنی پیٹ مین مارتا ہوگا اور ہمیشہ ہمیشہ
دوزخ مین پڑا رہیگا ؛ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا جو اپنی آپکو
کسی چیز سے مار ڈالیگا اوسی چیز سے قیامت کو عذاب دیا جائیگا
؛ اور جو کہتے ہین کہ وہ اللہ کے مشیت مین ہے انکی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالے
فرماتا ہے (اور بخشتا ہے اوس سے نیچے شرک سے جسکو چاہے) اور یہ
حدیث ڈرانے کی لئے فرمائی ہے جیسا کہ نبی علیہ السلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا مسلمان کا لعنت دینا اوسکی قتل کرنے کے برابر ہے ؛ اور جیسا کہ
ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا برا کہنا مسلمان کو
فسق ہے اور اوس سے لڑنا کفر ہے جسطرح یہ دونون حدیثین ڈرانے
کے لئے آپنے فرمائی ہین اسیطرح اس حدیث کو بھی

الوعيد والتشديد وهو في مشية الله تعالى

باب قبلة الولد الصغير

قال الفقيه رحمه الله لا بأس بالقبلة للولد الصغير وهو ماجور فيها لان فيها شفقة على ولده وقال النبي عليه الصلوة والسلام من لم يوقر كبيرنا ولم يرحم صغيرنا فليس منا وروى محمد بن اسود عن ابيه اسود بن خلف ان النبي عليه الصلوة والسلام اخذ حسنا فقبله ثم اقبل على اصحابه فقال ان الولد مبخلة مجبنة محزنة وروى اشعث بن قيس الكندي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال انهم يعني الاولاد لمبخلة مجبنة محزنة وانهم لثمرة الفؤاد وقرة العين وروي عن عمر رض انه استعمل رجلا على بعض الاعمال فدخل الرجل على عمر فرآه فدخل عمر رض ولد له وهو يقبله فقال الرجل ان لي اولادا فما قبلت واحدا منهم فقال له عمر لا رحمة لك على الصغار فرحمتك على الكبار اقل رد علينا عهدنا فعزله ويقال القبلة على خمسة

سمجھنا چاہئی یعنی وہ قادر اسکی مشیت مین چاہے چھوڑ دے چاہے پکڑی ؛

باب بچا ہی مین یہ بیان ہے کہ بچوں کا بوسہ لینا کیسا ہے

کہا فقیہ رح نے چھوٹے بچے کی بوسہ لینے مین کچھ مضایقہ نہین بلکہ ثواب ہے اور اسلیے کہ اسمین اپنی بچی پر شفقت معلوم ہوتی ہے : اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے جو بڑے کی تعظیم نکرے اور چھوٹے پر رحم نکرے وہ ہم مین سے نہین : اور محمد بن اسود نے اپنے باپ اسود بن خلف سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلعم نے حضرت حسن کو گود مین لیا اور پیار کیا پھر صحابہ کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا اولاد آدمی کو بخیل اور نامرد اور غمگین بنا دیتی ہے : اور اشعث بن قیس کندی نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ نے فرمایا بلا شبہ اولاد آدمی کو بخیل نامرد غمگین کر دیتی ہے اور بلا شبہ اولاد دل کا پھل ہے اور آنکھ کی ٹھنڈک ہی : اور حضرت عمر رض سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو کسی کام پر عامل کیا پس وہ شخص حضرت عمر کی خدمت مین حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ اپنی بچی کو گود مین لئے ہوئی پیار کر رہے ہین اس شخص نے کہا میرے کئی بچے ہین تو ایک کو بھی یوں پیار نہین کرتا پھر حضرت عمر رض نے فرمایا جب تجھے چھوٹوں ہی پر رحم نہ آیا تو بڑوں پر تو کیا آئیگا ہمارا کام ہمین واپس دیدے اسکو معزول کر دیا : اور کہا گیا بوسہ پانچ طرح کا

اوجه قبلة المودة وقبلة الرحمة وقبلة الشفقة
وقبلة الشهوة وقبلة التحية فاما قبلة المودة
فهي قبلة الوالدين للولد على الخد واما قبلة
الرحمة فقبلة الولد لوالديه على الراس
واما قبلة الشفقة فقبلة الاخت للاخ
على الجبهة واما قبلة الشهوة فقبلة الزوج
الزوجة على الفم او على الوجه واما قبلة
التحية فهي قبلة المؤمنين فيما بينهم على
اليد وقد كره بعض الناس قبلة الرجال
فيما بينهم على اليد او على الرجل واحتج بما
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن المكامعة يعني القبلة والمعانقة ورخص
بعض الناس وبه ناخذ وقد جاء الاثر ان النبي
عليه الصلوة والسلام قام الى جعفر بن
ابي طالب حين رجع عن الحبشة فعانقه وقبل
بين عينيه وروي عن اصحاب النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال انهم كانوا اذا قدموا
من سفر تعانقوا بعضهم بعضا ويقبل
بعضهم بعضا وروي البراء بن عازب

ہوتا ہے بوسہ مودت کا بوسہ رحمت کا بوسہ شفقت کا بوسہ
شہوت کا بوسہ تحیت کا سو بوسہ مودت کا یہ ہے کہ ماں باپ اولاد کے
رخسارہ پر بوسہ دیں اور بوسہ رحمت کا یہ کہ اولاد ماں باپ کے
سر پر بوسہ دے اور بوسہ شفقت کا یہ ہے کہ بہن بہائی کی پیشانی پر
بوسہ دے اور بوسہ شہوت کا یہ کہ خاوند اپنی بی بی کی منہ
یا چہرہ پر بوسہ دے اور بوسہ تحیت کا یہ ہے کہ مسلمان آپس میں ایکدوسرے کے
ہاتہ پر بوسہ دیں ۔ اور بعضے علما نے مردوں کو آپس میں
ایکدوسرے کے ہاتہ پانوں پر بوسہ دینے کو ناجائز کہا ہے اور دلیل
اونکی یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے بوسہ لینے اور
گلے لگنے کو منع فرمایا ہے ۔ اور بعضے علما نے اسکی
رخصت دی ہے اور اسی پر ہمارا عمل درآمد ہے
چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ نبی علیہ السلام
کہڑے ہو گئے جبکہ جعفر بن ابی طالب
ملک حبش سے پہر کر آئے اور گلے لگائے
اونکو اور پیشانی پر بوسہ دیا ۔
اور صحابہ رض سے مروی ہے کہ
جب وہ سفر سے آیا کرتے تھے تو ایک
دوسرے سے گلے ملتے تھے اور ایک
دوسرے کو بوسہ دیتے تھے ۔ اور براء بن عازب

عن النبی علیه الصلوة والسلام قال التمسوا
الولد فانهم ثمرة القلوب وقرة العین و
ایاکم والعجوز العقیم وروی عن النبی علیه
الصلوة والسلام انه قال اولادنا اکبادنا
ومن هذا قول القائل ؎ من سره الدهر
ان یری کبده * یمشی علی الارض فلیر اولاده

باب ضرب الدف فی العرس

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی ضرب
الدف فی العرس قال بعضهم لا بأس به و
قال بعضهم یکره فاما من قال لا بأس به
فذهب الی ما روت عائشة رضی الله عنها
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
اعلنوا النکاح ولو بالدف واجعلوه فی المساجد
واضربوا علیه بالدف وروی محمد بن حاطب
عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
فصل بین الحلال والحرام ضرب الدف و
رفع الصوت فی النکاح وقال محمد بن سیرین
نبئت ان عمر بن الخطاب اذا سمع صوتا انکره
وسأل عنه فان قالوا عرس او ختان اقره وروی

نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہتی کہ آپنے فرمایا
اولاد کے پیدا ہونے کی فکر کرو اسلیے کہ اولاد دلون کے میوے
ہین اور ٹھنڈک آنکھون کی ہین اور بڑھیا بانجھ سے
دور رہا کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہی کہ اولاد ہماری
جگر کے ٹکڑے ہین اور اسی مضمون کا یہ شعر ہے (جس کی
یہ بات اچھی معلوم ہو کہ اوسکا جگر زمین پر چلے پھرے
اوسکو چاہیے کہ اپنے اولاد کو دیکھے) باب چہارسی ہین
**یہ بیان ہے کہ دائرہ کا بجانا نکاح مین جائز ہے
یا نہین** کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے علما نے نکاح کی وقت
دف بجانے مین بعضون نے کہا کچھ مضائقہ نہین بعضون نے
کہا ناجائز ہے جنہون نے کہا ہے کہ کچھ مضائقہ نہین
اونکی دلیل یہ ہے کہ حضرت عائشہ نبی علیہ السلام سے
روایت کرتی ہین کہ آپنے فرمایا اعلان کرو نکاح کا
اگرچہ دف ہی ہو اور کرو نکاح مسجد مین اور دف بجاؤ
اور محمد بن حاطب نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین
کہ آپنے فرمایا فاصل حلال حرام مین دائرہ کا بجانا
اور بلند کرنا آواز کا ہے نکاح مین اور کہا محمد بن سیرین نے
مجھکو خبر پہنچی ہے کہ حضرت عمر رض جب آواز دف کی سنتے تو
اونکو برا معلوم ہوتا تھا جب پوچھتے تھے کہ کیا ہے سو اگر لوگ کہتے کہ

هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة ان
ابا بكر دخل عليها وعندها جاريتان تلعبان
بالدف في يوم عيد وعندها رسول الله صلى
الله عليه وسلم جالس فزجرهما ابو بكر فقال
النبي عليه الصلوة والسلام دعهما يا ابا بكر فان
لكل قوم عيدا وعيدنا هذا وروى عن عائشة
انها كانت في عرس فلما رجعت عائشة قال
لها رسول الله صلى الله عليه وسلم هل قلتن
شيئا قالت نعم قلنا اتيناكم اتيناكم فحيونا نحييكم
ولولا العجوة السوداء ما كنا بواديكم فقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم هلا قلتن لولا طاعة
الرحمن ما كنا بواديكم وروى عن عكرمة ان
ابن عباس ختن بنيه فدعا اللاعبين فاعطاهم
اربعة دراهم فاما من قال انه يكره فقد ذهب
الى ما روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال كل لهو للمؤمن باطل الا ثلثة تاديب
فرسه ورميه عن قوسه وملاعبته مع اهله
وروى ابن عيينة عن ابيه ان النبي عليه الصلوة
والسلام رجع من غزوة فجاءته امرأة فقالت

تو چکے ہوتی :: اور ہشام عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ حضرت
عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابوبکر ایکدن تشریف
لائے اور حضرت عائشہ کے پاس دو لڑکیاں عید کے دن
دائرہ سے کھیل رہی تھیں اور رسول اللہ صلعم بھی تشریف
رکھتے تھے حضرت ابوبکر نے اون لڑکیوں کو جھڑکا پس
رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوبکر جانے دو کیونکہ ہر قوم کے
لئے ایکدن خوشی اور عید کا ہوتا ہے اور یہ دن ہماری
عید کا ہے :: اور حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ وہ ایک جگہ نکاح میں
گئی تھیں جب واپس آئیں تو رسول اللہ صلعم نے پوچھا تمنے وہاں
کچھ گایا تھا کہا ہاں یہ گایا تھا ہم آئے ہم تمہاری یہاں آئے
ہم تمہاری یہاں پس سلام کرو تم ہمکو اور سلام کریں تمکو ہم
اور اگر عجوہ سیاہ نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کبھی نہ آتے اسکو
سنکر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمنے یوں کیوں نہ کہا اور اطاعت
اللہ تعالیٰ کی نہوتی تو ہم تمہارے جنگل میں کبھی نہ آتے اور عکرمہ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابن عباس نے جب اپنے لڑکوں کی ختنہ کرائیں
تو تماشا گروں کو بلا کر چار درہم دیئے :: اور جو لوگ کہتے ہیں کہ جائز
نہیں اونکی دلیل یہ ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا لہو و لعب ہر قسم کا
مسلمان کے لئے ناجائز ہے مگر تین کھیل جائز ہیں گھوڑے کا سکھانا
تیر کمان کی مشق کرنی اپنی بی بی یا لونڈی کی ساتھ ہنسنا

[illegible]

انی نذرت ان اضرب الدف عندك ان جئت من غزوتك سالمًا فقال لها رسول الله صلی الله علیه وسلم ان فعلت ذلك فافعلی والا فلا قالت یا رسول الله انی فعلت یعنی نذرت قال اضربی فدخل ابوبکر وهی تضرب فدخل عمر فطرحت الدف وجلست متقنعة فقال النبی علیه الصلوة والسلام انی لاحسب ان الشیطان یفر منك یا عمر وقوله صلی الله علیه وسلم ان کنت فعلت فاضربی والا فلا نهی عن الضرب من غیر نذر فیه دلیل علی انه لا یجوز ضربه والجواب عن الخبر الذی روی اعلنوا النکاح واضربوا الدفوف ان یقال هذه کنایة عن اظهار النکاح ولم یرد به ضرب الدفوف بعینها قال الفقیه رحمه الله ان الدف یعنی فی زماننا هذا مع الصنجات والجلاجلات ینبغی ان یکون مکروها بالاتفاق وانما الاختلاف فی الدف الذی کان یضرب فی زمن المتقدمین

باب الامر بالمعروف والنهی عن المنکر

قال الفقیه رحمه الله الامر

کہ مین یہ نذر مانی تہی کہ اگر آپ جہاد سے صحیح سالم تشریف لایٔین تو آپکے سامنے دف بجاؤن یعنی مبارکبادوں سو رسول اللہ صلعم نے فرمایا اگر تونے نذر کرلی ہی تو خیر پوری کرو ورنہ مبارکبادی کی کچھ حاجت نہین اوسنے عرض کیا یا رسول اللہ مین تو یہ نذر مان چکی ہی فرمایا اچہا آو بجاؤ سو وہ بجانے لگی اتنے مین ابوبکر رض بہی آگئے مگر وہ بدستور بجا رہی پہر اتنے مین جب عمر رضہ تشریف لائے تو اوسنے دف کو تو پہینکدیا اور گہونگٹ نکالکے بیٹہہ گئی پس فرمایا نبی علیہ الصلوة والسلام نے اے عمر مین یون گمان کرتا ہون کہ شیطان تجہسے بہاگتا ہے پس رسول اللہ صلعم کا یہ فرمانا کہ اگر تونے نذر مانی ہے تو بجا ورنہ نہین اسکی دلیل ہے کہ دف کا بجانا جائز نہین اور جواب اوس حدیث کا جو اسطرح مروی ہے اعلان کرو نکاح کو اور وقت نکاح کے دف بجاؤ یہ ہی کہ یون کہا جائے کہ یہ کنایہ ہے اظہار نکاح کا دف کا بجانا حقیقت مین مراد نہین ❊ کہا فقیہ رح نے ہمارے زمانے مین جو دف مع جہانجہ کی بجائی جاتی ہے وہ بالاتفاق ناجائز ہونی چاہئیں اور اختلاف فقط اون دفون مین ہے جو پہلے زمانے مین بغیر جہانجہ کے بجائی جاتی تہے ❊ باب تینتالیسی مین امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا بیان ہے ❊ کہا فقیہ رح نے امر

بالمعروف واجب لان الله تعالى قال لولا
ينهيهم الربانيون والاحبار عن قولهم الاثم
واكلهم السحت لبئس ما كانوا يصنعون فقد
ذمهم بتركهم الامر بالمعروف وقال عز
وجل كنتم خير امة اخرجت للناس تأمرون
بالمعروف وتنهون عن المنكر ولتأمرن
بالمعروف ولتنهون عن المنكر وليسلطن الله
عليكم شراركم على خياركم ثم يدعوا خياركم
فلا يستجاب لكم ثم ان الامر بالمعروف على
اوجه فان كان يعلم باكبر رايه انه لو امر
بالمعروف لكان يقبل منه ويمتنعون عن
المنكر فالامر واجب عليه ولا يسعه تركه
ولو علم باكبر رايه لو امرهم بذلك قذفوه
وشتموه ولم ينتهوا فتركه افضل وكذلك
لو علم انهم يضربوه ولا يصبر على ذلك ويقع
بينهم عداوة ويهيج منه القتال فتركه ايضا
افضل ولو علم انهم لو ضربوه صبر على ذلك
ولا يشكو الى احد فهذا لا باس ان ينهى عن
ذلك وهو مجاهد وهو عمل الانبياء ولو

بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
(کیوں منع نہیں کرتے اونکی درویش اور ملّا گناہ کی بات کہنے سے
اور حرام کہانے سے کیا برے عمل ہیں جو کرتے آتے ہیں) سو
اللہ تعالیٰ نے اونکی مذمت فرمائی امر بالمعروف کی ترک پر اور
فرمایا اللہ تعالیٰ نے (تم ہو بہتر سب امتوں سی جو پیدا ہوئی
ہیں لوگوں میں حکم کرتی ہو پسند بات پر اور منع کرتے
ہو ناپسند سے) کیا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرو ورنہ
تم پر اللہ تعالیٰ شریروں کو مسلط کر دیگا پہر نیک لوگ دعا بہی
مانگیں گے تو قبول نہو گی ؛ اور امر بالمعروف بہی کئی طرح پر ہے
اگر گمان غالب ہے کہ اگر امر بالمعروف کرونگا تو لوگ مانیں گے
اور برے کام باز آئیں گے تو امر بالمعروف واجب ہے خاموشی کی
گنجایش نہیں اور اگر گمان غالب یوں ہے کہ اگر میں کہونگا
تو لوگ برا بہلا کہیں گے اور باز نہ آئینگے تو امر بالمعروف
نکرنا افضل ہے اسیطرح اگر جانے کہ وہ لوگ مجھے مارینگے اور
صبر نہو سکیگا اور آپسمیں دشمنی ہوجائیگی اور لڑائی کہڑی
ہوگی تو بہی امر بالمعروف کا ترک کرنا افضل ہے اور اگر
جانے کہ اگر وہ مجھے مارینگے تو میں صبر کرونگا کسی سے شکایت نکرونگا
تو پہر امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا مضائقہ نہیں اور اب یہ شخص
مجاہد ہوگا اور یہی کام انبیا علیہ السلام کا ہے اور اگر

علم انهم لا یقبلون منه ولا یخافون منهم
ضررا ولا شتما فهو بالخیار ان شاء امرهم وان
شاء ترك والامر افضل وروی ابو سعید
الخدری عن النبی علیه الصلوة والسلام انه
قال اذا رای احدکم منکرا فلینکره بیده فان
لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و
ذلك اضعف الایمان یعنی اضعف فعل اهل
الایمان وقال بعضهم الامر بالمعروف بالید
علی الامراء والامر باللسان علی العلماء و
بالقلب لعوام الناس

باب النكاح

قال الفقیه رحمه الله اختلف الناس فی النكاح
قال بعضهم هو فریضة وقال الآخرون هو
سنة ونحن نقول ان تاقت نفسه الی النكاح
فالافضل ان یتزوج ان قدر علی ذلك
وان لم یشتق نفسه الی النكاح فان شاء تزوج
وان یشاء لم یتزوج وان اشتغل بعبادة
فهو افضل واما من قال انه فریضة فلما
روی انس بن مالك ان النبی علیه الصلوة
والسلام كان یأمرنا بالباءة وینهی عن

یہ جانے کہ لوگ میرا کہنا نہ مانیں گے اور اون سے ایذا پہنچنے کا
ڈر نہیں تو اختیار ہے جی چاہے امر بالمعروف کرے چاہے نہ کرے امر
بالمعروف افضل ہے اور ابو سعید خدری نبی علیه الصلوة
والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا جب کوئی تم
میں کوئی بری بات دیکھے تو اوسکو ہاتھ سے روکے گر
اسکی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر اسکی بھی طاقت نہیں تو
دل سے اوسکو برا سمجھے اور یہ ضعف ایمان ہے یعنی ضعیف
فعل ایمان والونکا اور بعض کہتے ہیں کہ امر بالمعروف ہاتھ سے امرا کے
ذمہ ہے اور زبان سے علما کا کام اور دل سے عوام لوگوں کا

انتہا شی باب بیچ نکاح کا بیان ہے کہا فقیہ رحمه
اختلاف کیا ہے علما نے نکاح میں بعضوں نے کہا فرض ہے
اور بعضوں نے کہا ہے سنت ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ اگر نفس مشتاق
نکاح کا ہو تو نکاح کرنا افضل ہے اگر نکاح کر سکے اور
اگر نفس آرزومند نکاح نہیں تو چاہے کرے چاہے
نہ کرے بلکہ اگر عبادت میں مشغول ہو تو افضل ہے
دلیل اونکی جو کہتے ہیں نکاح فرض ہے یہ ہے
کہ انس بن مالک نبی علیه السلام سے روایت کرتے
ہیں کہ آپ ہمکو نکاح کرنے کو فرمایا
کرتے تھے اور ....

المتبتل بها شديدا وكان يقول عليه الصلوٰة
والسلام تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر
بكم الانبياء يوم القيمة وفي رواية اخرى فاني
مكاثر بكم الامم وانا حجة الآخرين فما روي
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لعكاف
بن وداعة الك امرأة قال لا قال ولا جارية
قال لا قال وانت شاب موسر قال نعم بحمد الله
تعالى قال تزوج فانك من اخوان الشياطين
او من رهبان النصارى فان كنت مؤمنا فافعل
ما نفعل فان من سنتنا النكاح فاذا لم يشتق
نفسه فالعبادة له افضل لان الله مدح يحيى
بن زكريا عليهما السلام قال وسيدا وحصورا
ونبيا من الصالحين والحصور الذي لا يأتي
النساء يعني انه كسر شهوته باشتغاله بعبادة
ربه فالاشتغال بالعبادة افضل واذا اراد ان
يتزوج امرأة فعليه ان يتزوج بذات الدين لما قال النبي صلى الله
عليه وسلم تزوج المرأة لمالها وجمالها وحسبها
ودينها فعليك بذات الدين تربت يداك
وقال النبي صلى الله عليه وسلم اياكم وخضراء

تجرد رہنے کو شدت سے منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے نکاح
کرو ایسی عورتوں سے جو خاوند کو دوست رکھیں اور بہت بچے
جنیں کیونکہ میں قیامت کو تمہاری کثرت کی وجہ سے اور نبیوں پر
فخر کرونگا دوسری روایت میں یہ ہے کہ اور امتوں پر فخر کرونگا
اور دلیل اوسکی جو نکاح کو سنت کہتے ہیں یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے عکاف بن وداعہ سے پوچھا تیری
بی بی ہے عرض کیا نہیں پوچھا کیا لونڈی بھی نہیں
عرض کیا نہیں پوچھا تو جوان مالدار ہے عرض کیا ہاں الحمد للہ کا
شکر ہے فرمایا نکاح کر کیونکہ تو بھائی شیطان کا ہے یا
نصاریٰ کے درویشوں میں سے ہے سو تو اگر مومن ہے تو جو فعل ہم کرتے ہیں
تو بھی کر کیونکہ نکاح ہماری سنت ہے اور جب نفس مشتاق نکاح کا
نہو تو پھر اوسکے لیے عبادت افضل ہے اسلیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ
بن زکریا علیہما السلام کی تعریف میں فرمایا ہے (اور سردار ہوگا اور
عورت پاس نجائیگا اور نبی ہوگا نیکوں میں) اور حصور اوسکو
کہتے ہیں جو عورت کے پاس نجائے یعنی وہ اپنی شہوت کو عبادت
پروردگار میں مشغول ہو کر توڑ دیا عبادت میں مشغول ہونا افضل ہے
اور جب آدمی نکاح کا ارادہ کرے تو پارسا عورت سے نکاح کرے جیسا کہ
نبی صلعم نے فرمایا ہے نکاح کیجاتی ہے عورت مال اور جمال اور حسب اور
دین کے وجہ سے سو تو دیندار عورت سے نکاح کر تیرے ہاتھ خاک آلودہ

الرحمن قيل يا رسول الله وما خضراء الدمن
قال المرأة الحسناء في منبت السوء يعني في
حسب السوء وقال بعض الحكماء افضل النساء
ان تكون بهية من بعيد مليحة من قريب عالية
في النعمة وادنيها الحاجة فذل النعمة فيها
وذل الحاجة فيها

باب الكسب

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس الاشتغال
بالكسب وقالوا الواجب على كل انسان ان
يشتغل بعبادة ربه ويتوكل عليه وقال
عامة اهل العلم الكسب بمقدار ما يكفيه
ولعياله واجب فان زاد على ذلك فهو
مباح والاشتغال بالعبادة افضل فان
اشتغل لطلب الزيادة لا يكون حراما اذا
لم يرد به الفخر والرياء فاما حجة من قال
بانه لا ينبغي ان يشتغل بالكسب لان الله
تعالى قال وما خلقت الجن والانس الا
ليعبدون فاخبر انه قد خلق الخلق لعبادته
فينبغي لهم ان يشتغلوا بعبادته لا بالكسب
قال النبي عليه الصلوة والسلام ما اوحى الله

عرض کیا گیا سبزی کوڑی کی کیا ہے فرمایا عورت خوبصورت
چال چلن کی بری۔ اور بعض حکما نے فرمایا ہے عورتوں میں
وہ عورت افضل ہے جو دور سے اچھی معلوم ہو قریب سے
نمکین نظر آوے حالت عیش میں حاجت میں مبتلا ہے
اور سکونت نعمت کی ہیں ہو اور ذلت حاجت کی

ہو باب نواسی ہیں کسب اور پیشہ کا بیان

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بعض علما پیشہ کو ناجائز کہتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ انسان پر یہ واجب ہے کہ اللہ کی عبادت میں مشغول رہے
اور اوس پر توکل کرے اور اکثر علما کہتے ہیں کہ پیشہ کرنا
یعنی محنت مزدوری کرنا اپنی اور اپنے اہل عیال کے لئے بقدر کفایت
واجب ہے اور اگر اس سے زیادہ کرے تو مباح ہے اور عبادت
کے مشغولی افضل ہے اگر حاجت سے زیادہ کمائی میں
مشغول ہو تو حرام نہ ہوگا اگر فخر اور تکبر کا ارادہ نہ کریگا
دلیل اون لوگوں کی جو کہتے ہیں کہ محنت مزدوری میں
مشغول نہ ہونا چاہیے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
اور میں نے جو بنائے جن اور آدمی سو اپنی بندگی کو
اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ اوسنے مخلوق کو اپنی عبادت کے
لئے پیدا کیا ہے سو مخلوق کو یہی لائق ہے کہ عبادت میں
مشغول ہوں نہ محنت مزدوری میں فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے

الى بان اجمع المال ولان اكون من التاجرين
ولكنه اوحى الي بان سبح بحمد ربك وكن من
الساجدين واعبد ربك حتى يأتيك اليقين
واما حجة من قال ان طلب قوته وقوة عياله
واجب لان الله تعالى فرض الفرائض ثم لم
يتهيأ للعبد اداء الفرائض الا باللباس
وقوت النفس وذلك لا يقدر عليه الا
بالكسب وقال الله تعالى فاذا قضيت الصلوة
فانتشروا في الارض وابتغوا من فضل الله
واذكروا الله كثيرا وقال النبي عليه الصلوة والسلام
تبايعوا بالبز فان اباكم كان بزازا يعني كان
ابراهيم عليه السلام بزازا وقال عبد الله بن
المبارك من ترك السوق ذهبت مروته و
ساء خلقه وقال ابراهيم بن يوسف عليك بالسوق
فانه اعز لصاحبه ويقال ترك الكسب على
ثلثة اوجه للكسل وللتقوى وللعار فمن تركه
كسلا فلا بد له من السوال ومن تركه تقوىً
فلا بد له من الطمع ومن تركه عارا فلا بد له
من السرقة ويقال ثلثة اشياء لا علاج لها

کہ مال جمع کروں یا سوداگر ہوں لیکن مجکو تو فرمایا ہے
سو تو یاد کر خوبیاں اپنے رب کی اور رہ سجدہ کرنیوالوں میں
اور بندگی کر اپنے رب کی جب تک پہنچے تجکو یقین) اور دلیل
اون لوگون کی جو کہتے ہین کہ قوت اپنے اور عیال کی
واجب ہے یہ کہ اللہ تعالی نے بہت سے کام فرض کئے مگر وہ
فرض آدمی سے بغیر لباس اور کہانے کے نہین ادا ہو سکتے اور
قوت اور لباس بغیر محنت مزدوری کے میسر نہین آ سکتا
اور فرمایا اللہ تعالی نے (پہر جب تمام ہو چکی نماز تو پہیل پڑو
زمین میں اور ڈہونڈو فضل اللہ کا اور یاد کرو اللہ کو
بہت سا) اور فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ کپڑا بیچا کرو کیونکہ
تمہارا باپ ابراہیم بزاز تہا اور کہا عبد اللہ بن
مبارک نے جسنے بازار کی محنت مزدوری چہوڑ دی اوسسے
مروت گئی اور اخلاق بری ہوئی اور کہا ابراہیم بن
یوسف نے بازار کو تجارت یا مزدوری کی لیے جایا کرو
کیونکہ یہ بات عزت کی ہے اور کہا گیا ترک کسب تین وجہ سے
ہوتا ہے یا کسل اور سستی کی وجہ سے یا تقوی کی وجہ سے یا عار اور
شرم کی وجہ سے جو کوئی اوسکو کسل کی وجہ سے چہوڑیگا تو ضرور
سوال کریگا اور تقوی کی وجہ سے چہوڑیگا تو طمع میں گرفتار ہوگا
جو عیب سمجھکر چہوڑیگا وہ چوری کو اختیار کریگا اور کہا گیا

احدها المرض اذا خالطه الهرم والثانی
العداوة اذا خالطها الحسد والثالث الفقر
اذا خالطه الکسل وقال ابو القاسم الحکیم کسب
الحلال یجلی الذی الفاقة الخفیف وستر
للعسر الضعیف وقطع للسان ذی الاخنة ۱
ویقال لکل شیٔ حلیة وزینة وحلیة الشباب
وزینته ان یکون وراء عمله وقیل ست خصال
فی الرجل اذا وجد لا یکون سید الرجال ثلثة
من خارج البیت وثلثة من داخل البیت -
فاما اللواتی من خارج البیت اولها الاستفادة
من العلماء والثانی مخالطة اهل الورع و
الثالث ان یطلب قوته وقوت عیاله من وجه
یحل له واما اللواتی فی داخل البیت اولها المذ
اهله بما یسمع من العلماء والثانیة استعمال
النفس بما رأی من اهل الورع والثالثة ان
ینفق علی اهله من اللباس والطعام مقدار
طاقته ۰ **باب الطب** قال الفقیه رح
الله یستحب للرجل ان یعرف من الطب مقدار
ما یمتنع ما یضر ببدنه وقال بعض الحکماء

ایک تو بیماری بڑہاپی میں دوسرے دشمنی مع حسد کی تیسرے
مفلسی مع کسل اور سستی کے ۰ اور کہا حکیم ابو القاسم نے فرمایا
کسب حلال درویش پارسا کی لیئی زینت ہی اور تنگدست ضعیف
کے لیئے پردہ اور کینہ ور خباثت کی لیئی زبان بند کرنے
والا ہے ۰ اور کہا گیا ہر چیز کے لیے ایک زیور اور زینت ہے
اور زیور اور زینت جوان کی یہ ہے کہ اپنے قوت بازو
کمائی ۰ اور کہا گیا جس شخص میں چھ خصلتین پائی وہ اسکو
سردار سمجھو تین گہر کے باہر تین گہر کے اندر سو جو خصلتین
گہر کے باہر ہونی چاہیں اون میں پہلے تو یہ ہے کہ علماء
کو میں کا فائدہ حاصل کری دوسرے یہ ہی کہ متقی لوگوں سی
ربط ضبط رکہی تیسری یہ ہے کہ اپنے اور اہل عیال کی حلال
روزی کمائی سو جو خصلتین گہر کے اندر ہونی چاہیں
اون میں پہلے یہ ہے کہ اپنے گہر والوں کو جو باتین دین کے
علماء سے سنی ہین ذکر کری دوسرے یہ ہی کہ جو متقیون کو کرتے
دیکہا خود ہی کرنا تیسرے یہ ہے کہ اپنے عیال پر کہانی
کپڑی میں بقدر طاقت فراخی کرنی ۰ **باب نویں علم**
طب کے حاصل کرنیکا بیان میں ۰ کہا فقیہ رح نے مستحب ہے
آدمی کو کہ علم طب اتنا ضرور سیکہے جس سے مضرت جانی
بچ سکے —— اور کہا بعض حکماء نے

العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان فکما
ان للرجل لا بد من تعلم العلم مقدار ما یصلح
به امر دینه فکذلک لابد ان یعرف من الطب
مقدار ما یصلح به امر بدنه ویجتنب عما یضر
بالبدن فان من المروة ان یمتنع عما یضر بنفسه
وقد اجمع الاطباء انه لیس شیٔ فی الطب انفع
من الحمیة وقد روی عن بعض الصحابة انه قال
لرجل الا اعلمک طبا یتعایا فیه الاطباء وعلما
یتعایا فیه العلماء وحکمة یتعایا فیه الحکماء قال
بلی قال اما الطب فان تجلس علی المائدة فانت
جائع وقم عنها وانت تشتهیه واما العلم الذی
تتعایا فیه العلماء اذا سئلت عن شیٔ لا تعلم فقل
الله اعلم واما الحکمة التی تتعایا فیه الحکماء
فاذا جلست فی نادی قوم فاسکت فان افاضوا
فی الخیر فافض معهم وان افاضوا فی الشر فاسکت
منهم وقیل لرجل من المتقدمین وقد طال
عمره قال طال عمرک قال لانا اذا طبخنا نضجنا
واذا مضغنا دققنا ولا نملأ بطوننا ولا نخلیها
ویقال انفع ما یکون للانسان بعد المغداء

علم دو طرح کا ہوتا ہے ایک علم دین کا دوسرا علم بدن کا
سو جیسا ہر آدمی کو یہ ضروری ہے کہ علم دین اتنا سیکھے جس سے
دین درست ہو جاوے اسیطرح یہ بھی ضرور ہے کہ طب کو بھی
اتنا سیکھے جس سے اپنے بدن کو صلاح کر سکے اور جو چیزیں
مضر ہیں ان سے بچ سکے کیونکہ مضر چیزوں سے بچنا مروت میں
داخل ہے ۔ اور اطبا اس پر متفق ہیں کہ طب میں
پرہیز سے زیادہ کوئی چیز نافع نہیں ۔ اور بعض صحابہ سے
مروی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو فرمایا کیا تجھے ایسی طب
نہ بتاؤں جس میں تمام اطبا عاجز ہوں اور ایسا علم جس میں
تمام علما عاجز ہوں اور ایسی حکمت جس میں حکما عاجز
ہوں کہا کیوں نہیں کہا لیکن طب یہ ہے کہ دسترخوان پر
تب بیٹھ جب خوب بھوک ہو اور ابھی بھوک باقی ہو جو اٹھ
کھڑا ہو ۔ لیکن وہ علم جس میں علما در ماندہ ہیں یہ ہے
کہ جب تو ایسی چیز سے سوال کیا جاوے کہ تو جانتا نہیں تو
کہہ کہ اللہ بہتر جانتا ہے ۔ لیکن وہ حکمت جس میں حکما درماندہ
ہیں یہ ہے کہ تو جب کسی مجلس میں بیٹھے تو چپکا بیٹھا رہ پھر اگر
اچھی باتیں کریں تو بھی ہاں میں ہاں ملا باتیں کر اور
اگر بری باتیں کریں تو چپکا بیٹھا رہ ۔ اور کہا گیا ایک شخص سے
جو متقدمین سے تھا اور عمر بڑی تھی آپکی عمر کیسے ہوئی

التمدد وبعد العشاء الحركة والمشي ويقال في المثل
حلوا الغداء اذا تغدى تمدد واذا تعشى
تمشى وروى الزهري عن ابن عباس انه قال
خمس يورث النسيان اكل التفاح الحامض
والبول في الماء الراكد والحجامة في نقرة
القفاء والقاء القملة في التراب وشرب سؤر
الفارة الفاسقة ويقال قراءة لوح القبور
واكل الكزبرة والمشي بين الجملين المقطورين
والمشي بين امرأتين والنظر في العورة لا يورث
النسيان وروى الضحاك عن ابن عباس عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال عليكم
بالسواك فانه فيه عشر خصال مطهر للفم ومرضاة
للرب تعالى ومفرحة للملائكة ومجلاة للبصر
وتبيض للاسنان ويشد اللثة ويذهب
الحفر ويهضم الطعام ويقطع البلغم وتحضر
الملائكة وتضاعف فيه صفة الصلوة ويقال
من انتعل بنعل اصفر لم يزل في غبطة وسرور
لقول الله تعالى انها بقرة صفراء فاقع لونها
تسر الناظرين من لبس نعلا سوداء لم يزل

کہانا کہا کی لیٹ رہنا زیادہ نافع ہے اور بعد کہانا کہانے
رات کی چلنا پہرنا نافع تر ہے ۔ اور مثل مشہور ہیں یون کے
دن کا کہانا وہ بہتر ہے جب کہا چکے لیٹ رہے اور رات کا
کہانا وہ بہتر ہے جسکی بعد چلا پہرا جائے ۔ اور زہری ابن عباس سے
روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا پانچ چیزیں نسیان پیدا کرتی ہیں
کہٹے سیب کا کہانا اور کہڑے پانی میں پیشاب کرنا اور گدی میں
پچہنے لگانا اور جوؤں کو زمین پر پہینکدینا اور چوہی کا
جہوٹا پینا ۔ اور کہا گیا قبروں پر جو کندہ ہو اسکو پڑہنا
اور دہنیا کہانا اور دو عورتوں کی درمیان چلنا اور ستر کو
دیکہنا نسیان کو پیدا کرتی ہیں ۔ اور ضحاک ابن عباس سے
روایت کرتے ہیں کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا مسواک ضرور
کیا کرو کیونکہ اسمیں دس خصلتیں ہیں پاک کرنی والی منہ کی
اور سبب خوشی ہے اللہ تعالی کی اور خوش کرتی ہے فرشتوں کو
اور بینائی کو جلا دیتی ہے اور دانتوں کو سفید کرتی ہے اور
مسوڑوں کو مضبوط کرتی ہے اور غم کو کہوتی ہے اور کہانی کو
ہضم کرتے ہیں اور قاطع بلغم ہے اور فرشتوں کی حاضر ہونیکا
سبب ہے اور بڑہ جاتا ہے ثواب نماز کا ۔ اور کہا گیا جسنی
زرد جوتی پہنی وہ ہمیشہ خوش و خرم رہیگا کیونکہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے
وہ ایک گائی ہے زرد ڈہڈہاتا رنگ اوسکا خوش آتی ہے دیکہنی

فی هم وقد روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال من تختم بعقیق لم یزل فی برکة وسرور
ویقال من کنس بیته بخرقة فانه یورث الفقر
ومن منع خمیرة عن جارة فانه یورث الفقر و
من لم ینظف بیته من بیت العنکبوت فانه
یورث الفقر واذا لم ینظف الاصطبل من
بیت العنکبوت فانه یهزل الدواب ویقال
النظر فی الماء والخضرة والوجه الصبیح ووجه
الوالدین وفی الصلوة الی موضع السجود و
الی الاترنج والی الحمام الاحمر یجلی البصر ویقال
للنار فی الشتاء خمس خصال یدفع البرد و
یحسن الوجه ویمری الطعام ویذهب بالعیاء
ویونس الوحشة وقال علی بن ابی طالب رضی
الله عنه من اراد البقاء والابقاء فلیباکر
الغداء ولیقل غشیان النساء ولیخفف الرداء
قیل وما خفة الرداء قال قلة الدین باب

الامتناع عما یضر بالبدن من الجماع والماکولات وغیرهما

قال الفقیه رحمه الله ان البدن فی الخریف

رنج میں رہیگا اور نبی صلعم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جو
عقیق کی نگینہ کی مہر پہنے وہ ہمیشہ خوش و خورم قایم برکت
ہوگا : اور کہا گیا جھاڑو دینا گہر میں کپڑے سے مفلسی
نحوست لاتا ہے : اور اپنے پڑوسی کو خمیر نہ دینا بہی مفلسی
اور افلاس کا باعث ہے اور صاف نہ کرنا گہر کا مکڑے کے
جالے سے افلاس کو لاتا ہے : اور جب طویلہ مکڑی کے جالوں سے
صاف نکیا جائیگا تو چوپائے دبلی رہینگی : اور کہا گیا پانی
جاری اور سبزہ کو دیکہنا اور خوبصورت آدمی کا موںہہ
دیکہنا اور ماں باپ کا موںہہ دیکہنا اور نماز میں سجدہ کی جگہکو
دیکہنا اور ترنج اور کبوتر سرخ کو دیکہنا بینائی کو جلا اور روشنی
بخشتا ہے اور کہا گیا آگ کے اندر موسم سرما میں پانچ
خوبیاں ہیں سردی کو دفع کرتی ہے موںہہ کو رونق بخشتی ہے
کہانے کو ہضم کرتی ہے تہکن کو دفع کرتی ہے اور وحشت میں
مونس ہے : اور حضرت علی رض فرماتے ہیں جو شخص ارادہ
کرے باقی رہنے اور باقی رکہنے کا اوسکو چاہیے کہ علی الصباح
غذا کہا لیا کرے اور عورتوں سے جماع کم کیا کرے اور قرض کم لیا کرے
کسی نے پوچہا خفۃ الردا کیا مراد ہے فرمایا کمی قرض کی ہے ؛ باب
ان کاموں کی بیان میں کہ جماع و کہانا پینی کی
چیزیں جو بدنکو مضر ہوں انسی پرہیز چاہیئے کہا فقیہ نے

والشتاء اقوى على الطعام لان المعدة تسخن فيهما فتشتهى الطعام وفى الصيف والربيع تبرد المعدة فيضعف عن حمله لبردها ويقل قوتها عن الانضمام و يقال الاكثار من شرب الماء البارد فى ايام الصيف اقل ضررا فى ايام الشتاء اكثر ضررا فينبغى ان يستقل منه فى الايام الشتاء وينبغى للرجل ان يحترز عن شرب الماء بالليل بعد ما انام فان ذلك تبرد المعدة و يخاف منه العلل الا ان يكون الرجل قد غلبت عليه الحرارة وكانت به حمى واذا اراد النوم وهو ممتلى ينبغى ان ينام اولا عن يمينه لموافقة السنة ثم يتحول الى الشمال فان ذلك اهضم للطعام والحركة والتقلب من جانب الى جانب انفع له ولا ينبغى للرجل ان ينام على بطنه الا من عذر وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه رأى رجلا وهو مضطجع على بطنه فركضه برجله وقال لا تضطجع هكذا فان هذه ضجعة يبغضها الله تعالى ولو ان رجلا كان ممتليا وهو يخاف وجع البطن فلا بأس بان يجعل وسادة تحت بطنه وينام عليها ليستمرى

اور جاڑی میں طعام کے بوجہ اوٹھانی کی زیادہ قوت رکھتا ہے اسلیے کہ معدہ ان دونو موسموں میں گرم ہوتا ہے اسلیے کہانیکو خوب ہضم کریگا ؛ اور موسم گرمی اور موسم بہار میں معدہ ٹھنڈا ہوتا ہے اسلیے بوجہ کہانیکا اوٹھانا دشوار ہوگا اور خوب ہضم نکر سکیگا ؛ اور کہا گیا موسم گرمی میں ٹھنڈا پانی بکثرت پینا اوسکو نقصان کم کرتا ہی اور جاڑوں میں نقصان زیادہ کرتا ہے اسلیے جاڑوں میں کم پینا چاہیے ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ رات کو سوتی سی اوٹھکر پانی نپیے کیونکہ اسوقت کا پانی معدہ کو ٹھنڈا کرتا ہے اور اسمیں بہت سی بیماریوں کا اندیشہ ہے ہان اگر کسی شخص پر حرارت غالب ہو یا اوسکو بخار ہو تو کچہ مضائقہ نہیں ہے ؛ اور جب ارادہ سونی کا کری اور پیٹ بہرا ہوا ہی تو اول داہنی کروٹ سی سوئی موافق سنت کے پہر بائیں کروٹ لے لے کیونکہ اسطرح کہانا خوب ہضم ہوتا ہے اور کروٹیں بدلنی زیادہ مفید ہیں ؛ اور آدمی کو چاہیے کہ پیٹ کی بل نسوئی مگر ناچاری ہو تو خیر ؛ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے ایک شخص کو اوندہا سوتی دیکھا تو آپنے اوسکو پاؤں سے ٹہکایا اور فرمایا اسطرح نلیٹ کیونکہ اس ضجع کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے ؛ اور اگر کسی آدمی کا زیادہ پیٹ بہرا ہوا ہی اور اوسکو

الطعام لان ذلك حالة على الضرورات
تبيح المحظورات ثم عليه ان يتوب من كثرة
الاكل ويقال شرب الماء البارد قبل
الطعام يطفي نار المعدة وشربه بعد الطعام
يسخن المعدة ويسمن البدن فاذا اكل الرجل
فاكهة مثل التفاح والمشمش والعنب او الزبيب
او نحو ذلك فلا ينبغي ان يشرب الماء على
اثره فان ذلك يفسد المعدة وينبغي ان
ينتظر بعد اكله ساعة او ساعتين او اكثر
ثم يشرب الماء فانه اقل ضررا واذا اكل الرجل
ارزا حارا او شيئا من الحلواء حارا او باردا
فلا يشربن على اثره ماء باردا فان ذلك
يضر باللسان فاذا اراد شربه فليأكل
لقمة او لقمتين من الخبز ثم يشرب فان ذلك
اقل ضررا ويقال اكل الخبز الحار مع الحوك
يهيج منه الديدان في البطن وقال ابن المقفع
من ادام اكل البصل اربعين يوما فخرج
الكلف بوجهه فلا يلومن الا نفسه وقال
لو افتصد فاكل على اثره مالحا فظهر له

کیونکہ اوسکو عذر ہے اور ضرورتیں ممنوعات کو مباح
کر دیتی ہین مگر اوسکو بسبب زیادہ کھانے کے آیندہ کو بہت کھانے سے
باز آنا چاہیے ۔ اور کہا گیا ہے کہ کھانے سے پہلے ٹھنڈا پانی پینا حرارت
معدہ کو بجھا دیتا ہے اور بعد کھانا کھانے کے پینا معدہ کو
گرم کرتا ہے اور بدن کو موٹا کرتا ہے ۔ جب کسی شخص نے
کوئی میوہ مانند سیب اور زردآلو اور انگور اور منقی وغیرہ کے
کھایا تو اوسکو فورا پانی پینا نچاہیے کیونکہ اس سے معدہ
خراب ہو جائیگا مگر گھنٹہ دو گھنٹہ صبر کرے پھر پیے
کیونکہ اسمین نقصان کم ہے ۔ اور جب کسی نے چاول
گرم گرم کھائے یا کسی قسم کا حلوا گرم گرم یا ٹھنڈا کھایا
تو اوسی وقت ٹھنڈا پانی نہ پیے کیونکہ یہ دانتون کو
نقصان کرتا ہے اور جب پانی پینے کا ارادہ کرے تو پہلے ایک دو
لقمہ روٹی کا کھالے پھر پانی پیے کیونکہ اسمین ضرر کم ہے ۔
اور کہا گیا گرم روٹی بادروج کی ساتھ پیٹ مین کیڑے
پیدا کرتی ہے ۔ اور کہا ابن مقفع نے
جسنے چالیس دن تک پیاز کھایا اور
اوسکے مونہہ پر چھائیان ہو گئیں تو
اپنے آپ کو ملامت کرے ۔ اور کہا اگر فصد کھلوائی
اور نمکین کھانا کھایا پھر

بالجرب فلا يلومن الا نفسه وقال ومن
جمع في بطنه السمك واللبن فاصابه البرص
فلا يلومن الا نفسه قال واذا اكل الرجل السمك
والبيض فاصابه وجع الضرس فلا يلومن
الا نفسه وقال ابن المقنع من جمع في بطنه
النبيذ واللبن فاصابه البرص فلا يلومن
الا نفسه واذا اكل الرجل الطعام فلا يشرب
الماء الا بعد ما يفرغ من الطعام فان ذلك
ابعد من الضرر ويقال الاكثار من الحوت
يضر بالبصر ولا ينبغي للرجل ان يجمع في
البطن اللبن مع شيء من الحموضات او مع
البقول او الفواكه ويقال الفاكهة قبل
الطعام اقل ضررا وبعده اكثر ضررا ولا ينبغي
للرجل ان يجمع في البطن ماء البير مع ماء
النهر حتى يستمرأ الماء الاول ولا ينبغي
للرجل ان ياكل مرة او مرتين في كل وقت
ولكن ينبغي ان يكون للاكل وقت معلوم
لان الاكل اذا كان متفرقا فيقع الاخر
قبل الاستمراء الاول فان ذلك يضعف

خارش ہوگئی تو آپ ہی آپکو ملامت کرے :: اور جسنے اپنے
پیٹ مین مچھلی اور دودہ جمع کیا اور اوسکو برص ہوگیا تو
اپنے نفس کو ملامت کرے :: اور کہا جسنے مچھلی اور انڈا
ایکوقت مین کہائی اور اوسکی ڈاڑھون مین درد ہوا تو
اپنے نفس ہی کو برا بھلا کہے :: اور کہا ابن المقنع نے جسنے
اپنے پیٹ مین نبیذ اور دودہ جمع کیا پہر اوسکو برص ہوگیا
تو اپنے نفس ہی کو برا بھلا کہے :: اور جب کوئی شخص کہانا
کہاوے تو نہ پیوے پانی بہ نسبت جب کہانے سے فارغ ہووے
کیونکہ اسمین بہت ضرر کم ہے :: اور کہا بہت مچھلی کا کہانا
بینائی کو ضرر کرتا ہے :: اور آدمی کو نچاہئے کہ دودہ کو
کہٹائی اور ساگ پات اور میوون کے ساتھ جمع نکرے :: اور
میوہ کہانے سے پہلے نقصان کم کرتا ہے اور بعد مین
زیادہ ضرر کرتا ہے آدمی کو لائق نہین کہ ایکوقت مین
کوئین کا پانی اور نہر کا پانی پیوے جب پہلا پانی ہضم
ہو سکے تب دوسرا پانی پیوے :: اور آدمی کو بار بار نہ کہانا
چاہیے وقت معین پر کہائے کیونکہ جب آدمی متفرق
اوقات مین کہائیگا تو دوسرا کہانا
پہلے کہانے کے ہضم سے جب
معدہ مین جائیگا تو معدہ کو ضعیف کریگا

المعدة ويقال اربع لا ينبغي ان يمدحن الا بعد
عواقبها احدها الطعام لا يمدح له ما لم يهضم
والمقاتل ما لم يرجع والزرع ما لم يدرك و
المرأة ما لم تمت ويقال الاكثار من اللحم عند
الهاجرة يهيج منه الاسقام ويقال اضر الخبز
بالبدن ما كان حارا عند ما يخبز واقل ضررا
بالبدن ما اتى عليه ساعة قبل ان يصير
صلبا ويقال اكل الجوز والرطب على الامتلاء
يورث التخمة واكل اللوز مع الخبز او وحده
يبطئ الهضم وكذلك الخبز الفطير والاكبشة
ونحو ذلك واكل الفرصاد والمشمش على الريق
لا بأس به وبعد الطعام تورث السقم والمشمش
اذا لم يكن نضيجا جدا فانه يضعف المعدة و
الاكثار من التمر يورث فساد اللثة وكذلك
الزبيب وسائر الحلاوات وكثرة اكل التين
يورث القمل والاكثار من الملح يضر بالبصر
واذا سافر الرجل فدخل بلدة فليأكل اولا
الخل والبصل كيلا يضره ماؤها والاكثار من
البصل يهيج منه البلغم ويدخل في عينيه

اور کہا گیا چار چیزیں قابل تعریف کی بعد انجام اچھا
ہونیکے ہوتی ہیں ایک تو کہانا جب تک ہضم نہو قابل
تعریف نہیں دوسرے جنگ کرنی والا جب تک جنگ سے
واپس نہ آئے تیسرے کہیتی جب تک پک نجائے چوتھی عورت
جب تک مر نجائے ؛ اور کہا گیا گرم وقتون مین گوشت
بکثرت کہانا بیماریون کو پیدا کرتا ہے ؛ اور کہا گیا کہ روٹی
گرم تر کی پکی ہوئی کہانی زیادہ مضر ہے اور جب اوسپر
تہوڑی دیر گذر جائے اور ابہی سخت نہیں ہوئی تو کم مضر ہے
؛ اور کہا گیا کہانا اخروٹ کا اور تازہ کہجور کا پیٹ بہرے پر
تخمہ اور بدہضمی پیدا کرتا ہے ؛ اور کہانا بادام کا روٹی
کے ساتھ یا تنہا ہضم مین دیر لگاتا ہے ؛ اور ایسے ہی روٹی فطیری
اور فرصاد اور زردآلو کی نہار منہہ کہانی مین مضائقہ نہیں
اور بعد کہانا کہانی کی مرض پیدا کرتے ہیں اور زردآلو
جب خوب پکا ہوا نہو تو معدہ کو ضعیف کرتا ہے ؛ اور چہارے
بکثرت کہانی مسوڑہون کو مضر ہیں اور ایسے ہی منقی اور تمام
میٹہی چیزیں ؛ اور انجیر بکثرت کہانے سے جوئین پیدا
ہوتی ہیں ؛ اور کثرت نمکین کہانے بینائی کو مضر ہے ؛
اور جب کسی شخص نے سفر کیا اور شہر مین داخل ہوا تو پہلے
سرکہ اور پیاز کہائی تاکہ اوس شہر کی آب سوا نقصان

ظلمة ويقال الاكثار من الحريف والحامض
يجلب الهرم ولا ينبغي للانسان ان يفارقه
الدسم فانه انمى للعقل والحلاوة يزيد في
الحلم والاكثار منه يضر بالاسنان ويقال
ان العدس يرق القلب ويكثف الدم و
الاكثار منه يخاف الضرر والقرع يزيد في
الدماغ وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
من ابتدأ غذاءه بالملح وختم به اذهب الله
عنه سبعين نوعا من البلاء وقال علي رضي
الله عنه ومن اكل كل يوم سبع تمرات عجوة
قتلت كل دابة في جوفه ومن اكل كل يوم احدى
وعشرين زبيبة حمراء لم ير في جسده شيئا
يكرهه وقال علي بن ابي طالب رضي الله عنه
اللحم ينبت اللحم والثريد طعام العرب والباجات
يعظمن البطن وترخين الاليتين ولحم البقر
داء ولبنها شفاء وسمنها دواء والشحم والسمك
يذيب الجسد هذا كله عن علي رض ويقال الطيب
يزيد في الدماغ ويقوي البصر ويكره الاكثار
منه فانه يتولد منه البيوت الا الكافور

اور کہا گیا تیز و ترش چیزین بکثرت کہانی بڑہاپا جلدی لاتی
ہین اور انسان کو چاہیے کہ روغن وغیرہ چکنی چیزین کہاتا رہے
کیونکہ یہ عقل کو درست رکہتی ہین :: اور شیرین چیز بردباری کو
زیادہ کرتے ہے اور کثرت شیرینی کی دانتون کو مضر ہے :: اور
کہا گیا مسور دل کو نرم کرتی ہے اور خون کی رطوبت کو جذب
کرتی ہے اور اسکی کثرت مین ضرر کا اندیشہ ہے :: اور کدو
دراز دماغ کو زیادہ کرتا ہے :: اور حضرت علی رض فرماتی ہین
جو شخص کہانی کی پہلی پیچہی نمک کہائی تو اللہ تعالی اسکو
ستر بیماریون سے نجات دیتا ہے :: اور حضرت علی رض فرماتے
ہین جو شخص ہر روز سات کہجورین عجوہ کہائے تو ہر جانور جو
پیٹ مین ہو مر جائیگا :: اور جو کوئی ہر روز اکیس دانے
منقے کے کہائیگا تو اوسکی بدن مین کوئی مرض باقی
نہ رہیگا :: اور حضرت علی رض فرماتی ہین گوشت کہانا
گوشت پیدا کرتا ہے اور ثرید اہل عرب کا کہانا ہے اور
باجات جو ایک قسم کا کہانا ہے پیٹ کو بڑا کرتی ہین اور سرین کو
لٹکا دیتی ہین اور گوشت گائی کا بیماری پیدا کرتا ہے اور
اوسکا دودہ شفا ہے اور اوسکا گہی دوا ہے اور چربی اور مچھلی
بدن کو گلا دیتی ہے یہ ساری روایتین حضرت علی سے مروی ہین
:: اور کہا گیا خوشبو دماغ کو زیادہ کرتی ہے اور بینائی کو قوت

[illegible]

وماء الورد ويقال ماء الورد يسرع المشيب و
ويقال اللباس اللين يزيد الدم واللباس
الخشن ينشفه ويقال شدة السرور اسرع
للهلاك من شدة الحزن لان السرور طبعه
البرودة والبرودة اسرع هلاكا من الحرارة
والحزن طبعه الحرارة لانه يتولد من الكبد

باب الجماع قال الفقيه رحمه الله قال

ابن المقنع من اتى امرأته فلم يغسل ذكره بالماء
فورث منه الحصاة فلا يلومن الا نفسه
قال الفقيه رحمه الله لو فعل ذلك لنفع لنا
وان تركه فارجو الا يضره وروى عن النبي
عليه السلام انه كان ينام جنبا ولا يمس ماء
وقال ابن المقنع من احتلم ولم يغتسل ثم اتى
اهله فولدت ولدا مجنونا او مخبلا فلا يلومن
الا نفسه قال ولا يغرنك قول الجاهل ان
يقول طال ما فعلت هذا ولم يضرني لان
السارق لو اخذ في اول مرة سرقة لم يسرق
اخر ولو ابتلى اول مرة لم ير في الدنيا صحيحا
ويقال اذا فرغ الرجل من الجماع لا ينبغي

اور گلاب ۔ اور کہا گیا گلاب شیب یعنی بڑھاپا جلد لاتا ہے اور کہا گیا
لباس نرم زیادہ کرتا ہے خون کو اور لباس سخت خون کی رطوبت کو
چوس لیتا ہے ۔ اور کہا گیا شدت کی خوشی بہت جلدی
ہلاک کر دیتی ہے بہ نسبت شدت کی غم کے کیونکہ خوشی کی طبیعت
بارد ہے اور برودت حرارت سے زیادہ مہلک ہے اور غم کی طبیعت
گرم ہے اسلئے کہ وہ جگر سے پیدا ہوتا ہے ۔ باب تو کی
میں جماع کا بیان ہے ۔ کہا فقیہ رح نے کہا ابن مقنع نے
جو شخص آئے عورت کی پاس جماع اور پھر نہ دہوئے آلہ تناسل کو
نہ دہوئی تو پتھری پیدا ہو جائے تو وہ نہیں آپ ہی کی ملامت
کرے ۔ کہا فقیہ رح نے اگر ایسا کرے تو مفید ہے اور اگر نہ کرے تو میرے
گمان میں کوئی نقصان نہیں ۔ اور نبی علیہ السلام سے
مروی ہے کہ آپ بے نہائی جنبی سو رہتے تھے اور پانی کو چہوتے
بھی نہ تھے ۔ اور کہا ابن مقنع نے جس شخص کو احتلام ہو
اور ابھی نہیں نہایا پہر اپنی اہل کی نزدیکی کی اور بچہ دیوانہ
یا بیعقل پیدا ہوا تو اپنے آپکو ملامت کرے اور دہوکہ میں
نہ ڈالے تجھے یہ قول جاہل کا کہ میں تو بہت دفعہ کیا ہے
مجھے تو کچھ بھی نقصان نہ ہوا کیونکہ چور اگر پہلی ہی دفعہ پکڑا جاتا
تو اتنا پہر کوئی چوری نہ کرتا اور اگر پہلی ہی دفعہ آدمی بیمار ہو جاتا
کرتا تو دنیا میں کوئی آدمی تندرست ہی نظر نہ آتا ۔ اور

ان یغتسل بالماء البارد الا من بعد هنیئة
حتی یسکن ما به فانه یخاف منه الحمی وینبغی
ان یغسل ذکره من بعد فراغه فانه اصح
للجسم وابعد من الآفة ویقال الاکثار من
الجماع فی ایام الصیف والخریف اکثر ضررا
وفی ایام الشتاء والربیع اقل ضررا والقصد
اسلم والجماع فی حال تخلیة البطن اقل ضررا
وفی حال امتلاء الجوف اکثر ضررا ویقال
المجامع فی حال امتلاء البطن فجلت یکون
الولد ثقیل النفس ثقیل الروح واذا کان
فی حال تخلی الجوف یکون الولد خفیف
النفس خفیف الروح والجماع فی آخر اللیل
احمد من اول اللیل لان المعدة فی اول
اللیل ممتلئة ویقال اربع یهدمن العمر
وربما یقتلن دخول الحمام علی البطنة واکل
القدید الجاف والغشیان علی الامتلاء و
مجامعة العجوز واذا فرغت من حاجتک فلا
تقومن قائما ولکن نم عن یمینک واضطجع فان
ذلک اصح للجسم ویقال اذا فعل ذلک یکون

تو ٹھنڈے پانی سے الگ نہائے مگر تھوڑی دیر بعد تاکہ
حرارت بدن کی فرو ہو جائے کیونکہ اگر ایسا کیا جائے تو بخار کا
خوف ہے۔ اور لائق ہے کہ عضو کو بعد فراغت کے دھو لے
کیونکہ اس میں بدن کی صحت اور آفت سے نجات ہے۔ اور
کہا گیا موسم گرمی اور خریف میں جماع کی کثرت زیادہ مضر ہے
اور موسم سردی اور ربیع میں کم مضر ہے اور بحالت توسط حال
بہتر ہے۔ اور جماع خالی پیٹ پر کم نقصان کرتا ہے اور بھرے پیٹ
پر بہت ضرر کرتا ہے۔ اور کہا گیا جب کسی نے بھرے پیٹ پر
جماع کیا اور عورت حاملہ ہو گئی تو بچہ بھاری النفس اور بھاری
روح کا پیدا ہوگا اور اگر خالی پیٹ پر جماع کیا تو بچہ سبک
نفس سبک روح پیدا ہوگا۔ اور جماع آخر رات میں اول
رات سے بہتر ہے کیونکہ معدہ اول رات میں بھرا ہوتا ہے
اور کہا گیا چار چیزیں دیوار عمر کو گراتی ہیں بلکہ بسا اوقات
قتل کر دیتی ہیں۔ داخل ہونا حمام کا او ستون کی بیماری بھر
اور کھانا سوکھی گوشت کا اور جماع پیٹ بھری پر اور بڑھیا سے
جماع کرنا۔ اور جب تو جماع کر چکے تو فوراً کھڑا
نہ ہو بلکہ داہنے کروٹ پر سو رہ یا فقط لیٹ رہ
کیونکہ اس میں بدن کی صحت ہے اور
کہا گیا جب آدمی اس طرح کیا

الولد ذكرا ان شاء الله تعالى ويقال لا ينبغي للرجل
ان يجامع ما لم يلاعبها ويعرف الشهوة في
عينيها فان ذلك اروح للبدن واجدر ان
يكون الولد تاما ويقال كل شهوة يعطيها الرجل
نفسه فانها تقسي قلبه الا الجماع فانه يصفي
القلب ولهذا يفعله الانبياء عليهم السلام
وفي الجماع قد يكون بعض المنافع وقد يكون
فيه ضرر اما منافعه فهو ان الرجل لو كان به
شهوة غالبة اذهبه ولو كان به هم فانه
يقل ذلك ولو كان قلبه متعلقا بحرام يزول
ذلك عنه ويزول الوسواس عن القلب و
يسكن القلب وينفع من بعض القروح في
النفس اذا كانت طبيعته والحرارة واما من
مضرته انه يضعف البدن ويضعف البصر
ويتولد منه وجع الساقين ووجع الراس و
وجع الظهر خاصة ومن كانت طبيعته البرودة
واليبوسة فالاستقلال منه اجدر وانفع
ولا ينبغي ان يكثر وقت الجماع فانه يخاف
على الولد الخرس لو خلقت في ذلك الوقت

تو بچہ مذکر پیدا ہوگا ان شاء اللہ تعالیٰ اور کہا گیا آدمی
کو لائق ہے کہ جماع ملاعبت سے پہلی نکری بلکہ پہلے
اُس سے بولی چالی کرے جب جانے کہ عورت کو شہوت
غالب ہو گئی آنکھیں بدل گئیں تب جماع کری کیونکہ یہ امر
بدن کے لیے زیادہ موجب راحت ہے اور بچہ کی صحیح تندرست پیدا
ہونیکا باعث ہوگا اور کہا گیا آدمی جو خواہش نفس کی
پوری کرتا ہے دل سخت ہوتا ہے مگر جماع کہ دل کو صاف
کرتا ہے اور اسی لیے اسکو انبیاء علیہم السلام نے کیا ہے اور
جماع میں بعضی نفع ہیں اور بعضی نقصان ہیں سو نفع
یہ ہیں کہ اگر آدمی کو شہوت غالب ہو تو جماع سے جاتی رہتی
ہے اور اگر اسکو کوئی غم ہوتا ہے تو کم ہو جاتا ہے اور اگر
دل میں حرام کا خیال ہوتا ہے تو زائل ہو جاتا ہے اور
وسوسہ دور ہو جاتا ہے اور دل کو تسکین ہو جاتی ہے
اور بعضے زخموں کو جنکا مادہ گرم ہے نفع بخشتا ہے اور
نقصان یہ ہیں کہ ضعیف کرتا ہے بدن کو اور
بینائی کو اور پیدا ہوتا ہے جماع سے درد
پنڈلیوں میں اور سر میں اور کمر میں خاصکر
جس شخص کا مزاج بارد یابس ہو اسکو جماع کم کرنا خوب ہے
اور جماع کے وقت باتیں نکری ورنہ بچہ کے گونگا ہونیکا

وينبغي ان يكونا مستورين في حال الجماع و
قد روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يتجردان تجرد العيرين ويقال اذا
لم يكونا مستورين يخاف في الولد قلة الحياء
ويقال جماع العجوزة يضعف البدن ويسرع
الهرم وجماع المريضة يخاف عليه السقم والمرض
الا ان يكون من شبق اي من شوق غالب وكره
بعض الاطباء العود الى الجماع قبل ان يغتسل
او ينام ولكن عندنا انه لو فعل فلا بأس به
فيرجى منه السلامة وقد روى عن النبي عليه
الصلوة والسلام الرخصة في ذلك وكان
مشفقا على امته فلو كان ضررا ظاهرا لم يرخص
فيه ولا ينبغي للرجل ان يجامع قائما لان
ذلك يضعف البدن **باب دخول**
الحمام قال الفقيه رحمه الله يكره للانسان
ان يتنور وهو جنب لانه روى عن خالد ان
النبي عليه السلام قال من تنور قبل ان يغتسل
جاءته كل شعرة يوم القيمة فيقول يا رب سله
لم ضيعني ولم يغسلني لان تحت كل شعرة

اور لائق ہے کہ مرد اور عورت جماع کی وقت کپڑے میں مستور ہوں
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا مرد و عورت
اونٹوں کی طرح ننگی نہوں اور کہا گیا جب نہوں وہ دونوں
ڈھکی ہوئی تو بچہ میں قلت حیا کا اندیشہ ہوتا ہے
اور کہا گیا جماع بڑھیا سے بدن کو ناتوان کرتا ہے بڑہاپا جلد
لاتا ہے اور مریضہ سے جماع کرنے میں بیمار ہونیکا خوف ہے
مگر اگر شوق غالب ہو تو خیر اور بعض اطبا نہانا یا سونے
سے پہلے دوبارہ جماع کرنے کو برا کہتے ہیں لیکن ہمارے نزدیک
کراہمیں کچھ ڈر نہیں امید صحت ہی کی ہے اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے اسمیں اجازت مروی ہے اور آپ اپنی امت کی کسقدر
شفیق تھے اگر اسمیں نقصان ظاہر ہوتا تو آپ کاہیکو اجازت
دیتی اور آدمی کو یہ منع ہے کہ کھڑے ہو کر جماع کرے
اسلیے کہ بدن کو ضعیف کرتا ہے **باب تیرانویں**
حمام کرنیکا بیان کہا فقیہ رح نے مکروہ ہے آدمی
کے لیے کہ نورہ لگائے حالت ناپاکی میں اسلیے
کہ حضرت خالد سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا
جو کوئی نورہ نہانے سے پہلے لگائی ہے ہر بال اوسکا
قیامت کو آکر کہیگا اے پروردگار اس سے پوچھ تو سہی
اسنے مجھے کیوں خراب کیا کیوں نہ غسل دیا کیونکہ ہر بال کی نیچے

جنابة ويقال دخول الحمام جائعا يتولد منه
اليبوسة في البدن وان كان في حال امتلاء
البطن يخاف منه داء في البطن والديدان
في الامعاء ويستحب للرجل دخول بعد ما
اكل وبعد ما هضم الطعام وقال ابن المقفع
من دخل الحمام وهو شبعان فاصابه القولنج
فلا يلومن الا نفسه ومن اكل السمك الطري
وقام من المائدة ودخل الحمام فاصابه الفالج
فلا يلومن الا نفسه واذا اراد الرجل ان
يدخل الحمام فلا ينبغي له ان يدخل بدفعة
واحدة في البيت الداخل ولكن ينبغي له ان
يدخل ويمكث في كل بيت قليلا ثم يدخل في
الاخر وكذا في حال الخروج ويكره ان يصب
على نفسه بعد ما يخرج ماء باردا فان ذلك
يضر بالبدن ويقال دخول الحمام في ايام الصيف
انفع للبدن من ايام الشتاء ولا ينبغي ان
يكون الحمام سخينا جدا في ايام الصيف فان
ذلك يخاف منه الآفة واذا خرج من الحمام
في ايام الشتاء فينبغي ان يلبس ثيابا بسرعة

جنابت سے ۔۔ اور کہا گیا داخل ہونا حمام کا بھوک میں
بدن میں خشکی پیدا کرتا ہے اور اگر دخول حمام پیٹ بھرے
میں ہو تو پیٹ میں بیماری پیدا ہونیکا اندیشہ ہے اور
انتڑیوں میں کیڑے نکلنا ۔۔ اور اولی و بہتر آدمی کی لیے
یہ ہے کہ بعد ہضم طعام کے حمام کرے ۔۔ اور کہا ابن المقفع نے جو
شخص پیٹ بھرے حمام کرے اور قولنج میں مبتلا ہو جائے تو اپنے نفس کو
ملامت کرے ۔۔ اور جو شخص کہ مچھلی تازہ کھائی اور
دسترخوان سے اوٹھ کر حمام کیا پھر اوسکو فالج ہو گیا تو
اپنے آپکو برا بھلا کہے ۔۔ اور جب کوئی حمام میں داخل
ہونے کا ارادہ کرے تو اوسکو چاہیے کہ یکبارگی اندر کے
درجہ میں نہ چلا جائے بلکہ تھوڑی دیر ہر درجہ میں
ٹھیرے پھر اندر کے درجہ میں جائے اور یہی رعایت
وقت نکلنے کے ۔۔ اور بعد باہر آنے کے ٹھنڈا پانی اپنے
اوپر نڈالے اسلیے کہ اسمیں بدن کو نقصان ہے ۔۔
اور کہا گیا موسم گرمی میں حمام کرنا زیادہ مفید ہے
بہ نسبت موسم سردی کے ۔۔ اور موسم گرمی میں حمام کا
بہت گرم ہونا بہتر نہیں اسلیے کہ اسمیں بیماری
پیدا ہونیکا اندیشہ ہے ۔۔ اور موسم سردی کے
جب حمام سے نکلے تو بہت جلد کپڑے پہن لے

ما امکنه لکی لایجد برد الهواء فیضره وینبغی
ان یغطی راسه لکیلا یصیبه وجع الراس
فاذا اراد ان یتنور یستحب له ان لا یقرب
النساء قبل ذلک بیوم ولیلة واذا خرج من
الحمام لا یقرب امرأته تمام یوم ولیلة و
یقال اکثار الاغتسال بالماء البارد یسود البشرة
ویهیج منه المرض ویقال الغسل فی ایام
الصیف بالماء البارد وفی الشتاء بالماء
السخین او فق للبدن اذا لم یکن حارا شدیدا
ولا باردا شدیدا **باب الحجامة** قال
الفقیه رحمه الله یستحب الحجامة علی الریق
روی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال
الحجامة علی الریق امثل وفیها شفاء وبرکة
ویزید فی العقل والحفظ وروی عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه ما شکی الیه احد
وجعا فی راسه الا قال احتجم ولا وجعا
فی رجله الا قال اخضبها واذا اراد الرجل
الحجامة یستحب له ان لا یقرب النساء قبل ذلک
بیوم ولیلة وبعدها مثل ذلک وکذلک اذا

بقدر طاقت کے تا کہ ہوا کی سردی اُسکو لگ کر ضرر نہ پہونچاے
اور لایق ہے کہ ڈھک لیوے اپنے سر کو تا کہ مبادا اُسکو درد سر
ہو جاوے اور جسوقت چونا لگانیکا ارادہ کرے تو مستحب ہے یہ کہ
اُسنے سے ایک رات دن پہلے عورت سے مجامعت نکرے
اور جسوقت حمام سے نکلے تو بھی ایک رات دن مجامعت نکرے
اور کہتے ہین کہ ٹھنڈے پانی سے بہت نہانا چہرہ کا رنگ
سانولا کرتا ہے اور مرض پیدا کرتا ہے اور کہتے ہین کہ موسم گرمی
مین ٹھنڈے پانی سے اور موسم سردی مین سرد پانی سے نہانا
بدنکو زیادہ مفید ہے مگر یہ شرط ہے کہ نہ بہت گرم ہو نہ بہت سرد

باب چورانوے مین پچھنے لگانیکا بیان ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ علیہ نے نہار مونہہ پچھنے لگانے مستحب ہین
اسلیے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا
پچھنے نہار مونہہ بہتر ہین اور اُنمین شفا اور برکت ہے اور عقل
کو اور حافظہ کو زیادہ کرتے ہین + اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے
مروی ہے کہ جب کسینے آپ سے درد سر کی شکایت کی تو آپنے
پچھنون کو فرمایا اور جب کسینے پاؤن کے درد کی شکایت
کی تو آپ نے مہندی لگانے کو فرمایا + اور جب کوئی
ارادہ پچھنونکا کرے تو اس سے ایک دن رات پہلے اور پیچھے
عورت کے پاس نجاے اور اسے طرح

اراد الفصد فاذا اراد ان يحتجم فى الغد يستحب
له فى يومه ان يتعشى عند العصر فانه انفع
واذا كان الرجل به مرة فليذق شيئا ثم
يحتجم لكيلا يغلب على عقله ولا ينبغى ان يدخل
الحمام فى يومه ذلك وقال بعض الاطباء
من احتجم وجامع ودخل الحمام فى يوم واحد
عجبت منه ان لم يمت وان احتجم الرجل او
افتصد لا ينبغى له ان يأكل على اثره مالحا فانه
يخاف منه القروح والجرب ويستحب ان
يتناول على اثره الخل ليسكن ما به ثم يحسو
شيئا من المرقة ويتناول شيئا من الحلاوة
ان قدر عليه ولا ينبغى له ان يأكل فى يومه
ذلك لبنا او راسا او نحو ذلك فانه يورث
البرص ويقل شرب الماء فى يومه ذلك
ويكره الحجامة يوم السبت والاربعاء روى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من
احتجم يوم الاربعاء والسبت فاصابه وجع
فلا يلومن الا نفسه وقد روى فى بعض
الاخبار الرخصة فى ذلك فالاحتراز افضل

حال فصد کا ہے اور جب کوئی ارادہ کرے کہ کل کو پچھنے
لگاویگا تو اُسکو عصر کے وقت کہانا کہا لینا مناسب ہے
کیونکہ یہہ زیادہ مفید ہے جو آدمی صفراوی مزاج ہو
تو پہلے کچھ کہالے پہر پچھنے لگائے تاکہ مجنون نہو جاوے اور
جسروز پچھنے لگوائے اُس روز حمام نکرے ✤ اور کہا بعض
اطبا نے جسنے پچھنے لگوائی اور جماع کیا اور حمام کیا ایکدن مین
اور پہر نمرے تو مین تعجب کرتا ہون اور اگر کسینے پچھنے لگوائے یا
فصد کہلوائی تو اُسکو نمکین کہانا نچاہیے کیونکہ اسمین زخم
اور خارش کا اندیشہ ہے اور اولی یہہ ہے کہ پچھنون کے بعد سرکہ
تہوڑا سا پیئے تاکہ جوش فرو ہو پہر تہوڑا سا شوربا پیئے اور
اگر میسر آدے تو تہوڑی سی شیرین چیز کہاوے اور اسدن
مین دودہ دہی وغیرہ کہانے بہتر نہین کیونکہ یہہ
برص پیدا کرتا ہے ✤ اور پانی بہی اُسدن کم پیئے
اور پچھنے لگوانے ہفتہ اور بدہ کو مکروہ ہین کیونکہ نبی علیہ
السلام سے مروی ہے کہ جسنے پچھنے لگوائے بدہ اور
ہفتے کو اور درد پیدا ہو گیا تو اپنی جان کو ردکے
یعنی ملامت کرے کیونکہ اُسکی بے احتیاطی سے درد
ہوا ✤ اور بعض حدیثون مین اسکی اجازت بہی آئی
ہے پہر بہی ان دنون مین بچنا اچھا ہے ✤

الا ان یکون قد غلب علیه الدم وخیر ایامه
یوم الاحد والاثنین والخمیس واختار بعضهم
یوم الثلثاء وقالوا ان فی الثلثاء سلطان
الدم وکره بعضهم فیه لانه یخاف علیه
سلطان الدم فلا ینقطع عنه الدم ویستحب
ان لا یحتجم فی ایام الصیف فی شدة الحر
وکذلک فی ایام الشتاء فی شدة البرد و
خیر ازمانه الربیع وخیر اوقاته من الشهر
اذا اخذ فی النقصان بعد نصف الشهر قبل
ان ینتهی الی اخره ویکره فی اول الشهر وفی
اخر الشهر فی المحاق ویقال الحجامة بین
الکتفین نافع ویکره فی نقرة القفا ویقال
انه یورث النسیان وفی وسط الراس نافع
وروی بکر بن عبد الله ان اقرع بن حابس
دخل علی النبی علیه الصلوة والسلام وهو
یحتجم فی وسط الراس وقال اتفعل هذا یا رسول الله
قال نعم فقال یا ابن حابس انه ینفع من
وجع الراس والاضراس والنعاس والجذام
والبرص والجنون ولا ینبغی ان یداوم

ہان اگر خون کی ایسی ہی زیادتی ہو تو مجبوری ہے اور بہتر
دن پچہنے لگانے کے واسطے اتوار پیر جمعرات ہین ۔ اور بعضے منگل
کو پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ منگل کو خون کا غلبہ ہوتا ہے
اور بعضے منگل کو ناپسند کرتے ہین کیونکہ اس دن مین غلبہ
خون کا ہوتا ہے کبھی بہر بند نہو * اور مستحب ہے کہ موسم گرمی
مین وقت شدت گرمی کے پچہنے نہ لگائے اور اسیطرح موسم
سرد مین شدت کے وقت ۔ اور بہتر زمانہ پچہنے کے لیے
ربیع ہے اور بہتر وقت مہینون مین وہ وقت ہے کہ جب نصف
آدہا گذر جاے پہلے اخیر ہونے سے اور مکروہ ہے اول مہینے مین
اور آخر مہینے مین محاق مین یعنی اُن دنون مین جنمین
چاند بالکل نظر نہین آتا اور کہا گیا کہ پچہنے گدی مین نسیان
پیدا کرتے ہین اور بیچون بیچ سر کے نفع کرتے ہین اور بکر
بن عبد اللہ روایت کرتے ہین کہ اقرع بن حابس
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدمت مین حاضر
ہوا اور وہ پچہنے بیچون بیچ سر کے لگایا کرتا تہا
اور عرض کیا کیا آپ سر مین پچہنے لگایا کرتے ہین آپ نے
فرمایا ہان ۔ پہر فرمایا اے ابن حابس پچہنے دردسر
کو اور ڈاڑہ کے درد کو اور اونگہہ کو اور جذام اور
برص اور جنون کو فائدہ کرتے ہین اور پچہنو پر دوامی کرے

[illegible]

على ذلك فان ذلك يضربه **باب الخلاء**
قال الفقيه رحمه الله ويكره للرجل ان يقضى
حاجته فى الطريق او فى صفة النهر او تحت
شجرة مثمرة او تحت شجرة يستظل الناس تحتها وروى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال
اجتنبوا الملاعن يعنى الفعل الذى يستوجب
اللعن وهو ان يتغوط تحت شجرة مثمرة او طريق
المسلمين وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال من قضى حاجته تحت شجرة مثمرة او
على طريق المسلمين او على صفة نهر جار فعليه
لعنة الله والملائكة والناس اجمعين ولا يستحب
امساك البول بعد ما غلبه فان ذلك يضر
بالمثانة وقيل للطبيب ان ابنك قد اخذه
البول فى موضع كذا وكذا فنزل عن دابته
وقضى حاجته فى ذلك الموضع ولم يصبر الى
منزله فقال بئس ما صنع حيث نزل من
دابته وبال فهلا فعل ذلك قبل نزوله
عن دابته ولا ينبغى ان يطيل القعود
فى حاجته وروى عن لقمان الحكيم

اسلیے کہ یہ سر کو نقصان کرتا ہے **باب بچاؤ ان پیشاب
پاخانہ کرنیکے طریقون کے بیانمین** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مکروہ ہے
آدمی کو پیشاب پاخانہ کرنا رستہ مین یا نہر کے منہ پر یا پہلدار درخت
کے نیچے یا ایسے درخت کے نیچے جسکے سایہ تلے لوگ بیٹھے ہون
اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ بچو لعنت کی
چیزون سے یعنی اُس فعل سے جو سزاوار لعنت کا ہو اور وہ پلیدی
پہرنا ہے پہلدار درخت کے نیچے یا مسلمانون کے رستہ مین اور
پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے
پاخانہ پہرا پہلدار درخت کے نیچے یا بہتی نہر کے منہ پر تو اُسپر
لعنت ہے اللہ کی اور فرشتون کی اور سب لوگون کی
اور ناپسند ہے پیشاب کو روکھنا جب زور کرآوے بیشک
یہ نقصان پہنچاتا ہے مثانہ کو اور ایک طبیب سے لوگون
نے کہا کہ تیرے بیٹے کو فلانی جگہ پر پیشاب کی حاجت
ہوئی تو اپنی سواری پر سے اُتر پڑا اور اُسی جگہ حاجت
رفع کی اور اپنے مکان تک پہونچنے کا صبر نکیا تو اُس
طبیب نے کہا کہ بُرا کیا جو سواری پر سے اُترکر پیشاب
کیا سواری پر سے اُترنے سے پہلے ایسا کیون نکیا
یعنی اتنی دیر پیشاب کیون روکا اور نہین چاہیے دیر تک
پاخانہ مین بیٹھنا + اور لقمان حکیم سے نقل ہے

انه قال لمولاه لا تطل القعود في حاجتك
فان ذلك يتولد منه الباسور فاذا كان
الرجل في ارض القضاء فلا ينبغي ان يبول
في جحر الارض فانه يخاف ان يصيبه الاذى
من الجن ويقال ان سعد بن عبادة بال
في جحر الارض فاصابه آفة من الجن فمات
فقالت الجن قتلنا سيد الخزرج سعد بن
عبادة فرميناه بسهمين فلم تخطئ فؤاده و
روى عبد الله بن شرحبيل ان النبي عليه
الصلوة والسلام قال لا يبولن احدكم في
الجحر فانها مساكن الجن **باب كراهة
اكل الوحدة** قال الفقيه رحمه الله و
روى عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال شر الناس من اكل وحده
وضرب عبده ومنع رفده وقد جاء عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه نهى ان ينام
الرجل في بيت وحده او يسافر وحده
وقال ان الشيطان مع الواحد اقرب
ومن الاثنين ابعد وعنه عليه الصلوة

کہ وہ اپنے غلام سے کہتے تھے کہ دیر تک پاخانہ مین مت
بیٹھ بیشک اس سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور جب کوئی
آدمی کسی زمین مین پاخانہ پیشاب کرے تو زمین کے
سوراخ مین پیشاب کرنا نچاہیے کہ جنون سے ایذا پہنچنے
کا خوف ہے اور کہتے ہین کہ سعد بن عبادہ نے زمین کے سوراخ
مین پیشاب کیا تو اُسکو ایک آفت جنون سے پہنچی کہ وہ مر گئے
تو جنون نے کہا کہ ہمنے مارا ہے خزرج کے سردار سعد بن عبادہ
کو کہ پھینکے ہمنے دو تیر پس نہ خطا کی یعنی لگے اُسکی دل پر اور
عبداللہ بن شرحبیل سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے پیشاب نکرے
سوراخ مین تحقیق وہ جنون کے گھر ہین چھپا نوان **باب
تنہا کھانیکی کراہت مین** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ ابن
عباس نے پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ تحقیق سب لوگون سے برا ہی جسنے تنہا کھایا
اور اپنے غلام کو مارا اور اپنے پیالہ کو منع کیا یعنی اور کو نہ دیا
اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا آدمی
کو تنہا سونے سے گھر مین اور تنہا سفر کرنے سے اور فرمایا
شیطان ایک سے زیادہ نزدیک ہے اور دو سے
زیادہ دور ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے

والسلام الراكب شيطان والراكبان شيطانان
والثلثة ركب وروى سعد بن المسيب ان
النبي عليه الصلوة والسلام قال الشيطان
يهم بالواحد والاثنين فاذا كانوا ثلثة لم
يهم لهم قال الفقيه رحمه الله هذا نهي الشفقة
وليس بنهي التحريم لان الواحد ربما يستقبل
العدو فلا يهرب منهم ولو كانوا جماعة
فانهم يتعاونون فاما اذا كان الرجل يأمن
على نفسه فلا بأس به لان النبي عليه الصلوة
والسلام بعث دحية الكلبي الى قيصر ملك
الروم وحده ويقال الاجتماع قوة والافتراق
هلكة وذكر في قوله تعالى في قصة موسى
عليه السلام حكاية عن السحرة فاجمعوا كيدكم
ثم ائتوا صفا فامرهم بالاجتماع قال بعض
اهل التفسير يعني اتفقوا فتغلبوا ولا تختلفوا
فتجبنوا ويقال راي الواحد كالسلك السحيل
وراي الاثنين كخيطين مبرمين وراي
الثلثة كحبال لا ينقطع واذا كانت الجماعة
في السفر فيكره ان يتناجى اثنان دون الثالث

روایت ہے کہ ایک سوار شیطان ہے اور دو سوار دو شیطان
ہین اور تین سوار ہین اور سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شیطان وسوسہ ڈالتا ہے
ایک اور دو مین پہر جب تین ہو جاتے ہین تو انمین وسوسہ
نہین ڈالتا کہا فقیہ رحمہ نے یہ منع فرمانا حضرت کا شفقت
کی وجہ سے ہے نہی تحریمی نہین کیونکہ اکیلے کو کبہی دشمن
پیش آتے ہین تو بہاگ نہین سکتا اور اگر یہ کئی ہونگے
تو بیشک ایک دوسرے کی مدد کرینگے + لیکن جب
آدمی کو دشمن کا خوف نہ ہو تو کچہہ مضایقہ نہین ہے کہ
اکیلا سفر کرے کیونکہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے
دحیہ کلبی کو قیصر روم کے بادشاہ کی طرف تنہا بہیجا تہا اور
کہتے ہین کہ اکٹہا ہونے مین قوت ہوتی ہے اور علیحدہ علیحدہ
ہونے مین ہلاکت ہے اور ذکر کیا گیا اللہ تعالے کے اس قول مین کہ موسی
علیہ السلام کے قصہ مین جادوگرونکا حال بیان کیا ہے کہ فاجمعوا
کیدکم ثم ائتوا صفا یعنی اتفاق کرو اپنے حیلون پہر آؤ
صف باندہکر تو حکم دیا انکو اکٹہا ہونیکا بعض اہل تفسیر نے
کہا ہے یعنی اتفاق کرو غلبہ پاؤگے اور علیحدہ علیحدہ مت ہو نامرد
ہو جاؤگے اور کہتے ہین کہ ایک شخص کی رائے جیسے اکہرا تاگا
اور دو شخص کی رائے جیسے دوہرا تاگا اور تین شخص کی رائے

فان ذلك يحزنه وترمذي ابن عمر عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا كانوا ثلثة فلا
يتناجى اثنان دون الثالث

باب ما جاء في ذكر الحفظة

قال الفقيه رحمه
الله اختلف العلماء في امر الحفظة وهو الكرام
الكاتبون قال بعضهم يكتبون جميع افعال
بني آدم واقوالهم وقال بعضهم لا يكتبون
الا ما فيه اجر واثم وقال بعضهم يكتبون الجميع
فاذا صعدوا الى السماء حذفوا منه ما لا اجر
فيه ولا اثم وقال وهو معنى قوله تعالى يمحو الله
ما يشاء ويثبت يعني يمحو ما لا اجر فيه ولا اثم
ويثبت ما فيه اجر واثم وروى هشام بن
حسان عن عكرمة عن ابن عباس في قوله تعالى
ما يلفظ من قول الا لديه رقيب عتيد +
قال يكتب من قول بني آدم الخير والشر و
لا يكتب ما سوى ذلك قال هشام نحو قولك
اسقني ماء يا غلام واعلف الدابة وقال الحسن
البصري يكتب جميع ما يلفظ به وقال ابن جريج
ملكان احدهما عن يمينه والآخر عن يساره

کیونکہ یہ بات اسکو یعنی تیسرے کو رنج مین ڈالیگی اور حضرت عمرؓ
آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جسوقت دو
ہون تو سرگوشی نکرین بغیر تیسرے کے

باب ستانوی مین نگہبان فرشتون کا بیان

کہا فقیہ رح نے علمانے
اختلاف کیا ہے نگہبان فرشتون کے حال مین کہ جنکو کراماً
کاتبین کہتے ہین بعض عالمون نے کہا ہے کہ وہ بنی آدم کے
سب کام اور باتین لکھتے ہین اور بعض نے کہا ہے کہ وہی
لکھتے ہین جسمین ثواب یا گناہ ہے اور بعض کہتے ہین کہ سب
کچھ لکھتے ہین پھر جب آسمان کی طرف چڑھتے ہین تو جس
کام مین کچھ ثواب اور گناہ نہین اسکو مٹا دیتے ہین اور
کہا کہ یہی معنی ہین اللہ تعالی کی اس قول کے یمحو اللہ ما یشاء و یثبت
یعنی مٹا دیتا ہے جسمین کچھ ثواب ہے نہ کچھ گناہ اور قایم
رکھتا ہے جسمین ثواب یا گناہ ہے اور ہشام بن حسان عکرمہ
سے اور وہ ابن عباس سے اللہ تعالی کے اس قول کے معنے
روایت کرتے ہین ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید
کہا ابن عباس نے کہ لکھتے ہین سب بھلی بری بات بنی آدم
کی اور سوا اسکی کچھ نہین لکھتے کہا ہشام نے ایسا ہی ہے
جیسے تونے کہا مجھکو پانی پلادی غلام اور جانور کے سامنے
چارہ ڈال اور حسن بصری نے کہا سب لکھتے ہین جو آدمی بولتا ہے

اور ابن جریج نے کہا دو فرشتے ہین ایک اونمین سے داہنی طرف اور دوسرا بائین طرف

فالذی عن یمینه یکتب بغیر شهادة صاحبه
ان قعد فاحدهما عن یمینه والآخر عن
یساره وان مشی احدهما امامه والآخر
خلفه وان نام فاحدهما عند راسه و
الآخر عند رجلیه وقال بعضهم هم اربعة
اثنان بالنهار واثنان باللیل وقال عبد الله
بن المبارك هم خمسة اثنان بالنهار واثنان
باللیل والخامس لا یفارقه لیلا ونهارا
واختلف الناس فی الکفار هل یکون علیهم
حفظة ام لا قال بعضهم علیهم حفظة وقال
بعضهم لا یکون علیهم حفظة لان امرهم
ظاهر وعملهم واحد فقال الله تبارك
وتعالی یعرف المجرمون بسیماهم قال
الفقیه رحمه الله لا ناخذ بهذا القول
بل یکون علی الکفار حفظة لان الآیة نزلت
بذکر الحفظة فی شان الکفار الی
قوله تعالی کلا بل تکذبون
بالدین وان علیکم لحافظین
الی قوله تعالی یعلمون ما تفعلون

پس داہنی طرف والا اپنی ساتھ والی کی بے گواہی کے
لکھتا ہے اور بائیں طرف والا اپنی ساتھی کے گواہی سے لکھتا ہے
یعنی اجازت سے اگر آدمی بیٹھتا ہے تو اُن دونوں میں سے ایک
اُسکی داہنی طرف ہوتا ہے اور دوسرا بائیں طرف اور اگر
چلتا ہے تو ایک آگے ہوتا ہے اور دوسرا پیچھے اور اگر سوتا ہے
تو ایک سر کے پاس ہوتا ہے اور دوسرا اُسکے پاؤں کے پاس اور
بعضے عالم کہتے ہیں کہ وہ چار ہیں دو رات کے اور دو دن کے
اور عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ وہ پانچ ہیں دو دن کے اور
دو رات کے اور ایک اُنمیں سے رات اور دن جدا نہیں ہوتا اور لوگوں
نے کفار کے بابمیں اختلاف کیا ہے کہ آیا اُنکی اوپر بھی نگہبان فرشتے
ہوتے ہیں یا نہیں بعضے کہتے ہیں کہ اُنپر بھی نگہبان ہوتے ہیں اور
بعض کہتے ہیں نہیں ہوتے کیونکہ اُنکا حکم ظاہر ہے اور اُنکی عمل ایک ہی
قسم کے ہوتے ہیں یعنی کفر سب کے سب ہے حقتعالی فرماتا ہے (پہچانے
جاوینگے گنہگار اپنی پیشانیوں سے) کہا فقیہ رح نے ہم اِس قول کو نہیں
لیتے بلکہ کافروں پر نگہبان فرشتے ہیں کیونکہ نگہبان فرشتوں کے
بابمیں آیت نازل ہوئی ہے کیا تو نہیں دیکھتا ہے اللہ
تعالے کے طرف (ہرگز یوں نہیں تم قیامت کو
جھٹلاتے ہو اور بیشک تم پر محافظ ہیں بزرگ لکھنے والے
یعنی عملوں کو وہ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو)

وقال في آية اخرى واما من اوتي كتابه
بيمينه واما من اوتي كتابه بشماله وقال
في آية اخرى وراء ظهره فاخبر الله تعالى
ان الكفار يكون لهم كتاب فيكون عليهم حفظة
فان قيل الذي يكون عن يمينه ايش يكتب
اذا لم يكن له حسنة قيل له الذي يكتب عن
شماله يكتب باذن صاحبه فيكون شاهدا
على ذلك وان لم يكتب وهو الصحيح باب

قتل الجراد

قال الفقيه رح اختلف الناس
في قتل الجراد قال بعضهم لا يجوز قتله و
قال اهل الفقه كلهم لا باس بقتله فاما
من كره قتله قال لانه خلق من خلق الله
تعالى يأكل من رزق الله تعالى ولا يجري
عليه القلم فلا يجوز قتله واما من قال
لا باس به فلان في تركه افساد الاموال
وقد رخص النبي عليه الصلوة والسلام
بقتل المسلم اذا اراد قتل الانسان واخذ
ماله وهو ما روي انه قال من قتل دون
ماله فهو شهيد فالجراد اذا اراد افساد

اور آیت مین فرماتا ہے اور لیکن جسکی داہنی طرف سے نامۂ اعمال
دیے جاوینگے* اور اور آیت مین فرماتا ہے اُسکی پشت کی طرف
سے ایس خبر دی ہے اللہ تعالی نے کہ تحقیق کافرونکی نامہ اعمال
ہونگی تو انپر نگہبان یعنی کرام کاتبین بہی ہونگی پس اگر کہا جاوے
کہ وہ فرشتہ جو اُسکی داہنی طرف ہے کیا چیز لکھیگا اگر اُسکی
کوئی بہلائی نہو تو جواب اُسکا یہ ہے کہ جو بائین طرف لکھتا ہے وہ
لکھتا ہے اپنے ساتھی کی اجازت سے تو ساتھی اُسکا گواہ ہوا اگرچہ
نہین لکھتا اور یہی صحیح ہے اٹھانوان باب ٹڈی کی مار

ڈالنے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے اختلاف کیا ہے
لوگون نے ٹڈی مار ڈالنے مین بعض کہتے ہین اُسکا مار ڈالنا جائز
نہین اور سب فقہ والے کہتے ہین کہ اُسکے مار ڈالنی مین کچھ ڈر بہی
نہین سو جنے اُسکا مار ڈالنا مکروہ کہا ہے تو وہ کہتا ہے کہ یہ بہی اللہ
کی ایک مخلوق ہے اُسکا رزق کہاتی ہے اور اُسپر کوئی حکم جاری
نہین تو اُسکا مار ڈالنا جائز نہین اور جو کہتا ہے کہ اُسکے مار ڈالنے
مین ڈر نہین تو اسواسطے کہ اُسکے چہوڑ دینے مین مالکا بگاڑ ہے
اور تحقیق نبی صلعم نے رخصت دی ہے مسلمان کے مار ڈالنے
مین جبکہ کسی مسلمان کے مار ڈالنے یا اُسکے مال لینے کا ارادہ کرے اور
وہ وہ روایت ہے کہ فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ جو کوئی اپنے مال کے سبب مارا
جاوے وہ شہید ہے تو جسوقت ٹڈی مال کے بگاڑنے کا ارادہ کرے

* اور لیکن جسکے بائین طرف نامۂ اعمال دیے جاوینگے

الاموال فهو اولى ان يجوز قتله الا ترى
انهم اتفقوا انه يجوز قتل الحية والعقرب
لانهما يوذيان الانسان فكذلك الجراد
وروى جابر عن النبى عليه الصلوة والسلام
انه قال كان اذا دعا على الجراد قال اللهم
اهلك صغاره واقتل كباره وافسد بيضه
واقطع دابره وخذ بافواهه عن معاشنا
وارزقنا انك سميع الدعاء فقيل يا رسول
الله انك تدعو على جند من جنود الله تعالى
بقطع دابره فقال رسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الجراد نثرة حوت من البحر وروى
جابر انه قال فقد الجراد على عهد عمر رضى الله
عنه فاغتم لذلك فبعث راكبا نحو الشام و
راكبا نحو اليمن وراكبا نحو العراق فاتاه الراكب
من قبل اليمن بقبضة من جراد فالقاه بين
يديه فلما راه كبر ثم قال سمعت رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال خلق الله تبارك و
تعالى الف امة ستمائة فى البحر واربعمائة فى
البر فاول شئ يهلك من هذه الامم الجراد

تو اُسکا قتل بدرجۂ اولی جائز ہوگا کیا تو نہین دیکھتا کہ عالمون
نے اتفاق کیا ہی کہ جائز ہے مارڈالنا سانپ اور بچھو کا کیونکہ
وہ دونون انسان کو ایذا دیتے ہین تو ایسی ہی ٹڈی ہے اور جابر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جب بد دعا کرتے آنحضرت ٹڈی پر
تو فرماتے یا اللہ مارڈال اُسکے بچونکو اور اُسکے بڑونکو اور گندہ کر
اُسکے انڈے کو اور اُسکی نسل قطع کردے اور اُنکی موہنہ ہماری
معاش لیلی اور ہمکو روزی دے بیشک تو دعا سُننے والا ہے
لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ تحقیق آپ دعا مانگتے ہین ایک
لشکر اللہ کے لشکرون مین سے کہ اُسکی نسل قطع ہو تو آپنے فرمایا
کہ تحقیق ٹڈی مچھلی کا ریزہ ہے دریا مین سے اور روایت کرتے ہین
کہ حضرت عمر رضہ کے زمانہ مین ٹڈی گم ہوگئی تو حضرت عمر اس سبب
سے غمگین ہوے پھر ایک سوار شام کی طرف بھیجا اور ایک سوار
یمن کی طرف اور ایک سوار عراق کی طرف پس سوار یمن
کی طرف سے اُنکے پاس ایک مٹھی ٹڈی لایا اور حضرت عمر رضہ
کے سامنے ڈالدی جب حضرت عمر نے اُسے دیکھا تو اللہ
اکبر کہا پھر کہا کہ مین نے رسول اللہ صلعم سے سُنا ہے کہ آپنے
فرمایا کہ حق تعالی نے ہزار گروہ پیدا کیے ہین چھہ سو دریا
مین اور چار سو جنگل مین سو پہلے جو چیز ان گروہون
مین سے ہلاک ہوگی وُہ ٹڈی ہے + + + +

فاذا هلكت تتابعت الايام مثل نظام انقطع سلكه

باب نقش المسجد

قال الفقيه رحمه الله يكره بعض الناس نقش المساجد بماء الذهب وغيره واباحه الاخرون وهذا قول ابي حنيفة رحمه الله فقال الفقيه رحمه الله عندي انه لا بأس به اذا لم يكن من غلة المسجد فاما من كره ذلك فقد ذهب الى ما روي عن علي بن ابي طالب رضي الله عنه انه قال ليأتين على الناس زمان لا يبقى من الاسلام الا اسمه ولا يبقى من القرآن الا رسمه مساجدهم يومئذ عامرة وهي من الهدى خراب وعلماؤهم يومئذ شر علماء تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان اقواما يزخرفون مساجدهم ويطولون مناراتهم ويموتون افئدتهم فواعجبا كيف ضيعوا دينهم وروى عن ابن عباس انه قال امرنا بان تبنى المساجد جما والمدائن شرفا وروى عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوة

پھر جب ہلاک ہوجاویگی تو پی درپی گرونگی مثل لڑی کے ٹوٹنے

لگینگی

نانوان باب مسجد کے نقش ونگار کے بیان مین ہے

کہا فقیہ رحمہ نے بعض آدمی مکروہ کہتے ہین مسجد پر نقش ونگار کرنا سونے وغیرہ کے پانی سی اور اجد عالمون نے اسکو مباح کہا ہے اور یہ قول ابو حنیفہ رحمہ کا ہے کہا فقیہ رحمہ نے کہ اگر مسجد مین خیانت نہو تو اسکا کچھہ ڈر نہین لیکن جسنے اسکو مکروہ کہا ہے وہ اِس روایت کی طرف گیا ہے کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا البتہ آویگا لوگون پر ایسا زمانہ کہ اسلام کا نام ہی نام رہجائیگا اور قرآن پڑھنے کی رسم رہ جاویگی مسجدین اُن دنون آباد ہونگی اور ہدایت سے ویران اور علما اُس زمانہ کے بہت بُرے ہونگے اور زمانہ کے عالمون اُنکے پاس سے نکلیگا فتنہ اور اُنہین مین لوٹیگا ❊

اور انس بن مالک نبی علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایک قوم ہوگی کہ مسجدونکو آراستہ کریگی اور منارے اُنکے اونچے بناویگی اور دل اُنکے مرے ہوے ہونگے افسوس تعجب ہے کیسے اپنے دین کو ضائع کرینگے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ حکم دیے گئے ہم کہ بناوین مسجد بے کنگرے اور مکان کنگرے دار اور ابن عباس نبی علیہ السلام سے روایت کرتی ہین

ما السلام ان الانصار جاؤا بمال الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقالوا له خذ هذا
المال وزين مسجدك فقال لهم النبي عليه
الصلوة والسلام ان الزينة والتصاوير
الكنائس والبيع بيضوا مساجدكم واما من
قال بانه لا بأس به لان فيه تعظيم المساجد
والله تعالى امر بتعظيمه لقوله تعالى في بيوت
اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه يعني
تعظم وقال في اية اخرى انما يعمر مساجد الله
من امن بالله واليوم الاخر الاية وروي عن
عثمان بن عفان رضي الله عنه انه بنى مسجد
النبي بالساج وحسنه وروي عن عمر بن عبد
العزيز انه نقش مسجد النبي عليه الصلوة و
السلام وبالغ في عمارته وتزيينه وذلك
في زمان ولايته قبل خلافته ولم ينكر عليه
احد وذكر عن الوليد بن عبد الملك انه انفق
في عمارة مسجد دمشق وفي تزيينه مثل
خراج الشام ثلث مرات وروي ان سليمان
بن داود عليه السلام بنى مسجد بيت المقدس

کہ تحقیق آئے انصار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
کچھ مال لیکر اور عرض کیا کہ یہ مال لیجیے اور اپنی مسجد کو
زینت دیجیے آپنے اُنسے فرمایا کہ تحقیق آرائش اور
تصویرین عبادتخانوں نصاریٰ کے لیے ہین سفید کرو مسجدان
اپنی کو لیکن جسنے کہا اسکا کچھ ڈر نہین سو اسلیے کہ اسمین
مسجد کی تعظیم ہی اور اللہ تعالیٰ نے اُسکی تعظیم کو حکم دیا ہے کہ
فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (یعنی اُن گھرون مین کہ حکم دیا
اللہ نے اُنکی بلند کرنیکا اور اُسمین اپنے نام لینے کا) یعنی تعظیم
کیجاوے مسجد کے اور دوسری آیت مین فرماتا ہے (اللہ کی
مسجدین وہی آباد کرتا ہے کہ جو اللہ اور قیامت پر ایمان
لایا ہے) آخر آیت تک اور عثمان رض سے مروی ہے کہ مسجد
پیغمبر صاحب کے ساگ کی لکڑی سے تعمیر کری اور اُسکو خوبصورت
بنایا اور عمر بن عبد العزیز سے مروی ہے کہ اُنہون نے پیغمبر
صاحب کے مسجد پر نقش ونگار کیے اور اُسکی عمارت اور آرائش
مین بہت مبالغہ کیا اور یہ جب تھا کہ وہ مدینہ مین اپنی خلافت سے
پہلے امیر تھے یعنی عبد الملک بن مروان کی طرف سے اور کسی نے
اُنکو نہین روکا ٹوکا اور ولید بن عبد الملک کا بیان کرتے ہین
کہ اُسنے دمشق کی مسجد کی تعمیر مین شام کا محصول تین بار خرچ کیا
اور مروی ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس کی مسجد بنائی

وبالغ فی تزیینه وفی الخبر انه اقام فی عمارته
كذا وكذا الف رجل سبع سنين ووضع الآخر
من الكبريت الاحمر على راس قبة الصخرة فكن
الغزلات يغزلن فی ضوءها بالليالی على راس
اثنی عشر ميلا وكان على حاله و ذلك الى
ان خربه بخت نصر والله اعلم

باب كراهة البزاق فی المسجد وغيره

قال الفقيه رحمه الله اذا كان الرجل فی المسجد فانه
يكره ان يبزق فيه ولكن ان يبزق فی ثيابه
ويدلكه لان الله تعالى قال فی بيوت اذن
الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه الاية يعنی
تعظم وتشرف والبزاق فيه ترك التعظيم
وروی عن النبی عليه الصلوة والسلام انه
قال ان المسجد لينزوی عن النخامة كما ينزوی
الجلدة فی النار اذا القيت وروی ابوهريرة
عن النبی عليه الصلوة والسلام انه ابصر
نخامة فی المسجد فحكه ثم قال ايحب احدكم
ان يؤتی فی صلوته فيبزق فی وجهه فاذا
اراد احدكم ان يبزق فلا يبزق عن يمينه

اور اسکی آرائش حد سے زیادہ کی اور تاریخ مین ہے کہ سلیمان ع
نے اپنی مکان کی تعمیر مین ایک ہزار آدمی سات برس تک
رکھے اور بنایا دوسرا مکان سرخ گندک کا صخرہ کے اوپر کہ ایک
بڑا پتھر ہے بیت المقدس مین کہ اس مکان کی روشنی مین عورتیں
سوت کاتا کرتی تہین بارہ میل مین ۔ اور ویسا ہی تہا یہانتک کہ
خراب کر دیا اسکو بخت نصر نے +

باب نوان مسجد کے اندر تہوکنے کے بیان مین

کہا فقیہ رح نے جب آدمی
مسجد کے اندر ہو تو اسکو مسجد مین تہوکنا منع ہے لیکن اپنے
کپڑے مین تہوک لے اور مل دے اسلیے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیہا اسمہ یعنی ان گہرون
مین اللہ نے انکی تعظیم کا حکم دیا ہے اور اپنی نام لینے کا انتہی ۔
ترفع سے مراد تعظیم اور تشرف ہے اور اسمین تہوکنا بے تعظیمی ہے
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا تحقیق مسجد
بچتی ہے کہنکار سے جیسے بچتی ہے کہال آگ مین جب
ڈالی جاتی ہے اور ابوہریرہ رض نبی علیہ السلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے مسجد مین کہنکار پڑا دیکہا تو اسکو چہیل ڈالا
پہر فرمایا کیا تم مین سے کوئی پسند کرتا ہے کہ وہ نماز
مین ہو اور کوئی اسکے موتہہ پر تہوکے جب تم مین سے کوئی
تہوکنا چاہے تو نہ اپنی داہنی طرف تہوکے نہ سامنے

ولا يبزق امامه ولكن يبزق عن يساره او تحت
قدمه فان لم يجد مكانا فليبزق في ثوبه ثم
يفعل هكذا يعني يدلكه وروي عن بعض الصحابة
انه قال اذا اشرط الرجل النخامة تعظيما للمسجد
ادخل الله في جوفه الشفاء واخرج منه الداء
واذا كان الرجل في غير المسجد واذا اراد
ان يبزق ينبغي له ان يبزق تحت قدميه
او عن يساره ولا ينبغي ان يبزق عن يمينه
ولا بين يديه لان النبي عليه الصلوة و
السلام قال اذا بزق احدكم فلا يبزق عن
يمينه وامامه وروي عن ابي بكر رضي الله
عنه انه بزق في مرض عن يمينه ثم قال
ما بزقت عن يميني منذ اسلمت وذكر عن
بعض الصالحين انه اراد ان يخرج حاجا فاختار
الجانب الايسر من المحمل فقيل له لم اخترت
جانب الايسر قال لاني اذا بزقت عن يساري
كان ايسر علي **باب كراهة صلوة
الرجل وهو ناعس** قال الفقيه رحمه
الله يكره للرجل ان يصلي وهو ناعس و لي

تھوکے لیکن بائین طرف تھوکے یا پانوں کے نیچے تھوکے
پس اگر کوئی جگہ نپاوے تو اپنے کپڑے مین تھوکے
پھر یہ کرے کہ اسکو مل ڈالے اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ کہا
اُس صحابی نے کہ جسوقت کھرچے کوئی آدمی تھوک کو مسجد
کی تعظیم کر کے تو داخل کرتا ہے اللہ تعالے اُسکے پیٹ مین شفا
اور نکالتا ہے اُس سے بیماری اور جسوقت آدمی مسجد مین نہو
اور تھوکنے کا ارادہ کرے اُسکو چاہیئے کہ اپنے پانوں کے نیچے
تھوکے یا بائین طرف اور نہین لائق ہے کہ اپنی داہنی طرف
یا سامنے تھوکے اسلیئے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ
جسوقت تم مین کوئی تھوکے تو نہ اپنی داہنی طرف تھوکے
نہ اپنے سامنے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
کہ اُنہون نے بیماری مین اپنی داہنی طرف تھوکا پھر فرمایا
کہ مین جب سے مسلمان ہوا ہون اپنی داہنی طرف نہین
تھوکا اور بعض صالحین کا بیان کرتے ہین کہ اُنہون نے جب
ارادہ نکلنے کا کیا حج کو تو کجاوہ کے بائین طرف اختیار کی لوگون
نے کہا کہ تمنے بائین طرف کیون اختیار کی جواب دیا اسلیئے
کہ مجھکو بائین طرف تھوکنا آسان ہو گا **باب بابت ایک
اُونگھتے ہوئے کے نماز پڑھنے کی کراہت مین**
کہا فقیہ نے کہ آدمی کو مکروہ ہے نماز پڑھنا اونگھ مین ٭

فعل يجوز اذا جاء بافعال الصلوة والقرأة
تامة واذا خشي الرجل النعاس ينبغي ان يصب
الماء على وجهه اولا ثم يدخل في الصلوة
ولو كان في الصلوة فاخذه النعاس ينبغي
ان يحرك نفسه ويجتهد في ازالته عن نفسه
روى عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
قال اذا نعس احدكم في الصلوة فليرقد حتى
يذهب عنه النوم فانه اذا صلى وهو ينعس
فلعله يذهب عند النوم يستغفر ربه
فيسب نفسه وروى حميد عن انس عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه دخل المسجد
فراى حبلا ممدودا بين ساريتين فقال
ما هذا الحبل قالوا لفلان يصلي اذا غلب
النعاس يتعلق به يا رسول الله قال عليه الصلوة
والسلام فليصل ما عقل فاذا خشي ان
يغلب عليه النوم فلينم

باب فضل العلم والادب

قال الفقيه رحمه الله
ينبغي للرجل ان يتعلم شيئا من العلم والادب

اور اگر پڑھ لے تو جائز ہے جب کہ نماز کے سب افعال اور قرات
پوری پوری ادا کرسکے اور جب آدمی کو اونگھنے کا خوف ہو تو چاہیے
کہ اپنے مونہہ پر پانی ڈال لے پھر نماز مین داخل ہو اور اگر نماز مین
اُسکو اونگھہ آجاے تو چاہیے کہ اپنے نفس پر زور ڈالے
اور اُسکے دور کرنے مین کوشش کرے اور ہشام بن عروہ
اپنے باپ سے وہ عائشہؓ سے وہ آنحضرت صلعم سے روایت
کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تم مین سے کسیکو نماز مین
اونگھہ آجائے تو چاہیے کہ سو رہے یہانتک کہ اُسکی نیند
جاتی رہے پس تحقیق جسوقت وہ اونگھنے مین نماز پڑہتا
ہوگا تو شاید وہ نیند مین رہے رب سے استغفار کرنے لگے
تو اپنے نفس کو گالیان دے یعنی استغفار کی جگہہ اور کچھہ کلمہ نکل
جاے اور حمید بواسطہ انس کے نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپ
مسجد مین آئے تو دو ستونون کے درمیان ایک رسی تنی ہوئی دیکھی تو
آپنے فرمایا کہ یہ رسی کیسی ہے لوگون نے عرض کیا یا رسول اللہ فلان
شخص کی ہے کہ وہ نماز پڑہتا ہے جب اونگھہ کا غلبہ ہوتا ہے تو
اُسمین لٹک جاتا ہے کہا راوی نے کہ آپنے فرمایا چاہیے کہ نماز پڑہے
جبتک ہوش مین رہے اور جب اُسپر نیند کا غلبہ ہو چاہیے کہ سو رہے

باب اکیسوو علم اور ادب کی فضیلت مین

فقیہ رح نے کہا
آدمیکو لائق ہے کہ کچھہ علم اور ادب سیکھے

وان كان قليلا لان القليل منه كثير فان
الرجل اذا عرف كلمة من الادب او من العلم
لكان له فضل على من لا يعلم شيئا منه وقال
على بن ابى طالب رضى الله عنه لكل شيء قيمة
وقيمة المرء ما يحسنه وروى عن الشعبى انه
قال لو ان رجلا سافر من اقصى الشام الى
اقصى اليمن فتعلم كلمة من العلم لم يضع سفره
وروى عن سعد بن خلف بن ايوب انه خرج
للعلم مقدار اربع سنين فلما رجع قال له ابوه
ما جلبت يا بنى قال تعلمت ان المرأة اذا كانت
ايامها عشرة فمدة اغتسالها لا تحسب حتى
يحل لزوجها ان يقربها واذا كانت اقل من
عشرة لا يحل له ان يقربها ما لم تغتسل
او يمضى عليها وقت صلوة فقال له ابوه ما
ضاعت رحلتك وروى ايوب بن موسى
عن ابيه عن جده عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال ما نحل والد ولدا افضل
من ادب حسن وروى عن بعض المتقدمين
انه قال لابنه يا بنى تعلم العلم فان يكن لك

اگرچہ تھوڑا ہی اسلئے کہ وہ تھوڑا ہی بہت ہے پس تحقیق آدمی جسوقت
کوئی کلمہ ادب یا علم کا پہچان لیگا البتہ جو کہ کچھ علم اور ادب
نہین جانتا اُسپر اُسکو فضیلت ہوگی اور علی ابن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے ہر چیز کی قیمت ہے اور آدمی کی
قیمت وہ ہی جو درست کرے اُسکو اور شعبی سے مروی ہے کہ اُنھون نے
کہا کہ اگر آدمی شام سے یمن تک سفر کرے اور ایک کلمہ علم
کا سیکھے سفر اُسکا ضایع نہوویگا اور سعد بن خلف بن ایوب
سے مروی ہے کہ تحقیق وہ علم حاصل کرنیکو نکلے چار برس تک
پھر جب لوٹے تو اُنسے اُنکے باپ نے کہا ای بیٹے تو نے
کیا کیا اُنھون نے جواب دیا مین نے یہ سیکھا کہ جب عورت کے
دس دن حیض کے ہو جاوین تو اُسکی غسل کی مدت نہ شمار کی جاویگی
یہانتک کہ حلال ہے اُسکی خاوند کو اُس سے صحبت کرنا اور جب
دس دن سے کم ہین تو مرد کو حلال نہین کہ اُس سے صحبت کرے
جبتک نہا نہ لی یا نماز کا وقت اُسپر گذر جاے تو اُسکے باپ نے اُسکو
جواب دیا کہ تو نے اپنے سفر کو ضایع نکیا اور ایوب بن موسے اپنے باپ
سے وہ اپنے دادا سے وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین
کہ تحقیق آپنے فرمایا کہ کوئی بخشش باپ کی بیٹے کو بہتر
ادب سے نہین ہے اور بعض پہلے لوگون سے مروی ہے کہ ایک
نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اے میرے بیٹے علم سیکھ اگر تیرے پاس

مال كان لك جمالا وان لم يكن لك مال كان
لك مالا وذكر عن سفيان بن عيينة انه
جاءه ابن اخيه فقال يا عم جئتك خاطبا
قال لمن قال لابنتك قال كفو كريم ثم قال
اجلس فجلس فقال اقرأ علي عشر آيات من
كتاب الله تعالى فلم يستطع قال اروِ عشرة
احاديث فلم يستطع ثم قال فانشد عشرا
ابيات من شعر فلم يستطع فقال لا قرآن
ولا حديث ولا شعر فعلى اى شيء اضع
ابنتي عندك ثم قال لا اخيب مجيئك
فامر له باربعة الاف درهم وقال بعض
الحكماء ان العلم النافع والادب الصالح
كنز لا يغصبه غاصب ولا يسلبه سالب
وهما جمالك وزينتك وقوام دنياك و
آخرتك فاجتهد في تعلمها وقال قائل سأضرب
في طول البلاد وعرضها فاطلب علما او
اموت غريبا فان تلفت نفسي فلله درها
وان سلمت كان الرجوع قريبا وروى جابر
بن عبد الله عن النبي عليه الصلوة والسلام

مال ہوگا تو تیرے لیے جمال ہو جاویگا اور اگر تجھکو مال نہوگا
تو تیرے لیے مال ہو جاویگا اور سفیان بن عیینہ سے ذکر ہے کہ
اُنکے پاس اُسکا بھتیجا آیا اور کہا اے میرے چچا آیا ہوں میں تیرے
پاس منگنی کے لیے ابن عیینہ نے جواب دیا کسکے لیے کہا تیری بیٹی کے
لیے ابن عیینہ نے کہا اچھا جوڑ ہے پھر ابن عیینہ نے کہا کہ بیٹھ جا تو
وہ بیٹھ گیا پھر کہا ابن عیینہ نے کہ پڑھ مجھپر دس آیتیں قرآن کی
وہ نہ پڑھ سکا کہا دس حدیثیں روایت کر وہ نہ کر سکا پھر کہا کہ دس
بیتیں شعروں میں سے پڑھ تو نہ پڑھ سکا تو کہا ابن عیینہ نے نہ
قرآن ہے نہ حدیث ہے نہ کوئی شعر ہے پھر کس چیز پر اپنی بیٹی کو تیرے
پاس رکھوں پھر کہا میں تیرا آنا ضائع اور خوار نہیں کرتا پس حکم
دیا اُسکو چار ہزار درہم کا اور بعضی حکیموں نے کہا ہے کہ بیشک
نفع دینے والا علم اور اچھا ادب ایسا خزانہ ہے کہ کوئی لوٹنے
والا اُسکو نہیں لوٹ سکتا اور کوئی ضبط کرنیوالا اُسکو ضبط
نہیں کر سکتا اور وہ دونوں تیری خوبی اور زینت اور تیری دنیا
اور آخرت کے سنبھالنے والے ہیں محنت کر اُنکے سیکھنے میں
اور ایک کہنے والا شعر میں کہتا ہے قریب ہے کہ میں لمبے چوڑے شہروں میں سیر کرونگا اور
عالموں کو ڈھونڈونگا یا مسافر ہی مر جاؤنگا سو اگر میرا نفس تلف
ہو گیا تو اُسکی نیکی اللہ کے لیے ہے اور اگر بچ رہا تو قریب ہے لوٹونگا
اور جابر بن عبداللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں

انه قال اربعون حديثا ليتعلمها الرجل
خير له من اربعين الف درهم يتصدق
به واعطاه الله تعالى بكل حديث مدينة
في الجنة وله بكل حديث نور يوم القيمة +
قال الفقيه رحمه الله ولو لم يكن لاهل العلم
فضيلة سوى ان الله تعالى قال قل هل
يستوي الذين يعلمون والذين لا يعلمون
لكان عظيما لانه اخبر ان العالم له فضل
كثير على الجاهل وامر بطلب زيادة العلم
لقوله تعالى وقل رب زدني علما ثم مدح
العلماء فقال الله تعالى افمن يعلم انما انزل
اليك من ربك الحق كمن هو اعمى وقال الله
تعالى يرفع الله الذين امنوا منكم والذين
اوتوا العلم درجات فاخبر ان للعالم فضائل
ودرجات على من هو غير عالم وقال الله
تعالى وعلم ادم الاسماء كلها فلما علمه
الاسماء رفعه فوق الملائكة وامر الملائكة
بالسجود له فضل العلم +

باب الخاتم

قال الفقيه رحمه الله الخاتم في اليمين وا

بہتر ہے سیکھنا چالیس حدیثیں کا آدمی کو زبانی یاد کرے
تو اسکے لیے چالیس ہزار درہم خیرات کرنے سے بہتر ہے اور دیگا
تعالے اسکو ہر ایک حدیث کے بدلے ایک شہر جنت میں اور دیگا اسکو
ہر ایک حدیث کی عوض قیامت میں اسکے لیے ایک نور ہوگا
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اگر اہل علم کے فضیلت میں کوئی دلیل نہ ہو سوائے
اس آیت کے وقل هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون
یعنی کہدے محمد کیا برابر ہیں عالم اور جاہل تب بھی ایک بہت بڑی دلیل ہے
انکی فضیلت میں اسلئے کہ اس میں خبر دیتی ہے کہ بیشک عالم کو فضیلت ہے جاہل
پر اور حکم دیا ہے علم کی زیادتی طلب کرنیکا اپنے کلام پاک میں
کہ وقل رب زدنی علما یعنی کہدے محمد اے رب میرا علم زیادہ کر
پھر تعریف کی عالموں کی تعریف میں فرماتا ہے افمن یعلم
انما انزل الیک من ربک الحق کمن هو اعمی کیا جو شخص جانتا ہے کہ
جو کچھ تیری طرف اتارا گیا ہے تیرے پروردگار کی طرف سے سچ
ہے مثل اس شخص کے ہے کہ جو اندھا ہے اور حق تعالی فرماتا ہے یرفع الله
الذین امنوا منکم والذین اوتوا العلم درجات یعنی بلند کرتا ہے اللہ تم میں سے ایمان والوں کو اور جن کو دیا گیا علم درجے
پس خبر دیتی ہے حق تعالی نے کہ عالم کی
بہت فضیلتیں اور درجے ہیں اس شخص پر جو عالم نہیں ہے اور
فرماتا ہے وعلم ادم الاسما کلها یعنی اللہ نے سکھا دیے آدم کو سب چیزوں
کے نام پھر جب سکھا دیے اسکو نام بلند کیا اسکو فرشتوں

فالتختم بكل ذلك مباح ويجاءالاثر
فيهما جميعا ولا يجوز للرجل خاتم الذهب
وكره بعض الناس خاتم الحديد ورخص
بعضهم وروى عن نعمان بن بشير انه قال
اتخذت خاتما من ذهب فدخلت على رسول
الله صلى الله عليه وسلم فقال مالي ارى
عليك حلية اهل الجنة قبل دخولها فانتزعته
فاتخذت خاتما من حديد فدخلت عليه
فقال مالي ارى عليك حلية اهل النار فانتزعته
فاتخذت خاتما من شبه فدخلت عليه
فقال مالي اجد منك ريح الاصنام قلت
فما اصنع يا رسول الله قال اتخذه من ورق
ولا تبلغ به مثقالا وتختم به في يمينك
وروى جابر بن عبد الله ان النبي عليه
الصلوة والسلام كان يتختم بيده اليمنى
ويلبس نعله اليمنى قبل اليسرى ويخلع اليسرى
قبل اليمنى وقال محمد بن سيرين ان النبي
عليه الصلوة والسلام وابابكر وعمر وعثمان
كانوا يتختمون في شمائلهم وروى عمرو

اور بائین ہاتہہ مین پہنا جائز ہے اور یہ سب مباح ہی اور دونون
کی تہنکی روایتین آئی ہین اور مرد کو سونیکی انگوٹہی پہنا جائز نہین
اور بعض نے لوہے کی انگوٹہی پہنا مکروہ رکہا ہے اور بعض لوگون نے
رخصت دی ہے اور نعمان بن بشیر سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ
مین نے سونے کی انگوٹہی بنوائی اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا
تو آپ نے فرمایا کیا ہوا مجہے مین تجہپر بہشتیونکا زیور دیکہتا ہون بہشت
مین داخل ہونے سے پہلے پس مین نے اس انگوٹہی کو نکال ڈالا
اور لوہے کی انگوٹہی پہنی اور مین حضرت کے پاس حاضر ہوا تو آپنے
فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہپر دوزخیونکا زیور دیکہتا ہون پس مین نے
اسکو نکال ڈالا پہر مین نے پیتل کی انگوٹہی بنوائی اور آپکے پاس
حاضر ہوا تو آپنے فرمایا مجہکو کیا ہوا کہ تجہسے مین بت کی بو پاتا
ہون مین نے عرض کیا پہر یا رسول اللہ مین کیا کرون آپنے
فرمایا چاندی کی بنوا اور اسکو ایک مثقال یعنی ساڑہے چار ماشے
سے کم رکہہ اور اپنی داہنی ہاتہہ مین پہن اور جابر بن عبد اللہ
روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم انگوٹہی پہنتے تہے اپنی داہنے
ہاتہ مین اور پہنتے تہے داہنی جوتی بائین سے پہلے اور نکالتے تہے
بائین داہنی سے پہلے اور محمد بن سیرین کہتے ہین کہ تحقیق نبی صلعم
اور ابوبکر اور عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم اپنے بائین ہاتہہ
مین انگوٹہی پہنتے تہے اور عمرو بن شعیب نے روایت کی

بن شعيب عن ابيه عن جده قال ابصر النبي
عليه الصلوة والسلام رجلا وفي يده خاتم
من الذهب فامره ان يطرحه فطرحه فجعل
في يده حلقة من حديد فقال اذهب فاطرحه
فهذا شر من ذلك وهذا اشبه بحلية اهل
النار فطرحه فجعل في يده خاتما من ورق
فلم ينهه وروي عن ابي جحيفة عن ابيه قال
راى عمر بن الخطاب رضي الله عنه على يد
رجل خاتما من حديد فجعل يخلعه حتى خلعه
فرمى به وقال عليك بخاتم من ورق وروي
الاعمش قال رأيت في يد ابراهيم النخعي خاتما
من حديد قال ابراهيم اخبرني من رأى
على يد ابن مسعود خاتما من حديد +
قال الفقيه وقد كره بعض الناس اتخاذ
الخاتم واجازه عامة اهل العلم فاما من
كره فقد احتج بما روي في بعض الاخبار
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه
نهى عن لبس الخاتم الا لذي سلطان وروي
عن بعض التابعين انه قال لا يتختم الا ثلثة

اپنے باپ سے اُسنے اپنے دادا سے کہ آنحضرتؐ نے ایک مرد کو دیکھا کہ اسکے
ہاتہہ مین سونے کی انگوٹھی تہی تو آپ نے اُسکو پہینکنے کا
حکم دیا اُسنے پہینکدی پہر اُسنے اپنے ہاتہہ مین لوہے کی
انگوٹھی پہنی پس حضرتؐ نے فرمایا جا اُسکو پہینکدے کیونکہ یہ
بدتر ہے اُس سے اور یہ زیادہ مشابہ ہے ساتہ پوشش اہل
نار کے پس پہینکدے اُسنے پہر اُسنے اپنے ہاتہہ مین چاندی کی
انگوٹھی پہنی تو آپ نے اُسکو منع نکیا اور ابو جحیفہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ اُنہون نے کہا عمر بن خطابؓ نے ایک شخص
کے ہاتہہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ اُسکو نکالنے لگے
یہانتک کہ اُسکو نکالا اور پہینکدیا اور کہا کہ پہن چاندی
کی انگوٹھی اور اعمش روایت کرتے ہین کہ مین نے ابراہیم نخعی کے
ہاتہہ مین لوہے کی انگوٹھی دیکھی ابراہیم نے کہا مجہکو اُس
شخص نے خبر دی ہے کہ ابن مسعودؓ کے ہاتہہ مین لوہے کی انگوٹھی
کو دیکھا۔ کہا فقیہ رحمہ نے تحقیق مکروہ رکہا ہے بعض لوگون نے
انگوٹھی پہننا اور عام اہل علم نے اُسکی اجازت دی ہے پس
جس شخص نے مکروہ رکہا ہے تو تحقیق اُسکی حجت وہ ہے جو بعض
حدیثون مین رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ آپ نے انگوٹھی پہننے
سے منع کیا ہے مگر صاحب حکومت کو اور بعض تابعین
سے مروی ہے کہ کہا انگوٹھی نہین پہنتے مگر تین شخص

اسيا او كاتب او احمق وروى فى الخبر ان
خاتم رسول الله عليه الصلوة والسلام كان في يد ابي بكر
ثم اخذه عمر وكان في يده ثم اخذه عثمان وبقي وكان
في يده عامة خلافته حتى سقط منه في
بير زمزم واما من قال يجوز للسلطان وغيره
فاحتج بان اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم ومن بعدهم كانوا يتختمون في عهده
ومن بعده ولم يكن لهم امارة وهو ما
روى جعفر بن محمد عن ابيه ان الحسن و
الحسين كانا يتختمان في يسارهما وكان في
خواتيمهما ذكر الله وروى يعلى بن عبيد
عن راشد بن كريب قال رايت ابن الحنفية
يتختم في يساره وعن يونس بن اسحق
قال رأيت قيس بن ابي حازم وعبد الرحمن
بن الاسود والشعبي وغيرهم يتختمون
في يسارهم فهؤلاء لم يكن لهم سلطان
ولان السلطان يلبس للزينة او الحاجة
الى الختم وهو وغيره في الحاجة والزينة
سواء فلما جاز للسلطان جاز لغيره وبه ناخذ

سردار یا کہنے والا یا احمق اور حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق
انگوٹھی رسول اللہ صلعم کی ابوبکر رضہ کے ہاتھ مین رہی پھر
عمر رضہ نے لیا اور انکے ہاتھ مین بھی رہی پھر اسکو عثمان رضہ نے لیا اور باقی رہی
تھی اور انکے ہاتھ مین اکثر ایام مین انکے خلافت کے تک وہی رہی یہانتک کہ گر گئی
انسے چاہ زمزم مین گر پڑی اور جسنے کہا ہے کہ بادشاہ وغیرہ کو
جائز ہے تو یہ حجت پکڑی ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب اور جو انکے
پیچھے ہوے انکے وقت مین اور انکے پیچھے انگوٹھی پہنا کرتے تھے
اور وہ کہین کے سردار بھی نہ تھے اور وہ روایت ہے کہ جعفر بن محمد
نے اپنے باپ سے روایت کی ہے کہ تحقیق حسن اور حسین رضہ
دونون اپنے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنتے تھے اور تھا ان دونو
کی انگوٹھیون مین ذکر اللہ کا اور یعلی بن عبید نے راشد بن
کریب سے روایت کی ہے کہ کہا ابن کریب نے کہ مین نے محمد بن حنفیہ رضہ
کو انکے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنے دیکھا اور یونس ابن اسحق
سے روایت ہے کہ مین نے قیس ابن ابی حازم اور عبد الرحمن ابن اسود
اور شعبی کو اور سوا انکے اپنے بائین ہاتھ مین انگوٹھی پہنے
دیکھا تو ان لوگون کو تو کوئی حکومت نہتی اور اسلیے کہ
تحقیق بادشاہ پہنتا ہے آرائش کے لیے یا مہر کرنے کی حاجت
سے اور وہ اور اور حاجت اور زینت مین برابر ہین
پس جب بادشاہ کو جائز ہوا اور کو بھی جائز ہوا اور اسکو ہم

باب نقش الخاتم والكتابة

عليه روى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال لا تستضيئوا بنيران المشركين ولا تنقشوا في خواتيمكم عربيا فسئل الحسن عن تفسير ذلك فقال معناه انه لا تشاوروا اهل الشرك في امركم ولا تكتبوا في خواتيمكم محمد رسول الله وروى ثمامة عن انس بن مالك قال كان نقش خاتم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلثة اسطر سطر منها محمد وسطر منها رسول وسطر منها الله وكان نقش خاتم ابي بكر نعم القادر الله وكان نقش خاتم عمر كفى بالموت واعظا يا عمر وروى وكان نقش خاتم عثمان لتصبرن او لتندمن وكان نقش خاتم علي بن ابي طالب كرم الله وجهه الملك لله قال الفقيه رحمه الله ولو كان خاتم في فصه تماثيل لا يكره وليس كالتماثيل في الثياب وفي البيوت لان التماثيل في فص الخاتم صغيرة تقصر العين

باب انگوٹھی کہدوانے اور اسپر تحریر

لکھوانے میں انس بن مالک نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا مشرکوں کی آگ سے مت سلگاؤ اور اپنی انگوٹھیوں میں عربی مت کہدواؤ پس حسن بصری سے اسکی تفسیر پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ مشرکوں سے اپنے کاموں میں مشورہ مت کرو اور اپنی انگوٹھیوں میں محمد رسول اللہ مت کہدواؤ اور ثمامہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے کہا کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم کے انگوٹھی کے نقش کی تین سطریں تہین انمیں سے ایک سطر میں محمد اور ایک سطر میں رسول اور ایک سطر میں اللہ اور ابوبکر کی انگوٹھی کا نقش تہا نعم القادر اللہ یعنی اللہ اچھا قادر ہے) اور حضرت عمر کی انگوٹھی کا نقش تہا کفی بالموت واعظا یا عمر یعنی موت نصیحت دینی والی کافی ہے اے عمر اور مروی ہے کہ حضرت عثمان کی انگوٹھی پر منقوش تہا لتصبرن او لتندمن یعنے صبر کرو یا ندامت اٹھایگا - اور علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی انگوٹھی پر یہ نقش تہا الملک للہ یعنی ملک اللہ کیلیے ہے کہا فقیہ نے اور اگر ہو انگوٹھی کے نگینہ میں تصویر تو مکروہ نہیں مثل کپڑے کی تصویر اور گہر کی تصویر کے اسلیے کہ انگوٹھی کے نگینہ کی

عنه فلا تبين وانما يكره التماثيل في الثياب اذا كان ظاهرا في عين الناظر وصار هذا كالعلم في الثياب انه يجوز وان كان حريرا او ابريشم فانه قليل فكذلك التماثيل في الخاتم وروي عن ابي هريرة رضي الله عنه انه كان على خاتمه ذبابان وعن ابي موسى الاشعري انه كان على فص خاتمه كوكبان وروي عن حذيفة هكذا وروي عن انس بن مالك انه كان على خاتم ذي القرنين اسد بين رجلين ورجل بين اسدين ولو كان على فصه اسم الله تبارك وتعالى او اسم نبي من الانبياء فانه يستحب له اذا دخل الخلاء ان يجعل الفص في كفه واذا اراد ان يستنجي يستحب له ان يجعله في يمينه لانه لو استنجى مع ذلك يكون فيه استخفاف وترك التعظيم والله اعلم

باب الرسالة قال الفقيه رحمه الله اذا كتب الرجل الرسالة ينبغي له ان يختم لانه بعيد من الريبة وعلى هذا جرى الرسم وجاء به الاثر وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال

پس وہ اچھی طرح معلوم نہین ہوا کرتی اور کپڑے کی تصویر بہی کروہ ہے جب خوب معلوم ہوتی ہو دیکھنے والیکو تو ہوگئی یہ جیسے کپڑے مین نقش ونگار اور وہ جائز ہے اگرچہ حریر اور ریشم سے ہو پس تحقیق وہ تہوڑی ہے تو ایسے ہی تصویر انگوٹھی مین اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تحقیق انکی انگوٹھی پر دو مکہیان تہین اور ابو موسی اشعری سے مروی ہے کہ تحقیق انکی انگوٹھی پر دو ستارے تھے اور ایسی ہی حذیفہ سے مروی ہے اور انس بن مالک سے روایت ہے کہ تحقیق ذی القرنین کی انگوٹھی پر ایک شیر کو دو آدمیون کے درمیان تصویر تہی یا آدمی کی تصویر دو شیرون کے درمیان مین اگر ہو کسیکی انگوٹھی پر اللہ تعالی کا یا کسی نبی کا نام تو بہتر ہے اُسکو جب پاخانہ مین جاوے تو انگوٹھی کو اپنی آستین مین کرلے اور جب استنجا کرنے لگے تو داہنے ہاتھ مین ڈال لے تاکہ حقارت اور بے ادبی نہ ہو - اور اللہ خوب جانتا ہے ✦ ✦

باب خط لکھنے کے بیان مین ✦

کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب آدمی کسیکو خط لکھے تو لائق ہے کہ اُسپر مُہر کردے اسلیے کہ یہ مشکوک سے بہت دُور ہے اور ایسی ہی رسم جاری ہے اور روایت بہی اسمین آئی ہے ، اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہون نے کہا

كراهة الكتابة ختمه وروي عن عمر بن الخطاب
رضي الله عنه انه قال ايما كتاب لم يكن مختوما
فهو اغلف وروي عنه ايضا انه قال ايما
صحيفة ليست بمختومة فهي مغلوفة وقال
الفقيه رحمه الله وكان الرسم في كتاب
المتقدمين ان الكاتب يبدأ بنفسه من
فلان الى فلان وبذلك جاءت الآثار
وروي عن عمر انه كان اذا كتب الى خليفة
من خلفائه يبدأ بنفسه وكان يكتب الى
علمائه او عماله ان ابدؤا بانفسكم وروى
وكيع عن ابي داود عن عبد الله بن محمد
بن سيرين انه كان اذا اراد سفرا فقال
له ابوه محمد بن سيرين اذا كتبت الى فابدأ
بنفسك فانك ان بدأت بي لم اقرأ لك
كتابا وعن ربيع بن انس بن مالك قال
ما كان احد اعظم حرمة من النبي عليه
الصلوة والسلام فكان اصحابه اذا كتبوا
اليه كتابا بدؤا بانفسهم وقال ابن سيرين
ان النبي عليه الصلوة والسلام قال

خوبی خط کی مہر کرنا ہے اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جس خط پر مہر نہیں وہ اغلف
یعنی بے ختنہ کیا ہوا اور حضرت عمر رضہ سے روایت ہے کہ انہوں
نے کہا جس خط پر مہر نہیں وہ ایسا ہے جیسے بے ختنہ کیا
اور کہا فقیہ رحمہ نے اور تھی رسم پہلوں کے خطوں میں کہ
تحقیق لکھنے والا اپنے نام سے شروع کرے فلان شخص
کی جانب سے فلان شخص کی طرف اسیطور روایتیں آئی ہیں
اور حضرت عمر رضہ سے مروی ہے کہ جب وہ اپنے نائبوں میں
سے کسی ایک کو خط لکھتے تھے تو اپنے نام سے شروع کرتے
تھے اور لکھتے تھے اپنے غلاموں کو اور عاملوں کو کہ اپنے نام
سے شروع کرو اور روایت کی وکیع نے ابو داود سے انہوں نے عبد اللہ بن محمد
بن سیرین سے کہ جب محمد سفر کا ارادہ کرتے تھے تو انکا باپ
محمد بن سیرین انسے کہدیتا تھا کہ جس وقت تو میری طرف خط
لکھے اپنے نام سے شروع کر پس اگر تو نے میرے نام سے شروع
کیا تو میں اسکو نہ پڑھونگا اور ربیع بن انس بن مالک سے
مروی ہے کہ انہوں نے کہا نہیں کوئی عظمت میں بڑا نبی صلعم سے
پس جب لکھتے تھے اصحاب آپکے انکی طرف کوئی خط تو اپنے
نام سے شروع کرتے تھے اور کہا ابن سیرین نے کہ تحقیق
فرمایا ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق

ان اهل الفارس اذا كتبوا الى عظمائهم بدؤا بعظمائهم فلا يبدؤن الرجل الا بنفسه قال الفقيه رحمه الله ولو انه بدأ بالمكتوب اليه جاز لان الامة قد اجمعت عليه وقال النبي عليه الصلوة والسلام لا يجتمع امتي على الضلالة فلما اتفقت الامة على ذلك ثبت انهم فعلوا ذلك لمصلحة راوا في ذلك او نسخ ما كان من قبل وقد وجدنا ان الاية قد تنسخ اذا اجتمعت الامة على تركها وهو قوله تعالى وان فاتكم شئ من ازواجكم الاية ولما كان الاية من كتاب الله تعالى تنسخ باجماع الامة اذا اجمعوا على تركها فالاخبار الاحاد اولى ان يترك بالاجماع وقد روي عن الحسن انه كان لا يرى باسا بان يبدأ بالذي يكتب اليه وقال الفقيه رحمه الله والحسن في زماننا هذا ان يبدأ بالمكتوب اليه ثم بنفسه لان البداية بنفسه يعد منه استخفافا بالمكتوب اليه وتكبرا عليه الا ان يكتب الى عبد

اہل فارس جب کسی اپنے امیر کو خط لکھتے تھے شروع کرتے تھے اپنے امیرون کے نام سے پس شروع کرتے آدمی مگر اپنے نام سے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اور اگر کوئی شروع کرے مکتوب الیہ کے نام سے تو جائز ہے اسلیے کہ تحقیق امت نے اسپر اتفاق کیا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت گمراہی پر اتفاق نکریگی پس جب اتفاق کیا امت نے اسپر تو ثابت ہوا یہ کہ انہون نے کسی مصلحت سے جو انہون نے اسمین دیکھی ہے جائز کیا یا منسوخ ہوگیا جو پہلے تھا اور تحقیق ہمنے پایا بیشک آیت کبھی منسوخ ہوجاتی ہے جسوقت امت کا اتفاق ہوا اسکے چھوڑنے پر اور وہ قول اللہ تعالی کا ہے (اور اگر فوت ہو تمسے کوئی شئی تمہاری بیبیون میسے) آخر آیت تک اور جب کتاب اللہ کی آیت منسوخ ہوتی ہے اجماع امت سے جب اتفاق کیا اسکے ترک کرنے پر تو احاد حدیثین بوجہ اولی ترک ہونی چاہئین اجماع سے اور تحقیق حسن بصری سے مروی ہے کہ تحقیق وہ کچھ ڈر نہ دیکھتے تھے شروع کرنے مین مکتوب الیہ کے نام سے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس بہتر ہمارے زمانہ مین یہ ہے کہ شروع کرین مکتوب الیہ کے نام سے پھر اپنا نام لکھین اسلیے کہ اپنے نام سے شروع کرنا مکتوب الیہ کی حقارت ہے مگر جب اپنے کسی نوکر یا غلام کے نام لکھے

من عبيده او غلام من غلمانه فيبدأ بنفسه
واذا ورد على انسان كتابة بالتحية او
نحوها ينبغي ان يرد بالجواب لان الكتاب
من الغائب كالسلام من الحاضر وروى
عن ابن عباس رضي الله عنه انه كان يرى
جواب الكتاب واجبا كما يرى رد السلام

باب ما جاء في المزاح

قال الفقيه
رحمه الله لا بأس بالمزاح بعد ان لا يتكلم
بكلام يأثم فيه او لا يقصد به ان يضحك
القوم فان ذلك مذموم وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
لا امزح ولا اقول الا حقا وروي عن انس
بن مالك ان النبي عليه الصلوة والسلام
كان يخالطنا فيقول لاخ لي يا ابا عمير ما فعل
بك النغير وروي ان عجوزا قالت يا رسول
الله ادع الله ان يدخلني الجنة فقال لها
النبي عليه الصلوة والسلام ان الجنة
لا يدخلها العجوز فجعلت تبكي فقالت
عائشة يا رسول الله انك لا تحزنها

تو اپنے نام سے شروع کرے اور اگر کسی کے خط میں سلام
کہا ہو یا مثل سلام کے اور کچھ تو لائق ہے کہ جواب دے اسلئے کہ
غائب کی طرف سے کہنا مثل حاضر کے سلام کے ہے اور ابن
عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ جواب خط کا
واجب جانتے تھے مثل جواب سلام کے ۔

باب جو کچھہ خوشطبعی کے باب میں وارد ہوا ہے اسکے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کچھہ ڈر نہیں خوشطبعی کرنے میں ایسی بات نہ کہے کہ گنہ
گار ہو یا ایسی بات کا ارادہ نکرے کہ اس میں لوگ ہنسیں
پس تحقیق یہ برا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کہ خوشطبعی تو کرتا ہوں لیکن نہیں کہتا ہوں مگر سچ
بات اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ تحقیق نبی علیہ
الصلوۃ والسلام ہمسے اختلاط کرتے تھے تو میرے ایک بھائی
سے فرمایا ای ابو عمیر کیا کیا تو نغیر اور مروی ہے کہ ایک
بوڑھیا نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ دعا کیجیے کہ اللہ
مجھکو جنت میں داخل کرے تو اس بڑھیا سے آپنے
فرمایا کہ تحقیق بڑھیا جنت میں داخل نہیں ہوگی ۔
وہ بڑھیا رونے لگی پس کہا عائشہ رضی اللہ عنہا نے
یا رسول اللہ تحقیق آپنے اسکو غم میں ڈالا تو آپنے پڑھ

فقرأ رسول الله عليه الصلوٰة والسلام انا انشأناهن الآية فسرت بذلك عنها . في رواية قال عليه الصلوٰة والسلام بعثن شابا ثم قرأ هذه الآية وروى حماد بن سلمة عن ابي جعفر الخطمي ان النبي عليه الصلوٰة والسلام قال لرجل يكنى اباعمرة يا ام عمرة فقال فلمس الرجل فرجه فقال يا رسول الله ما كنت ارى الى امرأة فقال النبي عليه الصلوٰة والسلام انما انا بشر مثلكم اما زحكم فقال الفقيه رضي الله عنه لا تكثر المزاح فان فيه ذهاب المهابة ولانه يذهب الصلاح و يجترئ عليك السفهاء وتنسب الى الخفة ولا تمازح من لم تكن بينك وبينه مخالطة و لم تعرف اخلاقه ولا بأس بان تمازح مع اقربائك وجلسائك في غير مأثم ولا افراط فيه فان خير الامور اوسطها ولان ذلك احرى بان لا تنسب الرجل الى الثقل ولا الى الخفة باب الفضائل روى وكيع عن ثور عن محفوظ بن علقمة ان النبي عليه

انا انشأناهن انشاء یعنے ہم نے اُن عورتونکو اُٹھایا ایک اٹھان پر پس خوش ہوئی وہ بڑہیا اس بات سے اور ایک روایت مین حضرت عائشہ سے ہے کہ آپنے فرمایا کہ اُٹھائی جاوینگی جوان پہر یہ آیت پڑہی اور حماد بن سلمہ جعفر خطمی سے روایت کرتے ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ایک آدمی سے کہ اُسکی کنیت ابوعمرہ تہی اے ام عمرہ پس کہا راوی نے کہ چہوئی اُس آدمی نے اپنی شرمگاہ پس عرض کیا یا رسول اللہ مین اپنے اکو عورت نہین دیکہتا ہون فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ مین تم جیسا ایک آدمی ہون تمسے خوشطبعی کرتا ہون کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بہت خوشطبعی نکر پس تحقیق اسمین ہیبت جاتی ہے اور اسلیے کہ تجہکو نیک آدمی برا کہینگے اور بیوقوف تجہپر جرأت کرینگے اور ہلکاپن کی طرف نسبت دینگے اور اُس شخص سے خوشطبعی نکر کہ اُسکے اور تیرے درمیان اختلاط نہو اور تو اُسکی عادت نہین جانتا خوشطبعی کرنے مین کچہہ ڈر نہین ہے اپنے رشتہ دارون اور ہمصحبتون کے ساتہہ جسمین گناہ کی بات نہو اور زیادتی نہو پس تحقیق سب کامون مین میانہ روی بہتر ہے اور اسلیے کہ تحقیق یہ لایق تر ہے کہ آدمی گرانی اور ہلکاپن کے طرف نسبت نکیا جاے باب بہت سے فائدون مین روایت کیے وکیع نے ثور سے اُسنے محفوظ بن علقمہ سے کہ تحقیق

الصلوة والسلام رأى رجلا فی الشمس فقال
له تحول الی الظل فانه مبارك وعن ابی هریرة
رضی الله عنه قال حرف الظل مجلس الشیطان
یعنی بین الظل و بین الشمس وروی ابو الزبیر
عن جابر بن عبد الله عن النبی علیه الصلوة
والسلام قال اذا کتبتم الکتاب فتربوه فانه
اسرع للحاجة والنجح للطلب والبرکة فی التراب
وروی نافع عن ابن عمر عن النبی علیه الصلوة
والسلام کان اذا اراد ان یذکر الحاجة ربط
فی یده خیطا وعن الحسن قال اهدی لعلی
بن ابی طالب کرم الله وجهه یوم النیروز
هدیة فقال ما هذا فقیل له هذا یوم
یقال له النیروز فقال علی لیکن کل یوم
نیروز. وروی ابن ابی نجیح عن مجاهد ان
النبی علیه الصلوة والسلام ذکر رجلا فسال
عنه فقال رجل انا اعرف وجهه ولا اعرف
اسمه فقال النبی علیه الصلوة والسلام
ایش تلك المعرفة یعنی ما لم یعرف اسمه
لا یکون معرفة وروی عن النبی علیه الصلوة

نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کو دہوپ میں دیکھا تو آپ نے
فرمایا کہ سایہ کیطرف پہر آ پس تحقیق وہ اچہا ہے اور ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ سایہ کا کنارہ شیطان
کی نشست ہے یعنی درمیان دہوپ اور سایہ کے اور ابو الزبیر
جابر بن عبد اللہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپ نے فرمایا جب تم کوئی خط لکہو تو اسکو خشک مٹی پر مارو
پس تحقیق اسمین حاجت روائی جلد ہوتی ہے اور مطلب
جلد نکلتا ہے اور برکت مٹی مین ہے اور نافع نے واسطہ ابن عمر
نبی صلعم سے روایت کرتے ہین کہ جسوقت آپ چاہتے کہ کام وقت
پر یاد آجاوے تو اپنے ہاتہہ مین تاگا باندہ لیتے اور حسن سے روایت ہے
کہ انہون نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے طرف نوروز کے دن
کسی نے تحفہ بہیجا تو انہون نے فرمایا یہ کیا ہے تو لوگون نے کہا آج
نوروز کا دن ہے تو کہا حضرت علی رضی نے چاہیے کہ ہر روز
نوروز ہو اور ابن ابی نجیح مجاہد سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے ایک شخص کا ذکر کیا پہر اسکا حال پوچہا
تو ایک شخص نے کہا کہ مین اسکی صورت پہچانتا ہون نام نہین
جانتا تو آپ نے فرمایا یہ کون پہچان ہے یعنی جب تک اسکے
نام نجانے تو پوری پہچان نہین ہوتی ۔ اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے مروی ہے ......

والسلام انه قال اغلقوا الباب واوكوا السقاء واطفؤا السراج فان الفويسقة تضرم على اهل البيت بيتهم يعني الفارة تمد الفتيلة وروى نافع عن ابن عمران النبي عليه الصلوة والسلام كان اذا خرج الى العيد خرج ماشيا واذا انقلب انقلب فى غير ذلك الطريق وركب وكان يقدم الاكل فى الفطر ويؤخره فى الاضحى وعن عطاء قال كان النبى عليه الصلوة والسلام يقول اطلبوا الخير عند حسان الوجوه وحسان الصوت وروى عن يحيى بن كثير قال كان النبى عليه الصلوة والسلام يكتب الى عماله ان لا يردوا الا رجلا حسن الوجه وحسن الجسم وحسن الصوت وحسن الخلق ويروى حسن الاسم وعن النبى عليه الصلوة والسلام ما بعث الله رسولا الا كان حسن الوجه حسن الاسم حسن الصوت وروى عن ابن ابى مليكة ان النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا نهيت المسكين ثلثا فلم ينته فلا بأس بان تزجره وروى عن عمر

کہ دروازہ بند کرو اور برتنونکو ڈہانپ دو اور چراغ کو بجہا دو پس تحقیق فویسقہ گہر والونکا گہر جلا دیتا ہے یعنی چوہا بتی کہینچ لیجاتا ہے اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام جب عید کو نکلتے تہے تو پیادہ نکلتے تہے اور جب لوٹتے تہے تو اور رستے سے سوار ہوکر لوٹتے تہے اور عید الفطر کو پہلے کہا لیتے تہے اور عید الضحے مین بعد کو کہاتے تہے اور عطا سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تہے کہ بہتری سمجہو ... اچہی شکلون اور اچہی آوازون کے دیکہنے اور سُننے کے وقت اور یحیی ابن کثیر سے مروی ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام اپنے عاملون کو لکہا کرتے تہے کہ میری طرف مت بہیجو مگر اچہی صورت والے اور اچہے جسم والے اور اچہے آواز والے اور اچہی عادت والے آدمی اور ایک روایت مین حسن الاسم آیا ہے یعنے اچہے نام والا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ اللہ تعالے نے کوئی نبی نہین بہیجا مگر خوبصورت اچہا نام اور خوش آواز ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ تحقیق نبی صلے اللہ علیہ سلم نے فرمایا جب تونے مسکین کو تین بار منع کیا اور نمانا تو اُسکی جہڑکی مین کچہہ ڈر نہین اور عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ رای مصحفا صغیرا
فی ید رجل فقال من کتبہ فقال انا فضربہ
بالدرۃ فقال عظموا القرآن وعن ابراہیم
النخعی قال یکرہ ان یکتب المصحف فی الشیء الصغیر
وعن عمر بن قتادۃ قال بت لیلۃ فی المسجد
ولیس معی شیء فاستیقظت فاذا فی ثوبی صرۃ
فیہا اربعون درہما او نحوہا فاتیت عطاء
فاستفتیتہ قال ان الذی صرہا فی ثوبک لم
یصرہا الا وہو یرید ان یجعلہا لک فان کانت
لک الیہا حاجۃ فاقض بہا حاجتک وان
کنت عنہا غنیا فاعطہا محتاجا وعن ابن سیرین
قال کنا مع ابی قتادۃ علی سطح فانقض نجم
فاتبعناہ ابصارنا فنہانا وقال لا تتبعوا
ابصارکم فانا کنا نہینا عن ذلک وعن وکیع
عن ابن ذر قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم
اذا اتی بالباکورۃ وضع علی عینیہ وعلی
فیہ وقال اللہم ارزقنا آخرہ کما رزقتنا
اولہ وعن الحسن ان النبی علیہ الصلوۃ و
السلام قال اذا سل احدکم سیفا فلا یناولہ

ای ابی ذر

کہ تحقیق انہون نے دیکہا ایک چہوٹا قرآن ایک شخص کے ہاتہ
مین تو فرمایا کسنے لکہا ہے تو اسنے کہا مینے پس اسکو
کوڑہ سے مارا پہر فرمایا کہ قرآن کو بزرگ رکہو اور ابراہیم نخعی سے مروی
ہے کہ انہون نے کہا کہ مکروہ ہے کہ قرآن چہوٹی چیز مین لکہا جاوے
اور عمر بن قتادہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ ایک رات مین
مسجد مین سویا اور میرے پاس کچہہ نتہا جب مین جاگا تو دیکہا
میرے کپڑے مین ایک تہیلی تہی اسمین چالیس درہم یا اسکے
قریب پس مین عطا کے پاس آیا اس سے مینے فتوی طلب
کیا جواب دیا تحقیق جس شخص نے ڈالی ہے تیرے کپڑے مین
نہین ڈالی مگر تجہے دینے کو .... سو اگر تجکو
اسکی کچہہ حاجت ہے تو اپنی حاجت پوری کرلے اور اگر تو اسکی
پروا نہین رکہتا تو محتاجون کو دیدے اور ابن سیرین سے روایت
ہے کہ کہا ہم ابن قتادہ کے ساتہ ایک چہت پر تہے کہ ایکبار ایک تارا
ٹوٹا ہمنے اپنی آنکہین اسکے پیچہے لگا دین یعنی دیکہنے لگے تو ہمکو منع
کیا اور کہا اپنی آنکہین مت لگاؤ پس تحقیق ہم منع کئے گئے
ہین اس سے اور وکیع ابن ذر سے روایت کرتے ہین کہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس جب نیا میوہ آتا تہا تو اپنی آنکہون اور منہ پر رکہتے
تہے یعنی چومتے تہے اور فرماتے تہے یا اللہ نصیب کر ہمکو آخر اسکا
جیسے نصیب کیا تو نے اول اسکا یعنی اول فصل سے آخر فصل تک اسکو

حتی تتعمده فرای قوما یفعلون فقال
المرانه عن هذا من فعل هذا فعلیه لعنة الله
وعن الزهری ان النبی علیه الصلوٰة والسلام
نهی عن ذبائح الجن وذبائح الجن ان تذبح
فی الدار الجدیدة للطیرة والعین تستخرج
فتروی عن النبی علیه الصلوٰة والسلام
انه نهی ان یقال مسیجد ومصیحف ای بالتصغیر
وعن الشعبی عن ابی جحیفة عن علی رضی الله
عنه قال سمعت النبی علیه الصلوٰة والسلام
قال اذا کان یوم القیمة نادی منادی
من وراء الحجاب غضوا ابصارکم عن فاطمة
بنت محمد علیه الصلوٰة والسلام حتی تمر
علی الصراط الی الجنة ٭

باب المرأة اذا کان لها زوجان

قال الفقیه رح اختلف
الناس فی المرأة التی یکون لها زوجان
فی الدنیا لایهما تکون فی الاٰخرة قال
بعضهم یکون لاٰخرهما وقال بعضهم بانها
بالخیر فتختار ایهما شاءت وقد جاء فی الاٰثار
ما یؤید قول کلا الفریقین اما من قال هی

اُسکو نچھوڑیں پس حضرت نے ایک قوم کو ایسا کرتے دیکھا تو آپنے فرمایا
مین نے تمکو اس سے منع کیا تھا پس جس شخص نے ایسا کیا تو اُسپر اللہ کی لعنت
ہے اور زہری سے روایت ہے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے
ذبائح جن سے منع کیا ہے ذبائح جن یہ ہے کہ نئے گھر مین تو ٹوٹکے
اور نظر بد کے لیے ذبح کیا جاے تاکہ نحوست نکل جاوے اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے منع فرمایا مسجد کو
مسیجد اور مصحف کو مصیحف کہنے سے یعنی ساتھ تصغیر کے
اور شعبی بواسطہ ابو جحیفہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے
ہین کہ مین نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپنے فرمایا جب
قیامت کا دن ہوگا تو پکارنے والا ایک پردہ کی آڑ سے
پکاریگا کہ اپنی آنکھین بند کرلو فاطمہ بنت رسول اللہ کی طرف سے
یہانتک کہ گذر جاوین پل صراط سے جنت کی طرف

باب اُس عورت کے بیان مین کہ جسکے دو خاوند ہون قیامت مین وہ کسکو ملیگی

کہا فقیہ رح
نے لوگون نے اختلاف کیا اُس عورت کے باب مین کہ جسکے دو خاوند
ہون دنیا مین کہ قیامت کے دن کسکو ملیگی بعض نے کہا پچھلے
کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا دونون
مین سے جسکو چاہے اختیار کریگی اور ہر دو فریق کے قول کو
حدیثین تائید کرتے ہین پس جسنے کہا کہ وہ

لأخرهما فقد ذهب الى ما روى عن معاوية بن سفيان انه خطب ام الدرداء فابت و قالت سمعت ابا الدرداء يحدث عن رسول الله صلى الله عليه وسلم انه قال المرأة لاخر زوجها في الآخرة وقال لي ان اردت ان تكوني زوجي في الآخرة فلا تزوجي بعدي واما من قال انها تخير فقد ذهب الى ما روى عن ام حبيبة زوجة النبي عليه الصلوة والسلام انها سألت النبي عليه الصلوة والسلام فقالت يا رسول الله المرأة منا ما يكون لها زوجان لايهما يكون في الآخرة فقال النبي عليه الصلوة والسلام تخير فتختار احسنهما خلقا منهما ثم قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قد ذهب حسن الخلق بالدنيا والآخرة ❊

باب القول في اطفال المشركين

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في اطفال المشركين اذا ماتوا في صغرهم قال بعضهم هم في الجنة وقال بعضهم هم في النار وقال بعضهم هم خدام اهل الجنة وقال

پچھلے کو ملیگی پس تحقیق وہ گیا ہے اسطرف کہ معاویہ بن سفیان سے مروی ہے کہ تحقیق اُنہوں نے ام درداء کے پاس نکاح کا پیغام بھیجا تو اسنے انکار کیا اور یہ کہا کہ مین ابو درداء سے سنا ہے کہ وہ پیغمبر صلعم سے حدیث ذکر کرتے تھے کہ آپنے فرمایا ہے کہ عورت قیامت مین پچھلے خاوند کو ملیگی اور مجھسے ابو درداء نے کہا ہے کہ اگر تو قیامت مین میری بی بی ہوا چاہے تو نکاح مت کیجیو اور جسنے کہا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا تو وہ اس روایت کی طرف گیا ہے کہ ام حبیبہ زوجہ نبی صلعم سے مروی ہے کہ انہون نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے پوچھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ہم عورتون مین دو ہے کہ انکے دو خاوند ہوے ہین تو قیامت مین کس کو ملیگی تو آپنے فرمایا کہ عورت کو اختیار دیا جاویگا پس اختیار کریگی اُن دونون مین سے جسکے اچھے خُلق ہونگے پھر فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اچھے خُلق والا دنیا اور آخرت مین اچھا رہا ❊

باب ہے مشرکون کے بال بچون کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگون نے کلام کیا ہے مشرکون کے بال بچون میں کہ چھوٹے عمر مین مرجاتے ہین بعض کہتے ہین کہ وہ جنت مین ہونگے اور بعض نے کہا کہ وہ دوزخ مین ہونگے اور بعض کہتے ہین کہ وہ بہشتیون کے غلام ہونگے اور بعض

بعضهم بخلاف هذا وقد جاءت فی هذا آثار
مختلفة اما من قال انهم فی الجنة فقد ذهب
الی ما روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال کل مولود یولد علی الفطرة فابواه
یهودانه وینصرانه ویمجسانه واما من قال
انهم فی النار فقد ذهب الی ما روی فی
الخبر ان خدیجة سألت رسول الله صلی الله
علیه وسلم من اولادها الذین ماتوا فی
الجاهلیة عن زوج کان لها قبل رسول الله
صلی الله علیه وسلم فقال النبی علیه الصلوة
والسلام ان شئت اسمعتك ثغاءهم فی
النار ولان الله تعالی قال ولا یلدوا الا فاجرا
کفارا فاخبرهم انهم حین ولدوا کانوا
کفارا وروی عن عائشة رضی الله عنها انها
قالت مررت بجنازة صبی طفل فقلت له
طوبی لك عصفور من عصافیر الجنة فقال النبی
علیه الصلوة والسلام ما تدرین لو کبر ما
ذا یکون منه واما من قال هم خدام اهل
الجنة فاحتج بما روی عن النبی علیه الصلوة

بعض نے خلاف اسکے کہتے ہین اور بیشک اسمین روایتین
مختلف آئی ہین پس جسنے کہا کہ وہ جنت مین ہونگے تو وہ گیا ہے
طرف اسکے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا ہے کہ ہر ایک بچہ پیدا ہوتا ہے اوپر اصل اسلام کے پھر اسکو ماں باپ اسکے
یہودی کر لیتے ہین یا نصرانی کر لیتے ہین یا مجوسی کر لیتے ہین اور جو کہتا ہے
کہ وہ دوزخ مین ہونگے تو وہ اس طرف گیا ہے جو حدیث مین ہے کہ
تحقیق حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم سے اپنی اولاد کا حال پوچھا
کہ جاہلیت مین پہلے خاوند سے پیدا ہو کر مر گئی تہی پہلے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم سے تو فرمایا نبی علیہ الصلوۃ
والسلام نے اگر تو چاہے تو مین تجکو انکی آواز
دوزخ مین سنا دون اور اسلیے کہ اللہ تعالے نے فرمایا (اور نہ جنین گے مگر بدکار
کافر) پس خبر دی انکو تحقیق وہ جب پیدا ہونگے
کافر ہونگے اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے
کہا کہ مین ایک چھوٹے لڑکے کے جنازہ پر گذری تو مینے اسکو کہا
خوشخبری ہو ایک چڑیا ہے جنت کی چڑیون مین تو فرمایا نبی
علیہ الصلوۃ والسلام نے تو کیا جانتی ہے کہ یہ بڑا ہوتا
تو کیا کام اس سے ہوتا اور جو کہتا ہے کہ وہ
بہشتیون کے غلام ہونگے تو اسکی حجت وہ ہے کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام انه قال اتدرون من الاهون
من امتی قالوا الله ورسوله اعلم قال هم
اطفال المشركين لم يذنبوا فيعذبوا ولم
يعملوا حسنة فيثابوا ولكنهم خدام اهل
الجنة وقال الفقيه رحمه الله فلما جاءت
الاخبار مختلفة فالسكوت عنهم افضل
ونقول الله تعالى اعلم بامرهم وقد روی
عن ابی حنیفة رحمه الله انه سئل عن اطفال
المشركين فقال لا ادری لم جهم وسئل محمد
بن الحسن عن اطفال المشركين فقال انی
اتقی عن اطفال المشركين لانی اعلم ان الله
تعالى لا یعذب احدا الا بذنب باب
الانبياء قال الفقيه رحمه الله كانت
الانبياء عليهم السلام مائة الف واربعة
وعشرون الفا وثلثمائة وثلثة عشر منهم
مرسل وغيرهم لم يكونوا مرسلين كذا روى
ابوذر الغفاری عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال لاصحابه یوم بدر انتم على
عدد المرسلين وعلى عدد اصحاب طالوت

والسلام مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کیا جانتے ہو تم کون ہیں سب سے
میری امت سے بدلے اللہ اور رسول اسکا خوب جانتے ہیں فرمایا وہ
مشرکوں کے بچے ہیں کہ کچھ گناہ نہیں کیا جو عذاب ہیوے اور کوئی
نیکی نہیں کی کہ ثواب پاویں لیکن وہ بہشتیوں کے
غلام ہونگے اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پس جب
حدیثیں مختلف آئی ہیں تو چپ رہنا ان کے بارہ میں بہتر ہے
اور ہم یہ کہیں کہ اللہ تعالے انکے حال کو خوب جانتے والا ہے
اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ انسے کسی نے مشرکوں کے
بچوں کا حال پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ میں نہیں جانتا اور امام محمد
بن حسن سے کسی نے پوچھا تو جواب دیا کہ
میں توقف کرتا ہوں بچوں کے باب میں لیکن میں جانتا ہوں کہ اللہ
تعالے کسیکو بے گناہ عذاب نہ کریگا باب بیان
پیغمبروں کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
انبیاء علیہم السلام ایک لاکھ چوبیس
ہزار ہوئے ہیں تین سو تیرہ ان میں سے
مرسل ہیں اور سوا انکے مرسل نہیں ہیں ایسے ہی روایت کیا ہے
ابوذر غفاری نے نبی علیہ الصلوۃ و
والسلام سے کہ آپ نے جنگ بدر کے دن صحابہ سے فرمایا تم
رسولوں کی شمار اور اصحاب طالوت کی شمار

حين جاوز النهر يعني ثلثمائة وثلثة عشر
رجلا ومن لم يكن من الانبياء مرسلا كان
بعضهم يوحى اليه في المنام وكان بعضهم
يسمع الصوت من غير ان يرى شخصا
فاول المرسلين كان آدم صلوات الله
عليه كان رسولا الى ولده وخلقه الله
تبارك وتعالى من تراب وخلق زوجته
حوا من ضلعه اليسرى وقد ولدت منه
حوا اربعين ولدا في عشرين بطنا من ذكر
وانثى وتوالدوا حتى كثروا كما قال الله
تعالى هو الذي خلقكم من نفس واحدة
وخلق منها زوجها وبث منهما رجالا
كثيرا ونساء وكانت كنية آدم ابا محمد في
الجنة لان اكرم ولده محمد عليه الصلوة و
والسلام فكان يكنى به وكنيته في الارض
ابو البشر وانزل عليه تحريم الميتة والدم
ولحم الخنزير وعاش تسعمائة وثلثين
سنة هكذا ذكره اهل التورية وروى
عن وهب بن منبه انه قال عاش آدم ع

جب نہر سے گذرے تھے برابر ہے یعنی تین سو تیرہ
آدمی اور جو نبی کہ مرسل نہیں تھے بعض کے
پاس انہیں سوتے میں وحی آتی تھی اور بعض انہیں سے
آواز سنتے تھے بے کسی شخص کے دیکھے
پس سب سے پہلے مرسل حضرت آدم علیہ السلام
ہیں کہ تھے رسول اپنی اولاد کی طرف اور پیدا کیا انکو
اللہ تعالے نے مٹی سے اور پیدا کیا انکی بی بی
حوا کو بائیں پسلی انکے سے اور تحقیق جنی انسے
حوا چالیس اولاد مرد اور عورت بیس حمل میں
اور انس اولاد کے اولاد پیدا ہوئی یہانتک کہ کثرت ہو گئی جیسے اللہ تعالے نے
فرمایا وہ اللہ ہے کہ پیدا کیا تمکو ایک جی سے یعنی آدم سے
اور پیدا کیا اس سے اسکا جوڑا یعنی حوا اور پہیلا ان دونوں سے
بہت سارے مرد اور عورتیں اور کنیت حضرت آدم علیہ السلام کی
جنت میں ابو محمد تھے اسلیے کہ تحقیق انکی اولاد میں سے زیادہ محمد صلی اللہ علیہ
وسلم ہیں پس اسی نام سے کنیت ہوئی اور انکی کنیت زمین میں
ابو البشر ہے اور ان پر مردار بہتا لہو
اور سور کا گوشت حرام تھا اور نو سو تیس ۹۳۰
برس زندہ رہے ایسے ہی ذکر کیا اسکو اہل توریت نے اور روایت
ابن منبہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ زندہ رہے حضرت آدم

الف سنة ثم بعده شيث بن آدم و كان
نبيا مرسلا فكان وصي آدم و ولي عهده و
قال وهب انزل الله على شيث خمسين صحيفة
و عاش تسع مائة سنة و كان شيث ابو البشر
كلهم واليه انتهت انساب الناس كلهم
ثم ادريس النبي عليه الصلوة والسلام و
كان مرسلا واسمه اخنوخ وقيل خنوخ وانما
سمي ادريس لكثرة درسه من كتاب الله
و سنن الانبياء الاولين و هو اول من خط
بالقلم و اول من خاط الثياب و لبسها يعني
من ثياب القطن و كان من قبله يلبسون
الجلود والصوف و اجاب له الف انسان
ممن يدعوهم و هو جد اب نوح و رفع
الى السماء و هو ابن ثلثمائة و خمس و ستين سنة
قال الله تعالى و رفعناه مكانا عليا ثم نوح
عليه السلام واسمه شاكرا
و انما سمي نوحا لكثرة نوحه
و بكائه من خوف الله تعالى عز و جل
و كان اول من امر بنسخ الاحكام

ہزار برس پہر بعد حضرت آدم کے شیث انکے بیٹے اور تہے وہ
نبی مرسل پس تہے وہ وصی حضرت آدم کے اور انکے ولی عہد اور
کہا وہب نے کہ اللہ تعالے نے حضرت شیث پر پچاس صحیفے اتارے
اور زندہ رہے نو سو برس اور تہے حضرت شیث ابو البشر
سب کے اور سب آدمیوں کی نسب انہیں تک پہنچتی ہے
پہر ادریس علیہ السلام
اور تہے مرسل اور نام انکا اخنوخ تہا اور بعض نے خنوخ کہا اور تحقیق
ادریس اس وجہ سے نام ہوا کہ کتاب اللہ کے
اور پہلے نبیوں کے طریقوں کا بہت درس
کیا کرتے تہے اور انہیں نے سب سے پہلے قلم سے لکھا اور روئی کا
کپڑا سیا اور پہنا اور ان سے پہلے
کہال اور صوف پہنتے تہے اور ایمان لائے انپر ہزار آدمی نکی آپ سے
اور وہ پردادے نوح کے تہے اور آسمان کیطرف
چڑہائے گئے جب وہ تین سو پینسٹھ ٣٦٥ برس کے تہے جیسے فرمایا اللہ
تعالی نے (اور چڑہایا ہمنے اسکو اونچے مکان پر) پہر نوح
علیہ السلام اور انکا نام شاکر تہا اور نوح نام اسوجہ سے ہوا
کہ نوحہ یعنی رویا بہت کرتے تہے اللہ کے خوف سے اور وہ تہے
اول ان رسولوں کے کہ جنکی شریعت
مستقل تہی اور ناسخ تہے پہلی

وبالشرائع وكان قبله نكاح الاخت مباحًا ثم
حرم ذلك على عهده فكذب به قومه فارسل
الله تعالى عليهم الطوفان فغرقت الدنيا كلهم
الا من كان فى السفينة وكان معه فى السفينة
اربعون رجلا واربعون امرأة فلما خرجوا
من السفينة ماتوا كلهم الا اولاد نوح عليه
السلام سام وحام ويافث ونساءهم
كما قال الله تعالى وجعلنا ذريته هم الباقين
فتوالدوا حتى كثروا فالعرب والروم والفارس
كلهم من ولد سام والحبش والسند كلهم
من ولد حام وياجوج وماجوج والصقالب
والترك من ولد يافث ثم بعده هود النبى
عليه السلام وهو هود بن عبد الله ويقال
هود بن عوص بعثه الله تعالى الى عاد وقال
بعضهم عاد اسم قبيلة وقال بعضهم هو اسم
ملكهم وكانوا يسمون باسم ملكهم
فكذبوه فارسل الله تعالى عليهم الريح العقيم
فاهلك كلهم ثم بعده صالح النبى عليه
السلام وهو صالح بن عبيد ويقال صالح

شریعتون کے اور اُس سے پہلے بہن کے ساتھ نکاح جائز تھا اور
اُنکے عہد میں حرام ہو گیا تو اُنکی قوم نے اُنکو جھٹلایا تو
اللہ تعالی نے اُنپر طوفان بھیجا تو ساری دنیا ڈوب گئی سوائے
اُنکے جو کشتی میں تھے اور اُنکے ساتھ کشتی میں چالیس مرد
اور چالیس عورت تھیں پھر جب کشتی سے نکلے مر گئے سب
مگر اولاد نوح علیہ السلام کی سام اور حام اور یافث
اور اُنکی بیبیاں جیسے فرمایا اللہ تعالے نے (اور
رکھا ہمنے اُسکی اولاد کو باقی) پھر اُنکے اولاد پیدا ہوئی
یہانتک کہ بہت ہو گئے پس عرب اور روم اور فارس سب
سام کی اولاد سے ہیں اور حبش اور سند سب حام کی اولاد سے
ہیں اور یاجوج اور ماجوج اور صقالب اور ترک یافث کی
اولاد سے ہیں پھر بعد اُنکے ہود علیہ السلام ہوئے اور وہ ہود
بن عبد اللہ تھے اور بعض کہتے ہیں کہ ہود بن عوص
عاد کی قوم پر بھیجے گئے اور بعض نے کہا ہے کہ عاد
ایک قبیلہ کا نام ہے اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اُنکے بادشاہ کا
اور اپنے بادشاہ کے نام پر اُنکا نام ہوتا تھا پس حضرت ہود
کو جھٹلایا تو اللہ تعالی نے اُنپر ہوا بے نفع بھیجی پس سب کو
ہلاک کر دیا پھر اُنکے بعد صالح علیہ السلام نبی ہوئے
اور وہ صالح ابن عبید تھے اور بعض صالح

بن عائق بعثه الله تعالى الى ثمود وهو اسم
بير بارض الحجر فسمى تلك القبيلة باسم تلك البير
وكذبوه وسألوه بان يخرج لهم ناقة حلى من
صخرة الجبل ففعل فكذبوه فعقروا الناقة وكان
عاقر الناقة رجلا احمر ازرق يقال له قدار بن
سالف وهو اشقى القوم كما قال الله تعالى اذ
انبعث اشقٰها فاهلكهم الله بالصاعقة و
الزلزلة ثم ابراهيم خليل الرحمن عليه السلام
وهو ابراهيم بن آزر بن تارخ بن ناخور
وكان ابراهيم اول من استاك واول من
استنجى بالماء واول من جز شاربه واول من
راى الشيب واول من اختتن واول من اتخذ
السراويل واول من ثرد ثريدا واول من اتخذ
الضيافة وكان لابراهيم اربع بنين اسمعيل
واسحق ومدين ومدائن ويقال ستة بنين
او كانوا اثنى عشر وكان اسمعيل نبيا مرسلا وكان
ابا العرب كلهم وكان اسحق نبيا مرسلا وكان له
ابنان يعقوب وعيصو ولدا في بطن واحد خرج
يعقوب من بطن الام على اثر عيص

بن عائق کہتے ہیں انکو اللہ تعالے نے قوم ثمود کیطرف بھیجا تھا
اور ثمود حجر کی زمین میں ایک کوئیں کا نام ہے تو اس قبیلہ کا نام بھی
اس کوئیں کے نام سے لیا گیا اور جھٹلایا انکی قوم نے انکو اور انسے سوال کیا
کہ ہمارے لیے ایک اونٹنی کیا ہمیں پہاڑ کے پتھر سے نکال انہوں نے
ویسا ہی کیا تب بھی انکو جھٹلایا اور اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں اور
اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا ایک شخص سرخ رنگ کیری آنکھوں والا
قدار بن سالف تھا اور وہ ساری قوم میں بدتر تھا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالے
نے (جب کھڑا ہوا بدترین انکا) پھر اللہ تعالے نے انکو ایک کڑک اور بھونچال
سے ہلاک کر دیا پھر حضرت ابرہیم خلیل علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ ابرہیم
بن آزر بن تارخ بن ناخور تھے اور حضرت ابرہیم ہی نے سب سے پہلے مسواک
کری اور سب سے پہلے پانی سے استنجا کیا اور سب سے پہلے
اپنی لبیں لوائیں اور سب سے پہلے اپنے سفید بال دیکھے اور سب سے
پہلے ختنہ کیا اور سب سے پہلے پاجامہ پہنا اور سب سے پہلے ترید بنائی
یعنی شوربا میں روٹی بھگو کر کہائی اور سب سے پہلے ضیافت کی اور حضرت
ابرہیم کے چار بیٹے تھے اسمعیل اسحق مدین مدائن اور بعض کہتے ہیں کہ چھ
بیٹے تھے یا بارہ بیٹے تھے اور حضرت اسمعیل نبی مرسل اور سارے
عرب کے باپ تھے اور حضرت اسحق بھی نبی مرسل تھے اور حضرت اسحق
کے دو بیٹے تھے یعقوب اور عیص دونوں ایک ہی ساتھ پیدا ہوئے
یعقوب ماں کے پیٹ سے عیص کے بعد نکلے تھے

فسمي يعقوب لخروجه على عقبه واما يعقوب
فهو اب بني اسرائيل وكان يقال كنية يعقوب
اسرائيل وهو في لغتهم عبدالله واما عيصو
فهو اب الروم وكان لوط النبي عليه السلام
في زمن ابراهيم وكان ابن عمه وكانت سارة
اخت لوط وهي ام اسحق وكان لوط النبي
عليه السلام ابن اخ ابراهيم وهو لوط ابن
هارون بن تارخ بن ناخور ثم ايوب النبي
عليه السلام وكان ابن بنت لوط وهو ايوب
بن موسى وكان زوجته بنت يعقوب يقال
لها ليا بنت يعقوب ويقال هي رحمه بنت
يوسف ثم شعيب عليه السلام وهو شعيب
بن يزيد بعثه الله تعالى الى اهل مدين
فكذبوه فاهلكهم الله تعالى بالزلزلة والصاعقة
ثم موسى عليه السلام واخوه هارون
ابنا عمران بعثهما الله تعالى الى فرعون
بمصر واسم فرعون وليد بن مصعب
ثم يوشع بن نون وكان خليفة موسى
من بعده ثم يونس بن متى عليه السلام

اسلیے یعقوب نام رکہا گیا کہ انکے پیچہے نکلے اور لیکن یعقوب
سو وہ سب بنی اسرائیل کے باپ تہے اور کنیت یعقوب کی اسرائیل
تہی اور اسکی معنی عبرانی زبان میں عبداللہ ہیں یعنی بندہ اللہ کا
اور لیکن عیص سو وہ سارے روم کے باپ ہیں اور حضرت لوط بہی حضرت
ابراہیم کے زمانہ میں تہے انکے چچیرے بہائی اور سارہ حضرت لوط
کی بہن تہیں اور حضرت اسحاق کی ماں اور لوط علیہ السلام
حضرت ابراہیم کے بہتیجے تہے اور وہ لوط بن ہارون بن
تارخ بن ناخور تہے پہر حضرت ایوب علیہ السلام نبی
ہوئے اور وہ حضرت لوط کے نواسہ تہے اور وہ تہے ایوب
بن موسی اور انکی بی بی حضرت یعقوب کی بیٹی تہیں جنکو
لیا کہتے تہے کہ وہ رحمہ بنت یوسف تہیں پہر حضرت
شعیب علیہ السلام نبی ہوئے اور وہ یزید کے بیٹے تہے
اللہ تعالی نے انکو اہل مدین کیطرف بہیجا تہا سو انکی قوم نے
انکو جہٹلایا اللہ تعالی نے انکو بہونچال اور کڑک کے عذاب سے
ہلاک کیا پہر حضرت موسی علیہ السلام اور انکے بہائی ہارون دونوں
عمران کے بیٹے نبی ہوئے اللہ تعالی نے انکو فرعون کیطرف نبی کرکے
مصر کو بہیجا اور فرعون کا نام ولید بن مصعب تہا پہر حضرت
یوشع بن نون نبی ہوئے اور یہ حضرت موسی کے بعد انکے
خلیفہ ہوئے پہر یونس بن متی

الذی ابتلاه الله تعالی بالحوت فالتقمه الحوت
وکان فی بطنه ثلثة ایام ویقال ابتلاه الله تعالی
سبعة ایام ویقال اربعین یوما وقد بعثه الله تعالی
الی اهل نینوی فکذبوه فارسل الله تعالی علیهم العذاب
ثم امنوا فصرف الله عنهم العذاب بعد ما غشیهم ثم
داؤد النبی علیه السلام وهو داود بن ایشا
وکان نبیا مرسلا وکان ملک بنی اسرائیل
ثم ابنه سلیمان بن داؤد علیهما السلام ثم
زکریا علیه السلام بن ماثان ثم ابنه یحیی بن
زکریا علیهما السلام ثم عیسی بن مریم
علیه السلام ثم الیاس وکان الیاس علیه
السلام نبیا مرسلا وکان من سبط یوشع
بن نون بعثه الله تعالی الی اهل بعلبك
وهو مدینة بالشام وکان الیسع تلمیذ
الیاس وخلیفته من بعده وکان الاسباط
من اولاد یعقوب وکان له اثنا عشر ابنا
فتوالدوا حتی کثروا فصاروا اولاد کل ابن
سبطا والسبط فی بنی اسرائیل بمنزلة القبیلة
فی العرب وعاش یعقوب فی ارض مصر

کہ اونکو اللہ تعالی نے مچھلی کے ساتھ آزمایا مچھلی انکو
نگل گئی اور تین دن اسکے پیٹ میں رہے اور بعض کہتے ہیں
کہ سات دن تک خدا نے آزمایا اور بعض کہتے ہیں چالیس دن
تک اور نینوا والوں کی طرف بھیجے گئے تھے انکی قوم نے
انکو جھٹلایا پھر اللہ تعالی نے اوپر عذاب بھیجا اسوقت وہ ایمان لائے
اللہ تعالے نے عذاب پھیر لیا جبکہ انکو گھیر لیا تھا پھر داؤد علیہ السلام
ایشا کے بیٹے نبی ہوئے اور تھے نبی مرسل اور تھے بنی اسرائیل میں
بادشاہ پھر انکے بیٹے سلیمان علیہ السلام پھر زکریا بن ماثان
پھر یحیی بن زکریا علیہما السلام پھر عیسی بن مریم علیہما السلام
پھر الیاس علیہ السلام اور تھے الیاس علیہ السلام
نبی مرسل اور یوشع بن نون کی اولاد سے تھے
اللہ تعالے نے انکو بعلبک کی طرف نبی کر
بھیجا تھا اور بعلبک شام کے ملک میں ایک
شہر ہے اور الیسع پھر حضرت الیاس کے ساتھ گئے
تھے اور انکے بعد خلیفہ ہوئے اور اسباط حضرت یعقوب
کی اولاد سے حضرت یعقوب کے بارہ بیٹے تھے انکی اولاد
کثرت سے ہوئی تو ہر ایک کی اولاد سبط کہلائی
اور سبط بنی اسرائیل میں جیسے عرب میں قبیلہ اور حضرت یعقوب
مصر میں سترہ برس زندہ رہے اور انکی عمر

سبع عشر سنة وكان عمره مائة وسبعا و
اربعين سنة وعاش يوسف بعده ثلثا و
عشرين سنة ومات يوسف وهو ابن مائة
وعشرين سنة ويقال مائة وعشر سنين
وروى عن كعب الاحبار انه قال انا نجد في بعض الكتب ان
عشرة من الانبياء ولدوا مختونين خلق الله تعالى
آدم مختونا وشيث بن آدم وادريس و
نوحا ولوطا واسمعيل ويوسف وزكريا
وعيسى ومحمدا نبينا صلى الله عليه وسلم
وعليهم اجمعين وذكر عن وهب بن منبه
انه قال كان بين آدم وبين طوفان
نوح الفان ومائتان واثنان واربعون
سنة وبين طوفان وبين موت نوح
ثلثمائة وخمسون سنة وبين نوح وابراهيم
الفان ومائتان واربعون سنة وبين
ابراهيم وموسى تسعمائة سنة وبين موسى
وداود خمسمائة سنة وبين داود وعيسى
الف ومائتان سنة وقال بعضهم لا يصح هذا
يعني ما ذكرنا من مقدار السنين لان الله تعالى

اکیسو سینتالیس برس کی عمر تھی اور حضرت یوسف
حضرت یعقوب سے بعد تیئیس برس زندہ رہے اور جب
حضرت یوسف مرے تو انکی ایکسو بیس برس کی
عمر تھی اور بعض کہتے ہیں ایکسو دس برس کی
اور کعب الاحبار سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ ہم
بعض کتاب میں پاتے ہیں کہ دس نبی ختنہ کیے
پیدا ہوئے حضرت آدم مختون ہوئے اور شیث اور
ادریس اور نوح اور لوط اور اسمعیل اور یوسف اور زکریا
اور عیسی اور محمد ہمارے نبی علی نبینا وعلیہم السلام اور
وہب بن منبہ سے مذکور ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ
حضرت آدم میں اور حضرت نوح کے طوفان میں
بارہ سو بیالیس برس کا تفاوت تھا اور
حضرت نوح طوفان سے تین سو پچاس برس بعد
مرے اور حضرت نوح اور حضرت ابراہیم کے درمیان
میں بارہ سو چالیس برس کا تفاوت تھا اور حضرت
موسی اور حضرت ابراہیم کے درمیان نو سو برس کا اور حضرت موسی
اور حضرت داود کے درمیان میں پانسو برس کا اور حضرت داود اور حضرت
عیسی کے درمیان میں بارہ سو برس کا اور بعضوں نے کہا کہ یہ صحیح نہیں
یعنی جو ہم نے برسوں کی تعداد بیان کری اسلیے کہ حق تعالی نے

قال وقرونا بين ذلك كثيرا فلا يعرف
مقدار ذلك الا الله تعالى ثم انقطعت الرسل
بعد عيسى عليه السلام الى وقت محمد عليه
الصلوة والسلام وكانت بينهما فترة من
الرسل وذلك قوله عز وجل على فترة من الرسل
سمى فترة لان الدين قد فتر ودرس قال
قتادة كان بينهما خمسمائة وستون سنة
وقال الكلبي خمسمائة واربعون سنة
وقال مقاتل ستمائة سنة وهكذا قال الضحاك
وقال وهب بن منبه كان بينهما ستمائة
وعشرين سنة وهذا اصح الاقاويل و
الكتب التي انزل الله تعالى على انبيائه
التي هي معروفة عند الناس هي اربعة
التورية على موسى عليه السلام والزبور
على داود عليه السلام والانجيل على عيسى
عليه السلام والفرقان على محمد صلى الله
عليه وسلم وروى عن وهب بن منبه انه
قال انزل الله تعالى مائة كتاب واربعة
فخمسين صحيفة نزلت على شيث بن آدم

فرمایا ہے (اور اسکے درمیان مین بہت زمانے ہین) انکی
مقدار اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی نہین جانتا پھر بعد عیسےٰ
علیہ السلام کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک
کوئی نبی آیا اور اس عرصہ مین دین منقطع رہا یہی مراد
ہے اللہ تعالیٰ کے قول سے (اوپر موقوف ہونے رسولون
کے) فترت نام اسواسطے رکھا گیا کہ دین منقطع ہوا قتادہ
قتادہ کہتے ہین کہ آنحضرت اور حضرت عیسےٰ کے درمیان مین
۵۶۰
پانسو ساٹھ برس کا تفاوت ہے اور کلبی کہتے ہین کہ پانسو چالیس
برس کا اور مقاتل کہتے ہین کہ چھ سو برس کا اور ایسے ہی ضحاک نے
کہا ہے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ ان دونون کے درمیان مین
۶۲۰
چھ سو بیس برس کا فاصلہ ہے اور یہی قول صحیح تر ہے اور
کتابین کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا علیہم السلام پر اتاری ہین وہ سب
آدمیون مین مشہور ہین کہ چار ہین توریت موسیٰ علیہ السلام
پر اور زبور داؤد علیہ السلام پر اور انجیل عیسےٰ
علیہ السلام پر اور قرآن مجید محمد صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور وہب ابن منبہ سے مروی ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے ایک سو چار کتاب
نازل کری ہین پچاس صحیفے تو نازل ہوئے ہین
شیث علیہ السلام پر ....

علیہ السلام وثلثین صحیفة علی ادریس و
عشرین صحیفة علی ابراهیم علیه السلام و
فی روایة اخری عشر صحیفة علی ابراهیم و
عشر صحیفة علی موسی قبل التوراة سمی کتاب
السنة والتورة علی موسی والزبور علی داود
والانجیل علی عیسی والفرقان علی محمد علیه
الصلوة والسلام واختلفوا فی ذی القرنین
ولقمان قال بعضهم کانا نبیین واکثر اهل
العلم قالوا ان لقمان کان حکیما و
کان ذو القرنین ملکا صالحا ولم یکن نبیا
وقال عکرمة کان ذو القرنین ولقمان نبیین
وروی عن علی انه سئل عن ذی القرنین فقال
کان رجلا صالحا وقال بعضهم انما سمی
ذو القرنین لانه ملك فارس والروم وقال
بعضهم کان علی رأسه شبه القرنین وقال
بعضهم لانه عاش قرنین وقال بعضهم لانه
سار الی قرنی الشمس فی مغربها ومطلعها و
قال بعضهم لانه رای فی المنام فی حال شبابه
دنی من الشمس واخذ بقرنیها فاخبر بذلك

اور تیس صحیفہ ادریس پر اور بیس صحیفہ ابراہیم
علیہ السلام پر اور ایک اور روایت مین ہے
کہ دس صحیفہ ابراہیم علیہ السلام پر اور توریت
موسے علیہ السلام پر اور زبور داود پر
اور انجیل عیسے پر اور قرآن محمد
علیہ الصلوة والسلام پر اور ذی القرنین
اور لقمان کے باب مین علما نے اختلاف کیا ہے
بعضون نے کہا ہے کہ دونون نبی تھے اور اکثر اہل علم کہتے ہین کہ
لقمان حکیم تھے اور ذوالقرنین نیک بادشاہ تھے
اور نبی نہ تھے اور عکرمہ کہتے ہین کہ ذوالقرنین
اور لقمان دونون نبی تھے اور حضرت علی سے مروی ہے
کہ اُنسے لوگون نے ذوالقرنین کا حال پوچھا
تو آپنے فرمایا کہ آدمی نیکبخت تھا اور بعض کہتے ہین کہ تحقیق
ذوالقرنین نام اسلیے کہا گیا تھا کہ بادشاہ روم اور فارس کا تھا اور
بعض کہتے ہین کہ اُسکے سر پر دو سینگون کے نشان تھے اور بعض کہتے
ہین کہ زندہ رہا دو قرن اور بعض کہتے ہین اسلیے کہ سیر کیا
آفتاب کے دونون کنارہ مغرب اور مشرق تک اور بعض کہتے ہین
اسلیے کہ جوانی مین خواب مین دیکھا تھا کہ آفتاب سے نزدیک ہو گیا
اور اُسکی دونون شاخین پکڑ لین اور اپنی قوم کو خبر کری

قومه تسمية ذا القرنين وكان اسمه اسكندر
وخمسة من الانبياء كان لسانهم عربيا
اسمعيل وهود وشعيب وصالح ومحمد صلى
الله عليه وسلم واختلفوا في الولد الذي امر
ابراهيم بذبحه قال بعضهم هو اسمعيل وقال
بعضهم اسحق وروي عن علي رض وابي هريرة
وعبد الله بن سلام وعكرمة وقتادة ومقاتل
وكعب ووهب بن منبه انهم قالوا هو اسحق
وقال ابن عباس وابن عمر ومجاهد ومحمد بن
كعب القرظي والكلبي انه اسمعيل وهذا القول
اشبه بالكتاب والسنة اما الكتاب فحيث قال
وفديناه بذبح عظيم ثم قال بعد قصة الذبح
وبشرناه باسحق نبيا الاية واما الخبر
فما روي عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال انا ابن الذبيحين يعني اباه عبد الله
واسمعيل عليه السلام واتفقت الامة انه
عليه الصلوة والسلام من ولد اسمعيل و
قال اهل التورية انه كان اسحق فان صح ان ذلك
في التورية فقد امنا به ويقال لم يملك اهل

تو قوم نے اسکا نام ذوالقرنین کہدیا اور اسکا نام سکندر تھا
اور پانچ نبیون کی زبان عربی تھی حضرت اسمعیل اور
ہود اور شعیب اور صالح اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اور عالمون نے اختلاف کیا ہے اس لڑکے مین کہ جسکے
ذبح کرنیکا حکم حضرت ابراہیم کو ہوا تہا بعض کہتے ہین کہ وہ اسمعیل ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ وہ اسحاق تھے اور حضرت علی رض اور ابو ہریرہ
اور عبد اللہ بن سلام اور عکرمہ اور قتادہ اور مقاتل اور کعب
اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ وہ اسحق ہے
اور ابن عباس اور ابن عمر اور مجاہد اور محمد بن کعب قرظی
اور کلبی کہتے ہین کہ اسمعیل ہین اور یہ قول کتاب اور سنت سے
بہت موافق ہے چنانچہ قران مین فرمایا ہے اور فدیا ہم نے
اسکا بڑی ذبیحہ کا پہر قصہ ذبح کے بعد فرمایا
اور بشارت دی ہمنے اسکو خوشخبری دی اسحاق نبی کی آخر آیت تک اور حدیث
مین ہے کہ نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ مین دو ذبح کا
بیٹا ہون مراد عبد اللہ آپکے باپ اور اسمعیل علیہ السلام
سے ہے اور تمام امت کا اسپر اتفاق ہے کہ آنحضرت
اسمعیل کی اولاد سے ہین اہل توریت کہتے ہین کہ وہ
ذبیح اسحق ہین پس اگر یہ بات صحیح ہو جاوے کہ یہ توریت مین ہے تو ہم
ایمان لاوے اور کہتے ہین کہ ساری روے زمین کی سلطنت کسیکو

من الملوك الدنيا كلها الا اربعة اثنان مسلمان
واثنان كافران فاما المسلمان فسليمان بن
داود عليه السلام وذو القرنين واما الكافران
فنمرود بن كنعان وبخت نصر ويقال شداد
بن عاد وهو الذي خرب بيت المقدس
فقتل منهم سبعين الفا واسر منهم سبعين
الفا وذهب بهم الى باب بابل وفيهم دانيال
النبي عليه السلام كان صغيرا وكان نبيا
ولم يكن مرسلا ويقال لم يتكلم احد من
الناس وهو طفل الا اربعة احدهم عيسى عليه
السلام والثاني صاحب الاخدود والثالث
صاحب جريج الراهب والرابع صاحب يوسف
قال جل ذكره وشهد شاهد من اهلها و
اختلفوا فيه قال بعضهم كان الشاهد رجلا كبيرا
ولم يكن طفلا وروي عن كعب الاحبار انه قال وجدت في
كتب الانبياء ان عمر آدم عليه السلام كان تسعمائة
وثلاثين سنة وعمر نوح الف سنة الا خمسين
عمر ابراهيم مائة وخمس وتسعين سنة و
عمر اسمعيل مائة وسبع وثلاثين سنة و

مگر چار کو دو مسلمان اور دو کافر سو مسلمانوں میں سلیمان
بن داؤد علیہما السلام اور سکندر ذو القرنین
اور کافروں میں نمرود بن کنعان اور دوسرا
بخت نصر اور بعض کہتے ہیں کہ شداد بن عاد اور
جسنے کہ بیت المقدس کو خراب کیا ہے انھیں سے
ستر ہزار مارے گئے اور ستر ہزار قید ہوئے اور انکو
بابل کے دروازے تک لیگئے اور انھیں میں دانیال پیغمبر
ہیں اور چھوٹے تھے اور نبی مرسل تھے اور کہتے
ہیں کہ لڑکپن میں کسی نے باتیں نہیں کریں مگر
چار نے ایک انھیں سے عیسے علیہ السلام اور دوسرا
صاحب اخدود اور تیسرا جریج راہب کا مصاحب
اور چوتھا یوسف کی گواہی دینے والا چنانچہ فرماتا ہے
(اور گواہی دی گواہی دینے والے نے اسکے گھر والوں میں سے)
اور علما نے اسمیں اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ شاہد بڑا آدمی
تھا بچہ نہ تھا اور کعب احبار سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا
کہ میں نے نبیوں کی کتاب میں پایا ہے کہ حضرت آدم کی عمر
۹۳۰ نوسو تیس کی تھی اور حضرت نوح کی عمر ساڑھے نوسو برس کی ۹۵۰
اور حضرت ابراہیم کی عمر ۱۷۵ ایک سو پچہتر برس کی اور حضرت
اسمعیل کی عمر ۱۳۷ ایک سو سینتیس برس کی اور

عمر اسحٰق مائة وثلثون سنة وعمر يعقوب مائة
وسبع واربعون سنة وعمر يوسف مائة وعشرون
سنة وعمر موسى مائة وثلث وعشرون سنة
وعمر داؤد سبعون سنة وعمر سليمان مائة
وثمانون سنة وعمر زكريا ثلثمائة سنة وعمر
يحيى خمس وسبعون سنة وعمر شعيب مائتان
واربع وخمسون سنة وعمر صالح مائة وثمانون
سنة وعمر هود مائتان وخمس وستون
سنة وعمر عيسى ثلثمائة وثلث وثلثون سنة وعمر
محمد عليه الصلوة والسلام ثلث وستون سنة

باب ما خلق الله من الخلق

قال الفقيه رحمه الله وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى خلق
الخلق ثمانية عشر الف عالم الدنيا منها عالم
واحد وروى عمر بن الخطاب عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال ان الله تعالى
خلق في الارض من الخلائق الف امة ستمائة
منها في البحر واربعمائة في البر وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان

حضرت اسحاق کی عمر ایکسو تیس ۱۳۰ برس کی اور حضرت یعقوب کی
عمر ایکسو سینتالیس ۱۴۷ برس کی اور حضرت یوسف کی عمر ایکسو بیس ۱۲۰ برس کی
اور حضرت موسیٰ کی عمر ایکسو تیئیس ۱۲۳ برس کی اور حضرت داؤد کی
عمر ستر ۷۰ برس کی اور حضرت سلیمان کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی
اور حضرت زکریا کی عمر تین سو ۳۰۰ برس کی اور حضرت یحییٰ کی
عمر پچھتر برس کی اور حضرت شعیب کی عمر دو سو چون ۲۵۴
برس کی اور حضرت صالح کی عمر ایکسو اسی ۱۸۰ برس کی اور
حضرت ہود کی عمر دو سو پینسٹھ ۲۶۵ برس کی اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کی عمر تین سو تینتیس ۳۳۳ برس کی اور محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی عمر تریسٹھ ۶۳ برس کی باب بیچ بیان

اسکے جو کہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا کہا فقیہ

رحمہ اللہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے
کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اٹھارہ ہزار مخلوق
پیدا کری اس سے ایک عالم ہے اور عمر
بن خطاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین
مین مخلوق کے ہزار گروہ پیدا کیے ہین جنمین چھ سو انمین
سے دریامین اور چار سو خشکی مین اور نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا

الله تعالى خلق ارضا بيضاء مثل الدنيا ثلثين
مرة مسيرة الشمس فيها ثلثين يوما محشوة
خلقا من خلق الله تعالى لا يعلمون الا الله ولا
يعصون الله ما امرهم طرفة عين قيل يا رسول الله
اهم من ولد آدم قال ما يعلمون ان الله خلق آدم
قالوا يا رسول الله فاين عنهم ابليس قال لا يعلمون
ان الله تعالى خلق ابليس ثم قرأ رسول الله صلى الله
عليه وسلم ويخلق ما لا تعلمون وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله خلق ملكا
نصف اسفله نار ونصف اعلاه ثلج وهو
يقول سبحان من الف بين النار والثلج
اللهم فكما الفت بين الثلج والنار
فالف بين قلوب المؤمنين وقال رسول
الله صلى الله عليه وسلم ان الله تعالى خلق
ديكا تحت العرش وله جناحان اذا نشرهما
جاوزا المشرق والمغرب فاذا كان آخر
الليل نشر جناحيه وخفق بهما وصرخ
بالتسبيح سبحان الملك القدوس فاذا فعل ذلك
سبحت ديك الارض كلها وخفق باجنحتها

کہ اللہ تعالیٰ نے ایک زمین کو سفید پیدا کیا دنیا سے تیس حصہ
زیادہ آفتاب کے گردش اس پر تیس دن مین ہوتی ہے
اور وہ زمین بھری ہوئی ہے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق سے
سوائے اللہ کے کسیکو نہین جانتے اور اللہ کے حکم کی بیفرمانی ایک
لحظہ بھی نہین کرتے لوگون نے کہا یا رسول اللہ کیا وہ بنی آدم ہین
آپ نے فرمایا کہ وہ نہین جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو پیدا کیا ہے تو صحابہ نے
عرض کی یا رسول اللہ تو ابلیس انسے کہان رہتا ہے فرمایا کہ وہ نہیں
جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو پیدا کیا ہے پھر پڑھا آپ نے ویخلق
ما لا تعلمون یعنی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چیزین جو تم نہین جانتے
ہو اور فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ کو
پیدا کیا ہے کہ نیچا دھڑ اسکا آگ ہے اور اوپر کا دھڑ برف ہے اور وہ
یہ پڑھتا ہے کہ پاکی ہے آس قادر مطلق کو کہ جسنے اپنی قدرت کاملہ سے
آگ اور برف کے درمیان ترکیب دی یعنی ضدین کو جمع کیا یا اللہ جسطرح
تو نے برف اور آگ کو جمع کیا ایسا ہی مومنون کے دلونکو جمع کر یعنے
آپسمین اتفاق رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ
نے ایک مرغ عرش کے تحت مین پیدا کیا ہے اور اسکے دو پر ہین کہ جب
انکو پھیلاتا ہے تو مشرق و مغرب سے بھی گذر جاتے ہین جب پچھلی رات
ہوتی ہے تو ہر دو پرونکو پھیلاتا ہے اور پھڑپھڑاتا ہے اور ساتھ اس تسبیح کے
زور سے آواز کرتا ہے سبحان الملک القدوس یعنی پاکی بیان کرتا ہون

وادخلت في المعراج وروى عنه عليه الصلوة
والسلام انه قال لا تسبوا الديك الابيض فانه
يدعو الى الصلوة وعن عبد الله بن الحارث قال
دخل كعب على ابن عباس فقال له يا كعب
حدثني عن البيت المعمور اين هو قال بيت
المعمور في السماء يدخل فيه كل يوم سبعون
الف ملك لم يدخلوه قط ولا يدخلونه حتى
تقوم الساعة وعن علي انه سئل اي الخلق
اشد قال اشد الخلق الجبال الرواسي والحديد
اشد منها تنحت به الجبال والنار يغلب
الحديد والماء يطفئ النار والسحاب يحمل
الماء والريح يحمل السحاب والانسان يغلب
الريح بالبنيان والنوم يغلب الانسان
والهم يغلب النوم فاشد خلق ربك الهم و
يقال الموت اشد خلقا من خلق الله تعالى

باب بدء خلق السماء والارض

روي عن ابن عباس رضي الله عنه انه قال اول
شيء خلق الله تعالى القلم وكتب ما هو كائن
الى يوم القيمة ثم خلق السمك فكبس وبسط

اور آواز دیں کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہے کہ آپ نے فرمایا کہ نہ گالی دو تم مرغ سفید کو اسلیے کہ وہ
نماز کیطرف بلاتا ہے اور عبد اللہ بن حارث سے مروی ہے کہ کعب
ابن عباسؓ پر داخل ہوئے تو ابن عباسؓ نے کہا کہ اے کعب
مجھے بیان کر کہ بیت المعمور کہاں ہے تو کعبؓ نے کہا کہ وہ آسمان
میں ہے اسمیں ہر روز ستر ہزار فرشتے نئے داخل ہوتے
ہیں کہ اس روز سے پہلے داخل نہ ہوئے تھے اور نہ کبھی داخل
ہونگے قیامت تک اور روایت ہے کہ حضرت علیؓ سے کسی نے پوچھا
کہ کونسی چیز مخلوقات خدا سے سخت تر ہے تو انہوں نے کہا کہ بڑی سخت چیز
پہاڑ محکم ہیں اور لوہا اُس سے بھی سخت ہے کہ اس سے پہاڑ تراشے جاتے ہیں
اور آگ لوہے پر غالب ہے اور پانی آگ کو بجھاتا ہے اور بادل پانی کو
اٹھاتا ہے اور ہوا بادل کو اٹھاتی ہے اور انسان بسبب مکانوں کے
ہوا پر غالب ہے اور نیند انسان پر اور غم نیند پر پس
تیرے رب کی سب مخلوقات سے غم زیادہ تر سخت ہے اور بعض
کہتے ہیں کہ سب مخلوقات خدا تعالی سے موت زیادہ سخت ہے
باب آسمان زمین کی ابتدا کے بیان میں ابن عباسؓ
سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے سب سے پہلے
قلم پیدا کیا اور جو کچھ قیامت تک ہونا تھا
لکھا پھر مچھلی کو پیدا کیا اور بچھایا

الارض عليها و يقال قبل ان يخلق الارض كان
موضع الارض كله ماء فاجتمع الزبد فى موضع
الكعبة فصارت ربوة حمراء كهيئة التل فكان
ذلك يوم الاحد ثم ارتفع بخار الماء كهيئة
الدخان حتى انتهى الى موضع السماء فجعل الله
درة خضراء وخلق منها السماء فلما كان يوم
الاثنين خلق الشمس والقمر والنجوم ثم بسط
الارض من تحت الربوة وذلك قوله تعالى
وهو الذى خلق الارض فى يومين وقال
فى موضع أخر أم السماء بناها رفع سمكها الآية
وخلق يوم الثلثاء دواب البحر والبر والطير
واجرى يوم الاربعاء الانهار وشجر الاشجار وانبت
الاشجار وقسم الارزاق وقدر الاقوات
فذالك قوله تعالى وقدر فيها اقواتها فى اربعة
ايام ويقال كانت الارض تميل على الماء و
لا تستقر فخلق فيها الجبال الثوابت وجعلها
اوتادا للارض فاستقرت وخلق يوم الخميس
الجنة والنار ثم خلق آدم يوم الجمعة و
خلق فى السماء اثنى عشر بروجا وهو قوله تعالى

زمین کے اوپر اور کہتے ہیں کہ زمین کے پیدا ہونے سے پہلے زمین کی
جگہہ سب پانی تہا سو ایک جہاگ کعبہ کی مقام پر اکٹھا ہوگیا
پہر ایک سرخ ڈہیر ہوگیا جیسے ایک ٹیلہ آتوار کے دن ہوا
پہر پانی کا بخار اوپر چڑہا جیسے دہوان یہانتک کہ آسمان کی
جگہہ تک پہونچا پس اللہ تعالی نے سبز موتی بنادیا اور اس سے
آسمان پیدا کیا پہر جب پیر کا دن ہوا سورج اور چاند اور
ستارے پیدا کیے پہر زمین کو ٹیلے کے نیچے سے پہیلایا
چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اللہ
وہ ہے کہ پیدا کیا زمین کو دو دن میں) اور جگہہ فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کیا آسمان کہ اسکو بنایا اور اسکی چہت اونچی کی)
آخر آیت تک اور منگل کے دن دریائی اور جنگلی چوپایے
اور پرندے پیدا کئے اور بدہ کے دن کی نہرین بہائین
اور دریا بہائے اور درخت اگائے اور رزقون کو تقسیم
کیا اور روزیون کا اندازہ کیا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے
جسکا ترجمہ یہ ہے (اور اندازہ کیا روزیونکا زمین میں چار دن میں)
اور کہتے ہین کہ زمین پانی پر ہلتی تہی اور ٹہیرتی نہ تہی تو اسمین
پہاڑ پیدا کئے اور انکو زمین کی میخین بنایا پس ٹہیر گئی اور
جمعرات کی دن بہشت اور دوزخ پیدا کئے پہر آدم کو جمعہ کے دن
پیدا کیا اور پیدا کئے آسمانمین بارہ برج جیسا اللہ تعالی فرماتا ہے

تبارك الذي جعل في السماء بروجا و قال و
السماء ذات البروج والبروج الحمل والثور
والجوزا والسرطان والاسد والسنبله و
الميزان والعقرب والقوس والجدي و
الدلو والحوت وروي عن ابن عباس انه
قال القمر اربعون فرسخا في اربعين فرسخا و
الشمس ستون في ستين فرسخا وكل النجم مثل
جبل عظيم في الدنيا وقال بعضهم الشمس مثل
عرض الدنيا ولولا ذلك لكانت لا ترى من
جميع الدنيا وكذلك القمر وروي عن ابن عباس
رضي الله انه قال النجوم معلقة بالسماء كهيئة
القناديل وقال بعضهم هي مكوكبة في السماء
بمنزلة الكواكب في الابواب والصناديق و
روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
الرعد اسم ملك يزجر السحاب والصوت
الذي يسمع الناس هو صوت الملك ويقال
الصاعقة مخاريق في ايدي الملائكة يزجرون
السحاب عن ابي بريدة عن ابيه قال ان
سماء الدنيا موج مكفوفة مجتمعة والثانية

اور برکت والا ہے جسنے پیدا کیے آسمان مین برج اور فرمایا ہے
(قسم ہے آسمان برجون والے کی) اور برج یہ ہین حمل
ثور جوزا سرطان اسد سنبلہ میزان عقرب قوس
جدی دلو حوت اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ چاند چار ہزار آٹھ سو میل
مربع مین ہے اور ہر ایک تارہ جیسا بڑا پہاڑ دنیا
مین اور بعض کہتے ہین کہ سورج دنیا کے برابر
چوڑا ہے اور اگر ایسا نہو تو ساری دنیا کو نہ دکھائی
دیتا اور ایسا ہی چاند ہے اور ابن عباس رضی اللہ
عنہما سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ تارے آسمان
مین مثل قندیل کے لٹکے ہے ہین اور بعضے کہتے ہین
کہ وہ آسمان مین ایسی چمکتی ہین جیسے میخین چمکتے وانہیں
دروازون اور صندوقون مین اور نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ رعد ایک
فرشتہ کا نام ہے کہ وہ بادلون کو جھڑکتا ہے اور
یہ آواز جو آدمی سنتے ہین اسی فرشتہ کی آواز ہے اور
کہتے ہین کہ بجلی فرشتون کے ہاتھ مین کوڑے ہین کہ بادلونکو جھڑکتے
ہین اور ابی بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتی ہین کہ پہلا آسمان
ایک جما ہوا اکٹھا پانی ہے اور دوسرا آسمان

بيضاء والثالثة من حديد والرابعة صفر و
ذهب
الخامسة نحاس والسادسة فضة والسابعة
وما بين السماء السابعة الى الحجب بحار من نور وعن كعب الاحبار
مثله الا انه قال السابعة من ياقوت حمراء ويقال
ما بين السماء والارض مسيرة خمسمائة عام وما بين المشرق
والمغرب مسيرة خمسمائة عام اكثرها معادن
وجبال وبحار والقليل منها عمران ثم اكثر
اهل العمران اهل الكفر وقليل منها اهل الاسلام
وحول الدنيا ظلمة ثم وراء الظلمة جبل
قاف وهو جبل محيط بالدنيا وهي من زمردة
خضراء واطراف السماء ملتصقة به ويقال
ما من جبل في الدنيا الا وعرق من عروقه
متصل بالقاف فاذا اراد الله تعالى هلاك
قوم امر الملك فيحرك عرقا من عروقها
فانخسفت بهم ارضهم وهذا كله قول
اهل الحديث سوى اقاويل اهل النجوم
ويقال اسم الملك صلصائيل وهو الذي
يحركه والله اعلم

باب اسماء الجنان والنيران

سفید مرمر کا اور تیسرا لوہے کا، چوتھا کانسی کا اور پانچواں
تانبے کا اور چھٹا چاندی کا اور ساتواں سونے کا اور جو
کچھ درمیان ساتویں آسمان اور پردوں کی ہے وہ ایک
نور کا بحار ہی اور ایسی ہے کعب ابن احبار سے مروی ہے لیکن
وہ کہتے ہیں کہ ساتواں آسمان سرخ یاقوت کا ہے اور کہا گیا
ہے کہ درمیان آسمان اور زمین کے پانسو برس کی راہ کا فاصلہ ہے
اسی درمیان مشرق اور مغرب کے بھی پانسو برس کی راہ ہے اکثر زمین
میں کانیں اور پہاڑ اور دریا ہیں اور تھوڑی میں آبادی ہے
پھر اکثر آبادی میں کافر ہیں اور تھوڑی میں مسلمان اور دنیا
کے گرد میں تاریکی ہے اور تاریکی کے پرلی طرف کوہ قاف ہے
اور وہ پہاڑ دنیا کو گھیرے ہوئے ہے اور وہ سبز زمرد کا ہے اور آسمان
کے کنارے اس سے ملے ہوئے ہیں اور کہتے ہیں کہ دنیا کے ہر پہاڑ
کی ایک ایک رگ اس پہاڑ کی رگوں میں ملی ہوئی ہے اور
اللہ تعالی نے ایک فرشتہ کو وہ قاف پر مقرر کر رکھا ہے جب وقت
اللہ تعالی کسی قوم کا ہلاک کرنا چاہتا ہے تو فرشتہ کو اس پہاڑ
کے ہلانے کا حکم دیتا ہے تو وہ اسکی رگوں میں سے ایک رگ کو ہلا دیتا ہے
تو اس قوم کی زمین اندر دھس جاتی ہے اور یہ سب اہل اسلام
کے ہیں نجومیوں کے قول نہیں اور کہتے ہیں کہ ہلانے والے فرشتے
کا نام صلصائیل ہے واللہ اعلم باب بہشتوں اور دوزخ کے ناموں

قال الفقيه رحمه الله الجنان اربعة قال الله
تعالى ولمن خاف مقام ربه جنتان ثم قال
بعد ذلك ومن دونهما جنتان فتلك اربع
جنان احداهن جنة الخلد والاخرى
جنة الفردوس والثالثة جنة المأوى والرابعة
جنة عدن وابوابها ثمانية وانما عرف ان
ابوابها ثمانية بالخبر وليس في كتاب الله
تعالى دليل على ان ابوابها ثمانية الا انه
قال حتى اذا جاؤها وفتحت ابوابها وقال
في ذكر النار فتحت ابوابها فذكر بغير واو
ابواب النار وذكر في ابواب الجنة بالواو
دليل على انها ثمانية لان الواو يذكر عند
ذكر الثمانية الا ترى الى قوله تعالى سيقولون
ثلثة رابعهم كلبهم ويقولون خمسة سادسهم
كلبهم فلم يذكر في الرابع والخامس و
السادس الواو ثم قال ويقولون سبعة
وثامنهم كلبهم فذكر الواو عند ذكر
الثمانية وقال التائبون العابدون
الحامدون السائحون الراكعون الساجدون

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہشت چار ہین حقتعالی فرماتا ہے (اور
جو کوئی اپنے رب سے ڈریگا اُسکے لئے دو جنتین ہین) پھر فرمایا
(اور سوا اُنکی دو جنتین ہین) تو یہ چار جنتین ہوئین
پہلی جنۃ الخلد اور دوسری جنت الفردوس اور تیسری جنت الماوی
اور چوتھی جنت العدن اور اُنکے آٹھ دروازے ہین
اور اُسکے آٹھ دروازے حدیث سے ثابت ہین اور
قرآن مین کوئی دلیل آٹھ دروازون کے سوا اسکے نہین
ہے کہ فرماتا ہے (یہانتک کہ آوینگے جنت مین اور
کھولے جاوینگے اُسکے دروازے) اور دوزخ کے بیان
مین فرمایا (کھولے جاوینگے اُسکے دروازے) تو ذکر کیا بغیر واو
کے دوزخ کے دروازون کو تو دلیل ہے اسپر کہ وہ آٹھ ہین
کیونکہ واو ذکر کیجاتی ہے آٹھ کے ذکر کے وقت کیا تو نہین
دیکھتا ہے کہ حقتعالی فرماتا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (قریب ہے کہ
کہینگے تین ہین چوتھا اُنکا کتا اور کہینگے پانچ ہین چھٹا اُنکا
کتا) تو چار اور پانچ اور چھ مین واو نہ لائے پھر فرمایا
(اور کہینگے سات ہین آٹھوان اُنکا کتا) تو واو کو
آٹھوین مین لائے اور فرمایا اللہ تعالی نے
(توبہ کرنیوالے عبادت کرنے والے حمد کرنے والے سیر کرنیوالے
رکوع کرنے والے سجدہ کرنے والے

الآمرون بالمعروف ثم قال عند الثامن والناهون
عن المنكر وقال خيرا منكن مسلمات مؤمنات
الى قوله تعالى وابكارا فذكر الواو عند الثامن
والصحيح ان يقال بانه انما عرف ان ابوابها
ثمانية بالاخبار وروى عن ابن عباس انه
قال اسفل اهل الجنة منزلا الذي له من
الجنة مسيرة خمسمائة عام وله خمسمائة
حوراء يعانق الزوجة عمر الدنيا وتوضع
المائدة بين يديه فلا يفرغ شبعه عمر الدنيا
وفي الشرب كذلك ويقال كل شئ في الجنة
له نظير في الدنيا فاهل الجنة يأكلون و
لا يتغوطون ولا يبولون نظيره في الدنيا
الولد في بطن الام واهل الجنة لهم خدم اذا
تمنى الرجل شيئا جاؤا به قبل ان يأمرهم
فيعرفون حاجته قبل ان يتكلم نظيره في
الدنيا اعضاؤه اذا احتاج الانسان الى شئ
عرف ذلك اعضاؤه ويفعلون ذلك من
غير ان يأمرهم ويكلمهم وفي الجنة شجرة يقال
لها طوبى اصلها في دار محمد عليه الصلوة و

اچھے کام کا حکم کرنیوالے پہر فرمایا آٹھوین مین واو اور برے کام
روکنے والے اور فرمایا ہے مسلمات مؤمنات قانتات تائبات
عابدات سائحات ثیبات وابکارا تو واو کو آٹھوین مین ذکر
کیا یعنی ابکارا مین اور صحیح یہہ ہے کہ کہا جاوے کہ انکا آٹھہ ہونا
نقل حدیثون سے ثابت ہی اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ
کہتے ہین کہ ادنی بہشتی کا مرتبہ اسقدر ہوگا کہ اسکے پاس
پانسو برس کی راہ تک جنت ہوگی اور پانسو حورین ملینگے اور
معانقہ اسکا بی بی سے اتنا ہوگا جتنی اسکی عمر تہی دنیا
مین اور اسکے سامنے ایسا دسترخوان رکہا جاویگا کہ
اپنی دنیا کی عمر برابر کہاتا رہیگا تو سیر ہوگا یعنی نہایت
خوش ہضم اور لذیذ ہوگا اور ایسا ہی پینے کا حال ہوگا اور
کہتے ہین کہ جنت کی ہر چیز کی مثال دنیا مین ہو جو بہشتی
کہاوینگے اور پیئینگے اور پاخانہ پیشاب نکرینگے اسکی مثال ایسے
ہے جیسے بچہ ماں کے پیٹ مین اور بہشتیون کے لیے غلام ہین کہ
جس چیز کو انکا جی چاہیگا وہ انکے حکم سے پہلے حاضر کرینگے
اس حاجت کے کہنے سے پہلے پہچان لینگے اسکی مثال دنیا مین
آدمی کے اعضا جب کسی چیز کی آدمی کو ضرورت ہوتی ہی تو اسکی
اعضا پہچان لیتے ہین اور وہ کرنے لگتے ہین پہلے کہنے اسکے سے
اور جنت مین ایک درخت ہے کہ اسکو طوبی کہتے ہین اسکی جڑ نبی

والسلام وفی کل دار وفی کل موضع من الجنة
غصن من اغصانها نظیره فی الدنیا الشمس وقد
وصل ضوءها فی کل دار وفی کل موضع یدخل
فی کل شیء وکوة وخرق وینتشر فی جمیع الدنیا
ولاهل الجنة لاینفد طعامها واذا اکلوا منه لاینتقص
شیء منه نظیره فی الدنیا العلم القرآن یتعلمه الناس
ویعلمون وهو علی حاله لاینتقص منه شیء و
فی الجنة ظل ممدود ونظیره فی الدنیا قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسطة وبرکتها
کثیرة ومن ذلک قوله تعالی الم تر الی ربک کیف
مد الظل وقد روی عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال الا انبئکم بساعة هی اشبه بساعة اهل
الجنة قالوا بلی قال هی الساعة التی قبل طلوع
الشمس ظلها دائم ورحمتها باسط وبرکتها کثیرة
والنیران سبعة بعضها فوق بعض لها سبعة
ابواب لکل باب منهم جزء مقسوم فاولها جهنم
وهی اعلی الابواب وهی التی علیها ممر الخلق
یوم القیمة کما قال الله تعالی وان منکم الا واردها
والثانیة اسمها لظی والثالثة اسمها الحطمة

اور بہشت کے ہر ایک گھر میں اسکی ایک شاخ ہوگی اسکی مثال
دنیا میں سورج ہے کہ اسکی روشنی دنیا کے ہر ایک گھر میں اور
ہر ایک جگہہ پہونچتی ہے اور ہر ایک دراڑ اور روزن میں گھس گئی
اور تمام دنیا میں پہیل رہی ہے اور بہشتیونکا کہانا انہیں ختم نہ ہوگا
اور اُسکو کہا وینگے تو کچھہ کم نہیں ہوگا نظیر اسکی دنیا میں
علم قرآن ہے کہ لوگ پڑہتے پڑہاتے ہیں اور ویسے
کا ویسا ہی رہتا ہے کہ اسمین سے کچھہ کم نہیں ہوتا اور جنت
مین سایہ بہت دراز ہوگا اسکی مثال دنیا میں صبح کا وقت
ہے سورج نکلنے سے پہلے کہ اسکا سایہ برابر ہی اور اسکی رحمت
فراخ ہے اور اسکی برکت بہت ہے اسلیے اللہ تعالی فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے کیا تو نہیں دیکھتا اپنے پروردگار کی طرف
کہ کیسا سایہ کو پھیلایا ہے اور نبی علیہ الصلوة والسلام سے مروی ہے
کہ آپنے فرمایا کیا میں تمکو ایسی گھڑی کی خبر دون کہ بہشت کی
گھڑی سے بہت مشابہ ہے لوگون نے عرض کیا کہ ہاں یا رسول
اللہ آپنے فرمایا کہ وہ وقت سورج نکلنے سے پہلے اسکا
سایہ برابر ہے اور رحمت اسکی فراخ ہے اور برکت اسکی
بہت ہے اور دوزخ سات ہیں ایک دوسرے کے اوپر اسکی سات دروازے
ہیں اور ہر ایک دروازہ کو انمین سے حصہ ہوا ہے پہلا دروازہ جہنم
اور وہ سب دروازون کے اوپر ہے اور اسی پر سے قیامت کے دن

والرابعة اسمها السعير والخامسة اسمها سقر والسادسة اسمها الجحيم والسابعة اسمها الهاوية وهي اسفل النيران وفيها اشد السفا وهي اعدت للزنادقة وهم المنافقون وخازن النار يقال له مالك قد البسه الله عليه الغضب والهيبة وخازن الجنان يقال له الرضوان قد البسه الله عليه الرافة والرحمة

باب نسب النبي عليه السلام واولاده وازواجه وذرياته

قال الفقيه رحمه الله روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه ذكر نسبة نفسه فقال محمد بن عبد الله بن عبد المطلب بن هاشم بن عبد مناف بن قصي بن كلاب بن مرة بن كعب بن لوي بن غالب بن فهر بن مالك بن نضر بن كنانة بن خزيمة بن مدركة بن الياس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان وكان لا يجاوز نسبه من عدنان وروي عن كعب الاحبار وعن غيره انه ذكر نسبة رسول الله عليه الصلوة والسلام الى ادم وانكر ذلك بعضهم

اور چھٹے کا نام سقر ہے اور پانچویں کا نام سقر ہے اور چھٹے کا نام جحیم ہے اور ساتویں کا نام ہاویہ ہے اور یہ سب سے نیچے کی دوزخ ہے اور اسمین سخت عذاب ہے اور زندیقوں کے لیے طیار ہوئی ہے اور وہ منافق ہیں اور دوزخ کے داروغہ کا نام مالک ہے تحقیق اللہ تعالے نے اسکو غصہ اور ہیبت کا لباس پہنا دیا ہے اور بہشت کے مالک کو رضوان کہتے ہیں تحقیق اللہ تعالے نے اسکو نرمی اور مہربانی کا لباس پہنا دیا ہے

باب نبی علیہ السلام کے نسب اور اولاد اور بیبیوں اور ذریات کے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے اپنے نسب کا ذکر کیا اور فرمایا محمد بیٹا عبد اللہ کا وہ عبد المطلب کا وہ ہاشم کا وہ عبد مناف کا وہ قصی کا وہ کلاب کا وہ مرہ کا وہ کعب کا وہ لوی کا وہ غالب کا وہ فہر کا وہ مالک کا وہ نضر کا وہ کنانہ کا وہ خزیمہ کا وہ مدرکہ کا وہ الیاس کا وہ مضر کا وہ نزار کا وہ معد کا وہ عدنان کا اور اپنے نسب کو عدنان سے آگے نہ بڑھاتے تھے اور کعب احبار وغیرہ سے مروی ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نسب کو آدم تک بیان کیا ہے اور بعضوں نے اسکا انکار کیا ہے

وروی عن عبد الله بن مسعود انه قال کذب
النسابون لان الله تعالی قال وقرونا بین
ذلك کثیرا وقال فی موضع اخر والذین من
بعدهم لا یعلمهم الا الله واما الذین نسبوه
الی آدم قالوا عدنان بن اود بن ادد بن الیسع
بن الهمیسع بن ثبت بن سلیمان بن حمل بن
قیدار بن اسمعیل بن ابراهیم خلیل الرحمن
بن آذر بن تارخ بن ناخور بن اشرع بن
ارعو ابن فالغ بن عامر بن شالخ بن
ارفخشد بن سام بن نوح بن لمک بن متوشلخ
بن اخنوخ وهو ادریس النبی علیه السلام
بن یرد بن مهلائیل بن قینان بن انوش
بن شیث بن آدم علیه السلام وتوفی
اب رسول الله علیه الصلوة والسلام و
امه حاملة به فکفله جده عبد المطلب
وتوفی عبد المطلب وهو ابن ثمان سنین
فکفله عمه ابو طالب وهو اب علی ابن ابی طالب
حتی کبر واسم امه آمنة بنت وهب فتوفیت
امه وهو ابن ست وظئره التی ارضعته

اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ جھوٹے
ہیں نسب بیان کرنیوالے اسلیئے کہ حق تعالی نے فرمایا ہے
(اور بہت گروہ انکے درمیان میں) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اور وہ لوگ کہ انکے پیچھے ہیں کوئی نہیں جانتا انکو سوائے
اللہ کے) اور لیکن جو لوگ کہ آپکے نسب حضرت آدم تک
بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ عدنان اود کا بیٹا
وہ ادد کا بیٹا وہ الیسع کا وہ ہمیسع کا وہ ثبت کا وہ سلمان
کا وہ حمل کا وہ قیدار کا وہ اسمعیل کا وہ ابراہیم کا وہ
آزر کا وہ تارخ کا وہ ناخور کا وہ اشرع کا وہ ارعو
کا وہ فالغ کا وہ عامر کا وہ شالخ کا وہ ارفخشد کا
وہ سام کا وہ نوح کا وہ لمک کا وہ متوشلخ کا وہ اخنوخ
یعنے ادریس کا وہ یرد کا وہ مہلائیل کا وہ قینان کا وہ انوش کا
وہ شیث کا وہ آدم علیہ السلام کا اور تحقیق باپ پیغمبر صاحب کے
حضرت کی والدہ کو حاملہ چھوڑ کر مرے تھے تو آپکی کفالت
آپکے دادا عبد المطلب نے کی اور عبد المطلب حضرت
کو آٹھہ برس کا چھوڑ کر مر گئے پہر آپ کی کفالت آپکے
چچا ابو طالب نے کی اور ابو طالب حضرت علی کے باپ تھے
یہانتک کہ آپ بڑے ہو گئے اور آپکی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب
تہا سو وہ آپکو چھہ برس کا چھوڑ کر مر گئیں اور آپکی دائی جسنے آپکو

من طائف يقال لها حليمة فاوحى الله تعالى
اليه وهو ابن اربعين سنة فاقام بعد الوحى
بمكة ثلث عشر سنين ثم هاجر الى المدينة فاقام
بها عشر سنين فتوفى ابن ثلثة وستين سنة
وقد مات عن تسع نسوة وجميع ما تزوج من
النساء اربع عشر نسوة اول امرأة تزوجها خديجة
بنت خويلد وهى سيدة النساء وكانت اسبق
النساء اسلاما ثم سودة بنت زمعة ثم عائشة
بنت ابى بكر تزوج هؤلاء الثلث بمكة و
تزوج بالمدينة حفصة بنت عمر بن خطاب
وام سلمة بنت ابى امية وام حبيبة بنت
ابى سفيان كانت هؤلاء الستة من قريش
وجويرية بنت الحارث من بنى المصطلق و
صفية بنت حيى بن اخطب وزينب بنت جحش
كانت امرأة زيد بن حارثة يقال لها ام المساكين
لسخاوتها وهى اول نسائه التى ماتت بعد
رسول الله صلى الله عليه وسلم وميمونة بنت
الحارث وهى خالة ابن عباس وزينب
بنت خزيمة وامرأة من بنى هلال وهى

ایک عورت طائف کی رہنی والی حلیمہ نام تہین اور چالیس برس
کی عمر مین آپ نبی ہوے اور بعد نبی ہونے کے آپ تیرہ برس
مکہ مین رہے پہر مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہان دس برس
رہے اور تریسٹھ برس کی عمر مین انتقال فرمایا اور جب آپکا انتقال
ہوا تو نو بیبیان آپکے تہین اور سب بیبیان آپکی نکاح مین چودہ
تہین پہلے جس سے آپ نے نکاح کیا خدیجہ بنت خویلد سیدة النساء
تہین اور سب عورتون مین پہلے ایمان لائین پہر سودہ
بنت زمعہ پہر عائشہ ابوبکر کی بیٹی ان تینون سے آپ نے
مکہ مین نکاح کیا اور پہر مدینہ مین حفصہ عمر بن خطاب کے
بیٹی اور ام سلمہ ابو امیہ کی بیٹی اور ام حبیبہ ابوسفیان کی
بیٹی سے آپ نے نکاح کیا اور یہ چہ بیبیان
آپکی قریش سے تہین اور مدینہ ہی مین نکاح کیا جویریہ
بنت حارث سے کہ بنی المصطلق سے تہین اور صفیہ
بنت حیی بن اخطب اور زینب بنت جحش سے کہ زید بن
حارثہ کی بی بی تہین بوجہ انکی سخاوت کے انکو ام المساکین
کہتے تہے اور بعد انتقال آنحضرت صلعم کی یہی سب بیبیون سے
پہلے مرین اور میمونہ بنت حارث سے اور یہ ابن عباس کے
خالہ تہین اور زینب بنت خزیمہ سے اور ایک عورت سے
کہ قبیلہ بنی ہلال سے تہین کہ اپنی

التی وہبت نفسہا للنبی علیہ الصلوۃ والسلام
وامرأۃ من کندۃ وہی التی استعاذت فطلقہا
وامرأۃ من کلیب وکان لہ ثلثۃ بنین واربع
بنات ناول اولادہ القاسم وکان رسول اللہ
علیہ الصلوۃ والسلام یکنی ابا القاسم ثم ابنتہ
زینب ثم ابنہ طاہر ولد بعد نزول الوحی
ولذلك سمی طاہرا ثم ابنتہ ام کلثوم ثم ابنتہ
فاطمۃ ثم ابنتہ رقیۃ فہؤلاء کلہم ولدوا
بمکۃ من خدیجۃ ثم ولد بالمدینۃ ابنہ ابراہیم
من سریۃ یقال لہا ماریۃ القبطیۃ فزوج
فاطمۃ من علی بن ابی طالب وزوج رقیۃ من
عثمان بن عفان فماتت بعد ماخرج رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی غزوۃ بدر فلما
رجع من بدر زوجہ ام کلثوم ولہذا سمی
عثمان ذا النورین وزوج زینب ابن ابی العاص
بن الربیع وماتت اولادہ کلہم قبلہ الا
الفاطمۃ فانہا عاشت بعدہ ستۃ اشہر
واللہ اعلم ویقال اربعۃ اشہر وکانت نسائہ
کلہن ثیبات الا عائشۃ فانہا کانت بکرا

اپنے نفس کو حضرت پر ہبہ کر دیا تہا اور ایک عورت قبیلہ کندہ
سے تہی کہ جس نے آنحضرت سے پناہ مانگی تہی آپ نے اُسکو طلاق
دیدی اور ایک عورت قبیلہ کلیب سے تہی اور آنحضرت کے تین بیٹے
اور چار بیٹیاں تہین پہلے قاسم اور اسیوجہ سے حضرت کی کنیت
ابوالقاسم تہی پہر آپکی بیٹی زینب پہر آپکے بیٹے طاہر کہ
نبوت کی حالت مین پیدا ہوے اور اسیوجہ سے اُنکا نام طاہر ہوا
پہر آپ کی بیٹی ام کلثوم پہر آپکی بیٹی فاطمہ پہر رقیہ اور
یہ سب حضرت خدیجہ سے مکہ مین پیدا ہوے پہر آپکے
بیٹے ابراہیم ایک لونڈی سے جسکا نام ماریہ قبطیہ تہا مدینہ
مین پیدا ہوے پس حضرت فاطمہ کی شادی حضرت
علی رضہ سے کری اور حضرت رقیہ کی حضرت عثمان بن
عفان سے کی جب آنحضرت جنگ بدر مین تشریف لیگئے تو
رقیہ کا انتقال ہوا جب جنگ بدر سے لوٹے تو آپنے ام کلثوم
کا نکاح حضرت عثمان سے کر دیا اسیواسطے اُنکو ذی النورین
کہتے ہین اور حضرت زینب کا نکاح ابن ابی العاص بن الربیع سے
ہوا اور آنحضرت کی سب اولاد حضرت کے سامنے ہی مرگئی سوا
حضرت فاطمہ رضہ کے کہ وہ حضرت کے انتقال کے بعد چہہ مہینے
زندہ رہین اور اللہ خوب جانتا ہے اور بعض کہتے ہین کہ چار مہینے زندہ
رہین اور آپکی سب بیبیاں بیوہ تہین سوا حضرت عائشہ کے کہ وہ باکرہ تہین

تزوجها وهي ابنة ست سنين وبنى بها وهي
ابنة تسع سنين وكانت عنده تسعا وغزا
رسول الله صلى الله عليه وسلم ستة وثلثين
غزوة ثمانية عشر من ذلك بعث جيشه و
ثمانية عشر هو خرج بنفسه فاول غزوة غزوة بدر
وآخره غزوة تبوك واعتمر رسول الله اربع
عمرات وحج حجة واحدة وهي حجة الوداع
وكان فتح خيبر بعد الهجرة بست سنين و
فتح مكة بعد الهجرة بثمان سنين وكانت
وفاته يوم الاثنين في شهر ربيع الاول
والتاريخ الذي تورخ به الكتب الى يومنا
هذا انما هو تاريخ الهجرة امر بها عمر بن الخطاب
رضي الله عنه بانه يجعل التاريخ من وقت
الهجرة بمشاورة اصحاب رسول الله عليه
الصلوة والسلام وكان من موالي رسول الله
عليه الصلوة والسلام زيد بن حارثة كان
لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة
والسلام فاعتقه ومنهم ابو رافع وكان
لخديجة فوهبته من النبي عليه الصلوة

کہ آنحضرت نے جب اُنسے نکاح کیا تھا تو اُنکی چھہ برس کی عمر تھی
اور جب ہم بستر ہوے تو نو برس کے اور آپکے نکاح مین نو برس
رہین اور آپنے سب چھتیس لڑائیان کفار سے کین اُنمین سے
اٹھارہ کے لیے آپنے اپنا لشکر بھیجا یعنی آپ بنفس نفیس تشریف
نہ لیگئے اُسکو محدثین کی اصطلاح مین سریہ کہتے
ہین اور اٹھارہ مین آپ خود تشریف لے گئے
اور سب سے پہلا غزوہ بدر اور سب سے پچھلا تبوک
ہے اور آنحضرت نے چار عمرے کیے اور ایک حج اور وہ
حجۃ الوداع تھا اور خیبر ہجرت سے چھہ برس بعد فتح ہوا اور مکہ
آٹھہ برس بعد فتح ہوا اور آپکا انتقال پیر کے دن ربیع الاول
کے مہینے مین ہوا اور آجکے دن تک کتابون مین ہجرت کی تاریخ
جو لکھی جاتی ہے اِس تاریخ لکھنے کا حکم حضرت عمر بن خطاب رضی
اللہ عنہ نے سب صحابہ کے مشورت سے دیا تھا کہ یہ تاریخ ہجرت کے
وقت سے قرار دی جاوے اور آنحضرت کے غلامون مین زید بن
حارثہ ہین کہ وہ حضرت خدیجہ کے غلام تھے اور اُنہون نے
آنحضرت کے لیے ہبہ کر دیا تھا اور حضرت نے انکو آزاد کر دیا
اور دوسرے ابو رافع تھے اور وہ
بھی حضرت خدیجہ کے غلام تھے پس اُنہون نے آپکو
یہ بھی ہبہ کر دیا

والسلام فلما اسلم العباس بشر ابو رافع للنبي
عليه الصلوة والسلام باسلامه فاعتقه
ومنهم سفينة مولى رسول الله صلى الله عليه
وسلم وكان اسمه مهران ويقال له رباح
وكان في بعض الاسفار فكل من اعطاه شيئا
من متاعه اخذه وهو حمله فمر به رسول
الله صلى الله عليه وسلم وقد حمل شيئا كثيرا
فقال له انت سفينة فسمي بذلك السفينة
ومن مواليه ثوبان ويسار وسقران وغيرهم
وجماعة غير هؤلاء كانوا ايضا مواليه فاعتقهم
جميعا

باب اسماء الخلفاء بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال الفقيه رحمه الله اختلف الصحابة بعد
وفات رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت الانصار
منا امير ومنكم امير وقال بعضهم الخلافة
لعلي وقال بعضهم لابي عبيدة بن الجراح ثم اتفق
آرائهم على ابي بكر الصديق فكانت خلافته
سنتين وكان اسمه عبد الله بن عثمان وكان اسمه
قبل الاسلام عبد الكعبة فسماه رسول الله

پہر جب ابو رافع نے حضرت عباس کے اسلام کی حضرت کو
خوشخبری دی تو حضرت نے انکو آزاد کر دیا اور ایک غلام کہ سفینہ
مولیٰ رسول اللہ صلعم کے لقب سے مشہور تہے اور انکا نام مہران تہا
اور انکو رباح بہی کہتے ہین تو ایکبار بعض سفر مین جو کوئی کچہہ چیز
دیتا تہا وہ لاد لیتے تہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکی
طرف گذرے اور وہ بہت ساری چیزین لادے ہوئے تہے
تو آپنے انسے فرمایا کہ تو سفینہ ہے یعنی کشتی تو انکا نام سفینہ
پڑگیا اور آپکے غلام ثوبان اور یسار اور سقران اور
سوای انکے کئی اور اور سوائے انکے بہت غلام تہے
کہ آپنے اُن سبکو آزاد کر دیا

یہ باب ہے خلیفون کے نامون مین جو حضرت کے بعد ہوے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے پیغمبر صاحب کے انتقال کے بعد صحابہ
مین جہگڑا پڑا انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم مین سے ہونا
چاہیے اور ایک تم مین سے یعنی مہاجرین مین سے اور
بعض نے کہا کہ خلافت حضرت علی کو ملنی چاہیے اور بعض نے
کہا کہ ابو عبیدہ بن جراح کو پہر سب کے رائین ابو بکر صدیق کے
خلیفہ ہونے پر متفق ہوئین سو انکی خلافت دو برس تک رہی
اور انکا نام عبد اللہ بن عثمان تہا اور اسلام سے پہلے انکا نام عبد الکعبہ

عليه الصلوٰة والسلام عبد الله وكان يقال
لخليفة رسول الله عليه الصلوٰة والسلام
ثم مات فولى عمر قال لهم كنتم تقولون لابي بكر
خليفة رسول الله عليه الصلوٰة والسلام فكيف
تقولون لي فقال بعضهم تقول خليفة خليفة رسول
الله عليه الصلوٰة والسلام فقال هذا يطول
ويثقل ثم قال لستم انتم المؤمنون فقالوا
بلى نعم قال لست انا اميركم فقالوا نعم قال
قولوا امير المؤمنين فاول من سمي امير المؤمنين
عمر فكانت خلافته عشر سنين فقتله ابو لؤلؤ
غلام مغيرة بن شعبة ثم ولي بعده عثمان
بن عفان وكان خلافته اثنى عشر سنة
فقتله اهل الفتنة ثم ولي بعده علي بن
ابي طالب رضي الله عنه وكانت خلافته ست
سنين فقتله عبد الرحمن بن ملجم المرادي
ثم معاوية بن ابي سفيان وكانت ولايته
عشرين سنة ثم يزيد بن معاوية وكان
ولايته ثلث سنة فلما مات يزيد بن معاوية
وقعت الفتنة فاهل العراق بايعوا عبد الله

عبد اللہ کہا اور انکو خلیفۃ الرسول ہی کہا کرتے تھے پھر انکا
انتقال ہوا تو پھر حضرت عمر والی ہوئے حضرت عمر نے لوگوں سے کہا
تم ابو بکر کو خلیفۃ الرسول اللہ کا کہا کرتے تھے مجھکو کیا کہو گے
بعض نے کہا کہ ہم رسول اللہ کے خلیفہ کا خلیفہ کہینگے تو کہا حضرت عمر
نے یہ لقب مجھکو دراز معلوم ہوتا ہے پھر کہا کیا تم مومن نہیں ہو
سب نے کہا ہاں ہم مومن ہیں حضرت عمر نے کہا کیا میں تمہارا امیر نہیں ہوں
کہا ہاں آپ ہمارے امیر ہیں تو کہا کہ مجھی امیر المومنین کہو سب سے پہلے جو امیر المومنین
کہلائے وہ حضرت عمر تھے سو انکی خلافت دس برس رہی
پھر انکو ابو لؤلؤ مجوسی مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے شہید
کر دیا پھر بعد انکے حضرت عثمان بن عفان خلیفہ ہوئے
اور انکی خلافت بارہ برس رہی انکو بلوائیوں نے شہید
کیا پھر انکے بعد حضرت علی بن ابیطالب خلیفہ ہوئے اور
انکی خلافت چھہ برس رہی اور انکو عبد الرحمن بن ملجم
مرادی نے شہید کیا پھر معاویہ بن ابی سفیان رض
والی ہوئے انکی حکومت بیس برس رہی پھر یزید
بن معاویہ حاکم ہوا اور اسکی حکومت تین
برس رہی پھر جب یزید بن معاویہ مرا
تو فتنہ و فساد پڑ گیا اہل عراق
نے عبد اللہ

بن الزبير واهل الشام بايعوا مروان بن الحكم
وكانت ولاية مروان مقدار تسعة اشهر ثم
ولي عبد الملك بن مروان فبعث عبد الملك حجاج بن
يوسف الى عبد الله بن الزبير وكان بمكة
فحاصره واخذه وصلبه فصارت الولاية
كلها لعبد الملك بن مروان وكانت ولايته
عشر سنين وكان عامة الفتوح في ولايته
الى فرغانة في ايامه ثم الوليد بن عبد الملك
ثم سليمان بن عبد الملك ثم العبد الصالح
عمر بن عبد العزيز ثم مروان بن محمد فهؤلاء
كلهم كانوا من بني امية من وقت معاوية
وكان مقامهم بالشام ثم نقلت الولاية الى
ولد العباس فصارت مقامهم بالعراق
وهم بنوا بغداد فولي ابو العباس واسمه
عبد الله بن محمد بن علي بن عبد الله بن
عباس ثم اخوه ابو جعفر الدوانقي يقال
له المنصور ثم ابنه محمد بن عبد الله الذي
يقال له المهدي ثم ابنه موسى بن محمد ثم ابنه الآخر
الذي يقال له هارون بن محمد الذي يقال له الرشيد

بن زبیر سے بیعت کر لی اور شامیون نے مروان بن حکم سے
اور مروان کے حکومت نو مہینے رہی پھر عبد الملک بن مروان
حاکم ہوا اُسنے حجاج بن یوسف کو عبد اللہ بن زبیر پر
چڑہایا اور عبد اللہ بن زبیر مکہ مین تھے سو اُنکو اُسنے گہیر لیا
اور پکڑ لیا اور سولی دیدیا پھر ساری حکومت عبد الملک
بن مروان کی ہو گئی اور اُسکی حکومت دس برس رہی
اور اُسنے فرغانہ تک ملک فتح کر لیا اور اُسکی فرغانہ تک
حکومت رہی پھر ولید بن عبد الملک پھر سلیمان بن
عبد الملک پھر بندۂ صالح عمر بن عبد العزیز پھر مروان بن
محمد اور یہ امرا معاویہ سے لیکر سب بنی امیہ تھے اور
اُنکا تختگاہ شام تہا پھر حکومت عباسیون مین آگئی
اور اُنکا تختگاہ عراق ہوا اور اُنہون نے شہر بغداد
بسایا پس حکومت ابو العباس پر آئی اور اُسکا نام
عبد اللہ بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس تہا
پھر اُسکا بہائی ابو جعفر دوانقی ہوا کہ اُسکو منصور
کہتے تہے پھر اُسکا بیٹا محمد بن عبد اللہ جسکو مہدی
کہتے تہے پھر اُسکا بیٹا موسی بن محمد پھر اُسکا دوسرا
بیٹا ہارون بن محمد کہ جسکو ہارون
رشید کہتے ہین ۔

فلم یستقر علیه الامر ثم عبد الله بن هارون الذی یقال له المامون

باب ما یستحب من الاسماء

وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه قال ما بعث الله تبارك وتعالی رسولا الا کان حسن الوجه حسن الاسم حسن الصوت وکان یکتب الی الافاق اذا ابردتم الی بریدا فابردوا برجل حسن الوجه حسن الاسم وروی عن علی ابن ابیطالب انه قال کنت احب الحرب فلما ولد لی الحسن سمیته حربا فدخلت علی رسول الله علیه الصلوة والسلام اخبرته بذلك فقال بل هو الحسن فلما ولد لی الحسین سمیته حربا فدخلت علی رسول الله علیه الصلوة والسلام فاخبرته بذلك فقال بل هو الحسین ثم قال سمیتهما باسم ابنی هارون شبر وشبیر وروی سعید بن المسیب ان جده حزن بن بشیر دخل علی رسول الله علیه الصلوة والسلام فقال ما اسمك فقال حزن فقال انت سهل فقال لا اغیر اسمی عما سمانیه ابوای ...

پھر اُسکی سلطنت قایم نرہی پھر عبد اللہ بن ہارون ہوا جسکو مامون کہتے ہین

باب اس بیان مین کہ نام کیا رکھنا مستحب ہے

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی نے سب رسول خوبصورت اچھے نام والے خوش آواز بھیجے ہین اور آپ اطراف وجوانب مین لکھہ بھیجتے کہ جب تم میرے پاس کوئی قاصد بھیجو تو خوبصورت اچھی نام والا بھیجو اور علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مین حرب یعنی لڑائی کو بہت چاہتا تھا جب میرے ہان حسن پیدا ہوے مین نے اُنکا نام حرب رکھا پھر میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی تو مین نے آپ سے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ وہ حسن ہے پھر حسین پیدا ہوے تو مین نے اُنکا نام بھی حرب کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائی اور مین نے آپسے یہ عرض کیا تو آپنے فرمایا بلکہ وہ حسین ہے پھر فرمایا کہ مین نے اُنکا نام ہارون کے دونون بیٹون کے نام پر کہا ہے شبر اور شبیر اور سعید بن مسیب روایت کرتے ہین کہ میرا دادا حزن بن بشیر آنحضرت صلعم کے خدمت مین حاضر ہوے آپنے فرمایا تیرا کیا نام ہے اُسنی عرض کیا کہ حزن آپنے فرمایا تو سہل ہے اُسنی عرض کیا مین اپنے نام کو جو میرے ماں باپ نے رکھا ہے نہین بدلتا ہوں

له مترجم گمان کرتا ہے کہ یہ روایت ... ۱۲

له مترجم گمان کرتا ہے کہ یہ روایت ابوداؤد ... ۱۲

قال سعيد بن المسيب لم تزل تلك الحزونة
فينا الى اليوم وروى عن المهلب بن ابى صفرة
عن ابيه انه دخل على رسول الله صلى الله عليه
وسلم فسأله عن اسمه ونسبه فقال انا سارق بن
قاطع بن ظالم بن فلان حتى انتهى الى جلند
الملك الذي كان ياخذ كل سفينة غصبا قال
المهلب وكان على ابى ازار قد صبغه بالزعفران
فقال له رسول الله عليه الصلوة والسلام
دع السارق والقاطع فانت ابو الصفرة قال
يا رسول الله لم يكن احد ابغض الى منك و
الآن ليس احد احب الى منك وانه قد ولدت
امس ابنة وقد سميتها صفرة حتى يكون كنيتي
موافقا لاسمها وكانت العرب اذا ولد لاحدهم
اول الولد كان يكنى به وامرأته ايضا يكنى به
فيقال للزوج ابو فلان ولامرأته ام فلان
كما قيل ابو سلمة وامرأته ام سلمة وابو الدرداء
وامرأته ام الدرداء وابو ذر وامرأته ام ذر
وكان الرجل لا يكنى ما لم يولد له وروى عن
معمر بن خثيم قال قال لي ابو جعفر محمد بن

توسعید بن مسیب کہتے ہین کہ ہمیشہ یہ حُزن یعنی غمگینی اور سختی
ہمارے گہر مین آجتک ہی اور مہلب بن ابی صفرہ اپنے باپ سے
روایت کرتے ہین کہ وہ یعنی اُنکا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت مین حاضر ہوا آپنے اُسکا نام اور نسب پوچھا
اُسنے عرض کیا کہ مین سارق ابن قاطع بن ظالم بن فلان
ہون یہانتک کہ اُسنے اپنے نسب کو جلند بادشاہ تک
پہونچایا جو کہ کشتیون کو بیگار مین پکڑا کرتا تہا مہلب کہتے
ہین کہ میرا باپ زرد ازار پہنے ہوے تہا رسولخدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے اُس سے فرمایا چہوڑ دے سارق اور قاطع کو تو ابو صفرہ
ہے اُسنے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ سے زیادہ میرے نزدیک
کوئی دشمن نہتہا اور اب آپسے زیادہ میرا کوئی دوست نہین اور میرے
یہان کل ایک لڑکی پیدا ہوئی ہے اُسکا نام مینے صفرہ رکہا ہے
کہ میری کنیت اُس لڑکی کے نام کے موافق ہو جاوے اور عرب مین
جب کسیکے اول بچہ پیدا ہوتا تہا اُس بچہ کے نام پر اُسکی کنیت ہوا
کرتی تہی اور اُسکی بی بی کی بہی کنیت ہوتی تو خاوند کو ابو فلان کہتے
تہے یعنی فلانے کا باپ اور بی بی کو ام فلان یعنی فلانی کی
ماں جیسے کہتے ہین ابو سلمہ اور اُنکی بی بی کو ام سلمہ اور ابو درداء
اور اُنکی بی بی کو ام درداء اور ابوذر اور اُنکی بی بی کو ام ذر
اور آدمی کی جب تک اولاد نہو تی تہی اپنے کنیت نکرتا تہا

علی بما اکنیتنی یا معمر قلت ما اکتنیتُ بعدُ ولا ولد
لی قال وما یمنعک ان تکنی قلت حدیث
بلغنی عن علی انه قال من اکتنی ولم یولد له
فهو ابو جوز قال لیس هذا من حدیث علی
انا لنکنی اولادنا فی حال صغرهم مخافة ان
یلحق بهم وروی عن النبی علیه الصلوٰة
والسلام انه قال سموا باسمی ولا تکنوا بکنیتی
وروی اکتنوا بکنیتی ولا تسموا باسمی ولا تجمعو
بین کنیتی واسمی فی واحد ویقال هذا منسوخ
لان علی بن ابی طالب سمی ابنه محمدا وهو
ابن الحنفیة وکناه بابی القاسم وقد کان
استاذن منه فاذن له وروی عن النبی
علیه الصلوٰة والسلام انه قال سموا اولادکم
باسماء الانبیاء صلوات الله علیهم اجمعین
واحب الاسماء الی الله تعالی عبد الله و
عبد الرحمن قال الفقیه رحمه الله لا احب
للعجم ان یسموا عبد الرحمن وعبد الرحیم
لان العجم لا یعرفون تفسیره فیسمونه بالتصغیر
فصار ذلک مستنکرا عند العقلاء فان کان

ای معمر تیری کیا کنیت ہے مینے کہا کہ میری کچھ کنیت نہین اور نہ
میرے کوئی اولاد ابو جعفر نے کہا کہ کنیت کہنے سے تجکو کون منع
کرتا ہے مین نے کہا کہ ایک حدیث مجکو حضرت علی سے پہنچی ہے کہ انہون نے
کہا کہ جسنے کنیت رکھہ لی اور اسکی کچھہ اولاد نہین تو وہ ابو جوز ہے
ابو جعفر نے کہا کہ یہ علی کی حدیث نہین ہم تو اپنی اولاد کی کنیت
لڑکپنے کے خوف سے کہ انکو لگجائیگا بچپن مین کہدیتی تہی اور نبی علیہ الصلوٰة
والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میرے نام پر نام رکہو اور میری
کنیت پر کنیت نرکہو اور روایت ہے کہ میری کنیت پر کنیت کہو اور میرے
نام پر نام نرکہو یعنی نام اور کنیت کو ایک جا اکٹہا مت کرو اور کہتے ہین کہ یہ
حدیث منسوخ ہے اسلیئے کہ علی ابن ابیطالب نے اپنے بیٹے کا نام جو
بی بی حنفیہ سے تہے محمد رکہا اور انکی کنیت ابو القاسم کہی اور تحقیق حضرت
علی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگی تہی اور آپ نے انکو
اجازت دیدی تہی اور نبی علیہ الصلوٰة والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا
کہ اپنی اولاد کے نام انبیا علیہم السلام کے نام پر رکہو اور اللہ کو عبد اللہ اور
عبد الرحمن نام بہت پسند ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ
نے کہ مین عجمیون کے لیے یہ پسند نہین کرتا کہ
وہ عبد الرحمن یا عبد الرحیم نام رکھین اسلیے کہ
عجمی لوگ اسکے معنی نہین جانتے اور حقارت سے گہٹا کر نام لینے لگینگے
تو یہ عقلمندون کے نزدیک بہت برا معلوم ہوگا سو اگر

كذلك لا ينبغي ان يسمى بمثل ذلك الاسم و
روى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
نهى ان يسمى المملوك نافعا او يسارا او بركة
قال الراوي انه لم يحب ان يقال ليس ههنا
بركة وليس ههنا نافع اذا طلبه انسان
وروى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه
قال لرجل ما اسمك قال جمرة قال ابن من
قال ابن شهاب قال ابن من قال ابن الحرقة
قال اين تسكن قال بالحرة قال بمرو يحلك
ادرك اهلك فقد احترقوا فرجع الرجل
الى اهله فوجدهم قد احترقوا جميعا وروى
مالك بن انس عن يحيى بن سعيد ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم قال من يحلب هذه
اللقحة يعني الناقة فقام رجل فقال انا قال
له ما اسمك قال مرة قال اجلس ثم قال من
يحلب هذه اللقحة فقام رجل اخر فقال انا
قال ما اسمك قال حرب قال اجلس ثم قال
من يحلب هذه اللقحة فقام رجل قال انا
فقال ما اسمك فقال يعيش فقال احلب

ویسے نام کہین تو ایسے نام لینا نچاہیے یعنی گنہگار ہوتا ہے
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے
غلام کا نام نافع یا یسار یا برکت رکھنے کو منع فرمایا
ہے راوی کہتا ہے کہ اچھا نہین کہ جب کوئی آدمی اسکو بلاوے
تو یون کہا جاوے کہ یہان برکت نہین یا یہان نافع نہین اور عمر
بن خطاب سے مروی ہے کہ انہون نے ایک شخص سے کہا کہ
تیرا کیا نام ہے اسنے کہا جمرہ (یعنی آگ کے انگارا) انہون نے کہا
کسکا بیٹا اسنے کہا شہاب کا (یعنی انگارے) انہون نے کہا وہ کسکا بیٹا
اسنے کہا حرقہ کا (یعنی جلانا) انہون نے کہا تو کہان رہتا ہے اسنے کہا
حرہ مین (یعنی تپش) حضرت عمر نے کہا کہ اٹھ خرابی ہوئی تیری
گھر جا وہ سب جل گئے وہ شخص اپنے گھر آیا تو ان سب کو جلا پایا اور
انس بن مالک نے یحیی بن سعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس اونٹنی کو کون دوہے گا
تو ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے
اسنے عرض کیا کہ مرہ (یعنی تلخی) آپ نے فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا
اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک دوسرا شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ مین
آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے اسنے عرض کیا کہ حرب (یعنی لڑائی) آپ نے
فرمایا بیٹھ جا پھر فرمایا کہ اس اونٹنی کو کون دوہے گا ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا
کہ مین آپ نے فرمایا تیرا کیا نام ہے اسنے کہا یعیش (یعنی جیتا رہیگا) آپ نے

باب ذكر الايام والشهور

قال الفقيه رحمه الله اعلم ان السنة اثنا عشر شهرا اولها المحرم وانما سمي محرما لان القتال فيه كان محرما بينهم في الجاهلية ثم صفر وانما سمي صفرا لان الناس قد اصابهم المرض فاصفرت وجوههم فيه فسموه صفرا لصفرة الوجوه ويقال ايضا انما سمي صفرا لانه صفر ابليس بجنوده حين خرج المحرم وحل لهم القتال ثم شهر ربيع الاول لانه صادف اول الخريف فسموه ربيع الاول ثم شهر ربيع الآخر وانما سموه ربيع الآخر لانه صادف آخر الخريف فسموه باسم ربيع الآخر ثم جمادى الاولى ثم جمادى الاخرى وانما سميا بذلك لانهما صادفا ايام الشتاء حين اشتد البرد وجمد الماء ثم رجب وانما سمي رجبا لان العرب ترجبه اي تعظمه وكانوا يسمونه اصم لانهم كانوا لا يسمعون فيه صوت الحرب والسلاح ثم شعبان وانما سموه شعبان لان قبائل العرب كانت تتشعب فيه

یہ باب ہین دنون اور مہینوں کا ذکر ہے ۔ کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ جان تو کہ برس بارہ مہینے کا ہے پہلا مہینا محرم اور اسکا محرم اسلیئے نام کہا گیا کہ عرب کے لوگ ایام جاہلیت مین تمام محرم آپس کی لڑائی کو حرام جانتے تھے پہر صفر اور صفر اسلیئے اسکا نام ہوا کہ سب لوگ اس مہینے مین بیمار ہوتے تھے اور انکے چہرے زرد ہو جاتے تھے تو انہوں نے اسکا نام چہرہ زرد ہونے کی وجہ سے صفر رکہدیا اور کہتے ہین صفر اسلیئے یہی نام رکہا گیا کہ شیطان اپنے لشکر سمیت زرد ہو جاتا ہے جب محرم نکلتا ہے اور لڑائی حلال ہو جاتی ہے پہر ربیع الاول کا مہینا اور چونکہ یہ مہینا ابتداء خریف مین آیا تہا اسلیئے اسکا نام ربیع الاول رکہدیا پہر ربیع الآخر کا مہینا اور اسکا نام ربیع الآخر اسلیئے کہا کہ خریف کا آخر آیا تو اسکو ربیع الآخر کے نام سے نامزد کیا پہر جمادی الاولی پہر جمادی الاخری اور ان دونوں کا نام اسلیئے رکہا کہ آتے ہین جاڑے کے دنون مین جب جاڑا سخت ہو جاتا ہے اور پانی جم جاتا ہے پہر رجب اور رجب اسلیئے نام کہا کہ عرب کے لوگ اسکی ترجیب یعنی تعظیم کرتے تہے اور اسکا نام اصم بہی لیا کرتے تھے اسلیئے کہ اس مہینے مین ہتیار کی اور ہتیار کی آواز نہ سنتے تہے پہر شعبان ہے اور اسکا شعبان نام اسلیئے رکہا کہ اس مہینے مین عرب کے قبیلے منشعب یعنی

ای تتفرق ویقال ایضا انما سمی شعبان لانہ
تتشعب فیہ خیر کثیر لرمضان ثم شہر رمضان
وانما سموہ رمضان لانہ صادف ایام الحر
والرمضاء الحر الشدید ویقال انما سمی رمضان
لانہ یرمض الذنوب ای یحرقہا ثم شوال
وانما سموہ شوالا لان قبائل العرب کانت
تشول فیہ ای تبرح فیہ عن مواضعہا و
یقال انما سموہ شوالا لانہم کانوا یصیدون
فیہ نحو قولک اشال الکلب اذا ارسل للصید
ثم ذو القعدۃ وانما سموہ ذا القعدۃ لانہم
کانوا یقعدون فیہ عن الحرب ثم ذو الحجۃ
وانما سموہ ذا الحجۃ لانہم کانوا یحجون فیہ
ویقال سموہ ذا الحجۃ لان بانصرامہ الحجۃ
ای السنۃ ہذہ اسماء الشہور بالعربیۃ و
ہی الشہور القمریۃ التی یعرف حسابہا
بدوران القمر وہی حساب المسلمین لاجالہم
وعباداتہم واما الشہور الشمسیۃ التی
یعرف حسابہا بدوران الشمس بحساب الرومیۃ
بلسان السریانیۃ یجعلون ابتداءہا من ایام

متفرق ہو جاتے تھے اور کہتے ہیں کہ شعبان اسلیے بھی نام کہا گیا
کہ اس مہینے میں خیر کثیر پھیلتی ہے بوجہ رمضان کے پھر رمضان
کا مہینا ہے اور اسکا نام رمضان اسلیے ہوا کہ گرمیوں میں آیا اور
رمضاء کہتے ہیں سخت گرمی کو اور کہتے ہیں کہ رمضان اسلیے
نام ہوا کہ گناہوں کو رمضان جلا دیتا ہے پھر شوال اور اسکا اسلیے
شوال نام ہوا کہ قبائل عرب اس مہینے میں تشول کرتے تھے
یعنی اپنی اپنی جگہ سے باہر چلے جاتے تھے یعنی نکل جاتے اور کہتے
ہیں کہ اسلیے بھی شوال نام ہوا کہ اس مہینے میں عرب شکار کرتے
تھے پھر ذیقعد اور اسکا نام ذیقعد اسلیے رکھا کہ اس مہینے میں
عرب لڑائی سے قعود کرتے تھے یعنی بیٹھ رہتے تھے پھر ذی الحجہ
اور اسکا ذی الحجہ اسوجہ سے نام رکھا گیا کہ اس مہینے میں
عرب حج کیا کرتے تھے اور کہتے ہیں کہ اسوجہ سے بھی اسکا نام
ذی الحجہ رکھا کہ اسکے ختم ہونے سے حجہ یعنی سال ختم ہو جاتا
ہے یہ نام ہیں عربی مہینوں کے اور یہی قمری مہینے ہیں کہ جنکا
حساب چاند کے حال سے پہچانا جاتا ہے اور وہ حساب مسلمانوں کا
ہے انکی اوقات اور عبادتوں کے لیے اور شمسی مہینے وہ
ہیں کہ جنکا حساب سورج کے دوران سے پہچانا جاتا ہے
رومی حساب سے سریانی زبان میں
ان مہینوں کا شروع

مهرجان اولها تشرين الاول ثم تشرين
الآخر ثم كانون الاول ثم كانون الآخر
ثم شباط ثم اذار ثم نيسان ثم ايار ثم حزيران
ثم تموز ثم آب ثم ايلول واسمائها بالفارسية
ابتداؤها من نيروز اولها فروردين ثم
اردي بهشت ثم خرداد ثم تير ثم مرداد
ثم شهريور ثم مهر ثم ابان ثم خمسة ايام
لا تعد من السنة يقال لها ايام مسترقة
ثم آذر ثم دي ثم بهمن ثم اسفندارمذ و
كلما مضى من شهر من شهور الفارسية
عشرة ايام دخل شهر من شهور الرومية
وفي كل سنة يتأخر النيروز يوم واحد من
ايام الجمعة فان كان النيروز في هذه السنة
يوم الخميس يكون في السنة الثانية يوم
الجمعة وفي السنة الثالثة يوم السبت و
ما كان من شهور العربية ينتقص في كل سنة
عشرة ايام وربما ينقص احد عشر يوما فستة
منها بنقصان الشهور والخمسة هي ايام المسترقة
واليوم والليل اربعة وعشرون ساعة

مہرجان مہینے سے کرتے ہین یعنی خزان کا مہینا پہلا
مہینا تشرین اول ہے دوسرا تشرین آخر تیسرا کانون
اول چوتھا کانون آخر پانچوان شباط چھٹا آذر
ساتوان نیسان آٹھوان ایار نوان حزیران دسوان
تموز گیارہوان آب بارہوان ایلول اور اسکے نام فارسی مین
ابتدا اسکی نوروز سے ہے پہلا فروردین دوسرا اردی بہشت تیسرا
خرداد چوتھا تیر پانچوان مرداد چھٹا شہریور ساتوان مہر آٹھوان
ابان پھر پانچ دن برس مین شمار نہین کیے جاتے اور انکا نام
خمسہ مسترقہ ہے نوان آذر دسوان دی گیارہوان بہمن بارہوان
اسفندارمذ اور جب دس دن فارسی مہینے کے گذر جاتے ہین
تو رومی مہینا شروع ہوتا ہے اور ہر سال مین نوروز
ایکدن پیچھے رہتا ہے ہفتہ کے دنون مین جیسے اس سال مین
نوروز جمعرات کو ہے تو دوسرے سال مین جمعہ کا ہوگا اور
اور تیسرے سال مین سنیچر کا اور جو مہینے عربی
ہین ہر سال مین دس دن کم ہوتے ہین اور
کبھی گیارہ دن یعنی عرب کا سال رومی سال
سے اسقدر کم ہوتا ہے سو انمین سے چھ دن
تو مہینے کی کمی سے اور چار دن مسترقہ کے
اور دن رات چوبیس گھنٹے کے ہوتے ہین

لا يزيد ولا ينقص منها وكلما ينقص من
النهار ازداد ذلك في الليل وكلما ينقص
من الليل ازداد في النهار واطول ما يكون
من النهار في نصف حزيران فيكون النهار
خمسة عشر ساعة والليل تسع ساعة وهو
اقصر ما يكون ثم يأخذ النهار في النقصان
وازداد الليل حتى اذا كانت ايام مهرجان
استوى الليل والنهار فيصير كل واحد منهما
اثني عشر ساعة حتى اذا كانت بعد سبعة
عشر من كانون الاول صار الليل خمسة
عشر ساعة وهو اطول ما يكون والنهار
تسع ساعات وذلك اقصر ما يكون ثم يأخذ
الليل في النقصان حتى اذا كانت قبل النيروز
تسع عشرا واقل استوى الليل والنهار ثم
يزداد النهار الى النصف من حزيران فذلك
قول الله تعالى وَالشَّمْسُ تَجْرِي لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا
ذٰلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ وقال تعالى
يُولِجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ الآية **باب صفة**
طبائع الانسان قال الفقيه رحمه الله

نہ زیادہ نہ کم جسقدر دن گھٹتا ہے اسیقدر رات بڑھتی
ہے اور جتنی رات گھٹتی ہے اتنا ہی دن بڑھتا ہے اور
سب سے بڑا دن حزیران مہینے کے نصف میں ہوتا ہے پس دن پندرہ
گھنٹے کا ہو جاتا ہے اور رات نو گھنٹے کی اور وہ چھوٹی سی
چھوٹی رات ہے پھر دن گھٹنے لگتا ہے اور رات بڑھتی
ہے یہاں تک کہ مہرجان مہینا آتا ہے تو رات دن
برابر ہو جاتے ہیں اور دونوں بارہ بارہ گھنٹے کے ہو جاتے
ہیں یہاں تک کہ کانون کی سترہویں تاریخ رات
پندرہ گھنٹے کی ہو جاتی ہے اور وہ بڑی سے
بڑی رات ہے اور دن نو گھنٹے کا اور یہ
چھوٹے سے چھوٹا دن ہے پھر رات گھٹنے لگتی
ہے یہاں تک کہ جب نوروز کو انیس دن یا کچھ کم
رہتے ہیں تو رات دن برابر ہو جاتے ہیں
پھر نصف حزیران تک دن بڑھتا ہے ایسے
ہی حق تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے
(اور سورج چلا جاتا ہے اپنے ٹھیراؤ پر یہ اندازہ زبردست جاننے والے کا
ہے) اور حق تعالی فرماتا ہے (لے آتا ہے رات کو دن میں اور
دن کو رات میں) اس باب میں انسان کی
طبیعتوں کا بیان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

ان الله تبارك وتعالى خلق الخلق وركب فيه
اربعة من الطبائع اليبوسة والرطوبة والحرارة والبرودة وخلق
في النفس اربعة اشياء لصلاح الجسد فلا يقوم الجسد
الا بهن المرة السوداء والمرة الصفراء والدم والبلغم فجعل
مسكن اليبوسة في المرة السوداء ومسكن الرطوبة في المرة الصفراء
ومسكن الحرارة في الدم ومسكن البرودة في
البلغم فايما جسد اعتدلت فيه هؤلاء
الاربعة كملت صحته فاذا غلب واحد منها
على غيره دخل عليه السقم من ناحية فايهن
قل فقد دخل الضعف من جهته ثم قد
تصير هذه الطبائع فطرة في الاخلاق
فمن اليبوسة العزم ومن الرطوبة اللين و
من الحرارة الحدة ومن البرودة الاناة
فاذا زاد احدهن او قل دخل الفساد
من قبله وقد جعل الله تعالى من علة في
مواضع من الراس في كل شيء نوعا من
المنفعة النظر في العين والسمع في الاذنين
والشم في الانف والكلام في اللسان فكذلك
في الجوف قد جعل لكل شيء معدنا فمعدن

تحقیق اللہ تعالےٰ نے خلقت کو پیدا کیا اور اسمین چار طبیعتون کو
ترکیب دیا ایک یبوست دوسری رطوبت تیسری حرارت چوتھی
برودت اور نفس کے اندر چار چیزونکو رکھا تا کہ بدن کی اصلاح
اور قیام اُس سے رہے سودا اور صفرا اور خون اور بلغم خشکی کا
مقام مرہ سودا یعنی تلی مین اور رطوبت کا مقام مرہ صفرا
یعنی پتہ مین اور حرارت کا مقام خون مین اور برودت کا مقام
بلغم مین سو جس بدن مین یہ چارون برابر رہینگے تو اسکو صحت
کامل ہوگی اور جب انمین سے ایک دوسری پر غالب ہوا تو بیماری
اسمین آجاتی ہے پس انمین سے جو تھوڑا ہوا تو اسی طرف سے
ضعف آگیا پھر کبھی یہ طبیعتین عادت کے اندر شریک ہو جاتی
ہین سو یبوست سے ارادہ اور رطوبت سے نرمی
اور حرارت سے تیزی اور برودت سے آہستگی
ہوتی ہے پس جب انمین سے ایک زیادہ یا کم
ہوتی ہے اسی کی طرف سے فساد آجاتا ہے اور
تحقیق اللہ تعالیٰ نے سر مین سے چند جگہ مین ہر چیز
کی ایک طرح کی منفعت رکھی ہے آنکھہ مین نگاہ
کان مین سماعت ناک مین سونگھنا زبان مین
بولنا اور ایسے ہی پیٹ کے اندر ہر چیز
کے لیے ایک کہان ہے

الضحاك والسرور الطحال وموضع الخوف
والهيبة الرية وموضع الغضب الكبد و
معدن العلم والفهم القلب ومعدن العقل
الدماغ ومعدن الحزن والفرح الكلية
ويقال الصدر وخلق في الجسد ثلثمائة و
ستين عرقا للشد والوصل وخلق فيها مائتين
وثمانية واربعين عظما لمصلحة البدن
فذلك قوله تعالى وفي الارض ايات للموقنين
وفي انفسكم افلا تبصرون وقال علي ابن
ابي طالب رضي الله عنه العقل في القلب
والرحمة في الكبد والرافة في الطحال والنفس
في الرية وقال ينتهي طول الغلام لاحد و
عشرين سنة وينتهي عقله لثمان وعشرين
فلا يزيد بعد ذلك عقل الا التجارب و
قال بعض الحكماء موضع العقل في الدماغ
وموضع الحق في العينين وموضع الباطل
في الاذنين وموضع الحياء في الوجه وطريق
الروح في الانف وموضع الحيوة في الفم و
موضع الهموم في الصدور وموضع الضحك

سرور ہنسی اور خوشی کا خزانہ تلی ہے اور خوف و ہیبت
کا خزانہ پھیپھڑا ہے اور غصہ کی جگہ کلیجا اور علم اور فہم کی
جگہ دل اور عقل کی جگہ دماغ اور غم اور خوشی کی
جگہ گردہ اور بعض کہتے ہیں کہ چھاتی ہے اور اللہ نے
بدن کے اندر تین سو ساٹھ رگیں پیدا کریں بدن کے جکڑنے
اور ملانے کے لیے اور دو سو اڑتالیس ہڈیاں پیدا کریں
بدن کی اصلاح کے لیے چنانچہ حق تعالی نے فرمایا
ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (اور زمین میں یقین کرنیوالوں کے
لیے بہت سے نشان ہیں اور تمہارے جانوں میں کیا تم دیکھتے
نہیں) اور علی ابن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے عقل
دل میں ہے اور رحمت کلیجہ میں اور شفقت تلی میں اور سانس
پھیپھڑے میں اور فرمایا حضرت علی نے کہ آدمی اکیس برس
تک بڑھتا ہے اور اٹھائیس برس تک اسکی عقل کی
انتہا ہے پھر اسکے بعد عقل نہیں بڑھتی مگر تجربہ اور بعض
حکماء نے کہا ہے کہ عقل کی جگہ دماغ میں ہے اور حق کی جگہ
دونوں آنکھوں میں اور باطل کی جگہ دونوں کانوں میں اور حیا
کی جگہ چہرہ میں اور روح کا رستہ ناک میں کو
اور زندگی منہ میں اور غم کی جگہ سینوں
میں اور ہنسی کی جگہ

في الطحال وموضع الرحمة والغضب في الكبد
وموضع الفرح والحزن في القلب وموضع
الكسب في اليد وموضع النصب في الرجلين

باب الفروسية والرمي

روى عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه قال علموا اولادكم
السباحة والفروسية والرمي وامروهم
بالاحتفاء بين الاغراض وروى ابن عمر
عن النبي عليه الصلوة والسلام علموا اولادكم
السباحة والرمي والمرأة الغزل وروى عن
عقبة بن عامر عن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال ارموا واركبوا وان ترموا احب الي
من ان تركبوا وكل شئ يلهو به الرجل باطل
الا ثلثة رمية بقوسه وتاديبه فرسه
وملاعبته مع اهله فانهن من الحق

باب النهي عن اقتناء الكلب

وروى سالم عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام
قال من اقتنى كلبا الا للماشية او الصيد
نقص من اجره كل يوم قيراط وروى عن عطية
ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام

تلی مین اور رحمت اور غصہ کی جگہہ جگر مین اور خوشی
اور غم کی جگہہ دل مین اور کمانے کی جگہ ہاتہہ مین
اور کہڑے ہونے کی جگہہ دونون پاؤن مین ؛

باب ہے بیان گہوڑی پر چڑہنے اور تیر پہینکنے کے

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے فرمایا کہ اپنی اولاد
کو تیرنا اور گہوڑے پر چڑہنا اور تیر پہینکنا سکہاؤ اور انکو
نشانون کے درمیان مشق کرنیکا حکم دو اور ابن عمر نے نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کری ہے کہ اپنی اولاد کو تیرنا اور تیر پہینکنا
اور عورتونکو کاتنا سکہاؤ اور عقبہ بن عامر سے مروی ہے
کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا تیر پہینکو اور
گہوڑے پر چڑہو اور اگر تم تیر پہینکوگے تو میرے
نزدیک گہوڑے پر چڑہنے سے بہتر ہے اور ہر شے جس سے آدمی
کہیلتا ہو باطل ہے مگر تین چیزین اپنے کمان سے تیر پہینکنا
یا گہوڑے کو سکہانا یا اپنی بی بی کے ساتہ بازی کرنا یہ حق ہین

باب ہے کتے کے پالنے کی امتناع مین ؛

سالم اپنے باپ سے
اور وہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین جو کوئی
سوائے چرواہے اور حفاظت یا شکار کے اور طرح کتا پالے تو اسکے
ثواب مین ہر روز ایک قیراط کم ہوجاتا ہے یعنی جو عبادت کرتا ہے اسکا
ثواب کم ہوتا رہتا ہے اور روایت کی عطیہ نے ابن عمر سے وہ نبی علیہ الصلوۃ

انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية او لصيد نقص من اجره كل يوم قيراطان قيل يا ابا عبد الرحمن انا كنا نسمع قيراطا فقال سمعت اذناى ووعاه قلبى والذى لا اله الا هو يقول كل يوم قيراطان وروى ابو هريرة عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال من اقتنى كلبا الا لماشية او لصيد او لزرع نقص من اجره كل يوم قيراط قال الفقيه رحمه الله فى الخبر دليل على انه اذا امسك الكلب لحاجة فلا بأس به واذا امسك للاغراء فهو مكروه وروى ابراهيم النخعى ان النبى عليه الصلوة والسلام رخص لاهل البيت القاصى يعنى البعيد باقتناء الكلب وروى عن وهب بن منبه انه قال ان آدم عليه السلام لما اهبط الى الارض قال ابليس للسباع ان هذا عدو لكم فاهلكوه واجتمعوا وولوا امرهم الى الكلب وقالوا انت اشجعنا فجعلوه اميرا فلما راى ذلك آدم عليه السلام تحير فى ذلك فجاءه جبرئيل قال امسح يدك على راس الكلب ففعل ذلك فالفه فلما رات

کہ آپ نے فرمایا جو کوئی سوائے چوپایوں کی حفاظت اور شکار کے کتا پالیگا اسکا ثواب ہر روز دو قیراط کم ہوگا لوگوں نے کہا اے ابا عبد الرحمن ہم تو ایک قیراط سنتے ہیں تو انہوں نے کہا میرے دونوں کانوں نے سنا ہے اور میرے دل نے اسکو یاد رکھا ہے قسم ہے اسکی کہ کوئی معبود نہیں سوا اسکے کہ آنحضرت دو قیراط فرماتے تھے اور ابو ہریرہ نے نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی چوپایوں کی حفاظت یا شکار کیلئے یا کھیتی کی حفاظت کیلئے سوا ان تینوں کے کتا پالیگا تو اسکے ثواب میں ایک قیراط ہر روز گھٹیگا کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں دلیل ہے اسکی کہ اگر کوئی کسی ضرورت کے لیے کتا پالے تو کچھ ڈر نہیں اور اگر کسی پر بہونکانے کے لیے کتا پالیگا تو مکروہ ہے اور ابراہیم نخعی نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو جسکا گھر دور ہے کتا پالنے کی رخصت دی ہے اور وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ تحقیق آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو ابلیس نے درندوں سے کہا کہ یہ تمہارا دشمن ہے اسکو تم مار ڈالو اور سب درندوں نے اتفاق کیا اور اپنے کام کا کتے کو مختار کیا اور سب نے کہا کہ تو ہم سب سے زیادہ مردانہ ہے اور کتے کو سردار بنایا جب حضرت آدم علیہ السلام نے یہ حال دیکھا تو اسمیں حیران ہوئے پس حضرت جبرئیل آئے اور کہا اپنا ہاتھ کتے کے سر پر پھیرو حضرت آدم نے یہی کیا تو کتا آپ سے الفت کرنے لگا جب درندوں

السباع انا لكلب قد الف آدم عليه السلام
تفرقوا فاستانس الكلب منه آدم عليه السلام
فبقي معه ومع اولاده الى هذا اليوم باب
الكلام في امر المسخ قال الفقيه رحمه
الله اختلف الناس في الخلق مسخهم الله تعالى
قال بعضهم ان القردة والخنازير من نسل
قوم قد مسخهم الله تبارك وتعالى وكذلك
الفارة والدعموص وغيرها من الاشياء
التي جاءت فيها الآثار انهم مسخوا وقال
عامة اهل العلم ان هذا لم يصح بل كانت
القردة وغيرها قد خلقوا قبل ذلك فالذين
مسخهم الله تعالى قد هلكوا ولم يبق لهم نسل
لانه قد اصابهم السخط والعذاب فلم يكن
لهم قرار في الدنيا بعد ثلثة ايام وروى
المستورد بن الاحنف قال قيل لعبد الله بن
مسعود رض ارايت القردة والخنازير من
نسل قردة وخنازير مسخت قبل ذلك
فقال عبد الله بن مسعود لم يمسخ الله امة
بان يجعل لها نسلا ولكنها من نسل قردة

کرتا حضرت آدمؑ سے الفت کرنے لگا سب متفرق ہو گئے
کتے نے حضرت آدم سے انس پایا حضرت آدمؑ نے کتے کو
انس دیا سو یہ الفت کتے اور بنی آدم مین آج کے دن تک باقی ہے
باب مسخ یعنی شکل بندر وغیرہ ہو جانے کے بیان مین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ لوگون کو اختلاف ہے اس مخلوق مین جنکی صورت حق تعالے نے
مسخ کر دی ہے بعض نے کہا ہے کہ بندر اور سور انہین کے قوم سے ہین
جو صورتین مسخ ہو گئی تھین ایسے ہی چوہا اور چھپکلی اور سوائے
انکے وہ چیزین کہ حدیث مین آئی ہین کہ وہ مسخ شدہ ہین
اور اکثر علما کہتے ہین کہ یہ صحیح نہین بلکہ بندر وغیرہ
مسخ سے پہلے پیدا ہوئے ہین اور وہ لوگ جنکو اللہ تعالے
نے مسخ کیا سب مر گئے اور انسے نسل باقی نہین
رہی اس لیے کہ انکو غصہ اور عذاب اللہ کا پہنچا
ہے سو وہ دنیا مین بعد تین دن کے نہ ٹھیرے
اور مستورد بن احنف نے روایت کی ہے
کہ عبد اللہ بن مسعود سے لوگون نے کہا کیا تم
ان بندرون اور سورون کو دیکھا ہے جو
مسخ کیے گئے تھے تو انہون نے کہا کہ
اللہ نے کسی گروہ مسخ شدہ کی نسل
باقی نہین رکھی اور یہ سب ان بندرون

وخنازير كانت قبل ذلك قال ابو الليث و
تكلموا في امر الزهرة وسهيل وهما نجمان
قال بعضهم هما ممسوخان فقد روي ذلك
عن ابن عباس وروي عطاء ان ابن عمر كان
اذا راى سهيلا شتمه واذا راى الزهرة
شتمها قال ان سهيلا كان عشارا باليمن
يظلم الناس وقال ان الزهرة كانت صاحبة
هاروت وماروت فمسخها الله شهابا فقال
مجاهد كان ابن عمر اذا قيل له طلعت الحمراء
قال لا مرحبا بها ولا اهلا يعني الزهرة
وقال بعضهم هذا لا يصح لان هذه النجوم
خلقت حين خلقت السماء لانه روي في
الخبر انه لما خلقت السماء فخلقت فيها سبعة
دوارة زحل ومشتري وبهرام وعطارد
وزهرة والشمس والقمر وهذا معنى قوله
تعالى وهو الذي خلق الليل والنهار والشمس
والقمر كل في فلك يسبحون وجعل مصلحة
الدنيا بهذه الدوارة السبعة ولكل واحد
منها سلطان في نوع من المصلحة فجعل

اور سوروں کی نسل سے ہیں کہ اس مسخ سے پہلے
تھی ابو لیث کہتے ہیں کہ زہرہ اور سہیل کے باب
میں لوگوں نے بہت کلام کیا ہے اور وہ دو تارے
ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ دونوں مسخ شدہ ہیں اور یہی ابن عباس
سے مروی ہے اور عطا نے روایت کی ہے کہ ابن عمر جب
سہیل کو دیکھتے تھے اسکو گالی دیتے تھے اور جب زہرہ کو
دیکھتے تھے تو اسکو گالی دیتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ تحقیق
سہیل یمن میں عشر لینے والا تھا کہ لوگوں پر ظلم کرتا تھا۔
اور کہا کہ تحقیق زہرہ ہاروت ماروت کے یار تھے سو اللہ تعالی
نے اسکو مسخ کر کے ایک شعلہ بنا دیا مجاہد نے کہا کہ جب ابن عمر
سے کہا جاتا تھا کہ انگارا نکلا کہتے تھے کہ بھلائی اور بہتری
مت ہو جیو اسکو یعنی زہرہ کو اور بعض نے کہا ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے
اسلیے کہ یہ تارے تو جب آسمان پیدا ہوا ہے پیدا ہوئے ہیں کیونکہ
حدیث میں مروی ہے کہ جب آسمان پیدا کیا گیا تو اسمیں سات تارے
چکر مارنیوالے پیدا کیے گئے زحل و مشتری و بہرام اور عطارد
اور زہرہ اور سورج اور چاند اور یہی معنی ہیں اللہ تعالے کے قول کے
جسکا ترجمہ یہ ہے اور وہ ایسا ہے جسنے پیدا کیا رات اور دن اور سورج
اور چاند کو سب آسمان میں تیر رہے ہیں۔ اور دنیا کی مصلحت انہیں سات
تاروں پر رکھی ہے اور ہر ایک انمیں سے ایک مصلحت کا بادشاہ ہے

سلطان الزهرة الرطوبة فثبت بهذا ان
قول من قال انهما ممسوخان لا یصح وان
الزهرة وسهیلا قد کانا قبل خلق آدم والذی
روی عن ابن عمرو غیره ان سهیلا کان
عشارا بالیمن وان الزهرة فتنت هاروت
وماروت فمسخهما الله تبارك وتعالی شهابا
فهو کما قالوا ان رجلا اسمه سهیل وامراة
اسمها زهرة فمسخهما الله تبارك وتعالی
شهابا ولکنهما لم یبقیا وقد هلکا بالوان
العذاب وصارا الی النار واما الذی روی
انه کان یشتم سهیلا یحتمل انه لم یشتم الکواکب
وانما شتم سهیلا الذی کان عشارا بالیمن
وکذلك فی الزهرة انما شتم المراة التی کانت
اسمها زهرة ولم یشتم الکواکب

باب معاریض الکلام

قال الفقیه رح وروی عن عمر بن الخطاب رضی الله عنه انه
قال فی معاریض الکلام مندوحة عن
الکذب ومعاریض الکلام ان یتکلم الرجل
بکلمة یظهر من نفسه شیئا واراد به شیئا

سو زہرہ کو سلطان رطوبت بنایا پس ثابت ہوا کہ قول اس
شخص کا کہ جو ان دونوں کو مسخ شدہ کہتا ہے صحیح نہیں ہے
اور تحقیق زہرہ اور سہیل دونوں آدم کے پیدایش سے پہلے ہیں اور جو
ابن عمر وغیرہ سے مروی ہے کہ سہیل ایک عشر لینے والا یمن میں
تھا یعنی ظالم ہے اور زہرہ ہاروت اور ماروت کو فتنہ میں ڈالنے والی
تھی سو ان دونوں کو اللہ تعالے نے مسخ کرکے تارہ بنا دیا
سو وہ محمول ہے اسپر جو لوگ نقل کرتے ہیں کہ تحقیق ایک آدمی کہ اسکا نام
سہیل تھا اور ایک عورت کہ اسکا نام زہرہ تھا ان دونوں کو اللہ تعالے
نے تارے کی صورت میں مسخ کر دیا تھا لیکن وہ دونو باقی نہیں ہے
اور تحقیق دونو ہلاک ہو گئے ساتھ طرح طرح کے عذاب کے اور گئے دونوں
آگ کی طرف اور جو ابن عمر سے روایت ہے کہ ابن عمر سہیل کو گالی دیا کرتے
تھے تو وہ محمول ہے اسپر کہ وہ گالی تارونکو ندیتے تھے بلکہ اس سہیل کو
گالی دیتے تھے کہ یمن میں عشر لینے والا تھا اور ایسے ہی زہرہ میں کہ
اس عورت کو گالی دیتے تھے جسکا نام زہرہ تھا اور تارونکو گالی نہ دیتے تھے

باب ہے کلام کنایہ میں

کہا فقیہ نے کہ عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ کلام کو توریہ
کرنے میں جھوٹ سے بچاؤ ہے اور کلام میں توریہ کرنا
یہ ہے کہ آدمی ایسی بات کہے کہ اس سے ظاہر
کچھ ہو اور ارادہ اسکا اور کچھ ہو

اخرى وروى عن ابن عباس رضى الله عنه فى
قوله تعالى فى قصة موسى مع الخضر قال لا
تؤاخذنى بما نسيت قال لم ينس موسى ع لكنها
هو من معاريض الكلام وروى عن النبى
عليه الصلوة والسلام انه كان اذا اراد سفرا
ورى بغيره يعنى يظهر من نفسه انه يريد
الخروج الى ناحية اخرى فكان يقول كيف
الطريق الى موضع كذا وكذا ثم يخرج الى
موضع آخر وروى عن النبى عليه الصلوة و
السلام انه قال استعينوا على قضاء حوائجكم
بكتمان اسراركم فان كل ذى نعمة محسود
عليها وروى عن على ابن ابى طالب كرم
الله وجهه انه اذا امر قومه بشئ فخالفوه
فى ذلك كان يرفع راسه الى السماء ويقول
اللهم ما كذبت فظنوا انه سمع فى ذلك شيئا
من رسول الله عليه الصلوة والسلام وروى
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه رخص
فى الكذب فى ثلثة اشياء فى الاصلاح بين
الاثنين وفى الحرب وان يرضى الرجل زوجته

اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں
کہ موسیٰ کا قصہ خضر کے ساتھ تھا جسکا ترجمہ یہ ہے کہ کہا
موسیٰ نے مت مواخذہ کر مجھسے اس چیز کا کہ میں بھول گیا
کہا ابن عباس نے کہ موسیٰ بھولے نہیں لیکن وہ ایک توریہ تھا اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جب آپ ارادہ سفر کا کرتے
تو اور طرح پر دکھاتے تھے یعنی اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ آپ
اور کسی طرف سفر کرنا چاہتے ہیں تو آپ فرمایا کرتے تھے کہ فلاں
فلاں گاؤں کیطرف کیسا راستہ ہے پھر نکلتے تھے اور گاؤں کیطرف
اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مدد
کرو اپنی حاجتیں کرنے میں ساتھ پوشیدہ رکھنے بھیدوں اپنے کے تحقیق
ہر ایک نعمت والے پر حسد کیا جاتا ہے اور علی بن ابی طالب
کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ جب اپنی قوم کو کسی چیز کا
حکم دیتے تھے اور وہ اسکے برخلاف کرتے تھے تو آپ اپنا سر
آسمان کیطرف اٹھاتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ یا اللہ
میں نے جھوٹ نہیں بولا پس اس سے لوگ جان لیتے کہ انہوں نے
اسباب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا ہے اور نبی
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے تین چیزوں میں جھوٹ
بولنے کی رخصت دی ہے دو شخصوں میں صلح کرا دینے
میں اور لڑائی اور اپنی بی بی کو رضامند کرنے میں

باب الاستثناء والايمان

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس ان يقول الرجل لنفسه انا مؤمن الا ان يستثني فيه فيقول انا مؤمن ان شاء الله تعالى قالوا لان هذا اللفظ مدح ولا يجوز لاحد ان يمدح نفسه فكما لا يجوز ان يقول انا زاهد وانا عابد فكذلك لا يجوز ان يقول انا مؤمن ولان الله تعالى وصف المؤمنين بعلامات فالم يوجد تلك العلامات فلا يجوز ان يسمي نفسه مؤمنا وهو قوله تعالى انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم الى قوله تعالى اولئك هم المؤمنون حقا ولان الله تعالى قال قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمنا فنهاهم ان يسموا انفسهم مؤمنين وامرهم ان يسموا انفسهم مسلمين وقال غيرهم لا بأس به ونحن ناخذ لما روي عن عطاء انه قال ادركت اصحاب رسول الله عليه الصلوة والسلام وهم يقولون نحن المؤمنون المسلمون وروي

باب تسلیم ان شاء اللہ کہنے میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بعض لوگوں نے مکروہ رکھا ہے کہ آدمی اپنے آپ کو کہے کہ میں مومن ہوں مگر جب ان شاء اللہ کہے تو درست ہے یعنی کہے کہ میں مومن ہوں ان شاء اللہ دلیل انکی یہ ہے کہ تحقیق یہ لفظ تعریف کا ہے اور نہیں جائز ہے کسیکو کہ اپنی تعریف کرے پس جیسے کہ نہیں جائز ہے کہ میں زاہد ہوں اور میں عابد ہوں سو ایسے ہی یہ کہنا جائز نہیں کہ میں مومن ہوں اور تحقیق اللہ تعالی نے مومنوں کی توصیف بہت نشانیوں کے ساتھ کی ہے سو جبتک یہ نشانیاں نہ پائی جاوینگی تو جائز نہیں ہے کہ اپنا نام مومن کہے اور وہ قول اللہ تعالی کا جسکا ترجمہ یہ ہے (مومن وہ لوگ ہیں جب وقت اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل ڈر جاتے ہیں اللہ تعالی کے اس قول تک وہی لوگ ہیں تحقیق مومن) اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ جسکا ترجمہ یہ ہے (کہتے ہیں گنوار لوگ کہ ہم ایمان لائے ہیں تو کہدے اے محمد کہ تم ایمان نہیں لائے ہو اور لیکن تم کہو کہ ہم اسلام لائے) سو منع کیا انکو کہ اپنا مومن نام رکھیں اور حکم کیا انکو کہ اپنا مسلم نام رکھیں اور دوسرے عالموں نے کہا ہے کہ اسکا کچھ ڈر نہیں اور اسیکو ہم لیتے ہیں بسبب عطا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت اصحاب کو پایا سو وے کہتے تھے کہ ہم مومن مسلم ہیں

عمير بن زياد بن علاقة عن عبد الله بن يزيد
الانصاري قال اذا سئل احدكم عن ايمانه
فلا يشكن فيه وروي عن ابراهيم النخعي
قال ما يكره احدكم ان يقول اني مؤمن فان
كان صادقا ليوجرن على صدقه وان كاذبا
فما دخل عليه من كفره اشد من كذبه ولان
الله تعالى قال يا ايها الذين امنوا كتب عليكم
الصيام الاية وقال في موضع اخر يا ايها
الذين امنوا اذا قمتم الى الصلوة الاية فمن
شك انه مؤمن ينبغي ان لا يلزمه الصيام
والصلوة لان الله تعالى انما اوجبهما على
المؤمنين خاصة قال الفقيه رحمه الله لو
قال انا اموت مؤمنا انشاء الله يجوز ولو
قال انا مؤمن انشاء الله تعالى لا يجوز لان
الاستثناء يستعمل للمستقبل ولا يستعمل
للماضي ولا للحال لانه لا يصلح في الكلام
ان يقال هذا ثوب انشاء الله وهذه اسطوانة
انشاء الله تعالى فكذلك لا يصلح ان يقال
انا مؤمن انشاء الله تعالى وروي عن حسن

اور عمیر بن زیاد بن علاقہ عبد اللہ بن یزید انصاری سے روایت
کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ جب کوئی تمہارے ایمان کو پوچھے
تو اسمیں شک مت کرو اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہیں کہ کوئی تم میں یہ کہنا مکروہ نجانے کہ میں مومن ہوں سو اگر
وہ سچا ہے تو اپنے سچ پر البتہ ثواب پاویگا اور اگر جھوٹا ہے تو
اُسکے دلمیں جو کفر داخل ہے وہ اسکے جھوٹ سے زیادہ سخت ہے
اور اسلیے کہ حق تعالےٰ نے فرمایا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے (اے ایمان والو
فرض کی گئی تمپر روزے آخر آیت تک) اور اور جگہ فرمایا ہے
(اے ایمان والو جب کھڑے ہو تم نماز پڑھنے کو آخر آیت تک)
اور جس نے شک کیا کہ وہ مومن ہے تو لائق ہے کہ اسپر روزہ اور نماز
لازم نہو اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو یعنی نماز روزہ کو
خاص مومنوں پر واجب کیا ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اگر کسی نے کہا
کہ میں انشاءاللہ مومن مرونگا تو جائز ہے اور اگر کہا کہ میں
مومن ہوں انشاءاللہ تو جائز نہیں اسلیے کہ انشاءاللہ
کہنا محاورہ میں زمانہ آیندہ کے لیے بولا جاتا ہے اور ماضی اور حال
کے لیے نہیں بولا جاتا اسلیے کہ کلام میں یہ کہنا صلاحیت نہیں
رکھتا کہ یہ کپڑا ہے انشاءاللہ اور یہ ستون ہے انشاءاللہ
سو ایسے ہی یہ کہنا صلاحیت نہیں رکھتا کہ میں مومن ہوں
انشاءاللہ اور حسن بصری سے مروی ہے

البصري انه قال ان من عقل الرجل ان يقول
افعل كذا ان شاء الله ومن حمقه ان يقول قد فعلت كذا ان شاء الله
ولانه لو استثنى في الطلاق والعتاق لايقع الطلاق و
العتاق فاذا استثنى في ايمانه يخاف عليه في ايمانه
الخلل والقصور وقال القائل شعرا ۞ وما الدهر
الا ليله ونهار ۞ وما الناس الا مؤمن و
مكذب ۞ اذا انت لم تؤمن ولم تك كافرا ۞
فاين اذا يا احمق الناس تذهب

باب آخر في الايمان

قال الفقيه رحمه الله
اختلف الناس في الايمان قال بعضهم يزيد
وينقص وقال بعضهم يزيد ولا ينقص وقال
بعضهم لا يزيد ولا ينقص وبه ناخذ اما
حجة من قال يزيد وينقص فقوله تعالى
ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم وقال فاما الذين
آمنوا فزادتهم ايمانا وروى عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اشفع يوم القيمة
فيخرج من النار كل من كان في قلبه مثقال
حبة من الايمان ثم اشفع فيخرج من النار
من كان في قلبه مثقال خردلة من الايمان

کہ انہوں نے کہا کہ یہ کہنا آدمی کی عقلمندی ہے کہ میں ایسا کرونگا
انشاء اللہ اور یہ کہنا اسکی حماقت ہے کہ ایسا کیا میں نے انشاء اللہ
اور اسلیے کہ اگر طلاق اور غلام آزاد کرنے میں انشاء اللہ کہا تو طلاق
واقع نہیں ہوتی اور نہ غلام آزاد ہوتا ہے سو جب انشاء اللہ کہا تو اسکے ایمان
میں خلل اور قصور کا خوف ہے اور ایک شاعر نے کہا ہے ۞ اور نہیں زمانہ
مگر رات اسکی اور دن اسکا ۞ اور نہیں لوگ مگر مومن ہیں اور جھٹلانے والے
۞ سو اگر تو نہ مومن ہے نہ کافر ہے ۞ سو اے احمق الناس تو اب
کہاں جائیگا ۞

باب ایمان کے گھٹنے بڑھنے کے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ لوگوں نے ایمان کے باب میں بہت
اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہیں کہ بڑھتا گھٹتا ہے اور بعض کہتے
ہیں کہ بڑھتا گھٹتا نہیں اور بعض کہتے ہیں نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا
ہے اور اسکو ہم لیتے ہیں اور لیکن اس شخص کی حجت
جو کہتا ہے بڑھتا گھٹتا ہے سو حق تعالی کا قول ہے کہ (مومنوں کے
دلوں میں اطمینان ڈالا اسلیے کہ بڑھیں ایمان میں ساتھ اپنے ایمان کے)
اور فرمایا ہے (لیکن جو لوگ کہ ایمان والے ہیں سو بڑھایا ان کو ایمان میں)
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا شفاعت
کرونگا میں قیامت کے دن سو نکلیگا آگ سے جس شخص کے دل میں
ایک دانہ بھی ایمان ہوگا پھر میں شفاعت کرونگا سو نکلیگا آگ سے
جس شخص کے دل میں رائی بھر ایمان ہوگا

ثم اشتغر تخرج من كان في قلبه مثقال ذرة
من الايمان واما حجة من قال انه يزيد ولا
ينقص فما روى عن معاذ بن جبل انه قال يورث
المسلم من الكافر ولا يورث الكافر من المسلم
وقال سمعت رسول الله عليه الصلوة والسلام
يقول الاسلام يزيد ولا ينقص وفي رواية
اخرى الايمان يزيد ولا ينقص واما حجة
من قال لا يزيد ولا ينقص فما روى ابو مطيع
عن حماد بن سلمة عن ابي المهزم عن ابي هريرة
رضي الله عنه انه قال قد جاء وفد بني ثقيف
الى رسول الله عليه الصلوة والسلام فقالوا
يا نبي الله الايمان يزيد وينقص قال الايمان
مكمل في القلب وزيادته ونقصانه كفر تام
وروى عن عوف بن عبد الله انه قال سمعت عمر
بن عبد العزيز يقول على المنبر لو كان الامر
على ما يقول هؤلاء الشكاك الضلال ان الذنوب
تنقص الايمان لامسى احدنا وكان لا يدري
ما ذهب من ايمانه اكثر ام ما بقي منه و
معنى قوله تعالى ليزدادوا ايمانا مع ايمانهم

اور اس شخص کی حجت جو کہتا ہے کہ بڑھتا ہے گھٹتا نہین
یہ ہے جو معاذ بن جبل سے مروی ہے کہ وہ مسلمان کو کافر سے
ترکہ دلاتے تھے اور مسلمان سے کافر کو نہ دلاتے تھے اور کہتے تھے
کہ مینے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ فرماتے تھے
کہ اسلام بڑھتا ہے گھٹتا نہین اور ایک روایت مین ہے
کہ ایمان بڑھتا ہے گھٹتا نہین اور حجت اس شخص کی جو کہتا ہے
نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے یہ ہے جو روایت کی ابو مطیع نے
حماد بن سلمہ سے اُسنے ابی المہزم سے اُسنے
ابو ہریرہ رضؓ سے کہ ایک گروہ بنی ثقیف کا طرف
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے آیا اور
اُنہون نے عرض کیا اے نبی اللہ کیا ایمان بڑھتا
گھٹتا ہے فرمایا ایمان کامل ہے دل کے اندر اور
اُسکا بڑھنا گھٹنا پورا کفر ہے اور عوف بن عبد اللہ
سے مروی ہے کہ اُنہون نے کہا کہ مینے عمر بن عبد العزیز
سے سنا ہے کہ وہ منبر پر کہتے تھے اگر یہ امر یون ہے
جیسے یہ لوگ شک کرنیوالے اور گمراہ کہتے ہین کہ تحقیق گناہ
ایمان کو گھٹاتے ہین تو شام کیوقت ایک ہم مین کا نجاتا ہوتا کہ
جسقدر ایمان چلا گیا ہی یعنی گھٹ گیا ہی وہ زیادہ ہے یا جو کچھ کہ باقی
رہا اور اللہ تعالے کا یہ قول کہ (مومن) بڑھتے ہین ایمان مین جو ایمان کے

قال اهل التفسير ليزدادوا يقينا مع يقينهم
وقد ذكر الله الايمان فى كتابه على وجوه
وانما يعرف معانيه اهل التفسير وقال ابو مطيع
ايمان اهل السماء وايمان اهل الارض واحد
ليس فيه زيادة ولا نقصان وروى هشام
عن ابى يوسف رض انه قال انا مؤمن حقا و
انا مؤمن عند الله ولا اقول ايمانى كايمان
جبرئيل عليه السلام وميكائيل وكان محمد
بن سفيان الثورى يقول انا مؤمن ان شاء الله
ثم رجع وقال انا مؤمن وترك الاستثناء و
قال محمد بن الحسن اكره ان يقول الرجل ايمانى
كايمان جبرئيل وميكائيل ولا يقول ايمانى
كايمان ابى بكر وقال محمد بن الفضل سمعنا ابا
اسامة يقول الناس يقولون الايمان يزيد
وينقص كم يزيد وكم ينقص ده يازده دوازده
ايش هذا

باب آخر فى الايمان

قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس فى الايمان
قال بعضهم الايمان قول وعمل وهو قول احمد
بن حنبل واسحق بن راهويه ومن تابعهما

اسکے معنی اہل التفسیر نے یہ کہے ہین کہ بڑہتے مین یقین ہین
تحقیق ذکر کیا ہے اللہ نے ایمان کی اپنی کتاب مین بہت طرح سو اور
اسکے معانی اہل التفسیر ہے بخوبی پہچانتے ہین اور کہا ابو مطیع نے
ایمان آسمان والونکا اور زمین والونکا ایک ہے اسمین کچھ زیادتی
کمی نہین ہے اور ہشام نے ابو یوسف سے روایت کی ہے
کہ انہون نے کہا کہ تحقیق مین مومن ہون اور مین مومن ہون
نزدیک اللہ کے اور مین نہین کہتا کہ میرا ایمان مثل ایمان جبرئیل
اور میکائیل کے ہے اور محمد بن سفیان ثوری کہتے تھے
کہ مین مومن ہون انشاء اللہ پہر رجوع کیا اور کہا کہ مین
مومن ہون اور انشاء اللہ کہنا چہوڑ دیا اور کہا محمد بن حسن نے
کہ مین ناپسند کرتا ہون یہ کہ آدمی کہے کہ میرا ایمان مثل ایمان
جبرئیل و میکائیل کے ہے اور نہ کہے کہ ایمان میرا مثل ایمان
ابوبکر کے ہے اور کہا محمد بن فضل نے کہ سنا ہمنے ابو اسامہ سے کہتا ہے
کہ وہ کہتے تہے کہ لوگ کہتے ہین کہ ایمان بڑہتا گہٹتا ہے بہلا کتنا بڑہیگا
اور کتنا گہٹیگا دس حصہ یا گیارہ یا بارہ یہ کیسی بات ہے

باب ہے اسمین کہ عمل ایمان مین داخل ہین یا نہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ
لوگ ایمان مین کلام کرتے ہین بعض کہتے ہین کہ ایمان
قول اور عمل ہے اور یہ قول احمد بن حنبل اور
اسحاق بن راہویہ اور انکے تابعین کا ہے

وقال بعضهم الايمان اقرار باللسان وهو قول محمد بن ابي عبد الله بن الكرام ومن تبعه وقال بعضهم الايمان هو المعرفة بالقلب وهو قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم هو اقرار باللسان وتصديق بالقلب والعمل من شرايعه وهو قول ابي حنيفة واصحابه رح الخ فاما من قال ان الايمان قول وعمل فلان الله تعالى سمى الصلوة ايمانا وهو قول الله تعالى وما كان الله ليضيع ايمانكم يعني صلوتكم الى البيت المقدس فسمى الصلوة ايمانا واما من قال الايمان قول فلان الله تعالى قال فاثابهم الله بما قالوا جنت الاية ولان النبي عليه الصلوة والسلام قال امرت ان اقاتل الناس حتى يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوا عصموا مني دماءهم واموالهم الا بحق واما من قال ان الايمان المعرفة بالقلب فلانه لو اعتقد بالكفر ولم يتكلم به فانه يصير كافرا وكذلك اذا اعتقد الايمان ولم يتكلم يصير مؤمنا واما من قال هو الاقرار باللسان

[illegible]

اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا ہے اور یہ قول محمد بن ابی عبد اللہ بن کرام کا ہے اور ان لوگوں کا جو اس کے تابع ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان دل سے پہچاننا ہے اور یہ قول جہم بن صفوان اور اس کے تابعین کا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور دل سے سچ جاننا ہے اور عمل شرائع ایمان میں سے ہے اور یہ قول ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب رحمہم اللہ کا ہے پس جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول اور عمل ہے پس اس لئے کہ حق تعالیٰ نے نماز کو ایمان فرمایا ہے چنانچہ اس قول کا ترجمہ ہے اور نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ ضائع کرے ایمان تمہارے یعنی نماز تمہاری جو پڑھی تم نے بیت المقدس کی طرف تو نماز کو ایمان کہا اور جو شخص کہتا ہے کہ ایمان قول ہے تو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے پس بدلہ دیا ان کو اللہ نے سبب اس چیز کے کہ کہی انہوں نے بہشت اور اس لئے کہ تحقیق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ حکم کیا گیا ہوں میں کہ لڑوں لوگوں سے یہاں تک کہ کہیں لا الہ الا اللہ پس جب کہا انہوں نے تو بچا لیا مجھ سے جانوں اور مالوں اپنے کو مگر حق سے اور جو کہتا ہے کہ ایمان دل سے پہچاننا ہے تو اس لئے کہ اگر اعتقاد رکھے کفر کا اور زبان سے نہیں کہتا ہو جاتا ہے کافر اسی طرح جب کہ اعتقاد رکھتا ہو ایمان کا تو ہو جاتا ہے مومن اور جو کہتا ہے کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا

والتصديق بالقلب فلان جابرئيل عليه السلام
دخل على النبي عليه السلام فسأله عن الايمان
فقال النبي عليه الصلوة والسلام الايمان
ان تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله و
اليوم الآخر والقدر خيره وشره من الله
تعالى فقال له جابرئيل عليه السلام صدقت
وكان السائل جبرئيل عليه السلام والمجيب
النبي عليه السلام بمحضر من الصحابة واراد
به تعليمهم واظهار الدين والشريعة ولان
الله تعالى قال قل يا اهل الكتاب تعالوا الى
كلمة سواء بيننا وبينكم فثبت انه يصير مؤمنا
بالقول ثم القول لا يصح الا بتصديق القلب
لان الله تعالى ذكر في قصة المنافقين فقال
ومن الناس من يقول آمنا بالله وباليوم
الآخر وما هم بمؤمنين فنفى عنهم الايمان
لانه لم يكن منهم مع القول تصديق فاذا
وجد القول مع التصديق صار مؤمنا وقال
محمد بن الفضل سمعت يحيى بن عيسى قال سمعت
سلم بن سالم يقول ما يسرني ان القى الله تبارك

اور دل سے سچ جاننا ہے تو دلیل اسکی یہ ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر ہوئے اور آپ سے ایمان کو پوچھا
تو آپنے جواب دیا کہ ایمان یہ ہے کہ ایمان لاوے تو اللہ پر اور اسکے فرشتون
اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بہلی بری
تقدیر پر کہ سب اللہ کیطرف سے ہے تو کہا جبرئیل علیہ السلام
نے سچ کہا تونے ای محمد اور جبرئیل علیہ السلام سائل تھے
اور آپ جواب سب صحابہ کے سامنے دیتے جاتے تھے
اور آپکا ارادہ صحابہ کا سکہانا اور دین اور شریعت کا
ظاہر کرنا تہا اور اسلیے کہ تحقیق اللہ تعالی نے فرمایا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے (کہہ تو ای محمد ای اہل کتاب آو ایسے بات
کیطرف کہ ہمارے تمہارے درمیان برابر ہے) تو ثابت ہوا کہ تحقیق
وہ مومن ہوجاتا ہے کہنے سے پہر قول نہیں صحیح ہوتا ہے مگر ساتھ
تصدیق دل کے اسلیے کہ اللہ تعالے نے منافقون کے قصہ مین فرمایا ہے
(اور بعض لوگو نمین سے وہ ہین کہ کہتے ہین ایمان لائے ہم اللہ پر اور قیامت پر
اور وہ مومن نہین ہین) سو ایمان انمین نہ پایا گیا اسلیے کہ
انمین قول کے ساتہ تصدیق نہ تہی سو جب قول تصدیق کے ساتہ
پایا گیا تو مومن ہوگیا اور محمد بن فضل نے کہا کہ مینے یحیی
بن عیسے سے انہون نے سلم بن سالم سے سنا ہے کہ وہ
کہتے تہے کہ نہین خوش کرتا ہے مجہکو کہ ملون مین اللہ تعالی سے

و تعالیٰ بعمل من مضی وعمل من بقی وانا اقول
الایمان یزید وینقص او قول وعمل

باب آخر فی الایمان

قال الفقیہ رحمہ اللہ
اختلف الناس فی الایمان قال بعضھم ھو
مخلوق وقال بعضھم ھو غیر مخلوق فاما
من قال بانہ مخلوق فقد احتج بان الایمان
ھو الاقرار باللسان والتصدیق بالقلب و
الاقرار والتصدیق من افعال العبد لان الاقرار
فعل اللسان والتصدیق فعل القلب والعبد
مع جمیع افعالہ مخلوق لان اللہ تعالےٰ
قال واللہ خلقکم وما تعملون واما من قال
انہ غیر مخلوق فقد احتج بان الایمان ھو
شہادۃ ان لا الٰہ الا اللہ وقول لا الٰہ الا
اللہ کلام اللہ تعالیٰ وکلام اللہ غیر مخلوق
فمن زعم ان الایمان مخلوق زعم ان القرآن
مخلوق قال الفقیہ رضی اللہ عنہ فالحاصل
ان الاختلاف فی ھذہ المسئلۃ لا اختلاف
فی الحاصل فی ھذہ المسئلۃ لان من قال انہ
مخلوق انما اراد بہ فعل العبد ولفظ لسانہ

سارے عملون اگلے اور پچھلے لوگون کے اعمال مین کرتا ہون مین یہ بات
کا کہ ایمان بڑھتا گھٹتا ہے یہ بات کہ ایمان قول اور عمل ہی ہے باب

ایمان کے مخلوق اور قدیم ہونیکے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ اختلاف کیا ہے لوگون نے ایمان کے باب مین بعض کہتے ہین کہ
وہ مخلوق ہے اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے تو جو کہتا کہ مخلوق
ہے تو وہ حجت پکڑتا ہے اسکی کہ ایمان زبان سے اقرار کرنا اور
دل سے سچ جاننا ہے اور اقرار اور سچ جاننا بندہ کے فعل مین
اسلیے کہ اقرار زبان کا فعل ہے اور سچ جاننا دل کا فعل ہے
اور بندہ اور اسکے فعل سب مخلوق ہین کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا
ہے اور اللہ نے تمکو پیدا کیا اور جو تم کرتے ہو اور جو کہتا ہے
کہ وہ قدیم ہے تو اسکی حجت یہ ہے کہ ایمان اس بات کی
گواہی دیتا ہے کہ کوئی معبود نہین سوا اللہ کے اور
قول لا الہ الا اللہ اللہ کا کلام ہے اور اللہ کا کلام قدیم
ہے سو جس نے کہا کہ ایمان مخلوق ہے تو اسنے
قرآن کو بھی مخلوق کہا کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ حاصل اختلاف کا اس مسئلہ مین یہ ہے
کہ جس نے کہا کہ وہ مخلوق ہے تو اس نے
بندہ کا فعل اور اس کی زبان کا
قول مراد لی ہے

و فعل العبد لا شك انه مخلوق عندهم جميعًا
ومن قال بانه غير مخلوق فانما اراد كلمة الشهادة
وكلمة الشهادة غير مخلوقة عندهم جميعا و
لا يصح هذا التاويل لان الايمان بالله و
بانبيائه وبكلمة الشهادة وما اشبه ذلك هو
الايمان فاذا كان هكذا فكيف يكون كلمة
الشهادة ايمانا هذا قول باطل لان كلمة الشهادة
كلام الله وكلام الله لا يكون ايمانا لانه هو
المؤمن به لا الايمان **باب القول في
القرآن** قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس
في القرآن قال بعضهم هو مخلوق وهو مكتوب
في المصاحف وهو قول البشر المريسي والحسن
النجاري ومن تابعهما وقال بعضهم هو غير
مخلوق وهو غير مكتوب في المصاحف وهو
قول محمد بن كرام وعبد الله بن سعيد الكلابي
ومن تابعهما وقال بعضهم هو وحيه وتنزيله
ولا نقول هو مخلوق ولا غير مخلوق وهو
قول جهم بن صفوان ومن تابعه وقال بعضهم
هو مكتوب في المصاحف محفوظ في القلب

اور قول بندہ کا بیشک سب کے نزدیک مخلوق ہے اور جسنے کہا
کہ وہ قدیم ہے تو اُسنے کلمہ شہادت مراد لی اور کلمہ
شہادت کا سب کے نزدیک قدیم ہے اور یہ تاویل صحیح
نہین ہے اسلیے کہ ایمان اللہ پر اور پیغمبرون پر اور
کلمہ شہادت پر اور مثل اسکے پر یہی ایمان ہے پس جبکہ
یہ ہوا تو کیسے ہوگا کہ کلمہ شہادت ایمان ہو جاوے
یہ قول باطل ہے کیونکہ کلمہ شہادت اللہ کا کلام ہے
اور اللہ کا کلام ایمان نہین ہو سکتا اسلیے کہ اُسپر یعنی کلمہ
ایمان لایا جاتا ہے کہ وہ ایمان ہے **باب قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق
ہونیکے بیان مین** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ قرآن مین لوگون
نے کلام کیا ہے بعض کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے اور ورقون مین
لکھا ہوا ہے اور اسکے بشر مریسی اور حسن نجاری اور
اُنکے پیرو قایل ہین اور بعض کہتے ہین کہ وہ قدیم ہے
اور ورقون مین لکھا ہوا نہین اور اسکے قایل محمد بن کرام
اور عبد اللہ بن سعید کلابی اور اُنکے پیرو ہین اور
بعض کہتے ہین کہ وہ اللہ کی وحی اور اُسکا اُتارا ہوا
ہے اور نہین کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے یا غیر مخلوق ہے اور یہ
جہم بن صفوان اور اُسکے تابعین کا قول ہے اور بعض کہتے ہین
کہ ورقون مین لکھا ہوا دل مین یاد ہے

وهو غير مخلوق وهو قول ابراهيم بن يوسف
وشقيق الزاهد ومن تابعهما وهو قول
اهل السنة والجماعة وبه ناخذ واما من قال
انه مخلوق ولان الله تعالى قال الله خالق
كل شئ وقال انا جعلناه قرآنا عربيا وقال
ما يأتيهم من ذكر من ربهم محدث واما
من قال انه غير مخلوق وهو غير مكتوب
فقد ذهب الى ماروى عن ابن عباس في
قوله تعالى قرآنا عربيا غير ذي عوج يعني
غير مخلوق وروى عن سفيان بن عيينة
انه قال في قول الله تعالى الا له الخلق والامر
قال الخلق هو الخلق والامر هو القرآن وهو
غير مخلوق ولا باين منه وروى محمد بن
ابي بكر المداينى عن عبد الله بن محمد بن جعفر
بن احمد بن الازهر قال سمعت ابا بكر محمد بن
عسكر ببغداد قال القرآن كلام الله غير مخلوق
فمن قال القرآن مخلوق فهو كافر بالله ومن
قال باللفظ ووقف فهو جهمي ومن وقف
فهو شر الثلثة وروى عن سفيان الثوري

اور قدیم ہے اور یہ ہے قائل ابراہیم بن یوسف اور شقیق زاہد
اور اُنکے پیرو ہین اور یہی قول اہل سنت جماعت
کا ہے اور اسیکو ہم لیتے ہین سو جو کوئی کہتا ہے کہ
قرآن مخلوق ہے اسکی یہ حجت ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے (اللہ پیدا کرنیوالا
ہے سب چیز کا) اور فرماتا ہے (تحقیق کیا ہمنے اسکو یعنی قرآن کو
قرآن عربی) اور فرماتا ہے (اور نہین آتا ہے اُنکے پاس کوئی نیا ذکر انکے
پروردگار کیطرف سے) اور جو شخص کہتا ہے کہ وہ قدیم اور غیر مکتوب ہے
تو وہ اُس قول کیطرف گیا ہے جو ابن عباس سے اس آیت کے
معنون مین مروی ہے (قرآن عربی بے کجی کا) یعنی قدیم اور
سفیان بن عیینہ سے مروی ہے کہ اُنہون نے اللہ تعالیٰ کے
اس قول کے معنی (الا له الخلق والامر) یہ بیان کیے ہین کہ خلق سے مراد
مخلوق ہے اور امر سے قرآن اور وہ قدیم ہے اور محمد بن
ابی بکر مداینی عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن احمد بن
ازہر سے روایت کرتے ہین کہ مینے ابوبکر بن
محمد بن عسکر سے بغداد مین سنا ہے کہ اُنہون نے کہا
کہ قرآن کلام اللہ کا قدیم ہے سو جسنے کہا کہ قرآن مخلوق
ہے وہ کافر ہے اور جو کہتا ہے کہ لفظ ہے اور توقف
کیا تو وہ جہمی ہے اور جسنے توقف کیا تو وہ
بدتر ہے پہلے دو سے اور سفیان ثوری سے مروی ہے

انه قال من قال ان القرآن مخلوق فهو كافر
وروى عن عبدالله بن المبارك انه قال من
قال القرآن مخلوق فهو كافر وروى عن مالك
بن انس ان رجلا سأله عمن قال القرآن
مخلوق فقال هو كافر فاقتلوه وروى عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يقول
اعوذ بكلمات الله التامات كلها وقد نهى
عن الاستعاذة بغير الله فلما استعاذ
بكلام الله تعالى ثبت انه غير مخلوق ولان
الاستعاذة بغير الله لا يغني عن شئ وروى
عن ابن عباس انه قال ان الله تبارك وتعالى
اول شئ خلق القلم قبل كل شئ فلو كان كلامه
مخلوقا لقال ابن عباس اول شئ خلق القرآن
لانه خلق الاشياء بقوله كن قال الفقيه رضي
الله عنه ترك المنازعة والخوض في هذه
المسئلة ونحوها افضل من غير ان يقول
بالخلق وبالوقف فان الجدال والخصومة في
امره صعب فالسكوت عنه اسلم لدينك
وامر آخرتك +

کہ وہ کہتے ہیں جو کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے وہ کافر ہے اور
عبداللہ بن مبارک سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جو قرآن کو
مخلوق کہتا ہے وہ کافر ہے اور مالک بن انس سے مروی ہے کہ
اُن سے ایک شخص نے اُسکا حال پوچھا جو قرآن کو مخلوق کہتا ہے تو
انہوں نے کہا وہ کافر ہے اسکو قتل کرو اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ
آپ فرماتے تھے پناہ مانگتا ہوں میں ساتھہ جمیع کلمات اللہ کے
جو کامل ہیں اور تحقیق سوائے اللہ کے اور سے استعاذہ کرنا منع ہے
سو جب آپنے استعاذہ کلام اللہ کے ساتھہ کیا تو ثابت ہوا
کہ وہ قدیم ہے اور اسلیے کہ سوائے اللہ کے اور کے ساتھہ پناہ
مانگنا کچھہ کام نہیں آتا اور ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ کہتے
ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے قلم پیدا کیا سو اگر اللہ کا کلام
مخلوق ہوتا تو ابن عباس یہ کہتے کہ سب چیزوں سے پہلے
خدا نے قرآن کو پیدا کیا اسلیے کہ حق تعالی نے سب چیزوں
کو کن کے کلمہ سے پیدا کیا ہے کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے اس مسئلہ
اور مثل اسکے میں جھگڑا اور بحث نکرنا افضل ہے نہ یہ کہے کہ
مخلوق ہے یا توقف کرے تحقیق لڑنا جھگڑنا اس امر میں
بہت سخت ہے تو چپ رہنا اُس میں بہت عمدہ ہے
دنیا اور آخرت میں

+

باب الكلام في الرؤية

قال الفقيه رضي الله عنه تكلم الناس في الرؤية
قال بعضهم لا يرى الباري سبحانه لا في الدنيا
ولا في الآخرة وقال بعضهم يراه اهل الجنة
في الآخرة بغير كيف ولا تشبيه كما انهم يعرفونه
في الدنيا بغير تشبيه وكيف فكذلك اهل الجنة
يرونه بغير تشبيه ولا كيف كما يشاء سبحانه
فاما من قال انه لا يرى ذهب الى قوله
تعالى لا تدركه الابصار وقال الله تعالى
لموسى عليه السلام حيث قال رب ارني انظر
اليك قال لن تراني ولفظة لن يقتضي الابد
اما من قال بالرؤية احتج بقوله تعالى وجوه
يومئذ ناضرة الى ربها ناظرة وقال في موضع
آخر للذين احسنوا الحسنى وزيادة قال ابن
عباس رضي الله عنه الزيادة النظر الى وجه
الله تعالى وقال في آية اخرى كلا انهم عن
ربهم يومئذ لمحجوبون وروى جرير بن عبد الله
البجلي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
انكم سترون ربكم كما ترون القمر ليلة البدر

باب اللہ کے دیدار کے بیان مین

کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ لوگون نے دیدار کے باب مین کلام کیا ہے
بعض کہتے ہین کہ اللہ پاک کو نہ دنیا مین دیکھہ سکتے ہین نہ آخرت مین
اور بعض کہتے ہین کہ اُسکو بہشتی قیامت کے دن بے کیف اور بے
تشبیہ کے دیکھینگے جیسے وہ دنیا مین بے کیف و تشبیہ پہچانتے
ہین سو ایسے ہی اہل جنت خدا کو بے کیف و تشبیہ دیکھینگے
جیسے اللہ پاک چاہیگا اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ خدا کا دیدار
نہ ہوگا تو وہ اللہ کے اِس قول کی حجت پکڑتا ہے جسکا ترجمہ ہے
(اُسکو آنکھین نہین دیکھہ سکتین) اور حقتعالی نے حضرت موسی
کو فرمایا جبکہ موسیٰ نے کہا (اے رب مجھکو دکہا کہ مین تجھکو دیکھون
تو کہا تو مجھکو نہ دیکھہ سکیگا) اور لن کا لفظ ہمیشہ کو مقتضی ہے
اور جو شخص دیدار کا قائل ہے تو اُسکی حجت اللہ تعالے کا یہ قول ہے
(بہت منہ اُسدن تر و تازہ ہونگے اپنے رب کے طرف دیکھتے ہونگے
اور اور جگہہ فرمایا ہے (جن لوگون نے اچھے کام کئے اُنکے لئے نیکی ہے
اور زیادتی) ابن عباسؓ کہتے ہین کہ زیادتی سے مراد اللہ تعالے کا
دیکھنا ہے اور ایک اور آیت مین فرمایا ہے (قسم حق کی تحقیق وہ
کفار اپنے پروردگار سے اُسدن پردہ مین ہونگے) اور جریر بن عبد اللہ
بجلی نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
تحقیق تم اپنے رب کو ایسا دیکھوگے جیسے چودہوین رات کے چاند کو دیکھتے ہو

لا تماروں ولا تضامون فی رویته فان استطعتم
ان لا تغلبوا عن صلوة قبل طلوع الشمس وقبل
غروبها فافعلوا ثم تلا قوله تعالی فسبح بحمد
ربك قبل طلوع الشمس وقبل غروبها قال
الفقیه رحمه الله سمعت محمد بن الفضل یقول
سمعت فارس بن مردویة قال علی بن عاصم
اجتمع اهل السنة والجماعة ان الله تعالی لم یره
احد من خلقه فی الدنیا وان اهل الجنة یرونه
فی الاخرة اللهم ارزقنا **باب القول فی**
الصحابة قال الفقیه رحمه الله ینبغی للعاقل
ان یحسن القول فی الصحابة ولا یذکر احدا
منهم بسوء لیسلم دینه وروی عبدالله بن مغفل
عن رسول الله علیه الصلوة والسلام انه قال
اتقوا الله فی اصحابی لا تتخذوهم غرضا فمن
احبهم فبحبی احبهم ومن ابغضهم فببغضی
ابغضهم ومن اذاهم فقد اذانی ومن اذانی
فقد اذی الله فیوشك ان یاخذه وعن
ابن مسعود عن النبی علیه الصلوة والسلام
انه قال اذا ذکروا القدر فامسکوا واذا ذکروا

اور تمکو کچھ شک نہین ہوتا اور نہ کوئی آڑ ہے اُسکی یعنی چاند
کے دیکھنے مین فرمایا اگر تم سے ہوسکے کہ صبح شام کی نماز مین
غفلت نکرو تو یہ کام ضرور کرو پھر آپنے یہ آیۃ پڑھی جسکا ترجمہ
یہہ ہے دس پاکی بیان کر اپنے رب کی تعریف کے ساتھہ سورج نکلنے
اور ڈوبنے سے پہلے کہا فقیہ رح نے مین نے محمد بن فضل سے اور
اُنہون نے فارس بن مردویہ سے سُنا ہے کہ علی بن عاصم نے کہا
کہ اہل سُنت وجماعت کا اس امر مین اتفاق ہے کہ اللہ تعالے کو
دنیا مین کوئی نہین دیکھیگا اور بیشک بہشتی اُسکو قیامت مین
دیکھینگے یا اللہ ہمکو نصیب کر **باب صحابہ رضی اللہ**
عنہم کے بیان مین کہا فقیہ رح نے عقلمند کو چاہیے کہ
صحابہ کرام کے حق مین اچھی بات کہے اور اُنمین سے کسیکا ذکر
برائی کے ساتھہ نکرے تاکہ اُسکا دین بچا رہے اور عبداللہ بن
مغفل آنحضرت صلعم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے
کہ میرے صحابہ کے باب مین اللہ سے ڈرو اور نہ بناؤ اُنکو نشانہ برائی کا
اور جو اُنکو دوست رکھیگا تو مجھے بھی دوست رکھیگا اور جو اُنسے
اُنکو دشمن جانیگا مجھے بھی دشمن جانیگا اور جسنی اُنکو ستایا مجھکو
ستایا اور جسنی مجھکو ستایا اُسنی خدا کو ستایا اور جسنی خدا کو ستایا
تو قریب ہے کہ خدا اُسکو پکڑے اور ابن مسعود نبی صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تقدیر کا ذکر آوے تو چپ ہو اور جب تارون کا

النجوم فامسکوا واذا ذکروا اصحابی فامسکوا
وروی عن علی بن ابی طالب انه قال علے
المنبر خیر هذه الامة بعد نبینا ابو بکر
وخیرها بعد ابی بکر عمر ثم قال والله لو شاء
لسمیت الثالث قال انما عنی به عثمان وقال
بعضهم انما عنی به نفسه وقال محمد بن الفضل
اجمعوا علی ان خیر هذه الامة بعد نبینا
ابو بکر ثم عمر واختلفوا فی عثمان وعلی فنحن
نقول عثمان ثم علی ثم اصحاب النبی علیه
السلام کلهم خیار صالحون لا نذکر احدا
منهم الا بخیر وروی عن ابراهیم النخعی انه
سئل عن القتال الذی وقع بین الصحابة فقال
ابراهیم تلك دماء قد سلمت ایدینا منها
فلا نلطخ بها السنتنا وروی ابو هریرة عن النبی
علیه الصلوة والسلام انه قال لا یجتمع حب
هؤلاء الاربعة الا فی قلب مؤمن ابی بکر و
عمر وعثمان وعلی رضوان الله علیهم اجمعین
وروی ابو اسحاق الهمدانی عن رفیع عن علی قال
سمعت رسول الله علیه الصلوة والسلام

ذکر آوی تو چپکے رہو اور جب میرے یارون کا ذکر آوی تو چپ ہو رہو یعنی
اُن سب کی حقیقت اور ماہیت مین نہ پڑو اور علی بن ابیطالب سے مروی
ہے کہ اُنہون نے منبر پر فرمایا کہ بعد نبی صاحب کے اس امت مین ابوبکر
سب سے بہتر ہے اور بعد ابوبکر کے ساری امت مین عمر بہتر ہے پہر
فرمایا قسم ہے اللہ کی اگر چاہون تو تیسرے کا نام بہی بتا سکتا ہون
بعض کہتے ہین کہ اُس تیسرے سے مُراد حضرت عثمان ہے اور بعض کہتے
ہین کہ حضرت علی اپنی ذات سے مراد رکہتے تہی اور محمد بن فضل کہتے
ہین کہ اسپر سبکا اتفاق ہے کہ اس امت مین بعد آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے ابوبکر رض بہتر ہین پہر عمرؓ اور دربارہ عثمان اور علی کے
اختلاف ہے سو ہم کہتے ہین کہ پہر عثمان پہر علی اور پیغمبر صاحب کے
سب اصحاب اچہے اور نیک ہین اور ہم سبکو اچہا کہتے ہین اور ابراہیم
نخعی سے مروی ہے کہ اُنسے لوگون نے صحابہ کی لڑائیون کے باب مین
پوچہا تو اُنہون نے جواب دیا کہ اِن خونون سے ہمارا ہاتہہ بچ رہا
اب ہم اپنی زبانونکو نہین آلودہ کرتے اور ابوہریرہ نبی علیہ
الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ اِن چارونکی محبت
سوائے مومن کے کسی کے دل مین جمع نہین ہوتی یعنی ابوبکر اور عمر اور عثمان اور علی کی
رضی اللہ عنہم اجمعین کے اور روایت کی ابو اسحاق ہمدانی نے رفیع
سے اُسنے حضرت علی رض سے کہا کہ سُنا مین نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

انه قال ان الله امرنی ان اتخذ ابا بکر ولیا و
عمر مشیرا و عثمان مسندا و علیا ظهیرا و
قال هم اربعة اخذ الله میثاقهم فی ام الکتاب
الاول لا یحبهم الا مؤمن تقی ولا یبغضهم الا
فاجر فهم خلائف نبوتی و عقد دینی و عصمة
امتی و معدن حکمتی فلا تقاطعوا ولا تحاسدوا
وروی ابو الزبیر عن جابر بن عبد الله عن
النبی علیه الصلوة والسلام انه قال ابو بکر
وزیری والقائم فی امتی من بعدی و عمر حبیبی
و عثمان ختنی و علی اخی و صاحب لوائی وروی
محمد بن جبیر عن ابیه جبیر بن مطعم ان امرأة
اتت رسول الله صلی الله علیه وسلم وامرها بامر
فقالت ارأیت ان لم اجدک فقال ان لم
تجدینی فاتی ابا بکر وروی عن ابی عصمة نوح
بن ابی مریم قال سالت ابا حنیفة رضی الله
عنه فقلت من اهل السنة والجماعة فقال
من فضل ابا بکر و عمر واحب عثمان و علیا و
رای المسح علی الخفین ولا یکفر احدا بذنب ولا
ینطق بشیء فی الله ولا یحرم نبیذ التمر ؛

کہ آپنے فرمایا کہ مجھکو اللہ نے حکم دیا ہے کہ ابو بکر کو دوست اور عمر کو
مشیر اور عثمان کو تکیہ گاہ اور علی کو اپنا پشت پناہ بناؤں اور فرمایا
کہ یہی چار ہیں کہ جنسے حقتعالی نے ام الکتاب میں اقرار لیا ہے سو جو
مؤمن متقی ہے تو انکو دوست رکھیگا اور جو بدکار بدبخت ہی انکو
دشمن رکھیگا اور میری نبوت کے خلیفہ ہیں اور میرے دین کے قوت بازو
ہیں اور میری امت کے لیے بچاؤ ہیں اور میری حکمت کے معدن ہیں
سو انسے مت قطع کرو اور انسے مت حسد کرو اور ابو زبیر جابر بن
عبد اللہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے
فرمایا کہ ابو بکر میرا وزیر اور میرے بعد میری امت کا سنبھالنے والا ہے
اور عمر میرا دوست ہے اور عثمان میرا داماد ہے اور علی میرا بھائی ہے
اور جھنڈہ کا مالک ہے اور محمد بن جبیر اپنے باپ جبیر بن مطعم سے
روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت انکی خدمتمیں حاضر ہوئی اور
آپنے کسی امر میں اسکو حکم فرمایا تو اس عورت نے عرض کیا اگر
آپکو میں نپاؤں تو آپنے فرمایا کہ اگر تو مجھکو نپاوے تو ابو بکر کے
پاس آئیو اور نوح ابن مریم سی مروی ہے کہ مینے ابو حنیفہ رضی اللہ
عنہ سے پوچھا کہ اہل سنت و جماعت کون ہیں تو انہونے جواب
دیا کہ جو ابو بکر اور عمر کو افضل جانے اور عثمان اور علی کو دوست رکھے
اور موزوں پر مسح کو جایز رکھے اور کسیکو بوجہ گناہ کے کافر نکہے اور
امور الہی میں کچھہ نبولے اور نبیذ تمر کو حرام نہ کہے ؛

باب الكلام في القدر

قال الفقيه رضي الله عنه ان استطعت ان
لا تخاصم في مسئلة القدر فافعل فانه نهى
عن الخوض فيها وروى عبد الله بن مسعود
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
ذكر القدر فامسكوا واذا ذكر النجوم فامسكوا
واذا ذكر اصحابي فامسكوا وذكر في الخبر ان عزيرا
النبي عليه الصلوة والسلام سال ربه عن القدر
فقال يارب انك قدرت الخير والشر وتعاقبهم
على الشر ان فعلوا فاوحى الله تعالى اليه يا عزير
لا تسالني عن هذه المسئلة فانك ان تسالني
عنها بعد ما نهيتك عن ذلك لمحوت اسمك
عن ديوان الانبياء وقد جاءت الآثار عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ان القدر
خيره وشره من الله تعالى وروى عبد الله
بن عمر ان النبي عليه السلام حين ساله جبرئيل
عليه السلام عن الايمان فقال ان تؤمن بالله
وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر والقدر
خيره وشره من الله تعالى والبعث بعد الموت

باب تقدیر کے بیان مین

کہا فقیہ نے اگر تجھسے ہوسکے تو تقدیر کے مسئلہ مین مت جھگڑ کیونکہ
اسمین بحث کرنا منع ہے اور عبد اللہ بن مسعود نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تقدیر کا
کوئی ذکر کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی تارون کا ذکر
کرے تو چپ ہو رہو اور جب کوئی یارونکا ذکر کرے تو چپ ہو رہو
یعنی ان تینون چیزونمین بحث نکرو اور حدیث مین آیا ہے کہ
حضرت عزیر علیہ السلام نے جناب باری سے تقدیر کے باب مین سوال کیا
اور عرض کیا کہ ای پروردگار میرے نیکی اور بدی کی اندازہ تونے
کیا ہے اور بدی پر جو لوگ کرتے ہین تو عذاب کریگا تو حق تعالی نے
عزیر کی طرف وحی بھیجی کہ ای عزیر اس مسئلہ مین تو مجھسے مت پوچھ
سو اگر اس بارہ مین بعد منع کرنیکے مجھسے پوچھیگا تو مین ترا نام
نبیون کے دفتر مین سے مٹا دونگا اور بہت روایتین نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے آئی ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ بیشک نیکی اور بدی کا
اندازہ اللہ کی طرف سے ہے اور عبد اللہ ابن عمر روایت کرتے
ہین کہ تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے جب جبرئیل نے ایمان کی
نسبت سوال کیا تو آپنے فرمایا کہ ایمان لایا مین اللہ پر اور
اسکے فرشتون اور کتابون اور رسولون اور قیامت پر اور بھلے
بری تقدیر پر کہ اللہ کی طرف سے ہے اور مرنیکے بعد اٹھنا ہے

وروی عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال بینما نحن جلوس عند رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اذا اقبل ابوبکر وعمر فی قوم من الناس فلما دنوا سلموا علی رسول اللہ صلعم فقال بعض القوم یا رسول اللہ قال ابوبکر الحسنات من اللہ والسیئات منا وقال عمر الحسنات والسیئات کلها من اللہ تعالی فتابع بعض القوم ابابکر وبعض القوم عمر فقال النبی علیہ الصلوۃ والسلام سا قضی بینکما بما قضی بہ اسرافیل بین جبرئیل ومیکائیل اما جبرئیل فقال مثل مقالتک یا عمر واما میکائیل فقال مثل مقالتک یا ابابکر فقال جبرئیل علیہ السلام مختلفا اهل السماء واذا اختلف اهل السماء اختلف اهل الارض فهلم نتحاکم الی اسرافیل فقصا علیہ القصة فقضی بینهما ان القدر خیره وشره من اللہ تعالی فقال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام هذا قضائی بینکما ثم قال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام یا ابابکر لو شاء اللہ تعالی ان لا یعصی فی ارضه لم یخلق ابلیس لعنه اللہ

اور عمرو بن شعیب اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرت صلعم کی خدمت مین بیٹھے تھے سو ابوبکر اور عمر کچھ لوگون کے ساتھ آئی اور جب پاس آئے تو سب نے آنحضرت صلعم پر سلام کیا تو بعض لوگون نے کہا یا رسول اللہ کہا ابوبکر نے نیکیان اللہ کی طرف سے ہین اور برائیان ہماری طرف سے اور عمر نے کہا کہ بھلائیان اور برائیان سب اللہ کی طرف سے ہین سو بعض لوگون نے تو حضرت ابوبکر کی پیروی کی اور بعض لوگون نے حضرت عمر کی تو آپ نے فرمایا کہ مین تمہارا فیصلہ کرونگا جیسے اسرافیل نے جبرئیل اور میکائیل کا فیصلہ کیا سو جبرئیل نے تو ایسا کہا جیسا تو نی اے عمر اور میکائیل نے ایسا کہا جیسا تو نی اے ابوبکر تو جبرئیل نے کہا کہ آسمان والے اختلاف مین پڑے ہوے ہین اور جب آسمان والون نے اختلاف کیا تو زمین والے بھی اختلاف کرینگے تو آؤ فیصلہ اسرافیل کے پاس لیچلین اور جبرئیل اور میکائیل نے اسرافیل سے سارا قصہ بیان کیا تو اسرافیل نے اُن دونون کا یہ فیصلہ کیا کہ بھلائی اور برائی کا اندازہ اللہ کی طرف سے ہے پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا یہی فیصلہ میرا ہے تم دونون کے درمیان پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اے ابوبکر اگر اللہ چاہتا کہ کوئی زمین پر نا فرمانی نکرے تو ابلیس ملعون کو نہ پیدا کرتا

باب الروافض

قال ابو اللیث رحمه اللہ روی عن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنه انه

باب رافضیون کے بیان مین

کہا فقیہ ابو اللیث رحمہ اللہ نے حضرت علی رضہ سے مروی ہے کہ

قال يهلك فيّ اثنان محب مفرط ومبغض مفرط وقال علي ابن ابي طالب كرم الله وجهه يخرج في اٰخر الزمان قوم ينتحلون شيعتنا وليسوا من شيعتنا لهم اسم يقال لهم الرافضة فاذا لقيتموهم فاقتلوهم فانهم مشركون وروى ميمون بن مهران عن ابن عباس عن النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال يكون في اٰخر الزمان قوم يسمون الرافضة يرفضون الاسلام ويلفظونه فاقتلوهم فانهم مشركون ويقال ان هارون الرشيد قتلهم بهذا الحديث وقال عامر الشعبي الرفض سُلّم الزنادقة فما رأيت رافضيا الا ورأيته زنديقا وقال ايضا ان من شتم هؤلاء فهو كافر ومن ابغضهم فهو رافضي

باب من حضر العشاء واقيمت الصلوة

قال الفقيه رحمه الله اذا وضع الرجل بين يدي الطعام فاقيمت الصلوة فلا بأس بان يفرغ من الطعام ثم يصلي اذا كان لا يخاف فوت الوقت لانه لو قام الى الصلوة بعد ما اخذ الى الطعام قبل ان يأكل يكون قلبه مشغولا

دو شخص ہلاک ہین یعنی دوست حد سے بڑھنے والا اور دشمن حد سے بڑھنے والا اور کہا حضرت علیؓ نے کہ آخر زمانہ مین ایک قوم نکلیگی اور وہ منسوب ہونگی طرف شیعہ یعنی گروہ ہمارے کے اور وہ ہمارے گروہ مین نہین اُنکا ایک نام ہے کہ اُنکو رافضی کہینگے سو جب تم اُنکو ملیں تو مار ڈالیو بیشک وہ مشرک ہین اور میمون بن مہران ابن عباسؓ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ آخر زمانہ مین ایک قوم ہوگی کہ اُنکا نام رافضی ہوگا اسلام کو وہ چھوڑ دینگے اور اُسکو پھینک دینگے سو اُنکو مار ڈالیو بیشک وہ مشرک ہین اور کہتے ہین کہ ہارون رشید نے اس حدیث کے موافق اُنکو قتل کیا اور عامر شعبی کہتے ہین کہ رافضی لوگ زندقہ کی سیڑھی ہین سو مین نے جس رافضی کو دیکھا زندیق دیکھا اور یہ بھی کہا ہے کہ جسنے گالی دی اُن لوگونکو یعنی صحابہ کو وہ کافر ہے اور جسنے اُنسے بغض رکھا وہ رافضی ہے

باب بیان مین کہ نماز عشا کے وقت اگر کھانا حاضر ہو تو کیا کرے

کہا فقیہ رحمہ نے کہ جب آدمی کے سامنے کھانا رکھا جاے اور نماز کی تکبیر ہو جاے تو کھانے سے فارغ ہونے مین کچھ ڈر نہین پھر نماز پڑھ لے جبکہ وقت جاتے رہنے کا خوف نہو اسلیے کہ اگر نماز کے لیے کھڑا ہوا بعد کھانا شروع کرنیکے پہلے اس کے کہ کھالے تو اُسکا دل کھانے مین مشغول رہیگا

فلو كان في الطعام وقلبه مشغولا في الصلوة
خير من ان يكون في الصلوة وقلبه في الطعام
وروي عن ابن عباس رضي الله عنه انه حضرته الصلوة
واحضر العشاء فقال نبدأ بالنفس اللوامة
وروي نافع عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا كان احدكم على طعام
فلا يعجلن حتى يقضي حاجته منها وان اقيمت
الصلوة وروي عن عبد الله بن الارقم
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال اذا
حضرت احدكم الصلوة وحضر الغائط فابدأوا بالغائط
وروي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال لا يصلي احدكم وهو ناشب وزنا يعني
به بولا والمعنى في ذلك ان قلبه يكون مشغولا
في الصلوة **باب كراهة الدخول**
على اهله من السفر قال الفقيه
رضي الله عنه واذا رجع الرجل من سفره
فانه يستحب له ان يدخل على اهله النهار
ولا ينبغي ان ياتيهم ليلا في حال غفلتهم
وروي جابر بن عبد الله عن النبي عليه الصلوة

سو اگر کہانے مین ہو اور دل اسکا نماز کیطرف مشغول ہو تو بہتر ہے اس سے
کہ نماز مین ہو اور دل اسکا کہانے مین ہو اور ابن عباس رضی
سے مروی ہے کہ نماز کا وقت بہی موجود تہا اور کہانا بہی تو انہون نے
کہا کہ نفس کی طرف سے شروع کیا جاوے یعنی اول کہانا کہالین
اور نافع ابن عمر سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کوئی کہانے پر ہو تو جلدی
نکرے جب تک کہ اس سے فارغ نہولے اور اگرچہ نماز کی تکبیر ہو جاوے
اور عبد اللہ ابن ارقم نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ جب تمکو نماز کا وقت بہی آجاوے اور پاخانہ
کی حاجت بہی ہو تو پہلے پاخانہ جاؤ اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی نماز نہ پڑہے
جب پیشاب کا بہت زور ہو اور مقصود اس بات کے بیان سے یہ ہے کہ
دل نماز ہی کیطرف مشغول رہے **باب سفر سے اپنے**
گہر مین رات کو نہ آنے کا کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ جس وقت آدمی سفر سے لوٹے تو اسکو مستحب ہے کہ اپنے
گہر مین دن کے وقت آوے اور رات کے وقت آنا نچاہیے
کہ گہر والے غفلت مین ہون اور جابر بن عبد اللہ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے
روایت کرتے ہین

والسلام انه قال اذا جاء احدكم من الغيبة فلا
يطرق اهله ليلا وروى فى خبر آخر ان
النبى عليه الصلوة والسلام رجع من غزاة
له فقال لاصحابه لا يطرق احدكم على
اهله ليلا فطرق اثنان فوجد كل رجل
مع امراته رجلا والنهى نهى استحباب وليس
نهى التحريم فالافضل ان يعلم اهله حتى
يتهيئوا له وان لم يعلمهم ودخل بغير علمهم
فقد ترك السنة ولا يكون حراما باب

الصلوة فى رحله عند المطر

قال الفقيه رحمه الله اذا كان الرجل منزله
بعيدا من المسجد فخاف على نفسه عند المشى
بالخروج الى المسجد ويخاف على ثيابه الفساد
فلا بأس بأن يصلى فى بيته وقد جاء فى ذلك
رخصة وهو ما روى عن النبى عليه الصلوة
والسلام انه قال اذا ابتلت النعال فالصلوة
فى الرحال وانما رخصوا فى ذلك لان نعالهم
كانت عربية فلو خرجوا بالمطر لفسدت نعالهم
وكانت فى ثيابهم قلة فربما يؤذيهم البرد

کہ آپنے فرمایا کہ جس وقت تم میں سے کوئی سفر سے آوے تو
رات کو اپنی گھر میں نہ آوے اور دوسری حدیث میں ہے
کہ آپ ایک غزوہ سے لوٹے ہوئے آتے تھے تو آپنے اپنے صحابہ سے
فرمایا کہ رات کو اپنے گھر میں نہ داخل ہو سو دو شخص رات کو چلے
آئے تو ہر دو نے اپنی اپنی بی بی کے پاس ایک شخص کو پایا
پایا اور یہ نہی استحبابی ہے حرام نہیں ہے سو افضل یہ ہے
کہ اپنے گھر میں خبر کر دے تو سب درست ہو رہیں اور اگر خبر
نہ کرے اور انکی بیخبری میں آگیا تو تحقیق اسنے سنت کو ترک
کیا اور حرام نہیں ہے باب مینہہ کے وقت
گھر میں نماز پڑھ لینے کا کہا فقیہ رحمہ نے
جبکہ کسی شخص کا گھر مسجد سے دور ہو اور مینہ برستے وقت
مسجد کی طرف جانے میں اپنی جان پر پھسلنے کا خوف ہے سو اگر
اپنے گھر میں نماز پڑھ لیوے میں کچھ ڈر نہیں اور تحقیق اسبا
رہ میں رخصت آئی ہے جو نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا جب جوتیاں تر ہو جاویں تو نماز
گھر میں پڑھ لے اور اسمیں انکو رخصت اسواسطے دی کہ
انکی جوتیاں عربی تھیں اگر وہ مینہ میں نکلتے تو
انکی جوتیاں بگڑ جاتیں اور انکے پاس کپڑے تھوڑے
تھے تو بسا اوقات انکو سردی ستاتی

رخص لهم الصلوة في البيوت وروى عن ابن
عباس رضي الله عنه لمؤذنه كان يؤذن
في يوم مطير فقال له قل في اذانك الصلوة في
الرحال ففعل فجعل الناس ينظرون اليه فقال
هكذا فعل رسول الله صلى الله عليه وسلم و
روى نافع عن بن عمران رسول الله عليه الصلوة
والسلام كان اذا وجد البرد الشديد في
السفر او المطر صلى في رحله وامر المؤذنين بان يؤذنوا
بالصلوة ويقولوا في آخر ذلك الصلوة في
الرحال في الليلة المطيرة **باب كراهة
الجرس** روى ابن عمر عن ام حبيبة عن
النبي عليه الصلوة والسلام قال العير التي
فيها الجرس لا تصحبها الملائكة وروى خالد
بن معدان ان النبي عليه الصلوة والسلام
راى راحلة عليها جرس فقال تلك مطية
الشيطان وروى عن عائشة ان امرأة دخلت
عليها ومعها صبي على رجليه جلاجل فقالت
اخرجوا منفر الملائكة فاخرجت وروى عامر
بن عبد الله عن امرأة يقال لها رجانة قالت

اسکو اگر اپنی اپنی گہر مین نماز پڑہ لینے کی رخصت دی گئی اور ابن
عباس رض سے مروی ہے کہ اپکا مؤذن مینہ برستے مین ایکدن
اذان کہہ رہا تہا تو آپنے فرمایا کہ اذان مین کہدے کہ گہرون
مین نماز پڑہ لو سو مؤذن نے ایسا ہی کیا لوگ انکی طرف دیکہنے لگے
انہون نے کہا پیغمبر صاحب کا حکم ایسا ہی ہے اور نافع ابن عمر رض
سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم جب سردی
سخت دیکہتے تہے یا مینہ برستا ہوتا تہا تو اپنے گہر مین نماز
پڑہ لیا کرتے تہے اور مؤذنونکو حکم دیتے تہے کہ نماز کیلیے
اذانین کہین اور آخر اذان مین یہ بات کہدین کہ نماز گہرمین
پڑہ لو مینہ برستی راتمین **باب گہونگرو وغیرہ کی کراہت**
مین ابن عمر بواسطہ ام حبیبہ کے آنحضرت صلی الله علیه وسلم سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جس قافلہ مین گہنٹہ ہے
اسکے ساتہہ فرشتے نہین ہوتے اور خالد بن معدان بہی روایت
کرتے ہین کہ آنحضرت صلی الله علیه وسلم ایک سواری کو
دیکہا کہ اسپر گہنٹہ ہے تو آپنے فرمایا کہ یہ شیطان کی سواری ہے
اور حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ ایک عورت انکی پاس آئی
اور اسکے ساتہہ ایک بچہ پانو مین گہونگرو پہنے ہوئے تہا
تو حضرت عائشہ نے کہا کہ اسکو نکالو فرشتون کو نفرت آتی ہے
سو اسکو نکالدیا اور عامر بن عبد الله ایک عورت سے کہ اسکو

دخلت على عمر ومعى صبى فى رجليه اجراس
فقال عمر اخبرى مولاك ان هذا يكون للشيطان
قال الفقيه رضى الله عنه وقد اجاز العلماء
الجرس للدواب اذا كانت فيه منفعة للناس
والخبر انما ورد فى الذى هو للهو واما اذا
كانت فيه منفعة او مصلحة فلا بأس به

باب التعزية

قال الفقيه رحمه الله التعزية لصاحب المصيبة
حسن وهو ماجور فى ذلك وقد جاء الاثر
عن النبى عليه الصلوة والسلام انه قال حق
المسلم على المسلم ان يعزيه اذا اصابته مصيبة
وروى معاوية بن قرة عن ابيه عن النبى
عليه الصلوة والسلام ان رجلا من اصحابه
غاب عنه فسأل عنه فقالوا انه قد مات ابن
له فقال قوموا بنا نعزيه فقمنا فعزيناه ولا
بأس لاهل المصيبة ان يجلسوا فى بيت او
فى المسجد ثلثة ايام والناس يأتونهم ويعزونهم
وروى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
لما بلغه خبر قتل جعفر بن ابى طالب وزيد

کہ مین حضرت عمر کے پاس حاضر ہوئی اور میرے پاس ایک بچہ پاؤنمین
گہونگرو پہنے ہوے تہا تو حضرت عمر نے فرمایا کہ اپنے مالک سے
کہدے کہ یہ شیطان کے کام ہین کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ علما نے جائز کیا
ہے چوپایونکو گہونگرو پہنانا جبکہ اُنمین لوگون کی کوئی منفعت
ہو اور حدیث کہیل کود کی بارہ مین وارد ہوئی ہے اور لیکن جب
اُسمین کوئی نفع یا مصلحت ہو تو کچہہ اُسکا ڈر نہین ہے

باب ماتم پرسے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ مصیبت والی کی ماتم پرسی کرنا اچہا ہے اور
اُسکو اسمین ثواب ہے اور تحقیق نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت
آئی ہے کہ آپنے فرمایا کہ مسلمانکا مسلمان پر حق ہے کہ جب اُسکو
کوئی مصیبت پہونچے تو اُسکی ماتم پرسی کرے اور معاویہ بن قرہ
اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
اُنکے یارونمین ایک شخص آپ سے غائب ہوگیا تو آپنے اُسکا
حال دریافت کیا تو لوگون نے کہا کہ اُسکا ایک بیٹا مرگیا ہے تو
آپنے فرمایا کہ اُٹہو ہمارے ساتھ اُسکی ماتم پرسی کرین سو ہم اُٹہے
اور اُسکی ماتم پرسی کی اور مصیبت والے اگر گہر مین یا مسجد مین تین
دن تک بیٹہین تو کچہہ مضائقہ نہین اور لوگ اُنکی ماتم پرسی کرین
اور نبی علیہ السلام سے مروی ہے کہ جب آپکو پاس جعفر
ابن ابی طالب اور زید بن حارث اور عبداللہ بن

بن حارث وعبد الله بن رواحة جلس فی
المسجد والناس یاتونه ویعزونه ویکره
الجلوس علی باب الدار فان ذلك عمل الجاهلیة
ونهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن ذلك

باب المسابقة

قال الفقیه رضی الله عنه لا بأس بالمسابقة والمسابقة
ان یجری الخیل لینظر ایهما یسبق صاحبه فان
کان ذلك بغیر عوض فلا بأس وان استبقا
علی شرط العوض فهو علی وجهین ان قالا اینا
سُبِقَ فعلیه کذا فهذا لا یجوز وهو قمار وان
قالا ان سبق فرسی فلی علیك کذا وان سبق
فرسك فلا شیء فهذا جائز واذا کان العوض
فی احد الجانبین جاز وان کان فی الجانبین
لا یجوز واذا ارادا ان یجوز العوض فی الجانبین
فلیدخلا بینهما محللا فیقولا ان سبق فرسی
فلی علیك کذا وان سبق فرسك فلك علی کذا
وان سبق هذا الثالث فلا شیء علیه فهذا
جائز اذا کان الثالث بعد ومعهما وله قوة
وروی مجاهد عن النبی علیه الصلوة و

رواحہ ان تینون کے شہید ہونیکی خبر آئی تو آپ مسجد مین بیٹھے
یعنے غمگین ہو کر اور لوگ آپکی پاس آتے جاتے تہے اور ماتم پرسی کرتے
تہے اور گہر کے دروازہ پر بیٹھنا مکروہ ہے بیشک یہ طریقہ جاہلیت
کا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے اس سے منع کیا ہے باب

گہوڑ دوڑ کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
باہم گہوڑ دوڑ کرنے مین کچہہ ڈر نہین اور گہوڑ دوڑ یہ ہے کہ
گہوڑے چہوڑے جاوین اور دیکہین کہ اُن دونو مین سے کونسا
آگے نکلتا ہے اور اگر یہ بدلی کی ہے یعنی شرط نہ بدی تو کچہہ
اسکا ڈر نہین اور اگر کسی شرط پر دوڑائی گئی تو اُسکی دو صورتین
ہین اگر ان دونون نے کہا کہ جو ہم مین سے آگے نکلیگا دیگا تو اسکو
یہ دینا ہوگا سو یہ جایز نہین اور یہ جوا ہے اور اگر دونون نے
کہا اگر میرا گہوڑا نکل گیا تو مین تجہسے یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا
آگے نکل گیا تو کچہہ نہین تو جایز ہے اور اگر دونون طرف مین
سے ایک طرف ہو تو جایز ہے اور اگر دونون طرف عوض ہو
تو جایز نہین اور جب چاہین کہ دونون طرف سے عوض جایز
ہو جاوے تو چاہیے کہ کوئی حلال کرنیوالا یعنی تیسرا شخص داخل
کر لین اور یہ نہ کہین کہ اگر میرا گہوڑا آگے نکل جاوے تو مین تجہسے
یہ لونگا اور اگر تیرا گہوڑا آگے نکل گیا تو مین تجہکو یہ دونگا اور
اگر یہ تیسرا گہوڑا آگے نکل گیا تو کچہہ اُسپر نہین سو یہ جایز ہے جبکہ

السلام انه قال لا تحضر الملائكة شيئا من لهوكم الا النضال والرهان يعني الرمي وسبق الخيل وروى الزهري قال كانوا يستبقون على عهد رسول الله عليه الصلوة والسلام على الخيل والركاب ويسبق الرجال على ارجلهم وروي عن انس بن مالك قال كانت للنبي عليه الصلوة والسلام ناقة تسمي العضباء لا تسبق فجاء اعرابي على قعود له فسبقها فاشتد ذلك على المسلمين فقال النبي عليه الصلوة والسلام حق على الله ان لا يرفع شيئا من الدنيا الا وضعه وروى هشام بن عروة عن ابيه ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سابق عائشة فسبقته فلما اخذها اللحم سابقها فسبقها فقال النبي عليه الصلوة والسلام يا عائشة هذه بتلك وروى مالك عن يحيي بن سعيد عن سعيد بن المسيب انه قال ليس برهان الخيل باس اذا دخل فيه المحلل قال الفقيه رحمه الله الفائدة في المسابقة ان القوم كانوا محتاجين الى الغزو فكان في المسابقة اظهار الجلادة و

کہ آپ نے فرمایا کہ فرشتے تمہارے کسی کھیل میں تماشہ میں موجود ہوتے اگر نضال اور رہان میں یعنی تیر پھینکنے اور گھوڑا دوڑانے میں اور زہری روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں گھوڑے اور اونٹ دوڑایا کرتے تھے اور آدمی اپنے پیرون سے دوڑتے تھے اور انس بن مالک سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی کہ اسکو عضبا کہتے تھے سو وہ پیچھے نہ رہتی تھی سو ایک اعرابی اپنے جوان اونٹنی پر سوار آیا تو آگے بڑھ گیا مسلمانون پر یہ گران گذرا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ضرور ہے کہ اللہ جس چیز کو اونچا کرتا ہے اسکو نیچا بھی کرتا ہے اور ہشام ابن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ سے مسابقت کی تو حضرت عائشہ آگے نکل گئین اور جبکہ وہ موٹی ہو گئین اور حضرت نے اُنسے مسابقت کری تو حضرت آگے نکل گئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہ یہ بدلہ ہے (تنبیہ یہ مسابقت پاؤن سے دوڑنے مین تھی جیسا کہ الفاظ حدیث کے دلالت کرتے ہین انتہی) اور امام مالک یحیی بن سعید سے وہ سعید ابن مسیب سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ گھوڑے کے دوڑانے مین کچھ ڈر نہین جب ہین کوئی محلل ہو جاوے یعنی تیسرا شخص کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

مسابقت مین یہ فائدہ ہے کہ لوگ ان دنون جہاد کی طرف محتاج تھے

رياضة النفس والاستعداد لامر القتال وروی عن النبی علیه الصلوة والسلام انه سابق ابابکر ومن فسبق رسول الله صلعم وصلا ابوبکر ومکث عمر ومعنی قوله صلا ابوبکر یعنی کان راسه عند صلوی فرس رسول الله صلی الله علیه وسلم والصلوی موضع العجز

باب نثر السکر فی العرس وغیره قال الفقیه رضی الله عنه اذا نثر السکر فی العرس او نثر علی الامراء او العسکر قال بعضهم لا باس بان ینتهب وقال بعضهم لا یجوز وقال بعضهم یجوز ذلك فی العرس و لا یجوز فی نثر الامراء فاما من کره ذلك فاحتج بما روی عن حمید عن انس بن مالك عن رسول الله علیه الصلوة والسلام انه نهی عن النهبة والانتهاب وقال من انتهب فلیس منا وروی عن عدی بن ثابت عن عبد الله بن یزید الخطمی قال نهی النبی علیه الصلوة والسلام عن المثلة والنهبة وروی عن ابن مسعود رضی الله عنه انه کان اذا نثر علی الصبیان یمنع صبیانه عن النهبة وانثر لهم شیئا اخر واما من قال لا بأس به فلان صاحبه قد اباح

اور نفس محنت کا عادی ہوتا ہے اور لڑنے کی لیاقت پیدا ہوتی ہے اور نبی علیه الصلوة والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے مسابقت کی تو آپ آگے نکل گئے ابوبکر کا گھوڑا بالکل قریب رہا اور حضرت عمر کا ٹھہر گیا اور اسکے معنی یہ ہوئے کہ ابوبکر کے گھوڑے کا سر حضرت کے گھوڑے کی دُم کے پیچھے تھا اور صلو چوتڑ کی جگہہ کو کہتے ہیں

باب شکر پھینکنے کا شادی وغیرہ میں کہا فقیہ رح نے شکر پھینکنا نکاح میں یا امیروں اور لشکروں پر بعض نے کہا جایز ہے لوٹنا اسکا اور بعض نے کہا کہ نہیں جایز ہے اور بعض نے کہا جایز ہے شادی وغیرہ میں اور امیروں پر جو پھینکا جاتا ہے وہ لوٹنا جایز نہیں سو جسنے اسکو مکروہ کہا ہے تو اسکی حجت وہ روایت ہے کہ حمید بواسطہ انس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے لٹانے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور فرمایا کہ جو کوئی لوٹیگا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور عدی بن ثابت عبداللہ بن یزید خطمی سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثلہ کرنے اور لوٹنے سے منع فرمایا ہے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب شکر لڑکوں پر پھینکی جاتی تو وہ اپنے بچوں کو لوٹنے سے منع کیا کرتے اور انکے اوپر اور کوئی چیز پھینک دیتے اور جسنے کہا ہے کہ کچھہ ڈر نہیں تو اسلیے کہ شکر کا مالک نے یہ لوٹ

ذلك وبما روى عن الحسن وعكرمة انهما قالا
لا بأس بنهبة السكر في العرس وروى عن عبد الله
بن قرط قال أتي رسول الله صلى الله عليه وسلم
بخمس او ست بدنات فجعل البدنات يزدلفن
باليهن يبدأ بنحورهن فلما وجبت جنوبها قال
رسول الله عليه الصلوة والسلام كلمة لم افهمها
فسألت من يجنبني قال من شاء فليقطع يعني
اباح لهم اللحم فاذن لهم بالنهب وروى عن
الحسن وعكرمة انهما كانا لا يريان باسا بنهب
السكر في العرس وقال الشعبي انما كره من النهبة
ما اخذ بغير طيبة نفس صاحبه فاما من اخذ
بطيبة نفس صاحبه فلا باس بها فاما اجازه في العرس
وكره في غيره لاجل ذهب الى ما روى خالد بن معدان عن معاذ
بن جبل قال شهد رسول الله صلى الله عليه و
سلم عرس شاب من الانصار فلما زوجوه
جاءت الجواري باطباق عليها اللوز والسكر
فامسك القوم فقال لهم الا تنتهبون فقالوا
يا رسول الله انك نهيت عن النهبة فقال تلك
نهبة العساكر واما العرسات فلا قال الفقيه رحمه

اور اسلیئے کہ حسن اور عکرمہ سے مروی ہے کہ ان دونوں نے کہا ہے
کہ نکاح میں سکر لوٹنے کا کچھ ڈر نہیں اور عبد اللہ بن قرط سے مروی ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پانچ یا چھ اونٹ قربانی کے آئے
تو ہر ایک آپکے نزدیک ہونے لگا اس سبب سے کہ میں پہلے ذبح کیا جاؤں جب ذبح
ہو چکے تو آپنے ایسا کلمہ فرمایا کہ میں نہ سمجھا تو میں نے پاس
والے سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ فرمایا ہے جو چاہے
سو کاٹ لے یعنی انکے لئے گوشت مباح کر دیا اور انکو
لوٹ لینے کی اجازت دیدی اور حسن اور عکرمہ سے مروی
ہے کہ وہ دونوں نکاح کے وقت سکر لوٹنے میں کچھ
ڈر نہ جانتے تھے اور شعبی کہتے ہیں کہ لوٹ اسلیئے مکروہ ہے کہ
مالک کی بے رضامندی اور دلخوشی کے لیوے اور جب مالک کی
خوشی سے لی تو کچھ ڈر نہیں اور جسنے نکاح میں اجازت دی ہے
اور امر اسکے لیئے مکروہ کہا ہے تو وہ اس روایت کی طرف گیا ہے کہ
خالد بن معدان نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم ایک جوان انصار کے نکاح میں تشریف لائے جب اسکا
نکاح ہو گیا تو باندیاں کئی طباق بادام اور سکر کے لائیں کہ
لوگوں نے توقف کیا تو آپنے انسے فرمایا کیوں نہیں لوٹتے تو لوگوں
نے عرض کیا یا رسول اللہ آپنے لوٹنے کو منع فرمایا ہے
تو آپنے فرمایا کہ لشکر کی لوٹ منع ہے اور نکاح میں لوٹ منع

فلهذا لا يأخذ اذا كان النثر في العرس او في وليمة او في رجل نحر جزورا واباح النهبة للناس او قدم رجل من سفر فينثر عليه شيء فلا بأس بان ينتهب منه واذا كان النثر على الامراء فلا يجوز ان ينتهب لان النثر عليهم بمعنى الرشوة الا ترى ان هدية الامراء مكروهة وقد جاء عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال هدايا الامراء غلول وكذلك النثر عليهم وكذلك اذا ذبح البقر لاجل الامير فانه يكره اخذ ذلك اللحم الا لاهل السجن

باب الهدية

قال الفقيه رضي الله عنه اذا اهدى اليك انسان فان لم يكن الذي اهدى اليك ظالما ولا يكون من حرام فالافضل ان تقبل الهدية وتكافيه بافضل منه او مثله وان عجزت عن المكافات بالمال فبالدعاء وحسن الثناء وقد روي عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من لا يشكر الناس لا يشكر الله وروي ابن عمر رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من اهدى اليكم معروفا فا

اور ایسی کو ہم لیتے ہیں جو اگر یہ بکھیر نکاح میں یا ولیمہ میں ہو یا کوئی شخص اونٹ کو ذبح کرے اور لوگوں کو لوٹ مباح کر دے یا کوئی شخص سفر سے آوے اور اُسپر کوئی چیز بکھیر لیجاوے اور اسکو لوٹ لیں تو کچھ ڈر نہیں اور جبکہ بکھیر امیروں پر ہو تو اسکا لوٹنا جایز نہیں کیونکہ اُنکے اوپر کی بکھیر تو رشوت کا حکم رکھتی ہے کیا تو نہیں دیکھتا کہ امیروں کا تحفہ مکروہ ہے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ امیروں کے تحفے مشتبہ ہیں اور ایسے ہی اُنکے اوپر کی بکھیر اور ایسے ہی جب کوئی گاے کسی امیر کے لیے ذبح کی جاے تو اُسکا گوشت لینا مکروہ ہے مگر قیدیوں کو مکروہ نہیں ۔

باب تحفہ لینے دینے کے بیان

میں کہا فقیہ رحمۃ اللہ نے جب کوئی شخص تیرے پاس تحفہ بھیجے پس اگر وہ ظالم نہیں ہے اور نہ وہ تحفہ حرام کے مال میں سے ہے تو یہ قبول کر لینا افضل ہے اور تجھکو اسکا بدل اُس سے بہتر یا مثل اُسکے دینا بہتر ہے اور اگر مال کا بدلا دینے میں عاجز ہے تو دعا اور اُسکی اچھی تعریف کرنی چاہیے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا جسنے آدمیوں کا شکر نکیا وہ خدا کا شکر بھی نہیں کریگا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپنے فرمایا ہے کہ جو کوئی تمکو تحفہ بھیجے بدستور معروف

لمكافوه فان لم تجدوا فادعوا له حتى تعلموا انكم
قد كافيتموه وعن النبي عليه الصلوة والسلام
انه قال اجيبوا الداعي ولا تردوا الهدية وروى
انس بن مالك رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال الهدية تذهب بالسمع والبصر
والقلب وروى عطاء الخراساني عن النبي
عليه الصلوة والسلام انه قال تصافحوا فانه
يذهب الغل وتهادوا وتحابوا فانه يذهب
الشحناء وروى عن جابر عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال اشكر الناس لله اشكرهم
لعباده فمن لم يشكر القليل لم يشكر الكثير
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من اهدى
اليه خيرا فليجزه وان عجز عن جزائه فليثن
عليه ثناء احسنا فان لم يثن فقد كفر النعمة
وقال النبي عليه الصلوة والسلام من زاد الله
نعمة فليشكر والا فليثن بها وروى ابن عباس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
اهديت اليه هدية وعنده قوم فهم شركاؤه
فيها قال الفقيه رحمه الله تكلم الناس في اول

سو تم اسکے بدلا دو اور اگر تم بدلا نہ دے سکو تو اسکے لیے دعا کرو
تاکہ وہ جانے کہ تم نے بدلا دیا اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی
ہے کہ آپنے فرمایا دعوت اور تحفہ کو قبول کرو اور انس بن مالک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ
تحفہ کان اور آنکھہ اور دل کو لیجاتا ہے اور عطا خراسانی
نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا
کہ مصافحہ آپسمین کرو کیونکہ وہ کدورت کو دور کرتا ہے اور
آپسمین تحفہ دو لو اور دوستی رکہو کہ وہ کینہ دور کرتا ہے
اور جابر نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے
فرمایا کہ زیادہ شکر کرنیوالا اللہ کا وہ ہے جو زیادہ شکر کرے
اسکے بندونکا جسنے تہوڑے کا شکر نکیا وہ بہت کا بھی نکریگا
اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جو کوئی کسیکے پاس اچھی چیز لاوے
تو اسکا بدلا دے اور اگر بدلا نہ دیسکے تو اسکی اچھی تعریف
کرے سو اگر نہ کیا تو اسنے کفران نعمت کیا اور نبی علیہ
الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالے اگر کسیکو کچھہ
نعمت دے تو چاہیے کہ اسکا شکر کرے اور نہین تو
اسکی تعریف کرے اور ابن عباس نبی علیہ الصلوۃ و
السلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جس شخص
کے پاس کچھہ تحفہ آوے اور اسکے پاس اور لوگ بیٹھے ہون تو وہ سب

هذا الحديث فقال بعضهم الخبر على ظاهره و
كل من اهدى اليه هدية فجلساءه شركاءه
وقال اهل الفقه رحمهم الله الخبر على وجه الاستحباب
ليستحب له ان يشاركهم على وجه الكرم والمروة
فان لم يفعل ذلك فلا يجبر عليه وقد روى عن
ابي يوسف القاضي انه اهدى اليه شئ فروى
بعض اصحابه هذا الحديث فقال ابو يوسف ان
الحديث في الفاكهة ونحوها لا في الخبز و
البر وذكر الفقيه ابو جعفر عن ابي القاسم احمد
بن حمزة انه اهدى اليه هدية فذكر له الحديث
فقال انهم شركاء في السرور لا في الهدية
والله اعلم

باب تشميت العاطس

قال ابو الليث رضي الله عنه روى في بعض الاخبار
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال من
عطس ثلث عطسات متواليات استقر الايمان
في قلبه وقد روى انس بن مالك رض قال عطس رجلان
عند رسول الله عليه الصلوة والسلام فشمت
لاحدهما ولم يشمت الاخر فقيل يا رسول الله
شمت هذا ولم تشمت هذا فقال ان هذا حمد

بعض نے تو یہ کہا ہے کہ حدیث اپنی ظاہر پر ہے اور جسکے پاس
کچھ تحفہ آوے تو اُسکے ہمنشین اُسکے شریک ہین اور فقیہ رح
نے کہا ہے کہ یہ حدیث استحباب کے طور پر ہے یعنی شخص کو اُنکا
شریک کر لینا مستحب ہے بطور مروت کے اور شرم کے اور اگر یہ نکریگا
تو اسپر کوئی جبر نہین اور ابو یوسف قاضی سے مروی ہے کہ
کہ کوئی چیز اُنکے پاس تحفہ آئی تو اُنکے بعض یارون نے یہ حدیث
روایت کی تو ابو یوسف نے جواب دیا کہ یہ حدیث میوون مین
اور مثل اُسکے ہے نہ کہ روٹیون اور گیہون وغیرہ مین اور ابو جعفر
فقیہ ابو القاسم احمد بن حمزہ سے ذکر کرتے ہین کہ اُنکے پاس کہین
سے تحفہ آیا تو یہ حدیث اُنکے سامنے پڑہی گئی تو اُنہون نے
کہا کہ وہ لوگ اُسکی خوشی مین شریک ہین نہ تحفہ مین

باب چہینک کے جواب دینے مین

کہا فقیہ ابو اللیث رضی
الله عنہ نے بعض حدیث مین نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جس نے پے در پے
تین بار چہینکا تو ایمان اُسکے دل مین ٹہیر گیا اور انس
بن مالک روایت کرتے ہین کہ دو شخصون نے آنحضرت صلے
الله علیہ سلم کے پاس چہینکا تو آپنے ایک کو جواب
دیا اور دوسرے کو نہ دیا تو لوگون نے عرض کیا کہ یارسول الله آپنے
اسکو جواب دیا اور اُسکو نہین دیا آپنے فرمایا کہ اسنے تو الحمد لله کہا

الله وهذا لم يحمد الله و قال الفقيه رضى الله عنه يستحب
للعاطس ان يخفض صوته بالعطاس ويرفع
صوته بالتحميد ليسمع الناس لان التشميت
انما يجب عليهم بعد ما حمد الله وروى عن ابن
عمر انه سمع رجلا عطس فقال له ابن عمر يرحمك
الله ان كنت حمدت الله وروى مالك عن
عبد الله ابن ابى بكر بن عمرو بن حزم عن ابيه
عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال
ان عطس رجل فشمته ثم ان عطس رجل فشمته
ثم ان عطس فقل له انك مضنوك يعنى مزكوم
قال عبد الله لا ادرى بعد الثالثة او الرابعة
وقال ابو هريرة تشميت العاطس ثلثا فاذا زاد
فهو مزكوم قال الشعبى تشميت العاطس مرة
كسجدة يسجد ها مرة فان عاد لم يسجد ثانيا و
روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه اذا
كان عطس نكس راسه وخمر وجهه وخفض
صوته فاذا عطس رجل فحمد غيره فهو حسن و
قد روى عن النبى عليه الصلوة والسلام انه
قال من سبق العاطس بالحمد امن من الشوص

اور اُسنے نہین کہا اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ چہینکنے والے کو
مستحب ہے کہ چہینکتے وقت اپنی آواز کو پست کرے اور الحمد للہ
کہتے وقت اونچی کرے تاکہ سب لوگ سنین اسلیے کہ چہینک کا
جواب دینا اُنپر واجب ہے جبکہ چہینکنے والا الحمد للہ کہے اور ابن عمر
سے مروی ہے کہ اُنہون نے ایک شخص کو چہینکتے سُنا تو اُنہون نے
کہا کہ اللہ تجہپر رحم کرے اگر تو نے الحمد للہ کہا ہے اور امام مالک عبد اللہ بن ابی بکر
بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے وہ رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے
ہین کہ آپنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص چہینکے اور اسکو یہ
جواب دے پہر اگر اُس نے چہینکا پہر اُسکو جواب دے پہر
اگر چہینکا پہر اُسکو جواب دے اور اُس سے کہے کہ تجہکو زکام
ہوا ہے عبد اللہ راوی کہتے ہین کہ مین نہین جانتا کہ تیسرے
چہینک کے بعد یا چوتہی کے بعد اور کہا ابو ہریرہ نے کہ جواب
چہینک کا تین بار ہے اور جب زیادہ ہوا تو اُسکو زکام ہے
کہا شعبی نے کہ چہینک کا جواب ایک بار ہے جیسے کہ سجدہ ایک بار
کیا جاتا ہے پہر اگر دوبارہ کیا تو سجدہ نہ آویگا اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام سے مروی ہے کہ جسوقت آپ چہینکتے تہے تو سر جہکا لیتے
تہے اور اپنا چہرہ چہپا لیتے تہے اور آواز کو پست کرتے تہے
پس جسوقت کسی نے چہینکا اور کسی دوسرے نے الحمد للہ کہا تو وہ اچہا ہے
اور تحقیق نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا کہ جب کہ

واللوص والعلوص قال اهل اللغة الشوص وجع الضرس واللوص وجع الاذن والعلوص وجع البطن

باب مداراة الناس

قال الفقيه رضی الله عنه يستحب للرجل ان يداری مع الناس ويترك المنازعة والخصومة ما امكنه وروی عن النبی عليه الصلوة والسلام انه قال اول ما نهانی ربی بعد عبادة الاوثان عن شرب الخمر وعن ملاحات الرجال وروی جابر عن رسول الله صلی الله عليه وسلم انه قال مداراة الناس صدقة وروی سعيد بن المسيب عن رسول الله عليه الصلوة والسلام انه قال راس العقل بعد الايمان بالله تعالی مداراة الناس قال بعض الحكماء من عصی والديه لم ير السرور من ولده ومن لم يستشر فی الامور لم يصل الی حاجته ومن لم يدار مع اهله ذهبت لذة عيشه ويستحب للرجل اذا دخل منزله ان يسلم علی اهله ولا يتكلم حتی يستكمل الجلوس واذا تكلم تكلم بالتؤدة والرفق لان النبی عليه

اور لوص اور علوص سے امن مین رہا لغت والے کہتے ہین کہ شوص ڈاڑھ کا درد اور لوص کان کا درد اور علوص پیٹ کا درد

باب آدمیون کے ساتھ آشتی اور صلح رکھنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے مستحب ہے کہ آدمی لوگون کے ساتھ خوش خلقی سے پیش آوے اور جہانتک ہوسکے جھگڑا اور خصومت چھوڑ دے اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپنے فرمایا اول اُس چیز کا جو منع کیا مجھکو میرے رب نے بعد عبادت بتون کے یہ بچون مین شراب سے اور دل لگی کی باتون سے اور روایت کی جابر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپنے فرمایا آدمیون کے ساتھ مدارات کرنا صدقہ دینا ہے اور سعید بن مسیب نبی علیہ الصلوۃ والسلام روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ ایمان کے بعد بڑی عقلمندی لوگون کے ساتھ مدارا کرنا ہے بعض حکما کہتے ہین جسنے اپنی ماں باپ کی نافرمانی کی وہ اپنی اولاد سے خوشی نہ دیکھیگا اور جسنے کامون مین مشورت نہ لی اُسکی حاجت پوری نہوگی اور جسنے گھر والون سے مدارات نکی اُسکے عیش کا مزا جاتا رہیگا اور مستحب ہے کہ جسوقت آدمی اپنے گھر مین جاوے تو گھر والون پر سلام کرے اور باتین نہ کرے جب تک اچھی طرح نہ بیٹھ لے اور جب باتین کرے تو آہستگی اور نرمی سے کرے اسلیے کہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا

الصلوة والسلام قال خيركم خيركم لاهله
وقال الله تعالى وعاشروهن بالمعروف
وروى عن سفيان الثورى انه قال اذا غضبت
امرأتك وحملت عليك فاضرب كفك بين
كتفيها وقل يا ايها الرجس النجس الخبيث المخبث
اخرج عن جسد طيب فيخرج باذن الله تعالى
وقال عمر بن ميمون ثلثة من الفواقر و
ثلثة لا يستجاب لهم دعاءهم وثلثة لا يدخلون
الجنة فاما الفواقر فرفيق لو احسنت اليه لم
يشكر وان اسأت لم يعف وجار ان راى
منك حسنة لم يفشها وان راى سيئة لم يدفنها
وزوجة سيئة ان شهدت لها لم تقر عينك
بها وان غبت عنها لم تطمئن قلبك اليها واما
الذين لا يستجاب لهم فرجل دعا على كل ذى
رحم محرم ورجل دائن يدين الى اجل ولم
يشهد عليه ورجل يقول لزوجته اللهم
ارحنى منها يقول الله تعالى ايها العبد فلديك
امرها فان شئت فطلقها وان شئت فامسكها
واما الذين لا يدخلون الجنة فعاق والديه

ہے تم مین بہتر وہ ہے کہ اپنے گہر والون کے ساتھ بہتر ہو
اور حق تعالی فرماتا ہے اور بسر کرو انکے ساتھ اچھی طرح اور
سفیان ثوری سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہین جب تیری بی بی تجپر
اور غصہ ہو اور تجھپر اُٹھے تو اپنے ہاتھ اُسکے مونڈہے پر مار
اور کہہ ای پلید خبیث نجس پاک بدن سے سو الله کے حکم سے نکل
جاویگا یعنی اُسکا غصہ جاتا رہیگا اور عمر بن میمون کہتے ہین کہ
تین چیزین کمر توڑنے والی ہین اور تین ہین کہ انکی دعا قبول
نہین ہوتی اور تین ہین کہ جنت مین نجاوینگے سو کمر توڑنے
والی چیزون مین سے ایک وہ رفیق ہے کہ تو نے اُسکے ساتھ
احسان کیا اور اُسنے تیرا شکر نکیا اور اگر تجہسے کوئی برائی ہو تو
معاف نکرے اور دوسرا ہمسایہ کہ اگر کوئی نیکی دیکہے تو اُسکو
ظاہر نکرے اور اگر کوئی برائی دیکہے تو اُسکو نہ چہپاوے تیسرے
تیری بی بی اگر تو اُسکے سامنے آوے تو اُس سے تیری آنکہین
ٹہنڈی نہون اور اگر تو اُس سے غائب رہے تو اُسکی طرف سے تیرے
دلکو اطمینان نہو اور جنکی دعا قبول نہوگی ایک ایسا آدمی کہ اپنے
تمام اقربا پر بددعا کرے اور دوسرا وہ شخص کہ ایک مدت پر قرض
دیا اور کوئی گواہ اُسپر نہو اور وہ شخص کہ اپنے بی بی کی نسبت
کہے یا الله مجھکو راحت دے اُس سے حق تعالی فرماتا ہے ای بندہ تیرے
پاس اُسکا معاملہ ہے چاہے تو اُسکو طلاق دے چاہے بندہ رکہہ اور جو لوگ

ومد من خمر ومنان

باب الامثال

قال الفقيه رحمه روى عن ابن عباس رضي الله عنه عن النبي عليه الصلوة والسلام قال ما تكلم رسول الله صلى الله عليه وسلم بكلام الا صار مثلا لم يسبقه اليه احد ومن ذلك قوله عليه الصلوة والسلام لا يلدغ المؤمن من جحر واحد مرتين وقوله لا يجني على المرء الا يده وقوله الشديد من غلب نفسه القوي من ملك غضبه وهونه وقوله الآن حمي الوطيس كان في حرب حنين معناه اي اشتد الحرب وهاج وقعه وقوله عليه الصلوة والسلام ليس الخبر كالمعاينة وقوله الشاهد يرى ما لا يرى الغائب وقوله ساقي القوم آخرهم شربا وقوله لو بغى جبل على جبل لدكه الله وقوله الحرب خدعة وقوله ابدأ بنفسك ثم بمن تعول وقوله المسلم مرآة المسلم وقوله البلاء موكل بالمنطق وقوله الناس كاسنان المشط وقوله الناس كابل مائة لا تكاد تجد فيها راحلة وقوله الغني غنى النفس وقوله ترك الشر صدقة

اور دائم الخمر اور احسان جتانے والا

باب مثالین بیان کرنے مین

ابن عباس رضہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جو کلام کیا ہے وہ ایک ایسی مثال ہوگئی ہے کہ کسی نے آپ سے پہلے بیان نہین کیا اور ان مثالون مین سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے کہ مومن ایک سوراخ سے دوبار نہین کاٹا جاتا یعنی جب ایک کام مین آدمی کو نقصان پہونچتا ہے پہر اسکو نہین کرتا اور ایک قول یہ ہے کہ آدمی کو اسکا ہاتھ گنہگار کرتا ہے اور ایک قول یہ ہے سخت وہ کہ جو اپنے نفس پر غالب آیا اور مضبوط وہ جسکا غصہ اور خواہش اسکے اختیار مین ہوا اور ایک قول یہ ہے کہ گرم ہوا وطیس کہ جنگ حنین مین آپنے فرمایا تھا اسکے معنی یہ ہین کہ لڑائی سخت ہوئی اور اسکے ہونے کا غلبہ ہوا اور ایک قول کہ سنا ہوا دیکھے کے برابر نہین اور ایک قول یہ ہے کہ حاضر وہ دیکھتا ہے جو غائب نہین دیکھتا اور ایک قول یہ ہے کہ جو لوگون کو پلاتا ہے وہ آخر مین پئے گا اور ایک قول یہ ہے کہ اگر ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ پر بغاوت کرے تو اللہ تعالے اسکو توڑ ڈالے اور ایک قول یہ ہے کہ لڑائی دہوکے کا نام ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مقدم کر اپنے نفس کو پہر جسکا ذمہ دار ہوا اور ایک قول کہ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ بولنے سے بلا مین پڑ جاتا ہے اور ایک قول یہ ہے آدمی آپس مین کنگہے کی دندانون کے طرح مین

اور ایک قول یہ ہے کہ لوگ مانند سو اونٹ کے ہین کہ ان مین ایک بہی سواری کے لائق نہین ملتا اور ایک قول یہ ہے کہ تونگری نفس کی تونگری ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ گانا بجانا نفس کو رنج مین ڈالتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ برائی کا چھوڑ دینا صدقہ کا ثواب ہے

وقوله سید القوم خادمهم وقوله عدة
المؤمن اخذ الکف وقوله ان من الشعر لحکمة
وقوله وان من البیان لسحرا وقوله نیة المؤمن
خیر من عمله وقوله ارحم من فی الارض یرحمك
من فی السماء وقوله استعینوا علی الحوائج بالکتمان
وبروایة اخر وهو قوله استعینوا علی حوائجکم
بکتمان اسرارکم فان کل ذی نعمة محسود و
قوله المستشار مؤتمن فلا یخون فلینصح وقوله
من لا یرحم لا یرحم وقوله العائد فی هبته کالعائد
فی قیئه وقوله الدال علی الخیر کفاعله وقوله
حبك الشئ یعمی ویصم وقوله کل معروف
صدقة وقوله لا یاوی الضالة الا الضال و
قوله مطل الغنی ظلم وقوله السفر قطعة من
العذاب وقوله المسلمون عند شروطهم و
قوله الناس معادن کمعادن الذهب والفضة
وقوله الظلم ظلمات یوم القیمة وقوله جبلت
القلوب علی حب من احسن الیها وبغض من اساء
الیها وقوله لا یشکر الله من لا یشکر الناس و
قوله عفو الملوك ابقاء للملك هذه الامثال

اور ایک قول یہ ہے کہ قوم کا سردار انکا خدمتگار ہے یعنی اکثر خبرگیری
میں رہتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کا وعدہ کرنا ہاتھ پکڑنا ہے
اور ایک قول ہے کہ بیشک بعض شعر سراسر حکمت ہے اور ایک قول یہ
کہ بعض بیان تو نرا جادو ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مومن کی نیت
اسکے عمل سے بہتر ہے اور ایک قول یہ ہے کہ جو زمین میں ہیں ان پر رحم کر
پس جو آسمان میں ہیں وہ تجھپر رحم کرینگے اور ایک قول یہ ہے کہ مدد لو
حاجتوں کو خاموشی میں اور ایک روایت میں ہے کہ مدد لو اپنی
حاجت اپنی گفتگو کو چھپا کر بیشک جسکے پاس نعمت ہوتی ہے اس سے
لوگ حسد کرتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ جس سے مشورت لی جاتی ہے
امانت داری شرط ہے چاہیے کہ خیانت نکرے اور خیرخواہی کرے
اور ایک قول یہ ہے کہ جو شخص رحم نکرے اسپر بھی رحم نہوگا اور ایک
قول یہ ہے اپنی دی ہوئی چیز کا پھیرنا اپنی قے کی ہوئی کو کھا لینا ہے
اور ایک قول یہ ہے کہ نیکی کا بتانیوالا ایسا ہے جیسا اسکا کرنیوالا اور ایک قول
یہ ہے کسی چیز کی دوستی آدمی کو اندھا بہرا کر دیتی ہے اور ایک قول یہ ہے
کہ ہر اچھا کام صدقہ کا ثواب رکھتا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ گمشدہ چیز
کھونے والے ہی کو ملے اور ایک قول یہ ہے کہ قرضدار جب غنی ہو جاوے تو
اسکو دیر کرنی ظلم ہے اور ایک قول یہ ہے سفر بھی ایک عذاب کا ٹکڑا ہے
ایک قول یہ ہے کہ مومن اپنے شرطوں کے پاس رہتے ہیں اور ایک قول یہ ہے کہ
آدمی ایسے ہیں جیسے سونے چاندی کی کان اور ایک قول یہ ہے کہ ظلم

كلها عن النبي عليه الصلوة والسلام وقال منصور
بن عمار في الحكمة من ابصر عيب نفسه اشتغل
من عيب غيره ومن تعرى عن لباس التقوى
لم يستتر بشئ ومن رضى برزق الله لا يحزن
على ما في يد غيره ومن سل السيف لغيره
قتل به ومن حفر بئرا لاخيه وقع فيه ومن
هتك حجاب غيره انكشف عورته ومن نسي
زلة نفسه استعظم زلة غيره ومن كابر
الامور عطب ومن استغنى بعقل نفسه ذل و
من تكبر على الناس ذل ومن تعمق في العمل مل
ومن فخر على الناس فضح ومن تسفه عليهم
شتم ومن صاحب الارذال حقر ومن جالس
العلماء وقر ومن دخل مداخل السوء اتهم و
من تهاون بالدين ارتطم ومن اغتنم اموال
الناس افتقر ومن انتظر العاقبة اصطبر
ويقال العافية بالفاء ومن جهل موضع قدمه
مشت في ندامة ومن خشي الله فاز
ومن لم يجرب الامور خدع ومن صارع
اهل الحق صرع ومن احتمل ما لا يطيقه عجز و

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور منصور بن عمار حکمت کے باب مین
کہتے ہین جو اپنے عیب کو دیکھیگا اور کے عیب سے بیخبر رہیگا اور
جو شخص پرہیزگاری کے لباس سے ننگا ہے وہ کسی چیز سے ڈہکا
نجائیگا اور جو شخص اپنے رزق پر خوش رہیگا اسکو کسی کے پاس
کچھہ دیکھنے سے رنج نہوگا اور جو کسی پر تلوار کھینچیگا آپ اُس
سے کاٹا جاویگا جو شخص اپنے بھائی کے لیے کنوان کھودیگا
آپ اُسمین گریگا جو کسی کی پردہ دری کریگا اُسکا فضیحتا آپ ہوگا
جو اپنی خطا بھول جائیگا اور کی خطا کو بڑا سمجھیگا جو بھاری
سمجھیگا کامون کو ہلاک ہوگا جو اپنی عقل پر بے پروا رہیگا
خطا کھائیگا جو لوگون سے تکبر کریگا ذلیل ہوگا جو اعمال مین
حد سے زیادہ مشقت کریگا وہ تھکیگا جو لوگون پر اپنا فخر کریگا
رسوا ہوگا جو اُنکے ساتھ نادانی برتیگا گالی دیا جاویگا اور
جو رذیلون مین بیٹھیگا حقیر ہوگا جو عالمون کے پاس بیٹھیگا
اُسکا وقر ہوگا جو کوئی کسی بُری جگہہ جاویگا اُسپر تہمت لگیگی
جو کوئی دین مین سستی اختیار کریگا مُصیبت مین پڑجاویگا جو کوئی
لوگونکا مال لوٹیگا محتاج ہو جائیگا اور جو انتظار مین نیک انجام کے
ہی صبر کریگا اور یہ بھی آیا ہے جو آرام کا انتظار کریگا صبر کریگا اور
جو بے موقع قدم رکھیگا ندامت مین پڑیگا اور جو اللہ سے ڈریگا مراد کو
پہنچیگا اور جسنے کامون کو تجربہ نکیا ہوگا دھوکے مین آجائیگا جسنے اہل حق کو

ومن عرف اجله قصر امله ومن استفاد الجهل
ترك طريق العدل ولا حول ولا قوة الا بالله
العلي العظيم ويقال جزية المسلم كراء بيته و
ذل رقبته دينه وعذابه سوء خلق امرأته و
قال بعض الحكماء لقاء العلماء والاخوان تلقيح
العقول وروى الاشعري عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال مثل المؤمن الذي يقرأ القرآن
كمثل الاترجة ريحها طيبة وطعمها طيب وقال
الفقيه رضي الله عنه انما اراد بالاترج اترج
اهل الحجاز لانه يكون ريحا طيبا وطعما
حلوا واما الاترج الذي في بلادنا لا يكون
له طعم طيب وان كانت ريحها طيبة ومثل المؤمن
الذي لا يقرأ القرآن كمثل التمرة طعمها طيب
ولا ريح لها ومثل الفاجر الذي يقرأ القرآن
كمثل الريحانة ريحها طيب وطعمها مر ومثل
الفاجر الذي لا يقرأ القرآن كمثل الحنظلة طعمها
مر وريحها منتن **باب العمارة و
والبناء** قال الفقيه رضي الله عنه كره
بعض الناس ان ينفق الرجل ماله في البناء

جسنے اپنی موت کو پہچانا اپنی امید کم کریگا جسنے جہالت کے ساتھ
استفادہ کیا تو اسنے اپنی سیدھے رستہ کو چھوڑا اور نہیں زور رہنا گناہ سے اور
نہیں قوت نیکی کی مگر اللہ بزرگ کے مدد سے اور کہتے ہیں مسلمان کا جزیہ اسکی
گھر کا کرایہ ہے اور اسکا قرض اسکے گردن کا جھکنا ہے اور اسکا عذاب
اسکی بی بی کی بدخلقی ہے اور بعض حکما کہتے ہیں عالموں اور بھائیوں سے
ملاقات کرنا عقل کا پیوند کرتا ہے اور ابو موسی اشعری نبی علیہ الصلوۃ والسلام
سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا مومن قرآن پڑھنے والے
کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اترج اسکی خوشبو بھی اچھی اور اسکا مزہ بھی
اچھا اور کہا فقیہ رحمہ اللہ نے اترج سے مراد اہل حجاز کا اترج ہے
اسلئے کہ اسکی خوشبو اچھی ہوتی ہے اور اسکا مزہ میٹھا ہوتا ہے اور ہمارے
ملک کے اترج کا مزہ اچھا نہیں ہوتا اگرچہ اسکی خوشبو اچھی ہوتی
ہے اور جو مومن کہ قرآن نہیں پڑھتا اسکی مثال ایسی ہے جیسے
چھوہارا اسکا مزہ اچھا ہے اور کچھ اسمیں خوشبو نہیں اور جو بدکار
قرآن پڑھتا ہے اسکی مثال جیسے ناز بو اسکی خوشبو اچھی اور مزہ
کڑوا اور جو فاجر کہ قرآن نہیں پڑھتا جیسے پھلپھیندا کہ اسمیں
نہ کوئی مزہ ہے نہ خوشبو ہے **باب مکان بنانے
کے بیان میں** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے
کہ بعض علما کے نزدیک آدمی کو مکانات بنانے میں
مال خرچ کرنا مکروہ ہے

واحتجوا بما روى ابو هريرة عن النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال اذا اراد الله بعبد شرا اهلك ماله في اللبن والطين وفي خبر اخر عن النبي عليه الصلوٰة والسلام انه قال من بنى فوق ما يكفيه جاء به يوم القيمة حاملا على عنقه وروى عن الحسن البصري ان رجلا قال له اني بنيت دارا فادخلها ادع لي بالبركة فدخل الحسن مع اصحابه ونظر في الدار فقال خربت دار نفسك وعمرت دار غيرك غرّك من في الارض ومقتك من في السماء وقال بعضهم لا بأس به لان الله تبارك وتعالى قال تتخذون من سهولها قصورا وتنحتون الجبال بيوتا فاذكروا الاء الله الاية فاخبر ان القصور من نعماء الله وقال في اية اخرى قل من حرم زينة الله التي اخرج لعباده الاية وذكر ان ابنا لمحمد بن سيرين بنى دارا فانفق عليها مالا كثيرا فذكر ذلك لمحمد بن سيرين قال ما ارى باسا بان يبني الرجل من ماله ما ينفعه وروى عن النبي عليه

اور انکی حجت وہ ہے جو ابو ہریرہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا جبکہ اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے حق مین برائی چاہتا ہے تو اُسکے مال کو اینٹون اور مٹی مین تلف کرتا ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دوسری حدیث مین ہے کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی مکان حاجت سے زیادہ بنائیگا قیامت کے دن اپنی گردن پر لادکر لائیگا اور حسن بصری رضہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ان سے اگر کہا کہ مین نے ایک مکان بنایا ہے سو آپ چلیے اور میرے لیے برکت کی دعا کیجیے پس حسن بصری اپنے یارون سمیت اُٹھے اور مکان کو دیکھا اور کہا کہ تو نے اپنے نفس کا گھر اُجاڑ دیا اور اور کا گھر آباد کیا اور عزت کی تیری زمین والون نے اور غصے ہوئے تجھپے آسمان والے اور بعض کہتے ہین کہ اسکا کچھ ڈر نہین اسلیے کہ حقتعالے فرماتا ہے بناتے ہو نرم زمین مین اور کہودتے ہو پہاڑ مین گھر سو اللہ کے نعمتین یاد کرو اللہ سو نے خبر دی کہ محل و مکان اللہ کی نعمتین ہین اور اور آیت مین فرمایا ہے (کہہ تو اے محمد کسنے حرام کردی اللہ کے زینتین جو نکالی ہین اپنے بندون کے واسطے) اور مروی ہے کہ محمد بن سیرین کے بیٹے نے گھر بنایا اور بہت مال اُسمین خرچ کیا اسکا محمد بن سیرین سے ذکر کیا گیا تو اُنہون نے کہا کہ میرے نزدیک کچھ ڈر نہین اگر مکانات کے بنانے مین کوئی آدمی خرچ کرے + اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ...

الصلوٰة والسلام انه قال اذا انعم الله تعالى على عبده نعمة احب ان يرى اثر النعمة فيه ثم من اثر النعمة البناء الحسن والثياب الحسنة الا ترى انه لو اشترى جارية جميلة بمال عظيم فانه يجوز ولا يلام عليه ولا ياثم وان كان يكفيه دون ذلك فكذلك البناء قال الفقيه رحمه الله الافضل له ان يصرف ماله الى امر آخرته فان انفقها فى امر دنياه فى البناء او فى الثياب الحسنة فهو غير حرام بعد ان يجتنب من ثلثة اشياء اولها ان لا يكتسب المال من حرام او شبهة والثانى ان لا يظلم مسلما ولا معاهدا والثالث ان لا يضيع فرائض الله تعالى من وقتها وسنة رسول الله تعالى

باب المعاملة مع اهل الكفر

قال الفقيه رضى الله عنه لا بأس للمسلم ان يكون بينه وبين اهل الذمة معاملة اذا كان مما لا بد منه ولا بأس بان يعوده وهو مريض ويلقنه كلمة التوحيد وقد عاد النبى عليه السلام يهوديا وعرض عليه الاسلام

سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالی اپنے بندہ پر انعام کرتا ہے تو پسند کرتا ہے کہ اُسکی نعمت کا اثر اُسمین ظاہر ہو پہر نعمت کے اثر سے اچہا مکان بنانا اور اچہا کپڑا ہے کیا تو نہین دیکہتا ہے کہ اگر کوئی باندی خوبصورت بہت مال کے عوض مین خریدے تو جایز ہے اور اُسکو کوئی برا نہین کہتا اور اگرچہ اُسکو اور حاجت نہو تو ایسے ہی مکان ہے کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ بہتر یہ ہے کہ اپنا مال آخرت کے کام مین صرف کرے اور اگر اُسکو دنیا کے کامون مین صرف کرے تو مکان یا اچہے کپڑے بناے تو حرام نہین ہے جبکہ تین چیزون سے بچا رہے ایک تو یہ ہے کہ حرام کا مال یا مشتبہ نہو دوسرے یہ کہ کسی مسلمان یا معاہد پر ظلم نکرے تیسرے یہ کہ اللہ کے فرضون کو ضایع نکرے وقت اُنکے سے اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

باب کافرون سے معاملات کرنے کے بیان مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ کچہہ ڈر نہین کہ مُسلمان اور ذمی کے درمیان مین کوئی ضروری معاملہ رہا کرے اور کچہہ ڈر نہین کہ بیمار ہو تو اُسکی عیادت کرے اور کلمۂ توحید اُسکو سکہاوے اور بیشک نبی علیہ الصلوٰة والسلام نے ایک یہودی کی عیادت کی اور اُسپر اسلام پیش کیا ؞

فاسلم فمات فلما خرج قال الحمد لله الذي اعتق
بي نسمة من النار ولا باس للمسلم اذا كانت
له قرابة اهل الذمة ان يهدي اليهم الدراهم
وقد اهدى رسول الله صلى الله عليه وسلم
الى خاله حارثة وهو كافر بمكة وروي عن صفية
زوجة رسول الله صلى الله عليه وسلم انها
لما ماتت اوصت بثلث مالها لاخوتها من
اليهود وروي عن ميمون بن مهران انه
قال من الناس من احبه في الله واحبه لنفسي
ومن الناس من ابغضه في الله وابغضه لنفسي
ومن الناس من ابغضه في الله واحبه لنفسي و
من الناس من احبه في الله وابغضه لنفسي
فاما الذي احبه في الله وابغضه لنفسي فهو
مؤمن يوذيني فاما الذي احبه في الله واحبه
لنفسي فهو مؤمن ينفعني واما الذي ابغضه
في الله وابغضه لنفسي فهو كافر يوذيني واما
الذي ابغضه في الله واحبه لنفسي فهو كافر
ينفعني يعني ابغضه لاجل كفره واحبه لاجل
منفعته لي والله اعلم باب ما قيل في

پس وہ اسلام لایا پہر مر گیا تو جب آپ نکلے تو کہا کہ اللہ کا شکر ہے کہ
میرے سبب سے ایک جی آگ سے آزاد ہوا اور کچھ ڈر نہین کہ اگر مسلمان
اور ذمی کے درمیان کوئی قرابت ہو اور اُسکو کچھ روپیہ تحفہ دی اور
تحقیق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے خالہ حارثہ کو مکہ مین تحفہ بہیجا
اور وہ کافر تہی اور صفیہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بی بی سے
مروی ہے کہ جب وہ مرین تو اپنے تہائی مال کی وصیت اپنی بہائیون
یہودیون کو کی اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہ
اُنہون نے کہا بعض آدمیکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست
رکہتا ہون اور بعض آدمی کو اپنے اور اللہ کے لیے دشمن
جانتا ہون اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دشمن اور اپنے
لیے دوست اور بعض آدمی کو اللہ کے لیے دوست
اور اپنے لیے دشمن جانتا ہون سو جسکو مین اللہ کے لیے
دوست رکہتا ہون اور اپنے لیے دشمن تو وہ مومن ہے
کہ مجہکو تکلیف دیتا ہی اور جسکو اپنے اور اللہ کے لیے دوست رکہتا ہون
تو وہ مومن ہے کہ مجہکو نفع پہونچاتا ہے اور جسکو مین اپنے
اور اللہ کے لیے دشمن رکہتا ہون تو وہ کافر ہے کہ مجہکو تکلیف
دیتا ہی اور جسکو مین اللہ کے لیے دشمن اور اپنے لیے دوست رکہتا ہون تو وہ کافر
ہی کہ مجہکو نفع دیتا ہے یعنی بسبب اُسکے کفر کے مین دشمن رکہتا ہون اور بسبب اُسکے
نفع کے دوست رکہتا ہون واللہ اعلم باب ہے صبح سویرے

مباکرة الغداء قال الفقیه رضی الله عنه
روی عن ابی هریرة انه قال فی مباکرة الغداء ثلث
خصال تطیب النکهة ویطفئ المرة ویزید فی
المروة قیل کیف یزید فی المروة قال اذا تغدیت
فی منزلی لم تطمع نفسی فی طعام غیری و
ذکر ان رجلا دخل علی معاویة بن ابی سفیان
وهو یتغدی باکرا فدعاه الی طعام فقال
قد فعلت فقال له معاویة انك انهم اکلا
اذا فعلت قبل هذا الوقت قال لا ولکن فعلت
ذلك لاربع خلال اولها الخلوف الفم والثانی
ان عطشت شربت الماء والثالث ان اردت
حاجة لبثت فیها وانا فارغ القلب والرابع
ان رایت طعاما رایته ومعی عرضی ویقال
الندامة اربعة ندامة یوم وندامة سنة
وندامة ابد فندامة الیوم ان یخرج الرجل
قبل ان یتغدی ثم عرض له عارض فلم یقدر
علی الرجوع الی منزله فبقی نادما فی یومه کله
واما ندامة السنة فهو ان الزارع اذا ترك
الزراعة فبقی نادما الی اخر السنة فاما ندامة

کہانا کہانے مین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ابو ہریرہ سے
مروی ہے کہ وہ کہتے ہین کہ صبح سویرے کہانے مین تین فائدے ہین
مونہہ اچہا رہتا ہے اور صفرا بجہتا ہے اور مروت بڑہتی ہے
اُسنے لوگون نے کہا کیونکر مروت بڑہتی ہے تو اُنہون نے جواب دیا
کہ جب تو نے اپنے گہر مین کہانا کہالیا تو اور کے کہانے کی طرف
نہین للچاویگا اور مروی ہے کہ ایک شخص معاویہ بن سفیان کے
پاس آیا اور وہ صبح سویرے کہانا کہارہے تہے تو اُنہون نے کہانے کی
تواضع کی اُس شخص نے کہا کہ مین کہا چکا ہون تو معاویہ نے اُس سے
کہا کہ تو بہت حریص ہے کہانا کیا جب تو نے اس وقت سے پہلے کہالیا
اُسنے کہا نہین لیکن مین نے یہ کام چار خصلتون کے وجہ کیا پہلے
مونہہ مین خوشبو رہنا دوسرے اگر مجہکو پیاس لگے تو پانی پیونگا
تیسرے جب مجہی کوئی کام ہوگا اور اسمین ٹہیرونگا تو دل میرا
نچنت رہیگا چوتہے جب مین کہانا دیکہونگا تو اُسکو بے غرضی سے
دیکہونگا اور کہتے ہین کہ ندامت چار ہین ندامت دن بہر کے
ندامت سال بہر کی ندامت عمر بہر کے ندامت ہمیشہ کی دن
بہر کے ندامت یہ ہے کہ آدمی گہر سے بے کہانا کہائے نکلے پہر اگر اُسکو
کوئی معاملہ پیش آوے اور لڑائی تو گہر کو نہ لوٹ سکے تو دن بہر شرمندہ
رہیگا اور سال بہر کے ندامت یہ ہے کہ کسان جب کہیتی چہوڑ دیتا ہے
تو سال بہر تک شرمندہ رہتا ہے آور عمر بہر کے ندامت

العمران يتزوج امرأة غير موافقة فبقى في الندامة
الى اخر العمر واما ندامة الابد فهو ان يترك امر
الله تبارك وتعالى ويعصيه فهو ابدا في الندامة
في الاخرة وقال علي بن ابي طالب كرم الله وجهه
من اراد البقاء ولا بقاء فليباكر الغداء وليخفف
الرداء و ليلزم الحذاء وليقل غشيان النساء
قيل له وما خفة الرداء قال قضاء الدين و
ليلزم الحذا يعني لا يمش حافيا **باب كلام
الحكماء** قال يزيد الرقاشي خمسة لا يحسن من
خمسة الكذب من الامراء والحرص من الزهاد
والسفه من ذوي الاحساب والبخل من ذوي
الاموال والاستطالة من الفقراء قال الفقيه
رحمه الله هذه الاشياء لا يحسن من جميع الناس
ولكن من هؤلاء اقبح ويقال عشرة اشياء
قبيحة في عشرة اصناف من الناس الحدة
في السلطان والبخل في الاغنياء والطمع
في العلماء والحرص في الفقراء وقلة الحياء في
ذوي الاحساب واتيان الزهاد ابواب
اهل الدنيا والفتنة في الشيوخ والجهل في

یہ ہے کہ ناموافق عورت سے نکاح کرے گا تو عمر بھر شرمندہ
رہیگا اور ہمیشہ کے ندامت یہ ہے کہ جو اللہ تعالی کی حکم کو نمانیگا اور اسکی
نافرمانی کریگا تو آخرت مین ابدالآباد تک شرمندہ رہیگا اور علی
بن ابیطالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے جو شخص کہ ہمیشہ کے اور اگو ہمیشہ
رکھنا چاہتا ہے تو صبح سویرے کھانا کھایا کرے اور چادر چھوٹی
بناوے اور ہمیشہ جوتیان پہنے اور عورت کے پاس کم جاوے لوگون نے
عرض کیا کہ چھوٹا ہونا چادر کا کیا معنے فرمایا قرض ادا کرنا اور جوتیان
لازم پکڑنا یعنی ننگے پاؤن نہ پھرنا **باب حکما کی کلام مین**
کہا یزید رقاشی رح نے کہ پانچ چیزین پانچ شخص سے اچھی نہین معلوم
ہوتین امیرونکا جھوٹ بولنا اور زاہدونکا حرص کرنا ذوی نسب
آدمیکا نادانی کرنا اور مالدارونکا بخیل ہونا اور فقیرونکا سوال مین
زیادتی کرنا کہا فقیہ رحمہ اللہ نے یہ چیزین سب آدمیون سے اچھی نہین
معلوم ہوتین لیکن ان لوگون سے بہت بری ہین اور کہتی ہین کہ دس
آدمیون مین دس چیزین بری معلوم ہوتی ہین بادشاہ
مین تیزی امیرون مین بخل عالمون مین طمع فقیرون
مین حرص اور صاحب حسب مین بیحیائی زاہدون مین
دنیاداروں کے دروازون پر آنا بوڑھون مین فتنہ
اور عابدون مین
جہالت

العُبّاد والجبن فی الغزاة وتشبه الرجال
بالنساء والنساء بالرجال وقال بعض الحکماء
التفکر نور والغفلة ظلمة والجهالة ضلالة و
انقص الناس عقلا من ظلم علی من هو دونه
قال ابراهیم بن زیاد العدوی ثلث تفرح
القلب وتجم العقل ویروی تحیی العقل الزوجة
الجمیلة والکفاف من الرزق والاخ المونس
وقال بعض الحکماء وجدت العلم فی الطلب
والحکمة فی البطن الجائع ونور الاسلام فی
صلوة اللیل وهیبة الخلق فی هیبة الخالق
وروی عن جعفر بن محمد انه قال تکلم علی
ابن ابی طالب کرم الله وجهه بست کلمات
لم یسبقها احد فی الجاهلیة والاسلام اولها
من لانت کلمته وجبت محبته والثانی ما هلك
امرأ قط عرف قدره والثالث ان لکل شیٔ
قیمة وقیمة المرء ما یحسنه والرابع سل من
شئت تکن اسیره وفی روایة فانت ذلیله
والخامس اعط من شئت تکن امیره والسادس
استغن عن من شئت تکن نظیره ویقال

اور غازیون مین نامردی اور مردون کو عورتون کی صورت بنانا
اور عورتونکو مردونکی صورت بنانا اور بعض حکیم کہتے ہین فکر کرنا
نور ہے اور غافل رہنا تاریکی ہے اور جہالت گمراہی ہے اور سب سے
زیادہ کم عقل وہ ہے کہ اپنے سے چھوٹے پر ظلم کرے اور ابراہیم
بن زیاد عدوی کہتے ہین کہ تین چیزین دلکو خوش کرتی ہین
اور عقل کو بڑہاتی ہین خوبصورت بی بی اور رزق کی فراغت
اور رفیق بہائی غمخوار اور بعض حکمانے کہا کہ مین نے
علم کو طلب کے اندر پایا اور حکمت کو خالی پیٹ مین اور
اسلام کا نور رات کی نماز مین اور مخلوق کی ہیبت خالق
سے ڈرنے مین اور جعفر بن محمد سے مروی ہے کہ انہون
نے کہا کہ علی بن ابی طالب کرم الله وجہہ نے چھ باتین
ایسی فرمائی ہین کہ نہ کسینے پہلے زمانہ جاہلیت مین
کہین نہ اسلام مین پہلے یہہ کہ جسکا کلام نرم ہوگا
اسکی محبت ضرور ہوگی دوسرے یہ کہ وہ آدمی کبہی
نہ ہلاک ہوگا جسنے اپنی قدر پہچانی تیسرے یہ کہ ہر چیز کی
قیمت ہے اور آدمی کی قیمت جو وہ نیکی کری چوتھی یہہ کہ
جس سے تو سوال کریگا اسکا تو قیدی ہو جاویگا اور ایک روایت مین ہے
کہ تو اسکا خوار ہیگا پانچوین یہ کہ جسکو تو کچھہ دیگا تو اسکا سردار ہو جاویگا چھٹے یہہ کہ
جس سے تو بے پروائی کریگا تو اس جیسا ہی ہو جاویگا اور کہتے ہین کہ

مکتوب فی بعض الکتب الکفالة مذمومة
فیها ست خصال الکفران والخسران والغرم
والصرم والملامة والندامة ویقال مکتوب
علی باب ملك الروم ان الکفالة اولها ندامة
واوسطها ملامة واخرها غرامة ویقال
من لم یصدق فلیجرب حتی یعرف البلیة من
السلامة وقال وهب بن منبه نظرت
فی التوراة والانجیل والزبور والفرقان فاخذت
من کل واحد کلمة وکتبت فی دق وعلقتها
فی عنقی وانظر فی کل یوم مرة فکتبت من
التوراة لا تامن علی السلطان وان کان
اباك فهو نار حریق ومن الزبور لا تامن
علی المرأة وان طال مکثها فی بیتك و
من الانجیل لا تامن علی صحیح ولا تئس علی
مریض فان الله تعالی یحدث ما یشاء
من الفرقان ومن یتوکل علی الله فهو حسبه
ویقال اربعة اشیاء اذا فرط الرجل اهلکته
واستوهنته اولها النساء والثانی العید
والثالث القمار والرابع الخمر قال بعض الحکماء

کہ بعض کتاب مین لکہا ہوا ہے کہ کسیکا ضامن ہونا برا ہے
اسمین چہہ باتین ہین ناشکری اور گہاٹا اور تاوان اور
قطع دوستی اور ملامت اور ندامت اور کہتے ہین کہ
شاہ روم کے دروازہ پر لکہا ہے کہ ضامن ہونے مین
اول مین ندامت ہے درمیان مین ملامت ہے آخر مین تاوان ہے
اور کہتے ہین کہ جو بات کو سچا نہ جانے تو آزما لے یہانتک کہ
پہچان لے مصیبت کو سلامتی سے اور وہب بن منبہ کہتے ہین کہ مین نے
توریت اور انجیل اور زبور اور فرقان سب کو دیکھا ہے تو مینے
ہر ایک مین سے ایک بات لے لی اور ایک ورق مین لکہکر اپنے
گلے مین لٹکا لین اور ہر روز ایکبار اسکو دیکہہ لیتا ہون
توریت مین سے تو مینے یہ لکہہ لیا کہ بادشاہ پر بہروسہ مت کر
اگرچہ تیرا باپ کیون نہو وہ تو جلانیوالی آگ ہے اور زبور مین سے
یہ کہ عورت پر بہروسہ مت رکہ اگرچہ تیرے پاس بہت دنون سے
ہے اور انجیل مین سے یہ کہ تندرست پر ہرگز بہروسہ مت رکہ اور
بیمار سے ناامید مت ہو کہ بیشک اللہ تعالے جو چاہتا ہے وہی بات
کر دیتا ہے اور قرآن مین سے یہ کہ جو شخص اللہ پر بہروسا کرتا ہے تو وہ
اسکو کافی ہے اور کہتے ہین کہ چار چیزین ہین کہ جب آدمی انمین
زیادتی کریگا تو اسکو وہ ہلاک اور ذلیل کر دینگی پہلی تو عورت
دوسرے عید تیسرے جوا چوتہے شراب اور بعض حکیم کہتے ہین

من صحب ضالا لم يصلح له دينه ومن مدح
فاسقا ذهب بهاء وجهه ومن طمع مال
غيره نزعت البركة من ماله ومن تواضع
لغني ذهب ثلثا دينه وقال بعض الحكماء
من استعمل ثلثا سلم دينه من قنع بما اعطي
استغنى عما لم يعط ومن عمل بما علم وقف
بما لم يعلم ومن ترك ما لا يعنيه تفرغ لما لا
يعنيه ومن ذكر ما امامه لم يخاطر بنفسه
وقال بعض الحكماء اياك والمزاح فان فيه سبعة
خصال مذمومة اولها ذهاب الورع والثاني
ذهاب الهيبة والثالث قساوة القلب والرابع
خيانة الجليس والخامس هدم الصداقة
ويجلب العداوة والسادس بذمة العقلاء
ويستهزء به السفهاء والسابع ان عليه وزر
من اقتدى به ويقال اضيع الاشياء عشرة
عالم لا يسئل وعلم لا يعمل به ورأى صواب
لا يقبل وسلاح في بيت من لا يستعمله ومسجد
بين قوم لا يصلون فيه ومصحف في بيت من
لا يقرأ فيه ومال في يد من لا ينفق وخيل

کہ جو گمراہ کی صحبت میں بیٹھیگا اُسکا دین درست نہوگا اور
جو فاسق کی تعریف کریگا اُسکے چہرے کی رونق جاتی رہیگی
اور جو کوئی کسی غیر کے مال میں نیت ڈالیگا تو اُسکی مال کی برکت
چھن جاویگی اور جو کوئی مالدار کے سامنے جھکیگا اُسکا دو حصہ دین
جاتا رہیگا اور بعض حکما کہتے ہیں جو شخص تین چیزوں کو برتیگا تو اُسکا
دین سلامت رہیگا جو کہ دی ہوئی پر قناعت کرے اور جو نہ ملے اُس سے بے پروا
رہے اور جسنے پڑھ کر عمل کیا بے پڑھے پر واقف ہوگا اور جو
بیفایدہ بات کو ترک کریگا جو بیفایدہ بات ہوگی اُس سے فارغ
ہوگا اور جسنے آیندہ کو یاد رکھا اُسکو وسوسہ نہوگا اور بعض حکما
کہتے ہیں خوش طبعی سے بچ کہ اُسمیں سات خصلتیں بُری ہیں پہلے تو
پرہیزگاری جاتا رہنا دوسرے ہیبت کا جاتا رہنا تیسرے دل کا
سخت ہو جانا چوتھے پاس بیٹھنے والے کی خیانت پانچویں سچائی دوستی کو
گرا دیتی ہے اور دشمنی کو کھینچتی ہے چھٹے عقلمند اُسکو برا کہتے
ہیں اور نادان ہنسی کرتے ہیں ساتویں جو کوئی اُسکی پیروی
کریگا اُسکا گناہ اُسپر رہا اور کہتے ہیں کہ دس چیزیں زیادہ
ضایع ہوتی ہیں جس عالم سے کوئی نہ پوچھے اور جس علم پر
عمل نہو اور جو رائے اچھی ہے کہ قبول نکیا ہو اور گھر میں ہتیار رکھے تو
برتے نہیں اور [illegible] مسجد ہے اور وہ اُسمیں نماز نہیں پڑھتے اور
گھر میں قرآن رکھا ہے وہ اُسمیں نہیں پڑھتے اور ہاتھ میں مال ہے اور

عند من لا يركب وعلم الزهد عند من يريد
الدنيا وعمر طويل لمن لا يتزود منه لسفر يوم
القيمة وقال رجل لابن عباس يا ابن عباس
ما راس العقل قال ان يعفو الرجل عمن ظلمه
وان يتواضع لمن دونه وان يتدبر ثم يتكلم
قال فما راس الجهل قال عجب المرء بنفسه وكثرة
الكلام فى ما لا يعنيه وان يعيب على الناس فى
الشيء الذي يأتي هو بمثله قال فما زين الرجل
قال حلم من غير ضعف وجود بغير اسراف
واجتهاد فى العبادة بغير طلب الدنيا وقيل
لبعض الحكماء من العاقل قال من تمسك بثلثة
فى ثلثة اشياء فهو العاقل حقا من تمسك بالصدق
والاخلاص فيما بينه وبين الله فى الطاعات
وتمسك بالبر والمروة فيما بينه وبين الخلق
فى المعاملة وتمسك بالصبر والقناعة فيما بينه
وبين نفسه بالنوائب والبليات وقال بعض
الحكماء الناس اربعة اصناف جواد وبخيل ومسرف
ومقتصد فالجواد الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه والمسرف
الذي يجعل نصيب اخرته لدنياه والبخيل الذي لا يعطي واحدا

پاس ہے اور اسپر نہین چڑہتا اور علم زہد اسکے پاس جو دنیا کا طالب
ہے اور عمر دراز ہے اور آخرت کے سفر کا توشہ تیار نہین کرتا
اور ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ اے ابن عباس عقل کا سر
کیا ہے انہون نے کہا کہ جو کوئی اسپر ظلم کرے اسکو معاف
کر دے اور اپنے سے کمتر کی تواضع کرے اور سوچکر بات کہے
اس شخص نے کہا نادانی کا سر کیا ہے انہون نے جواب دیا آدمی کی
خود بینی اور بہت باتین کرنا جو بیفائدہ ہون اور لوگونکا عیب نکالنا
ان چیزمین کہ اسکو آپ بہی کرتا ہو اس شخص نے کہا آدمی کی
زینت کیا ہے جواب دیا کہ باوجود قوت کے بردبار ہی کرنا اور بخشش کرنی بغیر اسراف
کے اور عبادت مین بے دنیا کی طلب کے محنت کرنا اور بعض حکما سے
کہا گیا کہ عقلمند کون ہے اسنے جواب دیا کہ جسنے تین چیز مین تین
چیز کو اختیار کیا تو وہ اصل عقلمند ہے جسنے صدق اور خلاص
اختیار کیا اللہ کی تابعداری مین اور جسنے نیکی اور مروت
مخلوق کے ساتھ معاملات مین اختیار کری اور صبر اور
قناعت نفس کے ساتھ سختی اور بلا مین اختیار کیا اور
بعض حکما نے کہا ہے کہ آدمی چار قسم کے ہین بہت
بخشش کرنیوالا بخیل فضول خرچ میانہ رو بہت بخشش کرنیوالا وہ ہے
کرنیوالا وہ کہ اپنا دنیا کا حصہ آخرت کے لیے کری اور فضول خرچ وہ کہ
اپنا آخرت کا حصہ دنیا کی لیے کرے اور بخیل وہ کہ دنیا اور آخرت مین

منهما نصيبه والمقتصد الذی يعطی کل واحد
منهما نصيبه وقال عيسی بن مريم عليه السلام
يامعشر الحواريين ارضوا بالدون من الدنيا
مع الدين کما رضی اهل الدنيا بالدون من الدين
مع الدنيا ولهذا المعنی قال الشاعر اری رجالا
بدون الدين قد قنعوا ولا اراهم رضوا بالعيش
بالدون + فاستغن بالدين عن دنيا الملوک
کما استغنی الملوک بدنياهم عن الدين +

باب البول فی حال القيام

قال الفقيه رضی الله عنه قد رخص بعض الناس
ان يبول الرجل قائما وکره بعض الناس الا
من عذر وبه نقول فاما من اباحه فقد ذهب
الی ما روی عن حذيفة ان النبی عليه الصلوة
والسلام اتی سباطة قوم فبال قائما ثم توضأ
ومسح علی ناصيته وخفيه واما من کره فقد
ذهب الی ما روی عن عائشة رضی الله عنها
انها قالت ما بال رسول الله عليه الصلوة و
السلام قائما بعد ما انزل عليه القرآن فمن
اخبرک ان النبی عليه الصلوة والسلام بال

حصہ نہ دے اور درمیانہ وہ کہ دنیا اور
آخرت میں بہرہ ور رہے اور حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کہتے ہیں کہ اے گروہ حواریوں کے راضی ہو دین کے
ساتھ دنیا کو کمینہ سمجھکر جیسے دنیا دار دنیا کے ساتھ راضی ہیں
دین کو کمینہ سمجھکر اور اسی معنی میں ایک شاعر کہتا ہے کہ میں لوگوں کو
دیکھتا ہوں کہ تھوڑے دین پر قناعت کر لی ہے اور نہ دیکھا کہ
راضی ہوا ہو عیش دنیا پر ساتھ تھوڑے دین کے + سو بے پروا
ہو جا بادشاہوں کی دنیا سے سبب دین کے جیسے بے پروا ہو بادشاہ
سبب دنیا کے دین سے باب کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے بیان میں
کہا فقیہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہ تحقیق بعض لوگ رخصت دیتے ہیں
کھڑے ہو کر پیشاب کرنے میں اور بعض لوگوں نے مکروہ کہا ہے
اگر کوئی عذر نہ ہو اور یہی ہم کہتے ہیں سو جو لوگ کہ اسکو مباح کہتے
ہیں وہ اس روایت کیطرف گئے ہیں جو حذیفہ رضی سے مروی ہے کہ تحقیق
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑی پر آئے اور کھڑے
ہو کر پیشاب کیا پھر وضو کیا اور پیشانی کے بالوں پر مسح کیا
اور دونوں موزوں پر اور جو اسکو مکروہ کہتا ہے تو وہ اس روایت
کیطرف گیا ہے جو حضرت عایشہ رضی سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے جب سے قرآن نازل ہوا ہے کبھی پیشاب کھڑے ہو کر نہیں
کیا اور اگر کوئی تجھے خبر دے کہ آنحضرت نے کھڑے ہو کر

قائما فكذبه ورو ي نافع عن ابن عمر انه قال
مابلت قائما منذ اسلمت وروى ابن بريدة
عن ابيه عن النبي عليه الصلوة والسلام انه
قال اربع خصال من الجفاء ان يبول الرجل
وهو قائم وان يمسح جبهته قبل ان يفرغ
من الصلوة وان يسمع النداء فلا يشهد مثل
مايشهد وان اذكر عنده فلم يصل عليّ واما
الذي رواه حذيفة فاحتمل انه فعل ذلك
للعذر لاجل نجاسة المكان او غير ذلك
فاذا احتمل هذا فالاخذ بالاخبار المشهورة
اولى

باب خصاء الحيوان

قال الفقيه رحمه الله كره بعض الناس خصاء الحيوان
كلها واحتج بما روى عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال لاخصاء في الاسلام
ولا كنيسة يعني لاتحدث كنيسة في دار
الاسلام سوى ماكان في القديم وذكر في
قوله تعالى ولآمرنهم فليغيرن خلق الله
يعني الخصاء وروى ابن عمر عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه نهى عن خصاء الابل

پیشاب کیا ہے تو اسکو تو جھٹلا دے اور نافع ابن عمر سے روایت کرتے
ہین کہ انہون نے کہا کہ مینے کبھی کھڑے ہوکر پیشاب نہین کیا جب سے
مین مسلمان ہوا ہون اور ابن بریدہ اپنے باپ سے اور وہ نبی علیہ الصلوٰۃ
والسلام سے روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا ہے کہ چار خصلتین ظلم کی
ہین ایک یہ کہ آدمی کھڑے ہوکر پیشاب کرے دوسرے یہ کہ اپنی جبہہ
نماز سے فارغ ہونے سے پہلے پونچھے تیسرے یہ کہ اذان سنے
اور اسکا جواب نہ دے چوتھے یہ کہ میں اسکے پاس ذکر کیا جاوے
پھر مجھپر درود نہ بھیجے اور جو حذیفہؓ نے روایت کی ہے
آپکا کرنا ایسا کسی عذر سے ہو بوجہ نجاست مکان تہا
یا سوا اسکے اور جبکہ یہ احتمال ہے تو مشہور حدیثون مین انکا اختیار کرنا
اولیٰ ہے باب حیوانونکو خصی کرنیکے بیان مین کہا فقیہ
رحمہ اللہ نے بعض لوگون نے ہر ایک حیوان کا خصی کرنا مکروہ کہا ہے
اور اس روایت کو حجت پکڑا ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے
مروی ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ اسلام مین خصی کرنا نہین ہے
اور کوئی کنیسہ اسلام مین نہ بنے یعنی دار الاسلام مین گرجا نہ بنایا
جاوے مگر جو پہلے بن چکے اللہ تعالیٰ نے شیطان کی قول کی حکایت
کی ہے جسکا یہ ترجمہ ہے (اور البتہ حکم دونگا مین انکو سو بدلینگے
اللہ کی پیدائش کو) یعنے خصی کرینگے اور ابن عمر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ

والبقر والغنم والخيل وكان ابن عمر ينفي ل
منها نسل الخلق ولا يصلح الاناث الا بالذكور
يعني ان الله تعالى خلق الذكور والاناث
للنسل وفي الخصاء قطع النسل وقال بعضهم
يجوز خصاء الانعام كلها الا الخيل لما روي
عن ابن عمر رضي الله عنه انه نهى عن خصاء
الفرس وقال بعضهم يجوز خصاء البهائم سوى
بني آدم وبه ناخذ لان في ذلك منفعة للناس
للحاجة والناس قد احتاجوا الى ذلك وكما
يجوز ذبح الحيوان للحاجة الى لحمها فكذلك
يجوز الخصاء له اذا كان في ذلك منفعة
للناس وقد روي عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه ضحى بكبشين املحين خصيين فلولا
ان في الخصاء من المنفعة ما لم يكن في غيره
لما اختار رسول الله عليه الصلوة والسلام
للاضحية الكبشة الخصي فلما اختار الخصي لما
ان للخصي اطيب لحما واكثر شحما ثبت ان الخصاء
جائز وكذلك سائر الحيوان واما الخبر الذي
روي قال لا خصاء في الاسلام فالمراد عند

اور بیل اور بکری اور گھوڑے کے خصی کرنے سے منع فرماتے
اور ابن عمر کہا کرتے تھے کہ مخلوق کی نسل اسی سے ہے بغیر نر اور مادہ کے
نسل کی درستی نہیں ہو سکتی یعنی اللہ تعالی نے نر اور مادہ کو نسل کے
لیے پیدا کیا ہے اور خصی کرنے میں نسل قطع ہوتی ہے اور بعض کہتے
ہیں کہ چوپایوں کا خصی کرنا جائز ہے سوائے گھوڑے کے اسلیے کہ ابن عمر
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے گھوڑے کو خصی کرنے سے
منع کیا ہے اور بعض کہتے ہیں کہ سب چوپایوں کو سوائے آدمی کے خصی کرنا
جائز ہے اور اسکو ہم لیتے ہیں اسلیے کہ اسمیں آدمیوں کی ضرورت
کے لیے منفعت ہے اور آدمیوں کو اسکی احتیاج پڑتی ہے اور جیسے کہ حیوان کا
ذبح کرنا گوشت کی ضرورت کے لیے جائز ہو تو اسیواسطے خصی کرنا بھی
ضرورت کے لیے جائز ہے جبکہ اسمیں آدمیوں کی منفعت ہو اور تحقیق نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے دو مینڈھے چتکبرے اچھے
خصی کی قربانی کری سو اگر اس خصی کرنے میں منفعت نہوتی جو
غیر میں نہیں ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کے
لیے خصی مینڈھا کیوں اختیار کرتے سو جب خصی اختیار کیا
اسلیے کہ تحقیق خصی کا گوشت بہت عمدہ ہوتا ہے اور
اسمیں چربی بہت ہوتی ہے تو ثابت ہوا کہ خصی کرنا جائز ہے
اور ایسے ہی سب حیوانوں میں اور وہ حدیث کہ روایت کی گئی ہے
کہ اسلام میں خصی کرنا نہیں ہے تو اس سے مراد

اكثر اهل العلم خصاء بني آدم وقال بعضهم معناه
ان يخصي الرجل نفسه فالنهي انصرف اليه كما
روى عثمان بن مظعون انه هم بذلك حتى
نهاه النبي عليه السلام فالنهي انصرف اليه
فان قيل لم لا يجوز خصاء بني آدم وفيه منفعة
ايضا قيل له لا منفعة فيه لانه لم يجز للخصي
ان ينظر الى النساء كما لا يجوز للفحل وهكذا روي
عن عائشة رضي الله عنها وغيرها انه لا يجوز
نظر الخصي الى النساء كما لا يجوز للفحل وقد كره
بعض الناس سمة البهائم لان فيه تعذيب
البهيمة بغير فائدة وقال بعضهم لا بأس به
اذا كان في ذلك منفعة لان في ذلك علامة
وقد روي عن رسول الله عليه الصلوة والسلام
انه اشعر بدنته في صفحة سنامها الايمن فلما
اشعرها لاجل العلامة فكذلك السمة و
قد روي عن رسول الله عليه الصلوة والسلام
انه نهى عن كي الحيوان على الوجه فيه دليل
على ان في غير الوجه جائز والله اعلم **باب
السمر بعد العشاء** قال الفقيه رحمه الله

اکثر اہل علم کے نزدیک آدمی کا خصی کرنا ہی اور بعض کہتے ہیں کہ اسکے
معنی یہ ہیں کہ آدمی اپنے آپکو خصی کر ڈالے سو یہ نہی اسی طرف پھرتی
ہے جیسے کہ روایت ہے عثمان بن مظعون سے کہ انہوں نے خصی ہونیکا
قصد کیا یہانتک کہ منع کیا انکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پس نہی اسی طرف
رجوع ہوتی ہے پس اگر کوئی کہے کہ آدمی کا خصی کرنا کیوں جائز نہیں
اور اسمیں بھی منفعت ہے تو کہا جاویگا کہ کوئی منفعت اسمیں نہیں کیونکہ
خصی کو عورتوں کی طرف دیکھنا جائز نہیں جیسے نر کو اور ایسے ہی
حضرت عائشہ وغیرہ سے روایت ہے کہ خصی کو نظر کرنا عورتوں کی طرف
جائز نہیں جیسے نر کو اور بعض لوگوں نے چوپایوں کے نشان
کرنیکو مکروہ جانا ہے اسلئے کہ اسمیں چوپایونکو بیفائدہ عذاب ہوتا ہے
اور بعض کہتے ہیں کہ اسکا کچھ مضائقہ نہیں ہے جبکہ اسمیں منفعت ہو
کیونکہ اسمیں ایک نشان ہے اور تحقیق نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے مروی ہے کہ آپنے اونٹ کی کوہان کے اوپر سے
بال مونڈ دیے تھے داہنی طرف سے جبکہ وہ بال مونڈے
علامت کیلیے تو ایسے ہی نشان کرنا اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے حیوانوں کے منہ پر
داغ دینے سے منع فرمایا اسمیں دلیل ہے کہ سوا
چہرہ کے اور جگہ جائز ہے واللہ اعلم **باب عشا کے بعد
باتیں کرنیکے بیان میں** کہا فقیہ رحمہ اللہ نے

کرہ بعض الناس السمر بعد العشاء واجاز بعضہم فامامن کرہہ فقد احتج بما روی عن النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام انہ نہی عن النوم قبل العشاء والحدیث بعدہا وروی عن عمر انہ کان لا یدع سامرا بعد العشاء فیقول ارجعوا فلعل اللہ یرزقکم صلوٰۃ وتہجدا واما من اباحہ فقد ذہب الی ما روی علقمۃ عن عبد اللہ بن مسعود انہ قال ربما سمر رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بعد العشاء فی بیت ابی بکر رضی اللہ عنہ لیلۃ فی امر الذی یکون من امر المسلمین وروی عن ابن عباس ومسور بن مخرمۃ انہما سمرا الی طلوع الثریا قال الفقیہ رضی اللہ عنہ السمر علی ثلثۃ اوجہ احدہا ان یکون فی مذاکرۃ العلم فہو افضل من النوم والثانی ان یکون السمر فی اساطیر الاولین والاحادیث الکذبۃ والسخریۃ والضحک فہو مکروہ والثالث ان یتکلموا للموانسۃ ویجتنبوا الکذب وقول الباطل فلا باس بہ والکف عنہ افضل للنہی الوارد

بعض لوگ عشا کے بعد باتین کرنیکو مکروہ کہتے ہین اور بعض نے جائز کہا ہے سو جسنے اسکو مکروہ کہا ہے تو حجت پکڑی ہے ساتھ اسکے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے عشا سے پہلے سونے کو اور باتین کرنیکو منع فرمایا ہے اور حضرت عمرؓ سے مروی ہے کہ وہ کسی باتین کرنیوالیکو بعد عشا کے نہ چھوڑتے تھے اور کہتے تھے کہ لوٹ جاؤ یعنی اپنے گھرونکو تو شاید اللہ تمکو نماز اور تہجد نصیب کرے اور جسنے اسکو مباح کہا ہے تو وہ گیا ہے اُس روایت کیطرف کہ علقمہ عبد اللہ بن مسعود سے روایت کرتے ہین کہ انہون نے کہا کہ کبھی کبھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد عشا کے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے گھر مین بعد عشا کے مسلمانون کے کسی کام مین باتین کیا کرتے تھے اور ابن عباس اور مسور بن مخرمہ سے مروی ہے کہ ان دونون نے ثریا تارے کے نکلنے تک باتین کرین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ باتین کرنا تین قسم پر ہے پہلے تو علم کی باب مین کچھہ ذکر کرنا سو وہ سونے سے افضل ہے اور دوسرے پہلے داستانون اور جھوٹی باتون اور ہنسی ٹھٹھہ کی باتین ہون تو وہ مکروہ ہے اور تیسرے یہ کہ دل لگانے کی باتین کرین اور جھوٹ اور باطل باتون سے بچین تو اسکا کچھہ ڈر نہین اور بچنا اُس سے افضل ہے بوجہ منع آنے کے

فيه فاذا فعلوا ذلك ينبغي لهم ان يكون
رجوعهم الى المنازل على ذكر الله او التسبيح
او الاستغفار حتى يكون ختمه بالخير وروى
عن عائشة رضى الله عنها انها قالت لا سمر
الا المسافر والمصلى ومعنى ذلك ان المسافر
يحتاج الى ما يدفع عنه النوم للمسير فابيح
له ذلك وان لم يكن له قربة وطاعة و
المصلى اذا سمر ثم يصلى فهو افضل ليكون
نومه على الصلوة وختم سمره بالطاعة

باب بيان عدد سور القرآن

قال الفقيه رح قال عبد الله بن مسعود جميع
سور القرآن مائة واثنا عشرة سورة
قال الفقيه رح انما قال انها مائة واثنا عشر
سورة لانه كان لا يعد المعوذتين من
القرآن يعني قل اعوذ برب الفلق وقل
اعوذ برب الناس وكان لا يكتب هاتين
السورتين في المصحف وكان مقرا بانهما منزلتان
من السماء وهما من كلام رب العالمين
ولكن النبي عليه السلام كان يرقي بهما

سو ایسا کریں تو انکو لائق ہے کہ اپنے گھروں کی طرف
اللہ کا ذکر اور تسبیح اور استغفار کرتے ہوئے لوٹیں کہ ان
باتوں کا خاتمہ بخیر ہو اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ
انہوں نے کہا کہ بعد عشا کی یا تو مسافر بات کرے یا نمازی اور اسکے معنی
یہ ہوئے کہ مسافر کو ایسی چیز کی حاجت ہوتی ہے آگے
چلنے میں نیند کے غلبہ کو دفع کرے اسکے لیے مباح ہوا
یعنی بات کرنا اگرچہ اسمیں اسکے لیے قربت اور بندگی نہیں اور نمازی جب
باتیں کریگا پھر نماز پڑھیگا تو وہ افضل ہے کہ اسکی نیند نماز پر ہو
اور باتیں اسکی بندگی پر ختم ہوں باب قرآن کی سورتوں
کی گنتی میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود
کہتے ہیں کہ سب سورتیں قرآن میں ایکسو بارہ ہیں فقیہ رحمہ اللہ
کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے جو کہا کہ وہ ایکسو
بارہ سورتیں ہیں تو اسواسطے کہ معوذتین یعنی سورہ فلق اور سورہ الناس کو
قرآن میں نہ شمار کرتے تھے اور ان دونوں کو قرآن میں نہ
لکھتے تھے اور اقرار کرتے تھے کہ وہ دونوں
آسمان سے نازل ہوئی ہیں اور دونوں
اللہ کے کلام میں اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام اسکو منتر کے طور پر پڑھا
کرتے تھے ....

ويعوذ بهما واشتبه عليه انهما من القرآن
اوليسا من القرآن فلم يكتبهما في المصحف و
قال مجاهد جميع سور القرآن مائة وثلث
عشر سورة وانما قال ذلك لانه كان يعد
سورة الانفال والتوبة سورة واحدة
قال ابي بن كعب جميع سور القرآن مائة و
ست عشرة سورة وانما قال ذلك لانه
كان يعد القنوت سورتين احدهما اللهم
انا نستعينك الى قوله من يفجرك والاخر
من قوله اللهم اياك نعبد الى قوله ملحق
وقال زيد بن ثابت جميع سور القرآن مائة
واربعة عشر فهذا قول عامة اصحاب رسول
الله عليه الصلوة والسلام وهكذا في مصحف
الامام عثمان بن عفان وفي مصاحف الامصار

باب عدد آيات القرآن وكلماتها

قال الفقيه رح اختلف القراء في عدد آيات
القرآن وكلماته والمختار من الاقاويل هو
عدد الكوفيين وهو عدد المنسوب الى
علي بن ابي طالب رضي الله عنه وهي ستة

اور ان دونوں کی ساتھ پناہ مانگا کرتے تھے سو شبہ ہوا ان کو یہ
شبہہ کہ وہ دونوں قرآن میں سے ہیں یا نہیں سو انکو قرآن میں نہ لکھا
اور مجاہد کہتے ہیں سب سورتیں قرآن کی ایکسو تیرہ ہیں ۱۱۳
اور مجاہد نے اسلیے یہ کہا کہ وہ سورہ انفال اور توبہ
کو ایک گنتے تھے ابی بن کعب کہتے ہیں
کہ کل سورتیں قرآن کی ایکسو سولہ ۱۱۶ ہیں اور انہوں نے
یہ اسلیے کہا کہ وہ قنوت کو قرآن کی دو سورتیں
شمار کرتے ہیں ایک اللهم انا نستعینک سے من یفجرک
تک اور دوسری اللهم ایاک نعبد سے ملحق تک
اور زید بن ثابت کہتے ہیں کہ ساری سورتیں
قرآن میں ایکسو چودہ ۱۱۴ ہیں اور یہی قول
اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم کا ہے اور ایسے ہی
حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قرآن میں اور
سب شہروں کے قرآن میں ہے، باب قرآن کی
آیتوں اور اسکے کلموں کی گنتی میں کہا فقیہ رح
نے کہ قاریوں نے قرآن شریف کی آیتوں اور کلموں کے
گنتی میں اختلاف کیا ہے اور سب قولوں میں مختار قول
کوفیوں کی شمار ہے اور وہ شمار حضرت علی بن ابی طالب رض
کی طرف نسبت کی گئی ہے اور وہ چھ ہزار ۶۲۶۳

الالاف ومائتان وستة وثلثون اية وقد
قالوا غير هذا وروى عن عبد الله بن مسعود
انه قال جميع آيات القرآن ستة الاف
ومائتان وثمان عشر ايات وروى عن ابن
عباس رضى الله عنه انه قال جميع ايات
القرآن ستة الاف ومائتان وست عشرة
اية وفى عدد اسمعيل بن جعفر المدنى
ستة الاف ومائتان واربع عشرة اية و
فى عدد المكيين ستة الاف ومائتان و
اثنا عشر اية وفى عدد اهل الشام ستة
الاف ومائتان وستة وعشرون اية
وروى عن ابراهيم التيمى انه قال ستة الاف
ومائة وتسع وتسعون اية وفى عدد البصريين
ستة الاف ومائتان واربع ايات وفى
عدد اهل الشام ستة الاف ومائتان و
خمسون اية وفى قوله العامة ستة الاف
وستمائة وست وستون اية واختلفوا فى
عدد كلمات القرآن قال حميد الاعرج كلمات
القرآن سبعون الفا وستة الاف واربعمائة

دو سو تریسٹھ آیتین ہین اور سوا اسکے بہی علما نے کہا
ہے اور عبد اللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ سب
آیتین قرآن کی چھہ ہزار دو سو اٹھارہ ۶۲۱۸ ہین اور ابن عباس
رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا کہ سب آیتین
قرآن کی چھہ ہزار دو سو سولہ ۶۲۱۶ ہین اور اسمعیل بن جعفر
مدنی کے شمار مین چھہ ہزار دو سو چودہ ۶۲۱۴
ہین اور مکہ والون کے شمار مین چھہ ہزار
دو سو بارہ ۶۲۱۲ ہین اور شام والون کی
گنتی مین چھہ ہزار دو سو چھبیس ۶۲۲۶ ہین
اور ابراہیم تیمی سے مروی ہے
کہ انہون نے کہا کہ چھہ ہزار
ایک سو ننانوین ۶۱۹۹ آیتین ہین اور بصریون
کے شمار مین چھہ ہزار دو سو چار ۶۲۰۴ آیتین
ہین اور شامیون کی گنتی مین چھہ ہزار
دو سو پچاس آیتین ہین اور اکثر
کا قول یہ ہے کہ چھہ ہزار چھہ سو
چھیاسٹھ آیتین ہین اور قرآن کے کلمون کے
شمار مین بھی اختلاف ہے کہا حمید اعرج نے کلمات
قرآن کے چھہ ہزار چار سو ۶۴۲۳

وثلثون كلمة وقال الفقيه رضي الله عنه وقد
قالوا فيه الاقاويل وقالوا ايضا غير هذا وقال
المجاهد بل هي سبعون الفا ومائتان وخمسون
كلمة وقال ابراهيم التيمي بل هي سبعة و
سبعون الفا واربع مائة وتسع وثلثون
كلمة وقال عطاء الخراساني هي سبعة وسبعون
الفا واربع مائة وتسع وثلثون كلمة وعن
عبد العزيز بن عبد الله قال عدد كلمة القرآن
سبعة وسبعون الفا واربع مائة وست
وثلثون كلمة وقد زادوا على هذا ونقصوا
والله اعلم

باب عدد حروف القرآن

قال الفقيه رحمه الله قال عبد الله بن مسعود
رضي الله عدد حروف القرآن ثلثمائة الالف
واثنان وعشرون الفا وستمائة وتسعون
حرفا والتالي القرآن بكل حرف عشر حسنات
وقال ابن عباس رض جميع حروف القرآن
ثلثمائة الالف وثلث وعشرون الفا وستمائة
واحد وسبعون حرفا وقال مجاهد هو
ثلثمائة الف واحد وعشرون حرفا قال

تیئیس ہین اور کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے
کہ اسمین بہت قول ہوگئے ہین اور سوا اسکے
بھی کہا ہے اور کہا مجاہد نے کہ ستر ہزار دوسو
پچاس کلمہ ہین اور ابراہیم تیمی کہتے ہین کہ
ستتر ہزار چارسو انتالیس کلمہ ہین اور
عطاء خراسانی نے کہا ہے کہ ستتر ہزار
چارسو انتالیس کلمہ ہین اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ انہون نے کہا
کہ ستتر ہزار چارسو چھتیس کلمہ ہین اور
اس کم زیادہ سے بیان کہتے ہین واللہ اعلم

باب قرآن کے حرفون کی گنتی مین

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
کہتے ہین کہ قرآن کے حرفون کی گنتی تین لاکھ
بائیس ہزار چھ سو حرف ہین اور قرآن کے
پڑھنے والو کے لیے ہر حرف کی عوض مین دس نیکیان
ہین اور ابن عباس کہتے ہین کہ سب حرف قرآن
کے تین لاکھ تیئیس ہزار چھ سو اکہتر ہین
اور مجاہد نے کہا ہے کہ تین لاکھ
اکیس حرف ہین اور . . . . .

ابراهيم التيمي هو ثلثمائة الف وثلث وعشرون
الفا وخمس عشر حرفا وعن عبد العزيز بن
عبد الله قال حروف القرآن ثلثمائة الف واحد
عشر الفا ومائتا حرف وعدد ما في القرآن
من الالف ثمانية واربعون الفا وثمان مائة
واثنان وسبعون الفا ومن الباء احد
عشر الفا واربعمائة وثمانية وعشرون حرفا
وعدد التاء عشرة الاف ومائة وتسعة و
تسعون حرفا وعدد الثاء عشرة الاف و
مائتان وسبعة وسبعون حرفا وعدد الجيم
ثلثة الاف ومائتان وثلثة وسبعون حرفا
وعدد الحاء ثلثة الاف وتسعمائة وثلثة
وتسعون حرفا وعدد الخاء الف واربعمائة
وستة عشر حرفا وعدد الدال خمسة الاف وست
مائة واثنان واربعون حرفا وعدد الذال اربعة
الاف وستمائة وتسع وتسعون حرفا وعدد
الراء احد عشر الفا وسبعمائة وتسع وتسعون
حرفا وعدد الزاء الف وخمسمائة وتسعون حرفا
وعدد السين خمسة الاف وثمانمائة واحد

اور ابراہیم تیمی نے کہا ہے کہ تین لاکھ
٣٢٣٠١٥
تئیس ہزار پندرہ حرف ہیں اور عبد العزیز
بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ وہ کہتے ہیں
٣١١٢٠٠
کہ قرآن کے حرف تین لاکھ گیارہ ہزار دو سو
ہیں اور کل الف قرآن میں اڑتالیس ہزار
٤٨٨٧٢
آٹھ سو بہتر ہیں اور ب گیارہ ہزار
١١٤٢٨
چار سو اٹھائیس اور ت دس
ہزار ایک سو ننانوے اور
ث دس ہزار
١٠٢٧٧
دو سو ستتر اور ج تین ہزار
٣٢٧٣
دو سو تہتر اور ح تین ہزار
نو سو ترانوے اور خ
١٤١٦
ایک ہزار چار سو سولہ اور
٥٦٤٢
د پانچ ہزار چھ سو بیالیس
اور ذ چار ہزار
٤٦٩٩
چھ سو ننانوے اور ر
١١٧٩٩
گیارہ ہزار سات سو ننانوے
١٥٩٠
اور ز ایک ہزار پانسو نوے
٥٨٩١
اور س پانچ ہزار آٹھ سو اکیانوے

وستون حرفا وعدد ش الفان ومائتان و
ثلثة وخمسون حرفا وعدد ص الفان وثلثة
عشر حرفا وعدد ض الف وستمائة وسبعة احرف
وعدد ط الف ومائتان واربعة وسبعون حرفا
وعدد ظ ثمانمائة واثنان واربعون حرفا و
عدد ع تسعة الاف ومائتان وعشرون
حرفا وعدد غ الفان ومائتان وثمانية احرف
وعدد ف ثمان الاف واربعمائة وتسعة وتسعون
حرفا وعدد ق ستة الاف وثمانمائة وثلثة
عشر حرفا وعدد ك تسعة الاف وخمسمائة
وعدد ل ثلثون الفا واربعمائة واثنان و
ثلثون حرفا وعدد م ستة وعشرون الفا
ومائة وخمس وثلثون حرفا وعدد ن ستة وعشرون الفا
وخمسمائة وستون حرفا وعدد و خمسة وعشرون الفا
وخمسمائة وستة وثلثون حرفا وعدد ه تسعة عشر الفا و
خمسمائة وسبعون حرفا وعدد لا اربعة الاف وسبعمائة و
عشرون حرفا وعدد ي خمسة وعشرون الفا
وتسعمائة وتسعة عشر حرفا قال الفقيه رح في
هذا اختلاف كثير الا ان جماعة من القراء ذكروا

٢٢٥٣ اور ش دو هزار دو سو
٢٠١٣ ترپن اور ص دو هزار تیره
١٦٠٧ اور ض ایک هزار چهه سو سات
١٢٧٤ اور ط ایک هزار دو سو چوهتر
٨٤٢ اور ظ آٹهه سو بیالیس اور
٩٢٢٠ ع نو هزار دو سو بیس
٢٢٠٨ اور غ دو هزار دو سو آٹهه
٨٤٩٩ اور ف آٹهه هزار چار سو ننانوے
٦٨١٣ اور ق چهه هزار آٹهه سو
٩٥٠٠ تیره اور ک نو هزار پانسو
٣٠٤٣٢ اور ل تیس هزار چار سو
٢٦١٣٥ تیس اور م چهبیس هزار ایک سو پینتیس
٢٦٥٦٠ اور ن چهبیس هزار پانسو ساٹهه
٢٥٥٣٦ اور و پچیس هزار پانسو چهتیس
١٩٥٧٠ اور ه انیس هزار پانسو ستر
٤٧٢٠ اور لا چار هزار سات سو
٢٥٩١٩ بیس اور ی پچیس هزار نو سو
انیس کها فقیه رحمه الله نے اسمیں اختلاف بهت
هے لیکن قاریوں کی ایک جماعت نے بیان کیا هے

هذا التفسير والله اعلم

باب ذكر ثلاث القرآن وانصافه وارباعه

روی عن حميد الاعرج انه قال حسبت القرآن
بالحروف فوجدت النصف عند قوله تعالى
في سورة الكهف بما لم تحط به خبرا وقال غيره
وجدت النصف عند قوله انك لن تستطيع
معي صبرا وقد تم النصف وصارت صبرا
في النصف الاخر وقال بعض المتقدمين حسبت
القرآن بالحروف فوجدت النصف عند
قوله تعالى في سورة الكهف وليتلطف فاللام
في النصف الاول والطاء والفاء في النصف
الاخر وقال بعضهم النصف عند قوله تعالى
هل نجعل لك خرجا وقال جماعة من القراء
النصف عند قوله تعالى لقد جئت شيئا نكرا
وعند العامة النصف الاول ينتهي عند
اخر السورة وروی عن بعض المتقدمين انه
قال الثلث الاول ينتهي عند قوله تعالى
في سورة التوبة وقعد الذين كذبوا الله و
رسوله سيصيب والثلث الثاني عند قوله

جیسا کہ نبی بیان کیا اور اللہ خوب جانتا ہے باب ہے
اس بیان میں کہ ثلث قرآن کا کس جگہ پر ہے
اور نصف کس جگہ اور ربع کس جگہ حمید اعرج سے روایت
ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حساب کیا تو نصف قرآن
از روی حروف کے سورہ کہف میں اس مقام پر ہوا
(ولیتلطف) سے لام تا فی تو نصف اول میں
اور ط اور ف نصف ثانی میں
اور بعض کہتے ہیں کہ نصف قرآن
اللہ تعالے کے اس قول پر
ہے (ھل نجعل لک خرجا) اور قاریوں
کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ نصف
قرآن اللہ تعالے کے اس قول
پر ہے (لقد جئت شیئا نکرا) اور
اکثر کے نزدیک نصف پورا
ہوتا قریب آخر سورہ کے
اور بعض متقدمین سے مروی ہے کہ پہلا ثلث سورہ
توبہ میں اللہ تعالی کے اس قول پر ہے
(وقعد الذین کذبوا اللہ ورسولہ سیصیب)
اور دوسرا ثلث

فی سورۃ العنکبوت الا بالتی ھی احسن وعند العامۃ الثلث الاول عند قولہ تعالی وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ فَھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ والثلث الثانی عند قولہ تعالی فی سورۃ العنکبوت وما یعقلھا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ والثلث الثالث الی اخرہ وقال بعض المتقدمین ان الربع الاول ینتھی عند راس ثلث آیات من سورۃ الاعراف والربع الثانی فی موضع النصف والربع الثالث عند قولہ تعالی فی سورۃ والصافات فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ والرابع الربع الی آخرہ وعند العامۃ الربع الاول الی اخر سورۃ الانعام والثانی الی آخر سورۃ الکھف والثالث عند آخر سورۃ الزمر والرابع الی آخرہ

باب فضل المعلمین

قال الفقیہ رحمہ اللہ وروی زید بن اسلم عن ابیہ عن بعض اصحاب النبی علیہ الصلوۃ والسلام انہ قال احب العباد الی اللہ تعالی بعد الانبیاء والشھداء المعلمون وما فی الارض بقعۃ احب الی اللہ تعالی بعد المساجد من البقعۃ التی فیہ الکتاب

سورہ عنکبوت مین اس قول تک ہے (اِلَّا بِالَّتِیْ ہِیَ اَحْسَنُ) اور اکثر کے نزدیک ثلث اول اللہ تعالی کے اس قول تک ہے (وَطَبَعَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوْبِہِمْ فَہُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ) اور دوسرا سورۂ عنکبوت میں اس قول پر (وَمَا یَعْقِلُہَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ) اور تیسرا آخر قرآن تک ہے اور بعض متقدمین کہتے ہیں کہ پہلا ربع سورہ اعراف میں شروع کی تین آیتوں پر پورا ہوتا ہے اور دوسرا جہاں نصف قرآن ہے اور تیسرا سورہ صافات میں اس آیت پر (فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰہُمْ اِلٰی حِیْنٍ) اور چوتھا آخر قرآن تک اور اکثر کے نزدیک پہلا ربع سورہ انعام کے آخر تک اور دوسرا سورہ کہف کے آخر تک اور تیسرا سورہ زمر کے آخر تک اور چوتھا آخر قرآن تک باب پڑھانیوالوں کی فضیلت کے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ روایت کی زید بن اسلم نے اپنے باپ سے انہوں نے کسی صحابی سے کہ تحقیق آپ نے کہا کہ زیادہ محبوب بندے نزدیک اللہ کے بعد نبیوں اور شہیدوں کے علم پڑھانیوالے ہیں اور سب سے زیادہ پیاری جگہ نزدیک اللہ کے بعد مسجدوں کے وہ جگہ ہے جس میں کتاب ہو یعنی مکتب

وعن ابراهيم النخعي انه قال معلم الصبيان
يستغفر له الملائكة في السماء والدواب في
الارض والطيور في الهواء والحيتان في
البحار ويقال ان الصبي اذا دخل الكتاب و
تعلم بسم الله الرحمن الرحيم غفر الله له بذلك
ثلثة انفس للاب والام والمعلم وقال ابو سعيد
الخدري من علم ابنه او ابنته القرآن فله بكل
درهم اعطاه للمعلم وزن احد فاذا خرج
الصبي من بيته الى الكتاب يكثر الخير في بيت
والديه ويقل الشر فيه ويهرب الشيطان
منه وقال الحسن البصري من علم ولده القرآن
كسي يوم القيمة بثلث حلل من حلل الجنة كل
حلة منها خير من الدنيا وما فيها والناس
كلهم عراة وله بكل حرف من كتاب الله
تعالى درجة وروى ابو عبد الرحمن التلخي عن
عثمان بن عفان عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال افضلكم من تعلم ثم علمه قال
ابو عبد الرحمن وهذا الحديث اجلسني في
هذا المجلس وكان يعلم الناس وكان معلما

اور ابراہیم نخعی سے مروی ہے کہ تحقیق انہون نے کہا کہ پڑہانیوالے
لڑکون کے لیے فرشتے آسمانونمین بخشش مانگتے ہین اور چارپایے
زمین مین اور پرندے ہوا مین اور مچھلیان دریاؤنمین اور کہتے ہین
کہ تحقیق لڑکا جب داخل ہوتا ہے مکتب مین اور سیکہتا ہے
بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تو بخشتا ہے اللہ تعالی بسبب اسکے تین شخصون کو
اُسکے باپ کو اور اُسکی مان کو اور پڑہانیوالیکو اور ابو سعید خدری
صحابی فرماتے ہین کہ جو شخص اپنے بیٹے یا بیٹی کو قرآن پڑہاویگا
تو اُسکے لیے ہر ایک درہم کے عوض کہ معلم کو تنخواہ مین دیگا اُحد پہاڑ
کے برابر ثواب ملیگا پس جسوقت لڑکا اپنے گہر سے مکتب کیطرف کو
نکلتا ہے تو اُسکے ماباپ کے گہر مین نیکی کی کثرت ہوتی ہے اور
برائی اُسمین سے کم ہوتی ہے اور اُس سے شیطان بہاگ جاتا ہے اور حسن بصری
کہتے ہین جو کوئی اپنی اولاد کو قرآن سکہاویگا تو قیامت کے دن
بہشت کے حلونمین سے تین حلے اُسکو پہنائی جائینگے کہ ہر ایک حلہ
تمام دنیا سے اور جو کچھ اُسمین ہے بہتر ہوگا اور سب لوگ ننگے ہونگے
اور اُسکو قرآن کے ہر ایک حرف کے عوض ایک درجہ ملیگا اور روایت کی
ابو عبد الرحمن تلخی نے حضرت عثمان سے انہون نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ تحقیق آپنے فرمایا تم سب سے بہتر وہ ہی جسنے قرآن پڑہا پہر
پڑہایا اور عبد الرحمن کہتے ہین کہ مجھکو اسی حدیث نے اس مجلس مین
بٹہایا اور وہ لوگون کو پڑہاتے سنے . . . . . .

للحسن والحسين وروى الضحاك عن ابن عباس رضي الله عنه
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال في
حجة الوداع اللهم اغفر للمعلمين واطل اعمارهم
وبارك لهم في كسبهم وروى في خبر انس
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال
اللهم اغفر للعلماء وافقر المعلمين قال الفقيه
رضي الله عنه فالذي قال بارك لهم في
كسبهم يعني قوت يوم بيوم والذي قال
افقرهم يعني لا تكثر اموالهم لانه لو كثرت
اموالهم تركوا التعليم قال ابو الليث رحمه الله
اذا اراد المعلم ان ينال الثواب ويكون عمله
كعمل الانبياء فعليه ان يحفظ نفسه خمسة
اشياء اولها ان لا يشارط الاجر على احد
ولا يستغني عنه فكل من اعطاه شيئا تركه
وان شارطه على تعليم الهجاء وحفظ الصبيان
جاز والثاني ان يكون ابدا على الوضوء
لانه يمس المصحف في كل وقت وفي كل ساعة
والثالث ان يكون ناصحا في تعليمه مقبلا
على ذلك العمل والرابع ان يعدل بين الصبيان

اور امام حسن اور حسین رضی کے معلم تھے اور ضحاک ابن عباس سے روایت
کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع میں دعا
کی کہ یا اللہ پڑھانیوالونکو بخش اور اُنکی عمر زیادہ کر اور اُنکے
کسب مین برکت دے اور انس کی حدیث مین ہے کہ آپنے دعا
کی کہ یا اللہ بخش علماؤن کو اور محتاج رکھہ سکھانیوالونکو
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے بیچ تطبیق ان دونوں حدیثون کے کہ یہ جو آپنے
دعا کی کہ برکت دے اُنکے کسب مین تو اس سے مراد یہ ہے کہ اُنکے
قوت ہر روز کے مین برکت دے اور یہ جو دعا کی کہ انکو محتاج
رکھہ تو مراد اس سے یہ ہے کہ اُنکو غنی نکر اسلیے کہ جب غنی ہو جاوینگے
تو پڑھانا چھوڑ دینگے کہا ابو اللیث رحمہ اللہ نے کہ جبکہ معلم چاہے
کہ ثواب پاوے اور عمل اُسکے مثل عمل انبیا کے ہوجاوین تو
اُسکو لازم ہے کہ ان پانچ چیزون سے اپنے نفس کو بچا رکھے اول یہ کہ
کسیکے ساتھ شرط تنخواہ وغیرہ کی نکرے اور نہ اس سے بے پروا
ہے جسنے جو دیدیا لے لیا اور جسنے کچھہ ندیا اسی چھوڑ دیا
اگر ہجے سکھانے اور لڑکون کی حفاظت پر کچھہ شرط تنخواہ
وغیرہ کی بھی کی تو جائز ہے اور دوسرے یہ کہ ہمیشہ وضو سے رہے اسلیے
کہ ہر وقت اور ہر گھڑی قرآن شریف چھونے کی حاجت پڑتی
ہے اور تیسرے یہ کہ تعلیم مین خیر خواہی کرے اور اسکام پر مقید رہے
چوتھے یہ کہ جب لڑکے کسی بات مین آپس مین تنازع کرین تو انمین عدل کرے

اذا تنازعوا وينصف بعضهم من بعض ولا يميل الى اولاد الاغنياء دون الفقراء ولمن اس ان لا يضرب الصبيان ضربًا مبرحًا ولا يجاوز الحد فيه فانه يحاسب يوم القيمة وروى عن حبيب بن ابى ثابت قال المعلمون ولد وانجم الملوك ويحاسبون كما يحاسب الملوك وروى عن بعض التابعين ان ابنه اتاه وهو يبكي فقال مالك يا بنى قال ضربنى المعلم قال حدثني عكرمة عن ابن عباس انه قال معلم صبيانكم شراركم عند الله اقلهم رحمة لليتيم واغلظهم على المسكين وروى عن بعض الصحابة رضى الله عنه انه قال ثلث لا ينظر الله اليهم يوم القيمة معلم الكتاب يكلف اليتيم مالا يطيق ورجل يجلس عند السلطان ويتكلم بهوائه ورجل يسأل وهو مستغنى عن السوال وقال على ابن ابى طالب كرم الله وجهه من رجل حفظ القرأن الا كان حقه فى بيت المال كل سنة مائتى دينارا والفى درهم.... .... وان حفظ نصف

اور ایک دوسرے کا انصاف کرائے اور غریبونکو چھوڑکر امیرونکی اولاد کیطرف نہ جھکے پانچویں یہ کہ لڑکونکو سخت مار اور حد سے زیادہ نہ بڑے کیونکہ قیامت کے دن اسکا حساب ہوگا اور حبیب بن ابی ثابت سے مروی ہے کہ معلمین بادشاہوں کے ستارون کیوقت پیدا ہوئے ہین اور انسے حساب لیا جائیگا جیسا بادشاہون سے اور ایک تابعی سے مروی ہے کہ انکا بیٹا اُسکے پاس روتا ہوا آیا تو پوچھا کہ اے بیٹے تجھے کیا ہوا اُسنے کہا کہ مجھے اُستادجی نے مارا ہے اُنہوں نے کہا کہ حدیث کی مجھکو عکرمہ نے ابن عباس سے کہ تحقیق اُنہوں نے کہا کہ بہت برا ہے وہ معلم کہ یتیمون پر رحم نہ کرے اور مسکینوں پہ سختی کرے اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ تین شخص ہین کہ اللہ تعالے قیامت کے دن اُنکی طرف نظر رحمت نہ کریگا ایک معلم جو تکلیف دے یتیم کو اُس چیز کی کہ وہ طاقت نہ رکھے دوسرا وہ آدمی جو بادشاہونکی مجلس کیطرف اور اُنکی خواہش کے موافق کلام کرے تیسرا وہ آدمی جو سوال کرے بغیر حاجت کے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ جو شخص قرآن یاد کریگا تو اُسکا حق بیت المال میں سے ہر سال دوسو دینار یا ایک ہزار درہم ہین اور جو کوئی آدھا قرآن یاد کریگا

القرآن فانه دینارا والف درهم یوخذ بها لو
یوم القیمة فان کانت له حسنات اخذ من حسناتم
فان لم یکن له حسنات اخذ من اوزار هذا
العبد ویحمل علی الوالی **باب قلة الاکل**
قال الفقیه رحه ینبغی للرجل ان لا یکثر الاکل و
لا یاکل فوق الشبع لان ذلك مذموم عند
الله وعند الناس وهی مضر بالبدن وروی
عن بعض الاطباء انه قیل له هل تجد الطب
فی کتاب الله تعالی قال نعم قد جمع الله الطب
کله فی هذه الآیة کلوا واشربوا ولا تسرفوا
یعنی ان الاسراف فی الاکل یتولد منه الامراض
وقال الحسن البصری رضی الله عنه حلیة الرجل
اربعة اشیاء ان یکون قادرا علی
خلقه ویتکلم بالوزن ویقابله براس ماله
ویحفظ المدخل والخرج وقال عمر بن الخطاب
رضی الله عنه ان من السرف ان یاکل الرجل
کل ما یشتهی وروی عن سمرة بن جندب ان
ابنا له اکل حتی اتخم فتقیأ فقال سمرة لو مت
علی هذا ما صلیت علیك وعن النبی علیه

تو ایک سو دینار یا ایک ہزار درہم - اگر دنیا میں اسکے حق سے محروم
رہا تو قیامت کے دن لایا جائیگا - والی بیت المال قیامت کے
دن پکڑا جائیگا اگر اسکی نیکیاں ہونگی تو حافظ کو دلائی جاوینگی
ورنہ حافظ کے گناہ اتار کر والی پر رکھے جاوینگے **باب تہوڑے**
کھانیکے بیان میں کہا فقیہ رحمہ اللہ نے آدمی کو لائق ہے کہ زیادہ نہ کہاوے
اور بہت سیر ہوکر نہ کہائے اسلیے کہ یہ اللہ کے نزدیک مذموم ہے
اور نزدیک لوگوں کے بہی اور بدن کو بہی مضر ہے اور بعض طبیبوں سے
مروی ہے کہ کسی نے اس سے پوچھا کہ کیا کہیں قرآن شریف میں
بہی طب کا ذکر ہے تو اسنے کہا کہ تحقیق اللہ تعالی نے تمام طب کو اس
آیت میں جمع کیا ہے جسکا ترجمہ یہ ہے کہاؤ اور پیو اور زیادتی
نہ کرو یعنی اسلیے کہ کہانے میں زیادتی کرنے سے بہت مرضیں پیدا ہوتی ہیں
اور حسن بصری رض کہتے ہیں کہ آدمی کو چار باتیں چاہییں اپنی عادت
پر قادر ہو یعنی کچھ اور بات تول کر کہے اور اپنی جمع کا مقابلہ کرتا
رہے آمدنی اور خرچ کی محافظت رکہے - عمر
بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ یہ بہی اسراف ہے
کہ جو آدمی کا نفس چاہے وہ کہالے اور سمرہ بن جندب سے
مروی ہے کہ انکے ایک بیٹے نے اسقدر کہایا کہ بدہضمی ہوگئی اور
اگیا پہر قے کری تو سمرہ نے کہا اگر تو ایسی حالت میں مرجاتا
تو میں تجہیز نماز نہ پڑہتا اور نبی علیہ

الصلوٰة والسلام انه قال ما ملأ ابن آدم
وعاء شرا من بطن حسب آدم اكلات يقمن
صلبه فان كان لا محالة فثلث لطعامه و
ثلث لشرابه وثلث لنفسه ويقال فی كثرة
الاكل ست خصال مذمومة اولها ان
يذهب خوف الله عن قلبه والثانی ان يذهب
رحمة الخلق من قلبه لانه يظن انهم كلهم شبعان
والثالث ان يثقل فی الطاعة والرابع انه اذا
سمع كلام الحكمة لا يجد له الرقة والخامس
اذا تكلم بالحكمة والموعظة لا يقع فی قلوب
الناس ولا يوثر فيهم والسادس يهيج منه
الامراض ويقال اربع خصال فی الطعام
فريضة واربع سنة واربع ادب واثنان
دواء واثنان مكروه فاما الاربع التی هی
فريضة اولها ان لا ياكل الا من الحلال و
الثانی ان يعلم انه من رزق الله والثالث
ان يكون راضيا بقسم الله والرابع ان لا
يعصی الله ما دامت قوة ذلك فيه واما
الاربع التی هی سنة اولها ان يسمی الله

الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ آدمی کے بھرے پیٹ
سے زیادہ برا کوئی برتن نہین کافی ہے آدمی کو چند لقمے کہ جن سے
اسکی پیٹھ سیدھی ہے اگر نہ رہ سکے تو تین حصے کرے ایک حصہ
کھانیکا دوسرا حصہ پینے کا تیسرا حصہ سانس کا اور کہتے ہین کہ بہت
کھانیمین چھہ خصلتین بری ہین اول یہ کہ اسکے دل سے خوف
اللہ کا جاتا رہتا ہے دوسرے یہ کہ اسکے دل سے رحم جاتا رہتا ہے کیونکہ
وہ یہی گمان کرتا ہے کہ سب میری طرح پیٹ بھرے ہین تیسرے یہ کہ
عبادت مین کاہل رہتا ہے چوتھے یہ کہ جب کلام حکمت کے سنے
تو اُسے رقت نہین ہوتی - پانچوین یہ کہ دانائی اور نصیحت کے
کلام کرے تو لوگونکو اُسکی تاثیر نہین ہوتی چھٹے یہ کہ اس سے
مرضین پیدا ہوتی ہین اور کہتے ہین کہ چار باتین کھانےمین
فرض ہین اور چار سنت ہین اور چار ادب ہین اور دو
دوا ہین اور دو مکروہ ہین پس جو چار کہ فرض ہین پہلے
اُسمین سے یہ ہے کہ حلال کھانا کھاوے دوسرے
یہ کہ اُسکو اللہ کے رزق مین سے جانے تیسرے
یہ کہ جو اللہ نے قسمت مین دیا اُسپر راضی رہے
چوتھے یہ کہ اللہ کی بیفرمانی نہ کرے جبتک کہ اُسکی
قوت رہے اور جو چار کہ سنت ہین پہلے اُن مین
سے یہ ہے کہ بسم اللہ کرکے

تعالیٰ فی الابتداء والثانی ان یحمد الله فی الانتهاء والثالث ان یغسل یدیه قبل الطعام وبعده والرابع ان یثنی رجله الیسریٰ وینصب الیمنیٰ عند الجلوس واما الاربع التی هی ادب اولها ان یاکل مما یلیه والثانی ان یصغر اللقمة والثالث ان یمضغه مضغا ناعما والرابع ان لا ینظر الی لقمة غیره واما اللذان فیهما دواء احدهما ان یاکل مما یسقط من المائدة والثانی ان یلعق الاصابع والقصعة حتی ینقیها واما اللذان نهی عنهما ان لا یشم الطعام وان لا ینفخ فیه ولا یاکله حتی یبرد والله اعلم

باب التحیة

قال الفقیه رضی الله عنه تحیة المسلمین فیما بینهم التسلیم وهی تحیة اهل الجنة فیما بینهم فی الجنة فینبغی للمسلم ان یفشی السلام علی جمیع المسلمین فان ذلک من اخلاق المسلمین وروی عن رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال لانس بن مالک اذا خرجت من منزلک ولا تقعن بصرک علی احد من اهل قبلتک الا سلمت علیه

کہانا شروع کرے دوسرے یہ کہ جب کہا چکے الحمد للہ کہے تیسرے یہ کہ کہانے سے پہلے اور پیچھے دونون ہاتھ دہوئے چوتہے یہ کہ بایان پاؤن موڑے اور دہنا کہڑا کرکے بیٹہے اور جو چار ادب ہین پہلا یہ کہ اپنے آگے سے کہائے دوسرا یہ کہ لقمہ چہوٹا لے تیسرا یہ کہ اسکو اچہی طرح چباوے چوتہا یہ کہ دوسرے کے لقمہ کیطرف نہ دیکہے اور وہ دو جو دوا ہین پہلا انمین سے یہ ہے کہ دسترخوان مین جو لقمہ یا ریزہ گرے تو اُٹہا کر کہالے دوسرا یہ کہ انگلیان اور پیالہ چاٹے یہانتک صاف کردے اور وہ دو جو منع یعنی مکروہ ہین پہلا انمین سے یہ ہے کہ سونگہے نہین اور نہ اسمین پہونکے دوسرا یہ کہ جب تلک ٹہنڈا نہو نہ کہاے اور اللہ خوب جانتا ہے باب سلام کرنیکے بیان مین کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے کہ مسلمانون کی دعا آپسمین سلام ہے اور وہی بہشتیون کی دعا ہے جو بہشت مین ایک دوسرے کو کرینگے تو مسلمان کو چاہیے کہ سلام کو مسلمانون مین خوب پہیلاوے پس تحقیق یہ مسلمانون کے اخلاق ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپنے انس بن مالک سے فرمایا کہ جب تو اپنے گہر سے نکلے تو تیری آنکہہ جس اہل قبلہ پر پڑے (یعنی مسلمان پر) پڑے تو اُس کو سلام کر

ذانك انا سلمت عليه يدخل حلاوة الايمان
فى قلبك قال واذا دخلت بيتك فسلم يكثر
بركتك وبركة بيتك وذكر عن بعض الصالحين
ان رجلا من اصدقاء الصالح استقبله و
قال كيف اصبحت فقال له الرجل الصالح ويحك
ما هذا فهلا قلت السلام عليكم يكون لك عشر
حسنات فارد عليك فيكون لى عشر حسنات
فاذا اجتمعت عشرون حسنة يرجى عند ذلك
نزول الرحمة وسئل عن بعض الصالحين عن
قول الرجل لصاحبه اطال الله بقاءك قال
هذا تحية الدهرية وتحية المسلمين السلام
عليكم وروى عن ابن عمر رضى الله عنه انه كان
يخرج الى السوق فقيل له ايش تصنع فى السوق
وانت لا تبيع ولا تشترى قال انما اخرج لاجل
السلام وكان لا يمر على احد الا سلم عليه و
قال لقمان لابنه يا بنى اذا اتيت نادى قوم
فادمهم بسهم الاسلام يعنى سلم عليهم ثم
اجلس ولا تنطق معهم ما لم ترهم قد نطقوا
فان افاضوا فى خير فافض معهم وان افاضوا

پس جب تو نے اسپر سلام کیا تو ایمان کی حلاوت تیرے دل مین داخل
ہو گی اور فرمایا آپ نے جب تو گھر مین داخل ہووے تو سلام کر کہ تیری
اور تیرے گھر مین برکت زیادہ ہوگی اور بعض صالحین کا ذکر ہے
کہ ایک شخص اسکے یار دوستون مین سے اسکے پاس آیا تو صالح پوچھا
کہ کیا حال ہے تو اسکو صالح نے کہا کہ خرابی ہو تجھکو یہ
تو نے کیا کہا سلام علیکم کیون نہین کہا کہ تیرے لیے دس
نیکیان ہوتین اور پہر مین جواب دیتا تو مجھے بہی دس نیکیان
ملتین جب بیس نیکیان اکٹھی ہو جاتین تو نزول رحمت کے وار امید
ہوتے اور کسی صالح سے پوچھا گیا کہ جب آدمی اپنے رفیق سے ملے
اور یہ کہے اللہ تیری عمر دراز کرے یہ کہنا کیسا ہے تو اس صالح
نے جواب دیا کہ یہ دہریون کی دعا ہے اور دعا مسلمانون کی السلام علیکم
ہے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ بازار مین جایا کرتے
کسی نے پوچھا کہ آپ بازار مین کیون جایا کرتے ہین نہ آپ کچھ
بیچتے ہین اور نہ کچھ خریدتے ہین تو انہون نے کہا کہ فقط
سلام علیکم کہنے کو جاتا ہون اور یہی عادت تہی کہ جب کسی کے
گذرتے تو السلام علیکم کہتے - اور لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا
ای میرے پیارے بیٹے جب تو کسی قوم کی مجلس مین آوے تو انکی طرف
اسلام کا تیر پہینک یعنی انپر سلام کر پہر بیٹہ اور نہ بول جبتک کہ انکو
تو بولتے نہ دیکھ لے پس اگر وہ پہلے بات بولین تو تو بہی شریک ہو جو

في غير ذلك فتحول عنهم الى غيرهم باب
ما قيل في النكاح
قال الشيخ الفقيه رحمه الله روى عن رسول الله عليه الصلوة
والسلام انه قال اعظم النكاح بركة ايسره
مؤنة وروى ان رجلا جاء الى الحسن البصري
يستشيره في تزويج ابنته فقال زوجها من
رجل تقي فانه ان احبها اكرمها وان ابغضها
لم يظلمها وقال الحسن جهد البلاء اربعة
كثرة العيال وقلة المال وجار السوء وزوجة
تخونك وقيل لمالك بن دينار حين ماتت
امرأته ام يحيى يا ابا يحيى لم لا تزوجت فقال
لو استطعت لطلقت نفسي وقال بعض الاعراب
التزوج فرح شهر وغم دهر ودق ظهر
ووزن مهر وذل عمر وروى ابو هريرة
عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ثلثة
لهم حق على الله تعالى وعونهم واجب المجاهد
في سبيل الله والناكح المستعفف يستعف بها
والمكاتب يريد الاداء وروى في الخبر ان رجلا
من بني اسرائيل قال لا اتزوج حتى استأمر

ورنہ اُنسے کنارہ کرکے اور کسی کے پاس چلا جا۔ باب نکاح کرنیکا
بیان میں کہا شیخ فقیہ رحمہ اللہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بڑی برکت والا نکاح وہ ہے
کہ جسمین زیادہ خرچ اور تکلیف نہو اور مروی ہے کہ ایک
شخص حسن بصری کے پاس آیا اور اپنی بیٹی کے نکاح کردینے میں
اُنسے مشورہ پوچھا تو انہوں نے کہا کہ کسی آدمی متقی سے اسکا
نکاح کردے اسلیے کہ متقی کی اگر اس سے محبت پڑ گئی تو اسکی
عزت کریگا اور اگر دل نہ لگا اور اُس سے بری لگی تو ظلم نہیں کریگا
اور کہا حسن نے کہ سخت بلا چار چیزیں ہیں عیال کی کثرت اور مال کی
قلت برا ہمسایہ اور جورو جو تیری خیانت کرنیوالی ہو اور مالک بن دینار
کی جورو ام یحیی جب فوت ہوگئیں تو کسی نے اُن سے کہا کہ اے ابا یحیی
آپ نکاح کیوں نہیں کرلیتے تو انہوں نے کہا کہ اگر مجھسے ہو سکتا تو
اپنے نفس کو بھی طلاق دیدیتا اور بعض اعراب کا مقولہ ہے کہ نکاح کرنا
ایک مہینہ کی خوشی ہے اور ہمیشہ کا غم اور کمر کا ٹوٹنا اور مہر کا بوجھ اور
عمر بھر کی ذلت اور ابوہریرہ نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں
کہ آپ نے فرمایا کہ تین ہیں کہ انکا اللہ پر حق ہے اور انکی مدد کرنا واجب ہے
اللہ کی راہ میں جہاد کرنیوالا اور نکاح کرنیوالا پارسا کہ اسکے سبب سے
پرہیزگار رہے اور مکاتب کہ ادا کرنا چاہتا ہے یعنی وہ غلام کہ کچھ روپیہ کے عوض
اپنی آزادی مالک سے لکھوا لیتا ہے وہ چاہتا ہے کہ جلد ادا ہو اور کہ

مائة انسان فشاور تسعا وتسعين وبقي واحد
فعزم ان اول من لقيه غدا يستشيره ويعمل
برأيه فلما اصبح وخرج من منزله لقي مجنونا
راكبا على قصب فاغتم بذلك ولم يجد بدا
من الخروج من عهده فقصد اليه فقال
له المجنون احذر فرسي هذا كيلا يضربك
فقال له الرجل احبس فرسك حتى اسألك
عن شيء فوقف فقال اني كنت عاهدت ان
استشير اول من استقبلني وانت اول من
استقبلني واني اريد ان اتزوج فكيف اتزوج فقال
له المجنون النساء ثلثة واحدة عليك وواحدة لك
وواحدة لك وعليك ثم قال احذر الفرس
كيلا يضربك ومضى فقال الرجل اني لم اسأله
عن تفسيره فلحقه وقال يا هذا احبس فرسك
حتى اسألك عن شيء فحبسه ودنا منه وقال
فسره فاني لم افهم مقالتك فقال اما التي لك
فهي المرأة البكر فقلبها وحبها لك ولا تألف
احدا غيرك واما التي عليك فهي المرأة التي
ذات ولد تأكل مالك وتبكي على الزوج الاول

سو آدمیون سے صلاح نہ لیلونگا سو ننانوے آدمی سے تو اسنے
صلاح لی باقی ایک آدمی رہگیا سو اسنے یہ ارادہ کیا کہ جو جب سویرے
پہلے ملونگا اُسکی صلاح لیلونگا اور اسکی رائے پر عمل کرونگا جب
صبح ہوئی تو وہ اپنے گہر مین سے نکلا ایک دیوانہ ایک نے پر سوار
اسکو ملا سو اسکو دیکھکر اُس شخص کو فکر ہوا اور اپنے اقرار سے
نہ نکل سکا تو وہ شخص اُس دیوانہ کے سامنے آیا دیوانے نے کہا
کہ میرے گہوڑے کے سامنے سے ہٹ جا کہ تجہے مارے نہیں اس شخص
نے اُس سے کہا کہ اپنے گہوڑے کو روک مین تجہسے کچہ پوچہونگا تو وہ
ٹہیر گیا اُس شخص نے کہا کہ مینے یہ عہد کیا تہا کہ مین صلاح لونگا
اُس سے جو مجہکو پہلی ملیگا سو تو ہی پہلی ملا ہے مین نکاح کرنا چاہتا ہون
سو کسطرح کرون دیوانہ نے اُس سے کہا کہ عورتین تین قسم کی ہین ایک مین
تو تیرا فائدہ ہے دوسری مین نقصان تیسری مین فائدہ اور نقصان ہے
کہا پہر میرے گہوڑے سے تجکو مارے نہین اور چل دیا اُس شخص نے کہا کہ
مین اسکا مفصل بیان تو اُس سے پوچہون پہر اسکو جا ملا اور
کہا کہ ذرا اپنا گہوڑا تو روک تاکہ مین تجہسے ایک بات پوچہون اُسنے
روک لیا وہ شخص اُسکے پاس آیا اور اُس سے کہا کہ اسکو مفصل بیان
کر مین تیری بات نہین سمجہا اُس دیوانہ نے کہا کہ وہ عورت کہ جسمین
تیرا فائدہ ہے تو وہ باکرہ ہے اور اسکا دل اور اُسکی طبیعت تیرے ساتھ
رہیگی اَور کے ساتہ الفت نکریگی اور جسمین تیرا نقصان ہے تو وہ

واما التى لك وعليك فالزوجة التى لا ولد
لها فان كنت خيرا لها من الاول فهى لك
والا فهى عليك ثم مضى فلحقه الرجل فقال
له ويحك تكلمت بكلام الحكماء وعملت عمل
المجانين فقال يا هذا ان بنى اسرائيل ارادوا
ان يجعلونى قاضيا فابيت فالحوا على فجعلت
نفسى مجنونا حتى نجوت منهم ودروى فى
الخبر ان رجلا جاء الى داؤد عليه السلام
فقال انى اريد ان اتزوج فقال اذهب الى
سليمان عليه السلام واسأله وكان سليمان
عليه السلام يومئذ ابن سبع سنين فخرج
الرجل الى سليمان فوجده يلعب مع الصبيان
وهو راكب على قصبة فاتاه فقال انى اريد
ان اتزوج فكيف اتزوج فقال سليمان عليه
السلام عليك بالذهب الاحمر والفضة
البيضاء واحذر الفرس كيلا يضربك فلم يفهم
جوابه وقد كان داود عليه السلام امر الرجل
بان يرجع اليه ويخبر بجوابه فرجع اليه واخبره
بمقالة سليمان عليه السلام فقال له داود

اور جسمین تیرا فائدہ اور نقصان ہے وہ عورت ہے کہ جسکی بچہ اولاد نہیں
یعنے پہلے خاوند سے اگر تو اسکے لیے پہلے خاوند سے اچھا ہے تو تو وہ
تیرے لیے اچھی ہے اور نہیں تو وہ تیرے لیے مضر ہے پہر چلدیا پہر
وہ شخص ملا تو اس شخص نے اس سے کہا کہ خرابی ہو تجھکو تو باتین تو
حکیمون کیسی کرتا ہے اور کام دیوانون کے اسنے کہا اے یار مجھکو بنی اسرائیل
قاضی کرنا چاہتے تھے مینے انکار کیا انہون نے مجھسے اصرار کیا مینے
آپکو دیوانہ بنا یا یہانتک کہ مینے انسے نجات پائی اور حدیث میں
مروی ہے کہ ایک شخص حضرت داؤد علیہ السلام پاس آیا اور کہا کہ
مین نکاح کرنا چاہتا ہون انہون نے فرمایا کہ سلیمان عم کے پاس جا
اور انسے پوچھ اور حضرت سلیمان کی عمر ان دنون سات برس کی
تھی وہ شخص حضرت سلیمان عم کے پاس آیا تو انکو ایک نے پر سوار لڑکون
کے ساتھ کھیلتا ہوا پایا اسنے انسے کہا کہ مین نکاح کرنا چاہتا
ہون تو کس طرح کرون حضرت سلیمان عم نے کہا کہ تو
زر سرخ اور چاندی سفید کو لے اور گھوڑے سے
بچ کہ مارے نہین سو وہ شخص انکے جواب کو نہ سمجھا اور اس
شخص سے داؤد علیہ السلام نے فرما دیا تھا کہ میرے پاس لوٹکے
آنا اور جو وہ کہے مجھسے کہنا تو وہ شخص حضرت داؤد کے پاس
آیا اور حضرت سلیمان عم کی باتونکی انکو خبر دی حضرت
داؤد علیہ السلام نے فرمایا

عليه السلام اما الذهب الاحمر فالمرأة البكر
واما الفضة البيضاء فالثيب الشابة وقوله
احذر الفرس كيلا يضربك اي اياك والعجائز
وذوات الاولاد وروى انس بن مالك عن
النبي عليه الصلوة والسلام انه كان يامر
بالنكاح وينهى عن التبتل نهيا شديدا ويقول
تزوجوا الودود الولود فاني مكاثر بكم الامم
يوم القيمة وروى عن عبد الله بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص عن النبي عليه الصلوة و
السلام انه قال ان الله لعن اربعة ولعنت عليهم
الملائكة رجل يحصر ولم يجعل الله حصورا
وامرأة تذكر والله عز وجل جعلها انثى و
رجل تخنث والله خلقه ذكرا والذي يضل
الاعمى عن الطريق وقال ابو القاسم الحكيم
هر كرا زن نى اورا مروت نى وهركرا فرزند
نى اورا شادى نى وهركه را اين هر دو
نى اورا هيچ غم نى والله اعلم **باب ابتداء
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم** قال
الفقيه رضي الله عنه بلغنا ان رسول الله عليه

کہ زر سرخ تو باکرہ عورت ہے اور چاندی سفید بیوہ جوان
اور یہ جو انہوں نے کہا کہ بچ گھوڑے سے تجکو مارے نہیں تو
مراد اس سے یہ ہے کہ بوڑھی عورتوں اور اولاد والیوں سے بچ اور
انس بن مالک نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین
کہ آپ نکاح کرنیکا حکم دیا کرتے تھے اور مجرد رہنے سے سخت
منع فرمایا کرتے تھے اور فرمایا کرتے کہ محبت والیوں اور بہت
جننے والیوں سے نکاح کرو تحقیق مین چاہتا ہون کہ بسبب کثرت تمہاری
کے قیامت کے دن اور امتوں پر فوق لیجاؤں اور عبد اللہ بن عبد الرحمن
بن عمرو بن العاص نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین کہ
آپنے فرمایا کہ اللہ تعالی اور اسکے فرشتے چار شخصون پر لعنت کرتے
ہین ایک وہ شخص کہ نکاح نہ کرے اور خدا نے اسکو نہین روکا اور
وہ عورت کہ اپنے آپکو مرد بناوے اور خدا نے اسکو عورت بنایا
اور وہ مرد کہ مخنث بنے اور خدا نے اسکو مرد بنایا اور وہ شخص کہ
اندھے کو رستہ سے بہکاوے اور ابو القاسم حکیم کہتے ہین کہ جسکی عورت
نہین اسے مروت نہین اور جسکے اولاد نہین اسکو خوشی نہین
اور جسکے دونو نہین اسکو کچھ غم نہین اور اللہ خوب جانتا ہے

**باب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ابتدائے
حال مین** کہا فقیہ رضی اللہ عنہ نے ہمکو روایت
پہنچی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

الصلوة والسلام لما بلغ خمسا وعشرين سنة
فقال له عمه ابو طالب یا ابن اخی والله لیس لی
مال کثیر فازوجك من مالی ولا ترك ابوك
مالا فهل لك ان تاتی خدیجة بنت خویلد
فتواجر نفسك منها فانها تعطی من یتجر لها
بکرین فلعلها تزیدك بکرا آخر فجاء به الی
خدیجة فاحسنت الاجابة فقالت نعم وکرامة
وسازیدك بکرا مع بکرین فخرج النبی مع
غلام لها یقال له میسرة الی ناحیة الشام
فی تجارة فاصاب ربحا کثیرا فالقی الله تعالی
محبته فی قلب میسرة فلما رجعا من سفرهما
ونزلا بمر الظهران قال میسرة للنبی علیه الصلوة
والسلام تقدم وبشر لخدیجة بما ربحنا ولعلها
ان تزید بکرا آخر ففعله فزادته بکرا آخر
ثم ان میسرة اخبر خدیجة بانه رای من
فضل النبی علیه الصلوة والسلام فی الطریق من العجائب
وانواع الکرامات فوقعت المحبة فی قلب خدیجة
ورغبت فیه وصنعت خدیجة طعاما ودعت
رؤساء قریش فطلبت من ابیها ان یزوجها

جب پچیس برس کے ہوئے تو آپکے چچا ابو طالب نے آپ سے
کہا کہ اے میرے بھتیجے میرے پاس بہت مال نہیں کہ تیرا نکاح
کر دوں اور نہ تیرے باپ نے کچھ مال چھوڑا سو تو خدیجہ بنت خویلد
کے پاس جا اور اسکی نوکری کر لے جو کوئی اسکی نوکری کرتا ہے
تو وہ دو جوان اونٹنیاں دیا کرتی ہے شاید تجھے ایک اور زیادہ
دیدے تو ابو طالب آپکو خدیجہ کے پاس لے گئے حضرت خدیجہ
نے پسند کیا اور کہا سر آنکھوں پر اور میں ایک اور اونٹنی
دو اونٹنیوں کے ساتھ بڑھا دونگی سو آنحضرت مع خدیجہ کے
ایک غلام کے کہ میسرہ نام تھا شام کیطرف تجارت کے لیے
تشریف لے گئے تو وہاں بہت نفع ہوا سو اللہ تعالے نے آپکی
محبت میسرہ کے دل میں ڈالدی جب دونوں اپنے سفر سے پھرے
اور مر الظہران میں کہ ایک جگہ کا نام ہے اترے تو میسرہ نے
آپسے کہا کہ آپ آگے جا کر خدیجہ کو اپنے منافع کی خوشخبری
دیں شاید وہ ایک اور اونٹنی زیادہ دیدے تو آپنے ایسا ہی کیا
حضرت خدیجہ نے اس خوشخبری کا ایک اور اونٹنی زیادہ دی
پھر میسرہ نے حضرت خدیجہ کو اس بات کی خبر دی کہ میں نے حضرت محمد
علیہ الصلوۃ والسلام سے کچھ عجائبات راہ میں دیکھے اور کئی نشانیاں
دیکھیں [illegible] حضرت خدیجہ کے دل میں [illegible] اور آپکی
طرف راغب ہوئی کھانا پکوایا اور قریش کے رئیسوں کو بلایا

فاخبرته بذلك فبينما هو جالس مع خديجة يوما فرای شخصا بين السماء والارض فقال يا خديجة انی اری شخصا بين السماء والارض فقالت له ادن منی فدنا منها وكشفت راسها وجعلت راسه فی بطنها فقالت هل تراه قال لا قد اعرض عنی فقالت له ابشر فانه ملك ولو كان شيطانا لما استحيى فبينما رسول الله صلى الله عليه وسلم يوما من الايام علی جبل حراء اذ ظهر له جبرئيل وبسط له بسطا كريما ثم بحث من الارض فنبع الماء فعلمه الوضوء ثم صلى ركعتين وبشره بالنبوة وقرأ عليه اقرأ باسم ربك الذی خلق الى قوله ما لم يعلم فرجع الى خديجة واخبرها بذلك فامنت به وعلمها الوضوء ثم اسلم ابو بكر ثم علی وقال بعضهم اسلم علی ثم ابو بكر ثم بلال ثم اسلم رفقاء ابی بكر ثم عثمان وعبد الرحمن بن عوف وطلحة والزبير وسعد وسعيد وغيرهم فلما اسلم عمر تم به اربعون رجلا والله اعلم

باب هجرة النبی عليه الصلوة والسلام

اور اسبات کی خبر دی پس ایکدن آپ حضرت خدیجہ کے پاس بیٹھے تھے تو ایک چیز آسمان و زمین کے درمیان دیکھا حضرت خدیجہ نے آپ سے کہا کہ میرے پاس آجاؤ تو آپ قریب ہو گئے حضرت خدیجہ نے اپنا سر کھولا اور آپکا سر پیٹ پر رکھ لیا پھر پوچھا کہ اب اسکو تم دیکھتے ہو آپنے کہا نہیں تحقیق اسنے مجھسے منہ پھیر لیا حضرت خدیجہ نے کہا میں تمکو خوشخبری دیتی ہوں کہ تحقیق وہ فرشتہ ہے اگر شیطان ہوتا تو نہ شرماتا اسلئے ہم ایسا نہیں دیکھتے ایکدن کوہ حرا پر تھے کہ یکایک آپکو حضرت جبرئیل معلوم ہوئے اور ایک اچھا بچھونا آپکے لیے بچھایا پھر زمین کھودی تو ایک چشمہ نکلا حضرت جبرئیل نے آپکو وضو سکھایا پھر دو رکعت نماز پڑھی اور آپکو نبوت کی بشارت دی اور آپکو اقرء باسم ربک الذی خلق مالم یعلم تک پڑھایا تو آپ حضرت خدیجہ کے پاس آئے اور اسکی خبر دی تو آپ پر ایمان لائیں اور آپنے انکو وضو سکھایا بعد اسکے حضرت ابو بکر رض ایمان لائے پھر حضرت علی رض اور بعض نے کہا کہ اول حضرت علی ایمان لائے پھر حضرت ابو بکر پھر بلال پھر حضرت ابو بکر کے رفیق پھر حضرت عثمان اور عبد الرحمن بن عوف اور طلحہ اور زبیر اور سعد اور سعید اور سوا انکے پس جب حضرت عمر اسلام لائے تو چالیس آدمی پورے ہو گئے اور اللہ خوب جانتا ہے باب

آنحضرت کی ہجرت کے بیان میں

قال الفقیه رضی الله عنه وقد کان النبی علیه الصلوٰة
والسلام یخرج الی منا ویعرض علی اهل الموسم
الاسلام فمر علی نفر من اهل المدینة فعرض علیهم
الاسلام فاسلم معوذ بن عفراء واسلم القوم
کلهم فقال لهم رسول الله علیه الصلوٰة والسلام
هل لکم ان تنصرونی حتی ابلغ رسالات ربی قالوا
یا رسول الله کان بیننا قتال فی العام الاول وهو
یوم من ایامهم اقتتل فیه الاوس والخزرج
ونحن متباغضون ولکن موعدك الموسم من العام
الثانی فرضی رسول الله علیه الصلوٰة والسلام
فرجعوا الی المدینة فدعوا الناس فی السر فلم
یاتهم سنة ولم یرجع النبی الیهم فی السنة الثانیة
حتی اسلم اهل بیت کثیر فی المدینة فلما حضر
الموسم خرج من اهل المدینة ناس کثیر ونزلوا
بمنا فخرج منهم سبعون رجلا من الانصار و
امرأة فنزلوا بعقبة منا عن یمین الجمرة فجاءهم
رسول الله علیه الصلوٰة والسلام فی رحالهم
ومعه عباس بن عبد المطلب فقاموا الیه فحیوا
بالسلام وسلم علیهم رسول الله علیه الصلوٰة والسلام و

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منا کی
طرف جایا کرتے تھے اور اور جو لوگ کہ حج کرنیکو آتے انپر
اسلام پیش کرتے یعنی دعوت اسلام کیا کرتے سو آپ چند شخصوں
مدینے والوں پر گذری اور انپر اسلام پیش کیا تو معوذ بن عفرا اور
وہ سب قوم اسلام لے آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انسے
فرمایا کہ کیا تم میری مدد کروگے تاکہ میں اللہ کا پیغام پہنچاؤں
انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ پہلے سال میں ہم لوگوں میں لڑائی
ہوئی تھی اور وہ انکے ایک دنوں میں سے ایکدن تھا کہ جسمیں قبیلہ
اوس اور خزرج لڑے تھے اور فی الحال ہمارے آپسمیں بغض ہے لیکن ہم
آپ سے حج آیندہ کا وعدہ کرتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسپر
راضی ہوگئے اور وہ لوگ جب مدینہ میں گئے تو لوگوں کو پوشیدہ دعوت اسلام
کرتے یہانتک ابھی حج آیندہ نہ آیا تھا کہ گھروں کے گھر مدینہ میں اسلام
لے آئے پھر جب حج کا موسم آیا تو مدینہ والوں میں سے بہت لوگ
نکلے اور منا میں آکر اترے پھر انمیں سے ستر مرد اور عورت نکلے
اور منا کی گھاٹی پر جمرہ کے دہنی طرف اترے یعنی جس جگہ
کنکریاں پھینکتے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع حضرت
عباس کے انکے پاس نکلے ڈیروں پر آئے تو سب
حضرت کی تعظیم کو کھڑے ہوگئے اور سلام کیا اور
آنحضرت نے بھی انپر سلام کیا . . .

وقال اخذ من بنی اسرائیل اثنا عشر نقیبا و
انا اخذ منکم النقباء کما اخذ موسی علیه السلام
من قومه فبایعوه فقالوا یا رسول الله اشترط
لربك ولنفسك وقال اشترط لربی ان تعبدوه
ولا تشرکوا به شیئا واشترط لنفسی ان لا تمنعونی
عما تمنعون منه انفسکم واهلیکم قالوا فان
فعلنا فماذا لنا قال فلکم الجنة قالوا ربح کثیر
فصاح ابلیس ثلثا فقال یا معشر قریش هذا
محمد علیه الصلوة والسلام یحالف اهل یثرب
علیکم فجاؤا یطلبونهم فلم یجدوهم فلما رجع
النقباء الی المدینة بعث معهم مصعب بن عمیر
یعلمهم القرآن ویفقههم فی الدین فلما علم اهل
مکة ان النبی علیه الصلوة والسلام وجد انصارا
ومهاجرا مکروا به وارادوا قتله فامره الله
بالهجرة الی المدینة فاتی رسول الله صلعم منزل
ابی بکر فقام الیه ابو بکر فقبل راسه فقال النبی
علیه الصلوة والسلام مالك ان ترینا قد ارادوا
قتلی فقال ابو بکر دمی دون دمك ونفسی
دون نفسك فقال رسول الله صلی الله علیه و

اور فرمایا کہ میرے بہائی موسیٰ نے بنی اسرائیل میں سے بارہ سردار لیے تہے
میں بہی تم سے سردار انکو لیتا ہوں جیسے موسیٰ نے اپنی قوم سے پہر انہوں نے
حضرت سے بیعت کی اور کہا یا رسول اللہ آپ اپنے رب کے اور اپنے لیے
شرط کر لیجیے آپ نے فرمایا کہ میں اپنے رب کے لیے شرط کرتا ہوں کہ اسکو تم پوجو
اور کوئی چیز اسکے شریک مت ٹہیراؤ اور اپنے لیے یہ شرط کرتا ہوں
کہ جو چیز تم اپنے لیے اور اپنے گہر والوں کے لیے چاہو میرے لیے بہی
مت چاہو تو وہ بولے کہ اگر ہمنے یہ کیا تو ہمارے لیے کیا چیز ہے آپ نے
فرمایا کہ تمہارے لیے جنت ہے سب نے کہا اسمیں تو بہت نفع ہے تو اسوقت
شیطان تین بار چلایا اور کہا اے گروہ قریش کے محمد مدینہ والوں سے
[illegible] تو قریش انکو ڈہونڈہنے آئے تو انکو نہ پایا پہر جب سردار وہ
ایمان لائے تہے مدینے کیطرف پہرے تو آنحضرت صلعم نے انکے ساتہ مصعب بن عمیر
کو کر دیا کہ انکو قرآن سکہلاویں اور دین کی باتیں سمجہاویں پہر جب مکے والوں کو
خبر ہوئی کہ آپنے انصار اور مہاجرین کو پالیا یعنی اپنا تبع کر لیا
تو ان لوگوں نے آپ کے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تو اللہ نے آپکو مدینہ کیطرف
ہجرت کرنیکا حکم دیا پہر آنحضرت ابوبکر صدیق رض کے گہر تشریف
لائے تو ابوبکر صدیق آپکی تعظیم کو کہڑے ہوئے اور آپکا سر مبارک
چوما تو آنحضرت نے فرمایا کیا تجہے معلوم نہیں کہ قریش نے میرے
قتل کا ارادہ کیا ہے ابوبکر صدیق نے عرض کی میرا خون آپکے خون کے ساتہ ہے
اور میری جان آپکی جان کے ساتہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ سلم نے فرمایا

وسلم قد اذن الله لي بالهجرة فقال ابو بكر و
الصحبة يا رسول الله قال بلى فقال ابو بكر عندي
بعيران قد حبستهما للخروج فخذ احدهما
فقال لا آخذه الا بثمن فاشترى منه احدهما
فلما امسى خرج هو وابو بكر راجلين فسار الى
جبل يقال له ثور وانتهيا الى الغار وامر ابو بكر
عامر بن عبد الله بن فهيرة ان يرعى غنمه بثور
وتخلف تلك الليلة علي بن ابي طالب ونام
على فراش رسول الله صلى الله عليه وسلم فجاء
قريش فدخلوا عليه فوجدوا علي بن ابي طالب
فقالوا له اين محمد قال لا ادري فخرجوا على اثره
حتى اتوا ثورا ورسول الله صلى الله عليه وسلم
مع ابي بكر في الغار فخفي عليهم مكانهما فانسلوا
في كل مكان يطلبونه فلم يقدروا عليه فرجعوا
وكان عبد الله بن ابي بكر يأتيهما باخبار اهل مكة
كل ليلة وكان عامر بن عبد الله بن فهيرة يأتيهما
بالغنم ويحلبون لهما ما ارادوا ويذبحون ما
ارادوا فمكثا فيه ثلث ليال ويقال اكثر من ذلك
حتى سكن اهل مكة ثم خرجا من الغار واستأجرا

کہ حق تعالی نے مجھکو ہجرت کا حکم دیا ہے تو ابو بکر صدیق نے عرض کیا کہ میں
بھی آپکے ساتھ جانا چاہتا ہوں آپ نے فرمایا کیوں نہیں پھر ابو بکر صدیق
نے عرض کیا کہ میرے پاس دو اونٹ ہیں جنکو میں نے اسی لیے روک رکھا ہے تو
ایک انمیں سے آپ لیجیے تو آپ نے فرمایا کہ میں تو بلا قیمت نہیں لیتا
تو آپ نے ایک کو خرید لیا اور جب رات ہوئی تو آپ اور ابو بکر صدیق
پیادہ پا نکلے اور کوہ ثور کیطرف چلے اور ایک غار میں جا پہنچے اور
ابو بکر صدیق نے عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ کو حکم دیا تھا کہ اپنی بکریاں
ثور کے پاس چراوے اور حضرت علی اس رات میں آپکے قایم مقام تھے
بستر پر سو رہے اور قریش کے لوگ بار بار انکو دخل ہوتے تو وہاں حضرت علی
کو پایا تو قریش نے حضرت علی سے پوچھا کہ محمد کہاں ہے حضرت علی نے
کہا کہ میں نہیں جانتا تو لوگوں نے آپکا پیچھا کیا اور ساتھ کھوج کے
کوہ ثور تک گئے اور آپ مع ابو بکر صدیق کے غار میں تھے
قریش پر آپکا مکان چھپا رہا انہوں نے ہر طرف آدمی ڈھونڈنے
کو بھیجے تو آپ پر قابو نپا سکے پھر سب لوٹ آئے اور عبد اللہ حضرت
ابو بکر کے بیٹے آپ اور ابو بکر صدیق کے پاس ہر رات میں مکہ کی
خبر لاتے تھے اور عامر بن عبد اللہ بن فہیرہ رات کو وہاں ہی بکریاں
لے آتا تھا جتنا چاہتے دودھ دوہ لیتے اور جو چاہتے ذبح کر لیتے تو
آپ تین رات تک وہاں رہے بعض کہتے ہیں کچھ اس سے زیادہ یہاں تک کہ مکہ
والوں کو تسکین ہو گئی یعنی سب ڈھونڈ کر چلے گئے پھر دونوں غار سے نکلے

رجلا يدلهما على الطريق يقال له عبد الله بن
اريقط حتى قدموا المدينة يوم الاثنين لليلتين
مضى من شهر ربيع الاول **باب مغازي**
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال الفقيه رضي
الله عنه روي في الخبر ان النبي عليه الصلوة
والسلام غزا ستة وثلثين غزوة ثمانية عشر
منها خرج بنفسه وثمانية عشر بعث سرية
ولم يخرج بنفسه وقد روي في بعض الاخبار انه
غزا اربعين غزوة وروي ايضا اكثر من ذلك
وكان اول غزوة انه بلغه ان جمعا من قريش
خرجوا من مكة فخرج رسول الله صلى الله عليه
وسلم مع جميع اصحابه في صفر بعد هجرته باثني
عشر شهرا فساروا حتى نزلوا في موضع يقال له
ودان فبعث منها عبيدة بن الحارث مع جماعة
من المهاجرين فالتقوا جماعة من قريش وكان بينهم
ترام بالنبال ثم رجعوا ولم يكن بينهم قتال
غير ذلك ومن غزواته غزوة النخلة وذلك
ان النبي عليه الصلوة والسلام بعث عبد الله بن
جحش بعد هجرته بستة عشر شهرا مع احد عشر

اور ایک آدمی کو رستہ بتانیکے لیے نوکر رکھا اسکا نام عبداللہ بن اریقط
تہا یہانتک کہ پیر کے دن ربیع الاول کی دوسری تاریخ مدینہ منورہ مین
رونق افروز ہوئے **باب حضرت کی لڑائیونکی بیان مین**
کہا فقیہ رحمہ اللہ نے حدیث مین مروی ہے کہ تحقیق آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے کفار سے چھتیس لڑائیاں کرین اٹھارہ مین حضرت
بذات خود تشریف لیگئے تھے اور باقی اٹھارہ مین لشکر مین سے
کسیکو سردار بنا کر بھیجدیا اور آپ تشریف نہین لیگئے اور بعض
حدیثو مین ہے کہ آپنے چالیس لڑائیاں کین اور اس سے زیادہ
بھی مروی ہے پہلی لڑائی اسطور تھی کہ آپکو خبر پہنچی کہ قریش کی
ایک جماعت مکہ سے چڑھ آئی ہے۔ آپ مع سب یارون نکلے
صفر کا مہینہ تہا اور ہجرت کو ایک سال گذرا تہا جب چلتے
چلتے ایک گاؤن مین پہنچے کہ اسکو ودان کہتے ہین تو وہان
سے عبیدہ بن حارث کو ایک جماعت مہاجرین کے ساتھ
کرکے مقابل مین کفار کے بھیجا تو ایک جماعت قریش کے مقابل
ہوئے اور آپس مین تیر چلنے لگے آخر کو ہر دو فریق
واپس گئے اور سوا اسکے اور کچھ نہ ہوا اور
آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ نخلہ ہے اور
یون تہا کہ آنحضرت نے ہجرت سے سولہ
مہینے بعد عبداللہ بن حجش کو مع گیارہ

من المهاجرين الى عمرو بن عبد الحضرمی مع اصحابہ من قریش فی عیرلهم قد حملوا ادما وزبیبا ومتاعا نازلا تحت نخلة فلما مربهم عیر قریش خرجوا الیهم فاقتتلوا وقتلوا عمرو بن عبد الحضرمی واسروا اثنین منهم وهرب الباقون منهم واخذوا ما معهم من المال فی آخر جمادی الاخر وجاؤا به الى المدینة وكان من غزواته غزوة بدر الكبری وبدر اسم موضع وكان القتال فی ذلك الموضع فی شهر رمضان فی السنة الثانیة بعد الهجرة وذلك ان النبی علیه الصلوة والسلام بلغه ان عیرا من قریش خرجت الى الشام فیهم ابو سفیان بن حرب مع اربعین رجلا من تجار قریش ویقال سبعین رجلا فخرج رسول الله صلى الله علیه وسلم مع ثلثمائة وثلثة عشر رجلا من اصحابه من المهاجرین والانصار فبلغ الخبر الى مكة فخرج منها الف ومائتان وخمسون رجلا فلما وصل العیر سالما رجع مع العیر ثلاثمائة رجل وبقی تسعمائة وخمسون رجلا فالتقی الجمعان فهزم الله تعالى المشركین ونصر المسلمین فقتلوا من المشركین سبعین رجلا واسروا

مہاجرین کے عمرو بن عبد حضرمی اور اُسکے یاروں قریشیونکی طرف بھیجا اور وہ ایک قافلہ مین سوکھی روٹی اور روغن اور دیگر اسباب لیے ہوئے آتے ہی تو یہ یعنی عبد اللہ بن جحش وغیرہ ایک نخلہ یعنے کہجور کے درخت کے نیچے اُترے جب قافلہ گذرا تو یہ سب اُنکے طرف نکلے اور آپسمین لڑے اور عمرو بن عبد حضرمی کو قتل کیا اور دو شخصونکو انمین سے پکڑ کر قید کر لیا اور باقی سب بہاگ گئے اور جو اُنکے پاس مال تہا سب لوٹ لیا اور مدینہ مین لے آئے اور یہ معرکہ جمادی الاولی کی اخیر مین ہوا۔ اور آپکے غزوات سے ایک غزوہ بدر کبریٰ ہے اور بدر نام ایک جگہ کا ہے اور یہ لڑائی رمضان کی مہینے مین ہجرت سے دو برس بعد ہوئی تہی اور یہ یون تہا کہ آپکو خبر پہنچی کہ ایک قافلہ قریش کا شام کیطرف گیا ہے اور اسمین ابو سفیان بن حرب بہی مع چالیس سوداگرون قریش کے ہے اور بعض کہتی ہین کہ آپکے ساتھ ستر سوداگر تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مع تین سو تیرہ ۳۱۳ آدمیون کے مہاجرین اور انصار سے بدر کیطرف تشریف فرما ہوئے اور مکہ مین بہی اسکی خبر پہنچی تو وہان سے ساڑہی بارہ سو ۱۲۵۰ آدمی قافلہ کے امداد کو چڑہ آئی جب قافلہ ایک جہہ سے سلامت نکل گیا تو تین سو آدمی مکہ والونمین سے اُس قافلہ کے ساتھ واپس گئے باقی ساڑہی نو سو ۹۵۰ رہے۔ تو ہر دو فریق یعنی مسلمانون اور کفارونکا مقابلہ ہوا اللہ تعالیٰ نے کفارونکو شکست دی اور وہ بہاگ گئے اور مسلمانونکو فتح دی مسلمانون نے ستر مشرکین کو قتل کیا

شهر سبعين ولم يكن في الدنيا واقعة اعظم
من واقعة البدر وذلك ان ابليس جاء بنفسه و
حضرت الشياطين وحضر كفار الجن كلهم وحضر
تسعمائة وخمسون رجلا من صناديد قريش و
حضر ثلثمائة وثلثة عشر من المؤمنين وهم جميع
اهل الاسلام وهم افضل الخلق وسبعون من
مؤمني الجن والف من الملائكة وروى عن الحسن
البصري انه كان اذا قرأ سورة الانفال كان يقول
طوبى لجيش قائدهم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وجاسوسهم امين الله ومبارزهم اسد الله
وجهادهم طاعة الله ومددهم ملائكة الله
وثوابهم رضوان الله ومن غزواته غزوة ذات
السويق وذلك ان ابا سفيان خرج مع جماعة
من اصحابه بعد بدر الى المدينة وحلف ان
لا يرجع حتى يقتل بعض اصحاب النبي عليه السلام
فجاء الى بعض نواحي المدينة سرا ونزل في بيت
يهودي ثم خرج واحرق بيتين وقتل رجلين
من اصحابه فخرج رسول الله عليه الصلوة والسلام
مع جماعة من اصحابه في طلبه فخشي ابو سفيان

اور ستر کو قید کر لیا اور کوئی لڑائی بڑی دنیا مین لڑائی بدر سے
نہین ہوئی اور یہ اسلیے کہ ابلیس خود اور شیطان سب اور جن کافر
تھے سب مین حاضر تھے اور سردار قریش نوسو پچاس کافر تھے
اور مسلمان فقط تین سو تیرہ کہ لشکر اہل اسلام تھے اور یہ سب
مخلوق سے افضل تھے اور ستر مسلمان جن اور ہزار فرشتے تھے اور
حسن بصری سے روایت ہے کہ وہ جسوقت سورہ انفال پڑھتے تھے
تو کہا کرتے تھے کہ بھلے نصیب مین اس لشکر کے کہ جسکے
پیشوا لشکر رسول اللہ ہون اور جاسوس انکے امین اللہ
(یعنی جبرئیل) ہون اور مبارز (یعنی بہادر میدان جنگ کرنے
ہونیوالا) شیر اسد کا ہو (یعنی حضرت علی) اور جنکا جہاد طاعت الٰہی
کے ہو اور جنکی مدد فرشتے ہون اور جنکو ثواب اللہ کی خوشنودی
ہو یعنی سب وشتین بدریون مین ہین اور آپکے غزوات مین سے
ایک غزوہ ذات سویق ہے اور یہ اسوجہ ہوا کہ ابوسفیان بعد بدر کے
ایک جماعت لیکر مدینہ کو نکلا اور قسم کھائی کہ بغیر قتل کیے بعض اصحاب
رسول اللہ کے نہ پھرونگا تو مدینہ کے گرد پوشیدہ آپہنچا اور ایک
یہودی کے گھر مین آترا پھر نکلا اور دو گھرونکو جلا دیا اور دو
صحابیونکو شہید کر ڈالا تو آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنے یارون کو لیکر ابوسفیان کی
تلاش کو نکلے ابو سفیان ڈرا کہ..

بان يدركه رسول الله عليه الصلوة والسلام
فالقى ما كان معه فى الطريق من الزاد و
هرب مع اصحابه وكان اكثرة القوا من الزاد
السويق فسميت غزوة ذات السويق فرجعوا
ولم يكن بينهم قتال ومنها غزوة بنى قينقاع
ويقال قيقاع وهى من بعض نواحى المدينة
حاصرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم فتشفع
اليه عبد الله ابن ابى المنافق مع جماعة من اهل
المدينة فتركهم ومنها غزوة احد وذلك ان
قريشا لما رجعوا من بدر جمعوا جمعا كثيرا وذلك
فى السنة الثانية وخرجوا الى المدينة واستنفروا
العرب وانفقوا المال وخرج اليهم رسول الله
صلى الله عليه وسلم وكان القتال عند جبل
احد فكانت الهزيمة على الكفار حتى ترك الرماة
امر رسول الله صلى الله عليه وسلم واشتغلوا
بالغارة فرجعت الكفرة عليهم وقتل من المسلمين
يومئذ سبعون رجلا وجرح كثير منهم وانهزم
الباقون ثم صرف الله عنهم الكفار فرجعوا فذلك
قوله تعالى ولقد صدقكم الله وعده الى قوله

اُنہین آنحضرت کے ہاتہ نہ آجاؤن تو زاد یعنی توشہ راہ ذرستہ
مین پہینک کے اپنی جماعت کے بہاگ گیا اور جو زاد کہ پہینک گیا
تہا اکثر اسمین ستو تہی اسیوسطے اسکا نام ذات السویق
ہوا پس والپس چلے گئے اور لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ قینقاع ہے اور بعض اسکو قیقاع کہتے ہین اور یہ
غزوہ گرد نواح مدینہ کے ہوا آپ نے اُنکا محاصرہ کیا تو عبد اللہ بن
ابی منافق نے ایک جماعت اہل مدینہ کے ساتہ ملکر آپ سے
اُنکی سفارش کی تو آپ نے اُنکا محاصرہ چہوڑ دیا اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ احد ہے اور یہ یون تہا کہ جب قریش بدر سے
والپس آئے تو بہت لشکر جمع کیا اور یہ واقعہ دوسرے سال ہجری
مین تہا تو کفار جمع ہوکر مدینہ کو نکلے اور تمام عرب سے نصرت چاہی اور
بہت مال خرچ کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہی انکی طرف
نکلے تو کوہ احد کے پاس لڑائی شروع ہوئی تو اول ہی
مین کفار بہاگ گئے جب ایک قوم نے تیر پہینکنے والوں
سے جو پہاڑ کی ایک بلند جگہ پہ مورچہ لگائے ہوئے بحکم
آنحضرت صلعم کہڑے تہے غنیمت پہ للچاکر اور حکم آنحضرت صلعم پس پشت
ڈالکر اسکو لوٹنے لگے تو کفار انکو وہ مورچہ ہاتہ آگیا اور غالب آگئے
تو ستر مسلمان شہید ہوئے اور بہتیرے زخمی ہوگئے اور باقی کے بہاگ گئے
تو پہر اللہ تعالی نے کفار کو مسلمانوں سے پہیرا اور مسلمان آکر جمع ہوئے

تعالى ثم صرفكم عنهم يعني رجع الاعداء اليكم ومن
غزواته غزوة بدر الصغرى وذلك ان ابا سفيان
لما رجع من احد قال لرسول الله صلى الله عليه
وسلم ان الموعد بيننا وبينكم بدر الصغرى
وكان هناك سوق فخرج رسول الله صلى الله
عليه وسلم مع سبعين نفرا من اصحابه واتى
الى ذلك الموضع ولم يخرج احد من الكفار
فرجعوا سالمين وربحوا في تجارتهم وذلك
قوله تعالى الذين استجابوا لله والرسول الى قوله
فانقلبوا الاية ومن غزواته غزوة بطن الرجيع
وذلك انه عليه الصلوة والسلام بعث مرثد
بن ابي مرثد مع سبعة نفر فيهم عاصم بن ثابت
بن الافلح فساروا حتى نزلوا بطن الرجيع فخرج
اليهم جمع من المشركين فقتلوهم واسروا خبيبا
ورجلا آخر وحملوهم الى مكة وقتلوهما هناك
ولم ينج منهم الا رجل واحد جريح حسبوا انه
مات فتركوه فنجا ومنها الغزوة التي بعث محمد
بن مسلمة مع جماعة من اصحابه فخرج اليهم
المشركون وقتلوهم جميعا الا محمد بن مسلمة

تم پر تم کو پھیر بیان کیا ہے اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ
بدر صغریٰ ہے اور یہ یوں ہوا کہ جب ابوسفیان جنگ احد سے
پھرنے لگا تو آپ سے کہا کہ ہمارا تمہارا سامنا بدر صغریٰ میں ہوگا
اور وہاں ایک بازار تھا تو آپ مع ستر صحابیوں کے تشریف
لے گئے اور اس مقام پر پہنچے اور کفار میں سے کوئی مقابلہ کو
نہ آیا تو مسلمان صحیح و سالم واپس آئے اور مال تجارت جو
ساتھ لیگئے تھے بازار میں بیچکر نفع کثیر اٹھایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الی قولہ فانقلبوا
الآیۃ حاصل ترجمہ اسکا یہ ہے جو لوگ کہ حاضر ہوئے
باوجودیکہ جنگ احد میں انکو تکلیف پہنچی تھی تو انکو
دین و دنیا ہاتھ آئی یعنی اللہ کی رضامندی اور تجارت میں نفع
کثیر اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ بطن الرجیع ہے اور
یہ یوں ہوا کہ آپ نے مرثد بن ابی مرثد کو مع سات آدمیوں کے
کہ جنمیں عاصم بن ثابت بھی تھا واسطے تبلیغ کے بھیجا تو وہ
چلتے چلتے بطن الرجیع پر نازل ہوئے تو ایک جماعت مشرکین کے
مقابلہ کو نکلے تو سب مسلمان شہید ہوئے مگر خبیب و دیگر ایک
انکا خبیب تھا قید کرکے مکہ لیگئے اور انکو وہاں شہید کیا اور ایک
مرا ہوا جانکر چھوڑ گئے تھے لیکن وہ زندگی باقی تھی کہ بچ رہا اور نام
جریح رضی اللہ عنہ تھا اور آپ کے غزوات میں ایک غزوہ تھا کہ جسمیں

[illegible]

ظنوا انه مات فنجا من بين القتلى ومنها غزوة
بئر معونة وذلك ان عامر بن مالك كان فارسا
من فرسان العرب وكان ملاعب الاسنة
كتب الى رسول الله عليه الصلوة والسلام ان
ابعث الى رجالا يعلمونا ويفقهونا في الدين
ثم في ذمتي وجواري فبعث رسول الله عامر
بن مالك الساعدي في اربعة عشر رجلا من
المهاجرين والانصار فلما ساروا ليلة بلغهم ان
عامر بن مالك قد مات فكتبوا الى رسول الله
عليه الصلوة والسلام فامدهم رسول الله
عليه الصلوة والسلام باربعة نفر فساروا كلهم
حتى انتهوا الى بئر معونة فخرج اليهم عامر بن الطفيل
مع بعض قبائل العرب منهم رعل وذكوان
وبني لحيان وعصية فقاتلوهم فقتلوهم كلهم
عند بئر معونة الا عامر بن امية الضمري و
سعد بن ابي وقاص ورجلا اخر قد كانوا تخلفوا
عن القوم فلما علموا بقتلهم رجعوا الى المدينة
فقنت رسول الله اربعين يوما على تلك القبائل
بقتلهم ومنها مقتل كعب بن الاشرف بعث

کر اُنکو مردہ جانکر چھوڑ گئے تھے تو وہ بچ رہے اور آپکے غزوات
مین سے ایک بیر معونہ ہے اور یہ یون ہوا کہ عامر بن مالک نے جو عرب کے
سوارون مین ایک سوار تھا اور وہ نیزہ بازی کیا کرتا تھا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کیطرف لکھا کہ کچھ آدمی ہماری طرف ارسال
کرین تا کہ ہمین تعلیم دین کی کرین اور وہ سب میرے ذمہ اور
امان مین ہین تو عامر بن مالک ساعدی کو مع چودہ شخصون کے
مہاجرین اور انصار سے بھیجا جب ایک رات کی مسافت طی کر چکے
تو اُنکو یہ خبر پہنچی کہ عامر بن مالک مر گیا تو اُنہون نے آنحضرت کو لکھا
تو آپنے چار آدمی واسطے امداد کے اور بھیجے تو سب ملکر چلے
یہانتک کہ بیر معونہ پر پہنچے تو عامر بن طفیل قبیلہ ہای رعل
ذکوان بنی لحیان عصیہ کو ساتھ لیکر مقابلہ کو آیا تو لڑائی ہوئی
اور سب مسلمان شہید ہوئے مگر تین آدمی عامر بن امیہ ضمری اور سعد
بن ابی وقاص اور ایک اور آدمی کہ یہ پیچھے رہ گئے تھے اور لڑائی
مین موجود نہ تھے جب اُنکو اُنکی شہادت معلوم
ہوئی تو پیچھے کو مدینہ مین آئے تو آنحضرت نے
چالیس دن اُن قبائل کی ہلاکت کے لیے
قنوت پڑہی یعنے نماز مین اُن پر بد دعا کی
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ
قتل ہونا کعب بن اشرف کا ہے ..

رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام محمد بن مسلمۃ
مع ثلثۃ نفر فقتلوہ فی دارہ و منہا غزوۃ بنی نضیر
وکان سببہ ان عمرو بن امیۃ الضمری لما رجع
من بئر معونۃ ودنا الی المدینۃ خرج رجلان
من بنی کلاب قد کساہما رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام وآمنہما فقتلہما ولم یعلم انہما کانا
مستامنین فجاء بنو کلاب الی رسول اللہ صلعم
وطلبوا دیتہما فخرج النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
الی بنی نضیر مع ابی بکر وعمر وعثمان وعلی لیستعین
علی دیۃ الکلابیین وقد کان بینہم عہد ان
یعینوا علی معاقلہم فہمت بنو النضیر بقتل
النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام فاتاہ جبرئیل علیہ
السلام فاخبرہ فخرج من بین ظہرانیہم و
اتی المدینۃ وجمع العساکر فاتاہم وحاصرہم و
قطع نخیلہم وخرب بنیانہم حتی اصطلحوا علی
ان یترکہم لیخرجوا ویترکوا اموالہم وحمل کل رجل
مقدار ما یحمل علی بعیر واحد واجلاہم الی الشام
وذلک قولہ تعالی ھو الذی اخرج الذین کفروا
من اہل الکتاب الی آخر السورۃ ومنہا غزوۃ

کہ آپنے محمد بن مسلمہ کو تین آدمیوں کے ساتھ بھیجا تو انہوں نے
اسکو ایک جماعت کے گہر میں جا قتل کیا اور آپکے غزوات میں
سے ایک غزوہ بنی نضیر ہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جب عمرو بن
امیہ ضمری بیر معونہ سے واپس ہوئے اور قریب مدینہ کے آئے دو آدمی
قبیلہ بنی کلاب سے نمودار ہوئے کہ آنحضرت نے انکو کپڑے پہنائے
تہے اور امان دی تہی تو اسنے انکو کافر حربی جانکر قتل کیا اور
یہ معلوم تہا کہ یہ ذمی ہیں آپنے انکو پناہ دی ہے تو
بنو کلاب آئے اور دیت ان دونوں کی مانگی تو آپ مع چار یاروں
حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ وحضرت عثمانؓ وحضرت علیؓ کے
یہود بنی نضیر کیطرف تشریف لیگئے تاکہ وہ اس دیت میں آپکی
امداد کریں اور یہ انکا عہد تہا کہ ہم دیت میں امداد دیا کرینگے یہود
ادائے دیت میں شریک ہونگے تو بنی نضیر نے آپکو شہید کرنیکا ارادہ
کیا تو آپکے پاس جبرئیل آئے اور اسبات کی خبر دی تو آپ وہانسے نکلکر مدینہ
میں آئے اور لشکر جمع کرکے انپر یعنی یہود بنی نضیر پر چڑہ آئے اور
محاصرہ کیا اور انکی کہجوروں کو کاٹ ڈالا اور گہروں کو خراب کیا
یہانتک کہ اسبات پر راضی ہوگئے کہ آپ ہمکو چہوڑ دیں ہم سب مال
وغیرہ چہوڑ کر چلے گئے فقط ایک ایک اونٹ کی سواری زاد لیکر روانہ
ہوئے اور آپنے انکو شام کیطرف جلا وطن کیا جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے
جسکا ترجمہ یہ ہے اللہ وہ ہے کہ جسنے نکالا اہل کتاب کو آخر سورۃ تک

بنی المصطلق وذلك ان رسول الله صلی الله علیه
وسلم خرج مع العسکر وحمل عائشة رضی الله عنها
وتکلم فیها اهل الافك بما قالوا فنزل فی شانها
اِنَّ الَّذِیْنَ جَآؤُ بِالْاِفْكِ عُصْبَةٌ مِّنْکُمْ الی
قوله اَلطَّیِّبَاتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وهی سبع عشرة
آیة نزلت فی براءة عائشة رضی الله عنها و
منها غزوة ذی قرد وذلك ان ناسا من
الاعراب قدموا وساقوا الابل من بعض
نواحی المدینة فخرج الیهم رسول الله علیه الصلوة
والسلام وقدم علی اثر السارق اباقتادة الانصاری
مع جماعة من اصحابه فاسترد الابل منهم و
رجع ومنها غزوة الحدیبیة خرج الی العمرة
فنزلوا بعسفان ثم نزلوا بالحدیبیة وهو اسم
البیر فسمی ذلك المحل بذلك الاسم وقد کان
بینهم وبین المشرکین الرمی بالحجارة وغیرها
ومنها غزوة الخندق وذلك ان اهل مکة
وجمیع الاعراب اتوا المدینة مقدار ثمانیة
عشر الف رجل وهم الاحزاب وحاصروا المدینة
سبعة عشر یوما فامر رسول الله علیه الصلوة

بنی مصطلق ہے اور یہہ یون ہوا کہ تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مع لشکر کے تشریف لیے چلے اور حضرت عائشہ کو بھی اونٹ
پر بٹھا لیا اور بہتان باندھنے والون نے کہا جو کہا تب حضرت
عائشہ کی شان مین یہہ آیت نازل ہوئی (بیشک وہ لوگ
کہ بہتان لائے ایک فرقہ ہے تم مین سے) الطیبات للطیبین تک
یعنے پاک عورتین واسطے پاک مردون کے ہین اور یہہ سترہ آیتین
ہین کہ حضرت عائشہ رض کے پاکیزگی مین نازل ہوئین
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ ذی قرد ہے اور یہہ یون ہوا
کہ کچھ آدمی گنوارون مین سے آئے اور مدینہ کے گرد نواح سے
چند اونٹ ہانک کر لیگئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انپر
چڑھائی کی اور ابو قتادہ کو مع ایک جماعت صحابہ اون چورون
کے پیچھے دوڑایا تو اونسے سب اونٹونکو اونسے پھیر لیا اور واپس
آئے اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ حدیبیہ ہے کہ آپ عمرہ کے
لئے نکلے تھے اور عسفان مین آکر ٹھیرے پھر حدیبیہ مین آکر اوترے
اور حدیبیہ ایک کنوئے کا نام ہے اسجگہ کا نام اوسکے
نام سے پڑگیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مشرکین کے درمیان
پتھر وغیرہ پھینکا پھینکی ہوئی اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ
خندق ہے اور یہہ یون ہوا کہ اہل مکہ اور سب گنوار بمقدار
اٹھارہ ہزار آدمیون کے مدینہ پر چڑھ آئے اور یہی احزاب مین

والسلام بحفر الخندق كيلا يدخلها المشركون
في حال غفلتهم فمكثوا هناك خمسة عشر يوما
او اكثر فارسل الله عليهم ريحا عاصفا فانهزموا
وذلك قوله تعالى يا ايها الذين آمنوا اذكروا
نعمة الله عليكم الى قوله تعالى ورد الله الذين
كفروا الاية ومنها غزوة بني قريظة وكانت
بقرب المدينة وكان بينهم وبين النبي عليه
الصلوة والسلام عهد فنقضوا العهد بقدوم
الاحزاب فلما هزم الله تعالى الاحزاب اتاهم
رسول الله عليه الصلوة والسلام فحاصرهم
حتى نزلوا على حكم سعد بن معاذ فحكم ان يقتل
مقاتلتهم ويسبى ذراريهم ونساءهم فقتل رسول
الله عليه الصلوة والسلام مقاتلتهم وهم كانوا
اربعمائة وخمسين رجلا ويقال اكثر وفيهم حيي
بن اخطب وكعب بن اسد وذلك قوله تعالى و
انزل الذين ظاهروهم من اهل الكتاب يعني
حاربوهم من اهل الكتاب من صياصيهم يعني
من حصونهم وقذف في قلوبهم الرعب الاية
ومنها غزوة ذات الرقاع فقد صلى في تلك

تاکہ مشرکین غفلت کیوقت نہ جامین تو مشرکین ہان پندرہ
دن رہے یا اس سے زیادہ پہر اللہ تعالی نے ایک سخت تیز ہوا
بھیجی تو وہ بہاگ گئے جیسا کہ حق تعالی نے فرمایا ہے (ای ایمان
والو اللہ کی نعمت اپنے اوپر یاد کرو) اللہ تعالے کے اس قول تک
اور پہیر اللہ نے کافرون کو آخر آیت تک اور آپکے غزوات سے
ایک غزوہ بنی قریظہ ہے اور وہ مدینہ کے پاس ہی تھا
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے یعنے یہود بنی قریظہ
کے درمیان عہد تہا تو اونہون نے احزاب کے آنے سے وہ عہد
توڑ دیا جب حق تعالی نے احزاب کو بہگا دیا تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اونکو (یعنے یہود کو کہ جنہون نے عہد توڑا تہا) جا گہیرا
یہانتک کہ سعد کے حکم پر (قلعہ سے) اوترے یعنی جو سعد بن معاذ
ہمارے حق مین حکم کردین ہمکو منظور ہے تو سعد بن معاذ نے حکم دیا
کہ لڑنیوالے جوان قتل کرا دئے جادین اور بال بچے قید کرلئے
جادین۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑنے والے
جوانون کو قتل کرا دیا کہ سارے ۴۵۰ چار سو تہے اور بعض کہتے
ہین کہ اس سے زیادہ تہے اور اونہین مین حیی بن اخطب
اور کعب بن اسد تہے جیسا کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہے اللہ
اور اوتارا اللہ تعالی نے اون لوگون کو جو اونسے لڑائی کرتے تھے
اونکے قلعون سے اور اونکے دلون مین رعب ڈالا) اور آپکے

الغزوة صلوة الخوف وكان اصحاب الصفة حفاة
وكانوا يلفقون الخرقة على اقدامهم من شدة الطريق
وكان يسقط تلك الرقاع والخرق عنهم فسميت غزوة
ذات الرقاع وقيل انما سميت ذات الرقاع لان
الموضع الذي انتهوا اليه جبل فيه خطوط حمر و
صفر وبيض كانها رقاع فسمي ذلك ومنها غزوة
مُوتة بعث رسول الله عليه الصلوة والسلام
رجالًا من المهاجرين والانصار وامر عليهم زيد
بن حارث فقتل في تلك الغزوة زيد بن حارث
وجعفر الطيار وعبد الله بن رواحة وغيرهم
رضي الله عنهم ومنها غزوة خيبر وكانت في
سنة ست بعد الهجرة حتے فتحها واستولى عليها
ومنها غزوة انمار خرج رسول الله صلے الله
عليه وسلم مع اصحابه ولم يكن بينهم قتال و
منها غزوة فتح مكة خرج رسول الله عليه الصلوة
والسلام ومعه عشرة الاف من المهاجرين و
الانصار وذلك بعد ثمان سنين من وقت
الهجرة ففتحها واظهر فيها الاسلام ومنها
غزوة بني خزيمة بعث رسول الله عليه الصلوة

غزوہ مین آپ نے پڑہی ہے صلوۃ الخوف
اسمین سبب یہہ تہے اور اصحاب صفہ ننگے پاؤن تہے
اور اپنے پاؤن کو بوجہ شدت رستہ کے چیتھڑی لپیٹتے تہے اور یہ
چیتھڑی گر جاتے تہے اسیواسطے اس غزوہ کا نام ذات الرقاع ہوا
یعنے چیتھڑون والا اور بعض کہتے ہین اسکا نام ذات الرقاع
اسوجہہ سے ہوا کہ اوس جگہہ جہان پہونچے تہے ایک پہاڑ تہا کہ اوسمین
سرخ اور زرد اور سفید لکیرین تہین جیسا کہ گودڑی مین
رقاع یعنے چیتھڑے کئی رنگ کے ہوتے ہین تو اسکا یہہ نام پڑگیا
اور آپ کے غزوات مین سے ایک غزوہ موتہ ہے
کہ اوسمین آنحضرت صلعم نے چند مہاجرین اور انصار
زید ابن حارثہ کو سردار بناکر بہیجا تو اوس غزوہ مین زید
بن حارثہ اور جعفر طیار اور عبد اللہ بن رواحہ وغیرہ رض شہید ہوئے
اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ خیبر ہے اور یہہ چہہ
برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور سب قبضہ کر لیا اور
آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ انمار ہے کہ آنحضرت صلعم مع اصحاب کے
اوسمین تشریف لیگئے لیکن آپسمین لڑائی نہوئی اور آپکے غزوات
مین سے ایک غزوہ فتح مکہ کا ہے کہ آپ مع دس ہزار مہاجر اور انصار کے
تشریف لیگئے اور یہہ آٹہہ برس بعد ہجرت کے ہوا تو آپنے فتح پائی اور
اسلام خوب ظاہر کیا اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ بنی خزیمہ ہے

والسلام خالد بن الوليد بعد ما دخل مكة الى
بنى خزيمة فقتلهم وسباهم وقد كانوا ادعوا
الاسلام فلم يصدقهم فامر رسول الله
عليه الصلوة والسلام برد ما اخذ منهم وضمن
دية قتلاهم ومنها غزوة حنين خرج رسول
الله عليه الصلوة والسلام من مكة ومعه اثنا
عشر الف رجل الى هوازن فاعجبوا بانفسهم
لكثرتهم وقالوا لن نغلب اليوم من قلة فابتلاهم
الله تعالى بالهزيمة ثم اعانهم ونصرهم حتى
ظفروا على المشركين وهزموهم وغنموا غنائم
كثيرة وهو الذى يسمى يوم اوطاس وذلك
قوله تعالى وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ
الآية ومنها غزوة طائف رجع رسول الله
صلى الله عليه وسلم من غزوة حنين من اوطاس
الى طائف وحاصرهم اربعين يوما حتى فتحها ومنها
غزوة دومة الجندل بعث عبد الرحمن بن عوف
اليها مع سبعمائة رجل فاصطلحوا واسلموا فاقام
عندهم وتزوج بها تماضر بنت اصبغ بن عمرو الكلبى
وهى ام ابى سلمة بن عبد الرحمن بن عوف ومنها

بعد داخل ہونے مکہ کے خالد بن ولید کو قبیلہ بنی
خزیمہ کی طرف بہیجا تو اونکو قتل کیا اور قید کر لائے اور تحقیق ان لوگوں
نے اظہار اسلام کا کیا تو خالد نے نہ مانا یعنے اس گمان سے کہ یہ
ڈر کے مارے زبانی کہتے ہیں تو آنحضرت صلعم نے اونکی غنیمتیں
پھیر دینے کا حکم دیا اور اونکے مقتولونکے دیت کے ضامن ہوئے اور آپکے
غزوات میں سے ایک غزوہ حنین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
بعد فتح ہونے مکہ کے مع بارہ ہزار آدمی کے مکہ سے طرف قبیلہ ہوازن
کے تشریف لیگئے تو لوگ یعنے صحابہ بسبب کثرت کے عجب میں آگئے
اور کہنے لگے کہ اب کوئی بسبب قلت کے غالب نہ ہوگا تو اللہ تعالے
نے آزمائش کے لیئے اونکو ہزیمت دی پہر مدد اور نصرت بخشی
یہانتک کے مشرکین پر فتحیاب ہوئے اور اونکو بہگایا اور اونکی
غنیمتیں بہت لوٹیں اور اوسیکو یوم اوطاس بہی کہتے ہیں
جیسا کہ اللہ تعالی فرماتا ہے (اور دن حنین کو جب عجب میں ڈالا
تمکو تمہاری کثرت نے) آخر آیت تک اور آپکے غزوات میں سے ایک
غزوہ طائف ہے کہ آپ غزوہ حنین میں موضع اوطاس سے
طرف طائف تشریف لیگئے اور اونکا چالیس روز تک محاصرہ
کیا یہانتک فتح کیا اور آپکے غزوات میں غزوہ دومۃ الجندل
ہے آپنے عبد الرحمن بن عوف کو مع سات سو آدمیوں کے اونکی
طرف بہیجا تو اونہوں نے صلح کی اور اسلام لائے تو عبد الرحمن

[illegible]

تبوك نحو الروم فظفر بهم وغنم منهم غنائم
كثيرة ومنها انه عليه الصلوة والسلام بعث
خالد بن الوليد في ثلثمائة رجل الى دومة
الجندل قبل قدوم عبد الرحمن فغنم منها غنائم
كثيرة ومنها غزوة قبل نجد ومنها غزوات
لم نذكرها ذلك تخفيفا للناظرين وتسهيلا
للقارين **باب ما يكره** قال الفقيه رحمه الله
يكره الكلام في خمس مواضع اولها خلف الجنازة
والثاني عند قراءة القرآن والثالث عند الخطبة
وفي مجلس الذكر والرابع في الخلاء والخامس
في الجماع ويكره النظر في خمس مواضع في الصلوة
يمينا وشمالا وفي ابواب الناس والى عورات
النساء في الجماع والى من فوقه في امر الدنيا
على وجه الرغبة والى من دونه في امر الدين
ويكره الاستماع الى خمسة اشياء احدها اللهو
والغناء والثاني الى النياحة والثالث الى كلام
الباطل والفضول والرابع الى اثنين يتناجيان
والخامس في ابواب الناس ويكره الضحك في
خمس مواضع عند الجنازة وعند المقابر وعند

ایک غزوہ تبوک ہے کہ وہ طرف شام کے ہے تو آپ اوسمین
فتحیاب ہوئے اور اونکی غنیمتین بہت لوٹین اور آپکے
غزوات مین سے ایک غزوہ یہہ ہے جو آپنے خالد
بن ولید رضہ کو مع تین سو آدمیونکے دومۃ الجندل کیطرف
عبد الرحمن کے آنے سے پہلے بہیجا تو اوسمین غنیمتین بہت
لوٹین اور آپکے غزوات مین سے ایک غزوہ وہ ہے جو جانب
مین نجد کے ہوا اور آپکے بہت ایسے ہین جو ہمنے ناظرین
کی تخفیف اور پڑہنیوالونکے تسہیل کے لئے ذکر نہین کئے ۔
باب مکروہ چیزونکے بیان مین کہا فقیہ رح نے کہ پانچ جگہہ
کلام کرنا مکروہ ہے اول جنازہ کے پیچھے دوم قراءۃ قرآن کیوقت
سوم خطبہ کیوقت اور جہان ذکر اللہ ہو چہارم پاخانہ پہرنے
کیوقت پنجم جماع کیوقت اور پانچ جگہہ مین نظر کرنی مکروہ ہے
اول نماز مین دہنے بائین تاکنا دوم لوگونکے دروازونمین تاکنا
سوم وقت جماع کی شرمگاہ عورت کی طرف نگہ کرنی چہارم بطور
حرص کے اپنے سے زیادہ دنیادار کیطرف تاکنا پنجم اپنے سے کمتر دیندار
کیطرف دیکہکر دین مین سستی اور کاہلی کرنی اور کان رکہنا
پانچ چیزون کی طرف مکروہ ہے اول تماشا اور سرود کیطرف
دوم نوحہ کیطرف سوم جہوٹی اور فضول کلام کیطرف چہارم
اون دو شخصون کیطرف جو پوشیدگی مین بات کرتے ہین

التفجع بالمصيبة وعند قراءة القرآن وعند ذكر
الله تعالى ويقال الضحك من غير عجب نوع من
الجنون واختلفوا في اتخاذ الانف من الذهب
والاسنان منه قال ابو حنيفة رحمه الله لا
بأس بان يتخذها من الفضة ولا يجوز من الذهب
وقال محمد بن الحسن لا بأس به وبهذا القول
ناخذ وقد روي في الخبر ان عرفجة بن اسعد
اصيب انفه يوم الكلاب في الجاهلية فاتخذ انفا
من فضة فانتن عليه فامره رسول الله عليه
الصلوة والسلام بان يتخذ انفا من ذهب و
يكره الصوم في خمسة ايام يوم الفطر ويوم النحر
وثلثة ايام بعدها ويكره صلوة التطوع في
خمس ساعات احديها بعد صلوة العصر الى
ان يصلي المغرب والثانية بعد طلوع الفجر الا ركعتي الفجر
والثالث بعد ما يصلي الفجر الى ان يرتفع الشمس
والرابع عند استواء الشمس والخامس يوم
الجمعة اذا خطب الامام ويكره صلوة الفريضة
في ثلثة اوقات وقت طلوع الشمس وعند استوائها
وعند غروب الشمس الا عصر يومه

غم مصیبت کیوقت چہارم قراءۃ قرآن کیوقت پنجم ذکر
اللہ کیوقت اور کہتے ہین کہ سوائے پسندیدہ چیز دیکھنے کے
ہنسنا ایک قسم جنون کا ہے اور سونے سے ناک اور دانت
بنوانے مین علمانے اختلاف کیا ہے ابو حنیفہ رحمہ نے کہا
کہ چاندی سے بناوے تو کچھ ڈر نہین اور سونے سے جایز نہین
اور محمد بن حسن رح نے کہا کہ سونے سے بھی کچھ ڈر نہین
اور اسیکو ہم لیتے ہین اور حدیث شریف مین ہے کہ عرفجہ
بن اسعد رض کا ناک ایام جاہلیت مین جنگ کلاب کے دن
کٹ گیا تو اونہون نے چاندی کا بنوایا تو وہ بدبودار ہو گیا آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو سونے سے بنانے کا حکم دیا اور پانچ
دن روزہ رکھنا مکروہ ہے عید الفطر کے دن عید الضحی
کے دن اور تین دن اونکے پیچھے اور نفل پڑھنے
پانچ گھڑیون مین مکروہ ہین اول نماز عصر سے نماز مغرب
تک دوم طلوع فجر کے بعد سوائے دو رکعت سنت کے سوم
بعد نماز فجر کے سورج کے بلند ہونے تک چہارم عین دوپہر کے
وقت پنجم دن جمعہ مین خطبہ کیوقت اور تین وقتون مین
فرض پڑھنے بھی مکروہ ہین اول طلوع آفتاب کے
وقت دوم عین دوپہر کیوقت سوم غروب کے وقت مگر اوس
دن کے عصر کو وہ غروب کے وقت درست ہے ۔

باب الدعوات

قال الفقيه رحمه الله ينبغي للعبد ان يدعو الله تبارك وتعالى في كل وقت ويرفع اليه جميع حوائجه فان ذلك علامة العبودية وان احب العباد الى الله تعالى من يسأله وابغض الناس الى الله تعالى من استغنى عنه واحب الناس الى الناس من استغنى عنهم ولا يسأل لهم شيئا وابغض الناس الى الناس من يسأل لهم وروى عن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ليس شئ على الله تعالى اكرم من الدعاء وقال النبي عليه الصلوة والسلام الدعاء مخ العبادة ثم تلا قوله تعالى وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي الآية وقال ابو هريرة لا يزال العبد بخير ما لم يستعجل فقيل له وكيف يستعجل قال يقول قد دعوته فلم يستجب لي وعن النبي عليه الصلوة والسلام انه قال ما دعا عبد بدعوة الا وقد اعطاه الله تعالى ما سأل او صرف عنه من البلاء ما هو اعظم منه او ادخر له ما هو خير له منه وروى الاعمش عن ابراهيم انه قال اذا رأى احدكم في منامه شيئا

باب بیچ دعاؤں کے بیان میں

کہا فقیہ رحمہ اللہ نے آدمی کو لائق یہی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہر وقت دعا کرتا رہے اور تمام حاجتیں اوسی سے مانگے پس تحقیق یہہ نشان بندہ ہونیکی علامت ہے اور بہت پیارا اللہ کو وہ شخص ہے جو اوس سے مانگے اور بہت برا اوسکے نزدیک وہ ہے جو اللہ سے بے پرواہ ہے اور بہت پسند لوگوں کو وہ شخص ہے جو اون سے بے پرواہ ہے اور بہت برا اونکے نزدیک وہ ہے جو اون سے مانگے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ تحقیق آپ نے فرمایا کہ نزدیک اللہ کے دعا سے زیادہ بزرگ کوئی چیز نہیں اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا کہ دعا مغز ہے عبادت کا پھر پڑھا آپ نے اس آیت کو اور کہا رب تمہارے نے پکارو مجھکو میں قبول کرونگا دعا تمہاری تحقیق جو لوگ تکبر کرتے ہیں کہ مجھسے مانگیں تو ذلیل ہوکر جہنم میں داخل ہونگے اور ابوہریرہ رضہ نے کہا کہ آدمی ہمیشہ بھلائی کے ساتھ رہتا ہے جبتک کہ جلدی نہ کرے لوگوں نے پوچھا کہ کیا ہے جلدی کرنا اونہوں نے کہا کہ جلدی کرنا یہہ ہے جو آدمی کہتا ہے کہ میں نے اللہ سے دعا مانگی پس قبول نہوئی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو کوئی اللہ سے کچھ مانگتا ہے تو وہی اللہ اوسکو دیتا ہے یا اوس سے زیادہ مصیبت اوسکی ٹلتی ہے یا اوسکے لئے ثواب جمع کر رکھتا ہے یعنی جو دعا کرتا ہے اوسکے مناسب حال ہو وہ کرتا ہے اور

يكره فليتفل عن يساره ثلث مرات وليتعوذ
بالله مما عاذت به ملئكة الله تعالى ورسله من
شر رؤياي هذه التي رأيت هذه الليلة ان لا
يضرني في دنياي وفي آخرتي فانه لا يضر ذلك
باذن الله تعالى وروى ابو هريرة عن النبي عليه
الصلوة والسلام انه قال اذا حلم احدكم حلما
فليبزق عن شماله ثلث مرات وليستعذ بالله من
شره فانه لا يضر ذلك باذن الله تعالى وعن
عبد الله بن مسعود انه قال اذا اتيت باهلك
اول كرة فمرها لتصلي ركعتين ثم خذ براسها و
قل اللهم بارك لي في اهلي وبارك لاهلي في و
ارزقني منها وارزقها مني واجمع بيننا ما جمعت
في خير وفرق بيننا ما فرقت من خير وعن ابن
عباس انه قال اذا اتى احدكم اهله فليقل اللهم
جنبني الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتني
فان ولد بينهما ولد لم يضره الشيطان باذن
الله وروى انس بن مالك عن النبي عليه الصلوة
والسلام انه قال ما انعم الله على عبد من نعمة
في اهل او مال او ولد او دار فقال ما شاء الله

کہ وہ اوسکے نزدیک بری ہے تو اوس وقت یعنے بیداری کے وقت
تین بار بائین تہوکے اور یہہ سے زیادہ مانگتا ہون ساتہہ اوس چیز
کے ساتہہ اون کہ ساتہہ جنکے پناہ مانگتے ہین اللہ کے فرشتون اور
پیغمبرون نے پناہ مانگی اس خواب کی برائی سے جو مین نے آج رات
دیکہی یہہ کہ مجہر اس برائی کا ضرر دنیا اور آخرت مین نہوگی
جب یہہ کہیگا تو خدا کے حکم سے ضرر نہ پہونچیگا اور ابو ہریرۃ نبی
علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین کہ جب کوئی تم مین سے
بری خواب دیکہے تو تین بار بائین طرف تہوکے اور اللہ کے ساتہہ
اس کے برائی سے پناہ مانگے تو اللہ کے حکم سے اسکا ضرر اوسکو نہ پہونچیگا
اور عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ جب تو اپنی عورت
کے پاس پہلے مرتبہ جاوے تو اوسی کہہ کہ دو رکعتین پڑہے پہر اوسکے
سر کو پکڑکر یہہ کہہ کہ الٰہی اللہ برکت کر میرے لئے میری عورت مین
اور میری عورت کے لئے مجہہ مین نفع دے مجہکو اوس سے اور اوسکو
مجہسے اور جب تک ہمکو جمع ہونے مین بہتری ہے تو جمع رکہہ
اور جب جدائی مین بہتری ہو تو جدا کر اور ابن عباس سے
مروی ہے کہ اونہون نے کہا کہ جب کوئی تمہارا اپنے عورت کے پاس
جاتا ہوے تو کہے الٰہی بچا مجہے اور میری اولاد کو شیطان سے بچا)
تو جب اوسکے فرزند ہوگا اللہ کے حکم سے شیطان ضرر نہ کریگا
اور انس بن مالک نبی علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کرتے ہین

ولا قوة الا بالله لا يرى فيه آفة دون الموت
ثم قرأ ولولا اذ دخلت جنتك قلت ما شاء
الله لا قوة الا بالله وعن مجاهد انه قال
اذا دخلك شيء من الطيرة فقل ما شاء الله
لا قوة الا بالله لا يأتي بالحسنات الا الله
تعالى ولا يدفع السيئات الا الله تعالى ثم امض
لوجهك وعن ابن عباس رضي الله عنه انه قال
قل عند الطيرة اللهم لا طير الا طيرك ولا
خير الا خيرك ولا اله غيرك ولا حول ولا
قوة الا بالله وعن ابن عمر انه قال من ضل ضالة
فليصل ركعتين ثم ليقل بعد الفراغ من
التشهد اللهم يا هادي الضال ويا راد
الضالة اردد علي ضالتي بعزتك وسلطانك
فانها من فضلك وعطائك وروى سفيان
باسناده عن ابن عباس رضي الله عنه اذا
عسرت على المرأة ولادتها فليكتب بسم الله
الرحمن الرحيم بسم الله الذي لا اله الا هو
الحليم الكريم وسبحان الله رب العرش العظيم
والحمد لله رب العالمين كانهم يوم يرونها

ولا قوة الا بالله تو سوا موت کے پھر آپ نے یہ پڑھا ولولا اذ دخلت
جنتک قلت ما شاء الله لا قوة الا بالله (یعنی ایک مسلمان اپنی بہائی
مشرک نا شکر سے کہا کہ جب اس باغ میں داخل ہوا تو ما شاء الله لا قوة
الا بالله کیوں نہیں کہا) اور مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ جب تجھے
کوئی علامت بدشگونی کی معلوم ہو تو کہہ ما شاء الله لا قوة الا بالله
لا یاتی بالحسنات الا الله تعالی ولا یدفع السیئات الا الله تعالی یعنی جو چاہا خدا نے
وہ ہوتا ہے اور نہیں قوت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق اللہ کے نیکیاں نہیں
آتیں مگر اللہ ہی کی طرف سے اور نہیں کوئی بچاتا برائیوں سے مگر اللہ —
پھر کہکر چلدے اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا جب تو کوئی چیز بدشگونی
کی دیکھے تو کہہ خدایا نہیں کوئی بدشگونی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی
بھلائی مگر تیری طرف سے اور نہیں کوئی معبود سوا تیرے اور نہیں زور آنا گناہ سے
اور نہیں طاقت بھلائی کی مگر ساتھ توفیق اللہ کے اور ابن عمر سے مروی ہے انہوں نے
کہا کہ جسکا چارپایہ گم ہو جاوے تو دو رکعتیں پڑھے اور تشہد التحیات کے بعد یہ
(اللهم الخ) یعنی اے اللہ راستہ بتلانے والے بھولوں کے اور اے پھیر دینے والے گم ہوئے
چارپایہ کے پھیر لا میرے چارپایہ کو ساتھ غلبہ اور سلطنت اپنی کے تحقیق یہ
تیرا محض فضل اور بخشش ہے اور سفیان ساتھ اسناد اپنی کے ابن عباس
سے روایت کرتے ہیں کہ جب عورت پر ولادت تنگ ہو جاوے تو یہ لکھکر
اسکو دیدیں بسم الله الرحمن الرحیم بسم الله الذی لا اله الا هو الحلیم الکریم وسبحان
الله رب العرش العظیم والحمد لله رب العالمین کانهم یوم یرونها

لم یلبثوا الا عشیة او ضحاها کانهم یوم یرون
ما یوعدون لم یلبثوا الا ساعة من نهار
بلاغ فهل یهلک الا القوم الفاسقون قال
سفیان یکتب فی جام ویغسل وتسقی ماءه
وروی ابان بن عثمان بن ابی العاص عن
ابیه رضی الله عنه عن النبی علیه الصلوة و
السلام انه قال من اصبح وقال بسم الله الذی
لا یضر مع اسمه شیء فی الارض ولا فی السماء
وهو السمیع العلیم ثلث مرات لم یصبه بلاء
حتی یمسی وان قالها حین یمسی لا یصیبه بلاء
حتی یصبح وعن عثمان بن العاص قال اتانی رسول
الله علیه الصلوة والسلام وبی وجع الضرس
کاد ان یهلکنی فقال صلی الله علیه وسلم امسح
بیمینک سبع مرات وقل اعوذ بعزة الله و
قدرته من شر ما اجد واحاذر ففعلت ذلک
فبرأت وروی ابو هریرة ان رجلا من بنی
اسلم قال ما نمت البارحة فقال النبی علیه الصلوة
والسلام من ای شیء قال لدغتنی عقرب فقال
النبی علیه الصلوة والسلام اما انک لو قلت

لم یلبثوا الا عشیۃ او ضحاہا کانہم یوم یرون ما یوعدون لم یلبثوا الا
ساعۃ من نہار بلاغ فہل یہلک الا القوم الفاسقون اور کہا سفیان
نے اسکو ایک پیالہ مین لکھکر پانی سے دہو ڈالین پہر اسکو پلاوین
اور ابان بن عثمان بن ابی العاص اپنے باپ سے وہ آنحضرت صلعم سے
روایت کرتے ہین کہ آپنے فرمایا کہ جو کوئی صبح کو تین بار کہے
بسم اللہ الذی لا یضر مع اسمہ شیء فی الارض ولا فی
السماء وہو السمیع العلیم تو اسکو شام تک کوئی بلا نہ پہونچیگی
اور شام کے وقت کہے تو صبح تک کوئی بلا نہ پہونچیگی اور عثمان
بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم میرے پاس آئے اور میری ڈاڑہ مین ایسا درد
تہا کہ مجہے ہلاک کر ڈالے تو آپنے فرمایا کہ اپنے داہنے
ہاتہ کو اسپر سات بار پہیرا اور یہ کہہ اعوذ بعزۃ
اللہ وقدرتہ من شر ما اجد واحاذر مین نے ایسا
ہی کیا تو درد جاتا رہا اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
روایت کرتے ہین کہ ایک آدمی نے قبیلہ بنی اسلم
مین سے کہا کہ مجہے آج کی رات نیند نہین آئی
آپ نے پوچہا کہ کس سبب سے تو اسنے کہا کہ
مجہے بچہونے کاٹا تہا تو آپ نے فرمایا کہ یاد کہہ

اگر تو

حين امسيت اعوذ بكلمات الله التامات من شر ما خلق لم يضرك شئ انشاء الله تعالى و عن بعض الصحابة قال من قال كلما عطس الحمد لله رب العالمين على كل حال امن من وجع السن و عن النبى صلى الله عليه وسلم من سبق العاطس بالحمد لله امن من الشوص واللوص والعلوص يعنى اذا قال غير العاطس بالحمد لله قبل ان يحمد العاطس امن من وجع السن و وجع الاذن و وجع البطن قال ابن مسعود رضى الله عنه من قرأ عشر ايات من سورة البقرة اربع ايات من اولها واية الكرسى و ايتين بعدها وثلث ايات من اخر السورة فان قرأها فى اول النهار لا يدخل الشيطان فى ذلك البيت حتى يمسى وان قرأها بالليل لا يدخل حتى يصبح فان قرأت على مجنون افاق و قال بعض المتقدمين من تظاهرت عليه النعم فليكثر الحمد لله رب العالمين ومن كثرت همومه فليكثر الاستغفار ومن الح عليه الفقر فليكثر من قول لا حول و لا قوة الا بالله العلى العظيم و روى عن جعفر بن

شام کے وقت یہ پڑھ لیا یعنی اعوذ بکلمات اللہ التامات من شر ما خلق تو انشاء اللہ تجھی کوئی چیز ضرر نہ دیگی اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جو کوئی وقت چھینکنے کے الحمد للہ رب العالمین علے کل حال کہے تو دانتوں کے ضرر سے بچیگا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جو کوئی چھینکنے والی کی الحمد للہ کہنے سے پہلے الحمد للہ کہے تو دانت اور کان اور پیٹ کے درد سے بچا رہیگا اور ابن مسعود رضہ نے کہا جو شخص دس آیتین سورہ بقر کی پڑھی چار آیتین اول سورہ سے اور آیۃ الکرسی اور دو آیتین آیۃ الکرسی کے بعد اور تین آیتین آخر سورہ کی اگر ان کو صبح کے وقت پڑھیگا تو شام تک اُس گھر مین شیطان داخل نہ ہوگا اور اگر اُن کو رات کے وقت پڑھیگا تو صبح تک شیطان داخل نہ ہوگا اور اگر تو انکو کسی مجنون پر پڑھیگا تو ہوش مین آجائیگا اور بعض متقدمین نے کہا ہے کہ جسکے پاس اللہ کے بہت نعمتین ہون تو الحمد للہ رب العالمین بہت پڑھا کرے اور جسکو غم بہت ہون تو استغفار بہت کرے اور جسکے پیچھے فقر پڑ جاوسے تو لا حول و لا قوۃ الا باللہ العلی العظیم بہت پڑھا کرے

اور جعفر بن

محمد الباقر انه قال عجبت ممن يبتلى باربع فكيف
يغفل عن اربعة عجبت ممن يبتلى بالهم فكيف
لا يقول لا اله الا انت سبحانك انى كنت من
الظالمين لان الله تعالى يقول فاستجبنا له
ونجيناه من الغم وكذلك ننجي المؤمنين و
عجبت ممن خاف شيئا فكيف لا يقول حسبنا
الله ونعم الوكيل فانقلبوا بنعمة من الله و
فضل لم يمسسهم سوء وعجبت ممن يمكر
الناس كيف لا يقول وافوض امرى الى الله ان
الله بصير بالعباد لان الله تعالى عز وجل
يقول فوقه الله سيئات ما مكروا و
عجبت ممن رغب فى الجنة فكيف لا يقول ما
شاء الله لا قوة الا بالله لان الله تعالى
يقول فعسى ربى ان يؤتين خيرا من
جنتك

تمت

محمد باقر سے مروی ہے کہ اُنہوں نے کہا کہ میں تعجب کرتا ہوں اُس سے
جو مبتلا ہو ساتھ چار چیزوں کی پھر کیوں غافل رہتا ہے چار چیزوں سے
(جو اول چار چیزوں کا تدارک کر سکیں) اور تعجب کرتا ہوں اُسکے حال پر جو
مبتلا ہو ساتھ غم کے پھر یہ آیت نہیں پڑھتا (لا اله الا انت سبحانک
انی کنت من الظالمین) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پس ہم نے یونس کی دعا قبول کی اور اُسکو
غم سے نجات دی اور ایسا ہی ہم نجات دیتے ہیں مومنوں کو) یعنی جو مومن ایسا کہ
پڑھیگا اُسکو غم سے نجات ہوگی اور تعجب کرتا ہوں اُسکے حال پر جو کسی چیز سے ڈرتا ہے
اور یہ نہیں پڑھتا (حسبنا اللہ و نعم الوکیل) اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (اور کہا
مسلمانوں نے اللہ ہمکو کافی ہے اور وہ بہتر کارساز ہے تو اللہ کے نعمت اور فضل کے ساتھ
واپس آئے اور اُنکو کوئی بُرائی نہ پہنچی) یعنی کفار سے سفر میں مقابلہ کرنا آئی اور
مسلمانوں نے اسباب تجارت تکو سچا پر نفع کثیر اُٹھا کر صحیح سلامت واپس آئے اور تعجب کرتا ہوں
اُسکی حال پر جو لوگ اُسکی بُرائی کے درپے ہیں اور یہ نہیں کہتا (وافوض امری الی اللہ ان
اللہ بصیر بالعباد) اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (پس بچا لیا اُسکو اللہ نے بُرائیوں سے جو وہ
کرتے تھے) اور تعجب کرتا ہوں اُس سے جو باغ (بہشت) کی خواہش کرتا ہی اور یہ نہیں پڑھتا
(ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (تو امید ہے کہ مجھکو میرا رب تیرے
باغ سے بہتر دیوے)

تمت

الملک رئیس عالی جناب سید حامد نواب بعیز اُٹھا رام نامی کے اس کتاب کو ترجمہ کراکے چھپوایا ہے
ناظرین کی خدمت میں التماس ہے کہ جناب ممدوح کے واسطے دعائے سلامتی ایمان
و بہترین ہر دو جہان فرماویں فقط

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام سید محمد معظم طبع گردید

(عربی) غلطنامہ بستان فقیہ ابو اللیث سمرقندی رح (اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۴	فریصة	فریضة
۵	۱۲	یرقان	بُرقان
.	.	.	.
۶	۶	یعجزن	یعجزن
۱۰	۱۰	خبایر	خایر
۱۱	۱۴	الاخری	الآخر
۱۳	۱۵	لعلماء	العلماء
۱۷	۱۳	فیلقینه	فیلقنه
״	״	بکتابك	بکتابك الذی
۱۹	۱۸	اذ	اذا
۲۰	۱۴	کتبت	کتب
۳۰	۱۲	القسی	القاسی
.	.	.	.
۳۵	۱۲	للمعلم	للمتعلم
۳۹	۸	یودی	یود
״	۱۷	السائح	السابح
״	۱۸	״	״
״	״	یسیح	یسبح
۴۰	۶	لاباس	لاباس به
״	۱۷	اعطیها	اعطیتها
״	۱۸	״	״
۴۲	۶	یلبتغوا	یتبعوا
״	۷	یخشو	یخشوا
״	۸	تشتروا	یشتروا
۴۷	۸	یجر	یجز

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲	۱۳	بڑھادین مہینے	لایا مین
۳	۱۱	بکاح	ونکاح
۳	۱۴	یرقان	بُرقان
״	۱۸	فضل	تفضیل
۹	۲	اور	یا
۱۰	۱۹	اُن	اور اُن
۱۱	۷	مزدوز	مزدور
۱۲	۶	لا	لیا
۱۳	۱	شاگرون	شاگردون
۱۵	۱۱	کرنے	کیسے
״	۱۳	سوا	سو
۱۶	۱۵	عبدالعزز	عبدالعزیز
۱۷	۱۳		یہ
۲۰	۹	کیا ہے	کی ہے ابو حمزہ نے
۲۲	۱	روایت کرتے ہیں	×
۲۳	۳	عمر	عمرو
۲۵	۱۸	کرین	کرے
۲۶	۹	اور	پس
۳۶	۴	کے ڈھیر	×
۳۷	۳	بیج	بیچ
״	۱۷	کتا	گدھا
״	۱۸	تحل	ضبط
״	״	״	،
۳۸	۱۴	کے	اُسکے
۳۹	۱۶	ملاقات	ملا

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۷	۱۳	نصف آیة	آیة ولا تقربوا [illegible]
۵۲	۲	خیرا	خیرلہ
۵۳	۵	خیرا	خیرلہ
〃	۱۲	الحرب	الحروب
۵۵	۷	وقال	فقال
۵۶	۱۱	الله	الآلاء
〃	۱۴	بن	بن تخیس عن
۵۸	۱۲	یدی	تبایع
۶۱	۱	بکرو	بکرہ
〃	۱۷	تعالِ	تعالی
۶۲	۲	لآخر	لآخر
۶۴	۱۲	انزلہ	انزل لہ
۶۵	۱۰	نصح	نصحح
۶۶	۱۹	تشتکی	اشتکی
۶۷	۹	یالنصب	بالنصب
۶۸	۱۱	تقربوعن	تقربوھن
〃	۱۷	اجازنا	اجاز
۷۵	۱۳	تقلتی	تقلنی
۷۶	۹	فوضعها	فوضعتها
۸۹	۹	قبل	قال
〃	۱۳	نعتی ھم	یعنی ھم
〃	۱۴	تروینہ	ترویانہ
〃	۱۵	المطیون	المطیین
۹۱	۱۷	یک	یک
۹۲	۱۳	یاجلی	بالمجلی
۹۳	۱۱	خیر	خیرا
۹۷	۹	لنہی	النہی

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴۹	۲	باز	بار
۵۲	۸	عمار	عمار یعنی عمار بن [illegible]
۵۳	۱۶	ے	کے
۵۵	۲	بری	بڑی
۸۴	۸	بیدل	پیدل
۸۸	۱۵	ساکجین	ساکنین
〃	۱۲	〃	〃
۹۱	۲	تو	تو کنجی
۹۳	۸	حضرت رض	حضرت عمر رض
۹۶	۱۲	ے	کے
۹۹	۲	گرٹ نقش کو	گوٹ ریشم کو کچھہ
		کچھہ ڈر نہین	ڈر نہین کہ واجب ہے کہ کل ریشم ہو
〃	۷	اور جیسا	جیسا
۱۰۲	۱۵	یا صاف کیے ہون	یا بسم اللہ کرکے ذبح کیے گئے ہون
۱۰۳	۵	شریح	علی بن ابی شریح
〃	۸	کہا	کہا مین
۱۱۸	۱۶	الرحیم	الرحیم
۱۱۶	۳	اور اور	اور
〃	۱۰	علیہ	×
۱۳۰	۱۳	پرنچی	نہ پہنچی
۱۳۳	۱۶	جبر	جابر
۱۳۹	۱۳	تو	×
۱۴۱	۱۱	عمر	ابن عمر
۱۵۳	۱۳	جیشی	حبشی
۱۵۴	۳	تکلیف یگی	تکلیف دیگئی

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۹	۴	بن	عن
"	۱۸	اباذہ	اجازہ
۱۰۱	۶	هغول	مغول
"	۱۹	رحمہ	رحمة
۱۰۲	۱۵	زکیا	ذکیا
"	۱۸	لیس	لبس
"	۱۹	النسأی	اندرالی
۱۰۳	۱۲	وفع	دفع
۱۰۷	۱۴	القرع	القرع
۱۰۸	۷	دولکھا	دولکھا
"	۱۰	البطیح	البطیخ
"	۱۵	ولما	لما
۱۰۹	۱	تقدرون	یقدرون
"	۱۷	فتل	قتل
۱۱۵	۱۱	یستحیي	نستحیي
۱۳۰	۱۳	بمصها	یمصها
۱۳۱	۱۸	فرعوا	فزعوا
۱۳۸	۷	لانعب	لاتعب
"	۱۷	تکوم	تکرم
۱۳۹	۱	تحبس	تجلس
۱۴۰	۱۳	حالفو	خالفوا
۱۴۲	۷	یدا	یسد
۱۴۳	۱۴	التزال	النزال
۱۴۶	۹	حلفان	خلفان
۱۵۲	۱۹	رضیلنا	رضینا
۱۵۳	۳	الرعبة	الرعیة
۱۵۴	[illegible]	البجائرة	الجبائرة

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۴	۵	زید	زبیر
۱۵۷	۱۷	نے	نے کہا
۱۶۱	۱۲	یا	آیا
۱۶۵	۱۸	سے	سے
۱۶۷	۵	کچھ فائدہ نہ ہوگا	مقصود فوت ہوجائیگا
"	۱۷	کہو	کہہ
۱۷۳	۱۰	قرطبی	قرظی
۱۷۴	۴	چار	وتر
۱۷۵	۱۷	نہ	×
۱۷۶	۱۰	اس اس	اس
۱۷۷	۱۵	کیا کرتے	لیا کرتے
۱۷۸	۵	آپنی	اپنے
"	۱۱	پوچا	پوچھا
۱۸۳	۴	حسا	حسان
۱۸۵	۱۵	مرددی	مرد
"	۱۶	گھوریں	گھیریں
"	۱۶	نہ	×
۱۸۹	۱۸	مائے	×
۱۹۳	۷	باب	باپ
۱۹۴	۴	ان	مان
۲۰۳	۲	فرمایا	×
۲۰۳	۱۹	آدمی	آدمی نے
۲۲۰	۱۱	روکھہ	روکنا
"	۱۹	بیٹھہ	بیٹھنا
۲۵۰	۶	دن	اُن
۲۵۱	۱۴	نتھا	تھا
۲۵۵	۱۱	لسا	لٹا

(عربی)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۹	۱۶	میلی عر	یبلی عر
۱۶۷	۵	بائنہ	ذائنہ
۱۸۳	۱۰	ترطبی	قرطبی
۱۹۳	۱۸	اقیلو	اقیلوا
۱۸۵	۱	افراط	افرط
۱۹۵	۶	اولادٗ	ولادٗ
۱۹۸	۷	طسیلطی	اولیسلطن
۲۱۳	۱۶	غثیانٌ	غثیان
۲۲۰	۳	صفقہ	صفقۃ
〃	۱۰	〃	〃
۲۲۱	۱	نطل	تطل
۲۲۲	۲	سعل	سعیل
۲۴۰	۳	ابما	ایما
۲۵۴	۱۱	جرّ	جزّ
۲۵۵	〃	رخمۃ	رحمۃ
۲۶۴	۶	ابنتہ	ابنہ
۲۸۱	۱	اکتب	تکتی
۲۸۴	۱۳	الحجۃ	ثم الحجۃ
۳۱۸	۳	مر	عمر
۳۵۱	۲	ادیاعہ	اربا عہ
۱۰۱	۲	۳۴۸	[illegible]
۵	۱۲	۱۲	[illegible]
۱۷	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

(اردو)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۵	۱۱	رحتہ	رحمۃ
۲۵۶	۱۲	بعس	بعض
۲۶۰	۶	قرطبی	قرطبی
〃	۸	بنی مرسل تجب	بنی تجبی مرسل
۲۶۳	۱۲	کی	کے
۲۶۵	۱۲	کی	×
۲۶۷	۴	بہت	×
۲۷۰	۱۱	کہ	×
۲۷۱	۱۳	ایا سکے	ایاس کی وہ بفرکہ
〃	۱۶	اخبار	احبار
۲۷۳	۹	حل	جمل
۲۷۴	۱۷	بن	بنت
۲۸۰	۱۱	آب	اب
۲۹۶	۱۰	اسکو ختم کرکے ایک	انکو منحرک کرکے ایک ایک
۲۹۵	۱	قسم اور	ایمان مین
〃	۱۲	من	مؤمن
۳۰۶	۶	دیکھ	[illegible]
۳۰۷	۱۵	اٹھے	×
۳۱۷	۱۷	شہ	×
۳۴۱	۷	میں	مین
〃	〃	جاوے	کیا جاؤن
〃	۹	تہا	کے
〃	۱۰	اشغال	اختال
۳۴۷	۱۶	جمہ	جمتر
۳۴۸	۱	تیکیس	جتیس
〃	۱۰	اس	اس کے
〃	۶	سے بیان	بہی [illegible]

نشف ثانی مین اور بعض مقدمہ مین ... کہا کہ مین نے حساب کیا تو کشف قرآن ... حروف کے اس مقام پر ہوا